جذباتِ مشرق

دیوان سنگھ مفتوںؔ

پہلی بار ـــــــــــ جنوری سنہ ۱۹[illegible]ء

کوہ نور پریس دہلی
ڈائمنڈ ،نوینگ پریس دہلی } میں چھپی

پبلشر
دیوان سنگھ مفتوں

قیمت
بارہ روپے

ملنے کا پتہ۔ دیوان سنگھ مفتوں ایڈیٹر "ریاست" دہلی

نذر

عقیدت کے آنسوؤں کے ساتھ

اُن شعراء کے قدموں میں

جو اِس دُنیا میں آج موجود ہیں یا دوسری دُنیا میں چلے گئے اور جن کے
کلام نے عشق و محبّت - انسانیت - لٹریچر - حُبُ الوطنی اور کیریکٹر
کی پاکیزگی کا علم بلند کیا -

نذر گزار
ایوارنند

یکم جنوری سنہ ۱۹۶۰ء

دیباچہ

میرے بچپن کے زمانے میں پنجاب میں ہندی زبان (جسے "شاستری" کہا جاتا) ہندو مردوں میں صرف پیشہ ور براہمن جانتے جو شادی بیاہ کراتے یا جوتشی ہوتے اور ہندو عورتوں میں بھی بہت کم خواتین ہندی جانتیں جو صرف خط و کتابت کر سکتیں اور یہ بھی عام طور پر گورکھی جانتیں۔ اس کا پڑھنا بہت آسان تھا کیونکہ اس صوبہ میں سرکاری۔ عدالتی اور کاروباری زبان اُردو تھی اور سکھوں میں تو ایک مرد بھی ایسا نہ تھا جو ہندی سے واقف ہو اور سکھ عورتوں میں بھی شاید ہی کوئی عورت اس زبان سے واقف تھی اور تمام سکھ عورتیں گورکھی جانتیں کیونکہ مذہبی کتابیں پڑھنے کے لئے ان کو گورکھی کا جاننا ضروری تھا۔ پنجاب میں ہندی زبان کی اس قابل رحم حالت میں سب سے پہلے آریہ سماج نے ہندوؤں میں ہندی زبان پڑھنے کا شوق پیدا کیا کیونکہ آریہ سکولوں اور کالجوں میں ہندی کا پڑھنا لازمی تھا۔ چنانچہ میں بھی بچپن کے زمانے میں ہندی زبان سے قطعی ناواقف تھا اور اس کے پڑھنے کا میرے ذہن میں کبھی خیال بھی نہ آیا۔

میں جب ریاست نابھ میں سرکاری ملازم ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں ہر بڑے سرکاری ملازم یا اہلکار کے ہاں دو چار یا پانچ سات ایسے خوشامدی آیا کرتے جن کو کوئی کام نہ ہوتا اور یہ ہر روز یا دوسرے تیسرے روز ان کے ہاں آتے اور ان کے آنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ کبھی ضرورت کے وقت یہ اہلکار ان کے کام آئیں گے۔ میرے وہاں کی ملازمت کے زمانے میں بھی دو چار ایسے لوگ تھے جو قریب قریب ہر روز ہی فرصت کے وقت گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے میرے ہاں آتے یہ دوسرے اہلکاروں کے حالات بتاتے۔ خوشامدانہ انداز میں باتیں کرتے اور اگر کوئی کام ہوتا تو بغیر کسی معاوضے کے کرتے کیونکہ ان لوگوں پر اثر یہ تھا کہ میرے مرحوم مہاراجہ نابھ کے ساتھ ذاتی دوستانہ تعلقات ہیں اور ان کو اگر کبھی ضرورت ہوئی تو میں ان کے لئے مفید ثابت ہو سکوں گا۔ اور ان ہر روز آنے والے لوگوں میں سے ایک پنڈت دیونائیک بھی تھے جو پیشے کے لحاظ سے تو ایک معمولی سی بساطی کی دکان کرتے مگر یہ فطرتاً بے حد شریف محب الوطن۔ نیک اور دیانتدار اور ہندی لٹریچر سے خوب واقف تھے کیونکہ خاندانی اعتبار سے یہ براہمن تھے اور بچپن سے ہی ان کو ہندی کا شوق تھا۔ یہ پنڈت دیونائیک مہاراجہ نابھ کی جلاوطنی اور میرے نابھ سے چلے آنے کے بعد ستیہ آگرہ کرتے ہوئے نابھ میں ہی

قید ہو گئے۔ وہاں جیل میں انھوں نے کپڑے پہننے ترک کر دیئے۔ سردیوں میں بھی بغیر لباس کے رہتے اور مجھے جب اس کا علم ہوا تو میں نے وہاں کے ایڈمنسٹریٹر راجہ گیان ناتھ کو لکھا تو یہ وہاں سے رہا کر دیئے گئے اور ان کو ریاست نابھ کے علاقے سے چلے جانے کا حکم دیا گیا اور یہ رہائی کے بعد میرے پاس دہلی میں ہی آ گئے۔ انھوں نے مستقل طور پر میرے پاس دہلی میں رہائش اختیار کر لی اور یہ یہاں غالباً دو تین برس رہنے کے بعد متھرا چلے گئے جہاں یہ سنیاسی ہو گئے اور سنیاس میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

جب میں ریاست نابھ میں سرکاری ملازم تھا اور پنڈت دیو نایک میرے پاس آیا کرتے تو باتوں باتوں میں یہ کبھی کبھی ہندی کے دوہے بھی سُنایا کرتے کیونکہ ہندی لٹریچر سے یہ خوب واقف تھے اور یہ محسوس کرتے کہ مجھے بھی لٹریچر سے دلچسپی ہے۔ یہ زمانہ تھا جب میرے ذہن میں ہندی لٹریچر کا شوق پیدا ہوا اور میں نے پنڈت دیو نایک سے ہندی زبان پڑھنا شروع کر دی یعنی زبان کے اعتبار سے میرے اُستاد یا گورو پنڈت دیو نایک ہی تھے۔ نابھ سے چلے آنے کے بعد میں نے دہلی سے "ریاست" جاری کیا تو گو فرصت بہت کم تھی مگر ہندی لٹریچر کا شوق جاری رہا اور میں کبھی کبھی ہندی کی کوئی نہ کوئی کتاب پڑھ لیا کرتا۔ گو میں نے ہندی لکھنے کی کبھی کوشش نہ کی اور یہ واقعہ دلچسپ اور حیرت انگیز قرار دیا جائے گا کہ میں آج ہندی لٹریچر کی اچھی سے اچھی کتاب پڑھ لیتا ہوں اور اس کا ترجمہ کر سکتا ہوں مگر میں اب بھی ہندی زبان میں ایک سطر لکھ نہیں سکتا کیونکہ میں نے لکھنے کی کبھی مشق نہ کی۔

بھوپال کے مقدمہ کے بعد تین ماہ کے لئے میں جب ناگپور جیل میں تھا اور وہاں لیڈروں کے اے کلاس کے احاطہ میں رکھا گیا (اس سے پہلے اس احاطہ میں ہندوستان کے چوٹی کے لیڈر رہ چکے تھے جن کے حالات وہاں کے پرانے قیدی سُنایا کرتے) تو میرے پاس فرصت ہی فرصت تھی اور کوئی کام نہ تھا۔ میں فطرتاً بے کار نہیں رہ سکتا۔ میں نے جیل کی لائبریری سے کتابیں منگانا اور پڑھنا شروع کر دیں۔ چونکہ سنٹرل انڈیا میں ہندی ہی سرکاری۔ عدالتی اور کاروباری زبان تھی اس لائبریری میں بھی اُردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی صرف ہندی زبان میں ہی کتابیں موجود تھیں اور بعض کتابیں تو بہت ہی نایاب تھیں جو عرصہ سے وہاں محفوظ تھیں اور جن کو میں نے وہاں پڑھا۔ ان کتابوں کو پڑھتے ہوئے چند روز ہی ہوئے تھے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں کیوں نہ رہائی کے بعد "ریاست" میں ہندی کے اعلیٰ لٹریچر کا اُردو زبان میں ترجمہ شروع کروں اور اس کے لئے ایک مستقل کالم مخصوص کیا جائے۔ چنانچہ اس جیل میں ہی "ریاست" میں "جذباتِ مشرق" کے عنوان سے مستقل کالم کے جاری کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اور میں نے وہاں سب سے پہلے بہاری اور پدماکر کے کلام کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اور "ریاست" کے مستقل کالم کے لئے اتنے زیادہ مواد کا ترجمہ کر لیا جو ایک سال کے پرچوں کے لئے کافی تھا اور رہائی کے بعد دہلی پہنچتے ہی "ریاست" میں اس مستقل کالم کے سلسلہ کو جاری کر دیا اور ہر ہفتہ اس کالم کے لئے دو تین گھنٹے وقف کرتا۔ کلکتہ گیا تو واپسی کے وقت بنارس سے ہندی لٹریچر کی دو سو روپے کی کتابیں خرید لایا۔ ایک پنڈت کو

مقرر کیا کہ وہ ہر ہفتہ ایک دو گھنٹہ کے لئے آکر ترجمہ کرنے میں میری مدد کریں تاکہ کوئی غلطی نہ ہو اور دوسرے کئی پنڈتوں کے علاوہ دہلی کے پنڈت منو دیو شاستری بھی اس سلسلہ میں میری امداد کرتے رہے جن کی نگرانی میں ترجمہ کیا جاتا اور ہندی زبان کے شوق کے متعلق میری حالت یہ تھی کہ میرے پاس اُس زمانہ میں صرف بہاری کی ست سئی کے پندرہ مصنفین کی شرحیں موجود تھیں اور ان میں پنڈت پدم سنگھ جی کی شرح کے لئے تو میرے دل میں بہت ہی قدر ہے (بہاری نے اپنی زندگی میں ہندی زبان میں صرف سات سو اشعار کہے ہیں جن کو بہاری کی ست سئی یعنی سات سو دوہے کہا جاتا ہے۔ اس ست سئی کا درجنوں پنڈتوں نے ترجمہ کیا اور پنڈت پدم سنگھ جو گورو کل کانگڑی میں ہندی کے پروفیسر تھے صرف اڑھائی سو دوہوں کا ترجمہ کر سکے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا اور اس قابل قدر کتاب کا جو دیباچہ آپ نے لکھا وہ غالباً تین سو صفحات کی ضخامت میں تھا۔ افسوس کہ یہ نایاب کتاب اب کہیں مل نہیں سکتی جس کے لئے راقم الحروف نے کئی بار کوشش کی اور میرے ہندی کے ذوق کا اندازہ اس سے بھی کیجئے کہ میں صرف پدم سنگھ جی کا نیاز حاصل کرنے کے لئے ایک بار ہردوار بھی گیا مگر آپ وہاں موجود نہ تھے) "ریاست" کے اس مستقل کالم میں ہندی کے علاوہ دوسری زبانوں مثلاً عربی۔ فارسی۔ پنجابی۔ کشمیری۔ پشتو۔ اور پہاڑی وغیرہ کا کلام بھی شائع ہوتا رہا جو ان زبانوں سے واقف دوستوں نے بھیجا اور جن کے لئے راقم الحروف شکر گزار ہے۔

"ریاست" میں شائع ہو چکے اس ہندی لٹریچر کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا خیال تو ایک عرصہ سے تھا مگر مالی مشکلات اس کے راستہ میں حائل تھیں اور چند برس سے ڈاکٹر ایم۔ ایس رندھاوا آئی سی۔ ایس (جو ایک درجن کے قریب کتابوں کے مصنف اور آرٹ کے متعلق ہندوستان میں ایک اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں) تو مسلسل زور دے رہے تھے کہ اس قابل قدر لٹریچر کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے مگر مالی بے بسی مجھے اس کی اجازت نہ دیتی تھی چنانچہ دو برس ہوئے جب دوستوں کی کوشش سے کتاب "ناقابل فراموش" شائع ہوئی تو اس کتاب کی آمدنی سے ہی آج یہ کتاب "جذباتِ مشرق" شائع ہو رہی ہے یعنی اگر دوستوں کی امداد سے "ناقابل فراموش" شائع نہ ہوتی تو "جذباتِ مشرق" کے شائع ہونے کا بھی کوئی سوال نہ تھا اور اب میری کوشش ہو گی کہ "جذباتِ مشرق" کی آمدنی میں سے کوئی نئی کتاب شائع ہو اور اس طرح ہی یہ سلسلہ جاری رکھا جائے اور میں لٹریچر کی خدمت کے لئے چراغ سے چراغ جلاتا چلا جاؤں کیونکہ دنیا میں ادب۔ لٹریچر۔ شاعری۔ مصوری۔ موسیقی۔ بت تراشی اور آرٹ کا سب سے بڑا دشمن افلاس ہے اور اگر افلاس ان کے لئے باعث ہلاکت نہ ہوتا تو آج آرٹ اور لٹریچر کا مرتبہ دنیا میں بہت ہی بلند ہوتا۔

مذہبی اعتبار سے راقم الحروف کی جو پوزیشن ہے وہ میرے دوستوں یا میرے حالات سے واقف اصحاب سے پوشیدہ نہیں۔ میں نے زندگی میں نہ تو کبھی خدا کا اقرار کیا اور نہ خدا کے وجود سے انکار کی کبھی جرأت ہوئی اور نہ میں بہشت اور دوزخ کا قائل ہوں مگر اس کتاب کے ذریعہ لٹریچر کی خدمت کی جو میں نے کوشش کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے میں ذہنی اعتبار سے محسوس کرتا ہوں اور مطمئن ہوں کہ اگر خدا اور بہشت و دوزخ کا وجود ہے تو میں اس کتاب کے شائع کرنے کی

صورت میں بہشت میں اپنے لئے ایک کونہ حاصل کر سکوں گا اور جن اولیائے اللہ۔ بزرگوں اور شعرا کے کلام کو میں نے اُردو زبان کے جاننے والوں تک پہنچایا وہ بزرگ میری شفاعت میں میرے مددگار ہوں گے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کی زبان مزا لے لے کر ان کے نطق کے بوسے لیا کرے گی۔

نیاز کیش
دیوان سنگھ

دیوان سنگھ مفتوں

ہندوستانی ادب میں انفرادی حیثیت

(ڈاکٹر ایم - ایس رندھاوا ڈی - ایس سی + ایف - این - آئی + آئی - سی - ایس -
وائس پریذیڈنٹ انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ اینڈ ایڈیشنل سیکریٹری
گورنمنٹ آف انڈیا منسٹری آف فوڈ اینڈ ایگریکلچر نئی دہلی)

گذشتہ بیس برس یا کم وبیش اتنی ہی مدت سے میں ہفتہ وار "ریاست" کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ سردار دیوان سنگھ کے افتتاحیہ مقالات وشذرات کے علاوہ ان کے اخبار کے جس کالم نے مجھے متاثر کیا ہے اس میں وہ ہندی کے معروف شعراء، عارفوں اور درویشوں کی منظومات ان کے اُردو ترجمہ کے ساتھ شایع کرتے رہے ہیں بہاری، پدماکر اور دیگر ہندی شعرا کی بلیغ منظومات کی نکھری ہوئی صاف تحریر جن میں زبان کا اتنا حُسن اور اتنی لطافت ہے کہ حقیقتاً وہ جادو جیسی تاثیر رکھتی ہیں۔ بہرصورت ۱۹۵۳ء سے جبکہ میں نے کانگڑا کی مصوری اور ہندی وسنسکرت کی شاعری میں اس کے ادبی پس منظر کا مطالعہ شروع کیا تھا تو میں نے اس شاعری میں ہندوستانی عوام کی ثقافتی زندگی کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کیا۔ ۱۹۵۵ء میں جب میں دہلی آیا تو میں نے سردار دیوان سنگھ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ ان منظومات کو کتاب کی شکل میں جمع کر دیں۔ اُردو رسم الخط میں ہندی منظومات مع ترجمہ ہندی وارُدو پڑھنے والوں کے مابین ایک پُل ثابت ہوں گی۔ اسی کے ساتھ صرف اُردو پڑھنے والے بھی ہندی شعرا مثلاً بہاری۔ پدماکر اور دوسروں کی ہندی منظومات کا حُسن دیکھ سکیں گے۔ اس وقت سردار دیوان سنگھ اپنی سوانح عمری تحریر کر رہے تھے لیکن اب اس کام سے فارغ ہو کر وہ سنجیدگی سے میری خواہش کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں چنانچہ چند ہفتے قبل انھوں نے مجھے بعض مطبوعہ صفحات دکھائے تھے جنھیں دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ ان صفحات میں بہاری۔ پدماکر۔ اور دیگر ہندی شعرا کی منظومات کا اقتباس فریہ۔ کبیر اور بھائی گورداس جیسے عارفوں اور درویشوں کا کلام مع ترجمہ شامل ہے۔ اس کتاب میں منتخب پنجابی لوک گیت بھی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پنجابی لوک گیت ہندوستانی ادب میں انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں عوام کے خالص جذبات بغیر کسی تکلف اور پابندی کے انتہائی خوبصورت انداز اور انتہائی سادہ اور سلیس زبان میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ اُردو رسم الخط میں انھیں پیش کرنا یقینی طور پر بہت زیادہ پسندیدہ اور قابل قدر کام ہے۔ یہ کتاب ہندوستانی ثقافت کا ہمہ گیر جائزہ پیش کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستانی ادب میں اسے ایک اہم مقام ملے گا اور اسے عوام کی کثیر تعداد دلچسپی کے ساتھ پڑھے گی۔

کم الفاظ میں معانی کی دنیا

(پروفیسر سیّد احتشام حسین صاحب لکھنؤ یونیورسٹی)

ہندوستان کی تہذیبی تاریخ میں ایک ایسا دور بھی رہ چکا ہے جب علم وادب کے اتنے وسیع ذرائع نہ ہونے کے باوجود اکثر پڑھے لکھے لوگ نہ صرف عربی و فارسی سے واقف ہوتے تھے بلکہ اس ملک کی دوسری بھاشاؤں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت بھی رکھتے تھے جن کا ذوق عالمانہ ہوتا تھا، انھیں سنسکرت کا علم بھی ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علمائے قدیم شعر وسخن کے مختلف نمونوں اور شعر فہمی کے اکثر اصولوں کا علم رکھتے تھے۔ بدقسمتی سے انگریزی عہدِ حکومت میں جہاں مذہبی اختلافات کی خلیج بڑھی وہیں اس ذوق پر بھی اوس پڑ گئی۔ چنانچہ انیسویں صدی میں اگرچہ بعض سیاسی وجوہ سے ہندو فارسی دانوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں ہوئی لیکن مسلمان ہندی داں کم ہوتے چلے گئے ہمارے علمی اور ادبی ارتقا کا یہ ایک ایسا افسوسناک پہلو تھا جس سے شدید تہذیبی نقصان ہوا اور وہ علیحدگی پسندی وجود میں آئی جو مشترک تہذیب کے ارتقا میں خلل انداز ہوتی گئی۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں ہزارہا سال سے مختلف نسل، زبان، مذہب، رنگ روپ اور خیال کے لوگ بستے ہیں۔ اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ تمام لوگ ایک ہی سانچے میں ڈھل جائیں، ایک ہی زبان بولنے لگیں، ایک ہی عقیدہ کے پیرو ہو جائیں اور ایک ہی طرح سوچنے لگیں لیکن صحت مند تہذیبی اور قومی ترقی کے لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگ ایک دوسرے کے تصورات، خیالات، عقائد اور رسم و رواج سے واقف ہوں۔ علم منافرت پیدا کرنے کے بجائے ایک کو دوسرے سے قریب کرتا ہے، اس لئے ایسی تمام کوششیں جو خیالات اور عقائد، علم وفن، ادب و شعر میں نقاطِ اشتراک تلاش کرنے میں صرف ہوتی ہیں نہ صرف قابلِ تحسین ہیں بلکہ ہمّت افزائی کی مستحق بھی ہیں۔

سردار دیوان سنگھ مفتوں موجودہ دور کی اُن مقتدر ہستیوں میں سے ہیں جن کا دل قومی اور تہذیبی ارتقا کے اسی تصور سے لبریز ہے اور جن کا خلوص مذہبی تفریق اور لسانی اختلاف کے دائروں کو توڑ کر ان حقیقتوں کی جستجو کرتا ہے جن میں زیادہ سے زیادہ ہندوستانی مشترک ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سردار صاحب نے جذبات مشرق اپنے ادبی ذوق کی آسودگی کے لئے یکجا کئے ہوں لیکن مجھے اس کا یہی پہلو سب سے زیادہ قابلِ توجہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اُردو دانوں کے سامنے ہندوستان کی بعض دوسری زبانوں کے منتخب اشعار پیش کر کے اس خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی ہے جو دوسروں کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اکثر پیدا ہو جاتی ہے۔ "جذبات مشرق" میں زیادہ تر برج بھاشا کے وہ اشعار ہیں جن میں

جذباتی رنگینی، نزاکت خیال، لطافت بیان اور حُسنِ اظہار کے جلوے جھلکتے ہیں۔ کچھ اشعار پنجابی، اودھی اور فارسی کے بھی ہیں جن کی وجہ سے انتخاب میں کسی قدر تنوّع پیدا ہو گیا ہے۔

اس حقیقت کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ دنیا بھر میں جذبات کی زبان تقریباً ایک ہوتی ہے۔ عشق اور محبّت، غم اور خوشی، نفرت اور اُنس، حیرت اور سکون، خوف اور غصّہ کے جذبات دُنیا کے تمام انسانوں میں تقریباً ملتی جُلتی شکل میں پائے جاتے ہیں۔ قومی مزاج کے اختلاف سے ان میں تھوڑا بہت فرق ضرور پیدا ہو جاتا ہے لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ ایک جگہ کے لوگ ہجر و فراق کی حالت میں رنجیدہ ہو جاتے ہوں اور دوسری جگہ کے خوش و خرّم۔ یا خوف و ہراس کی حالت میں وہ حرکتیں کرتے ہوں جو عیش و طرب کی حالت میں کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علمائے نفسیات نے چند ایسی جبلّتوں کا ذکر کیا ہے جو تمام دنیا کے انسانوں میں مشترک ہیں۔ سنسکرت کے قدیم علما اور انھیں کے تتبّع میں بعد کے مفکّرین نے جہاں جہاں نو رسوں کا ذکر کیا ہے اس کا یہی مطلب اور مدعا ہے کہ انسانوں کے اندر ایسے بنیادی جذبات پائے جاتے ہیں جن سے واقفیت انسانی فطرت کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ ان کو بنیادی جذبات کی ترکیب اور امتزاج، کمی اور زیادتی، مدارجِ ضعف و اشتداد سے جذبات و محسوسات کی بہت سی شکلیں وجود میں آسکتی ہیں جیسا کہ قدیم نفسیات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔ یہاں یہ بحث فضول ہوگی کہ جبلّتوں کا وجود ہے یا نہیں اور انکی تعداد متعیّن کی جا سکتی ہے یا نہیں اور تمام انسانوں میں انکا اظہار ایک ہی صورت میں ہوتا ہے یا مختلف شکلوں میں۔ اتنی بات تو واضح ہے کہ انسان اپنی جذباتی زندگی میں ایک دوسرے سے اچھی خاصی مماثلت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض علما نے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان کا مزاج اپنے علاقائی ماحول کی وجہ سے بھی بدلتا رہتا ہے شاید اسی بات کو پیشِ نظر رکھ کر انگریزی کے مشہور شاعر کپلنگ نے کہا تھا "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب، اور یہ دونوں کبھی نہ مل سکیں گے"۔ لیکن یہ ایک ادھوری صداقت ہے۔ مختلف ہوتے ہوئے بھی انسان اور اس کی انسانیت ہر مقام پہ ایک ہی رنگ میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں جدید زبانوں کا ارتقا تقریباً گیارہویں صدی سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں کچھ سنت اور سادھو اپنے روحانی نغموں اور پریم سندیسوں سے ان نئی زبانوں کا آغاز کرتے ہیں۔ پھر طوائف الملوکی بڑھتی ہے اور ریاستیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں، مسلمانوں کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے ہندوستانیوں کی جنگ آزما روح بیدار ہوتی ہے اور وہ دَور شروع ہوتا ہے جسے ویرگاتھا کال کہا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے رزم نامے وجود میں آئے۔ جن میں بیسل دیو راسو، پرتھوی راج راسو اور مشہور و معروف آلھا اودل قابل ذکر ہیں۔ ابھی یہ دور ختم نہیں ہوا تھا کہ بھگتی کے جذبات اُمنڈ پڑے۔ ہندو فلسفہ کے نرگن اور سگن واد اور اسلامی تصوّف میں امتزاج شروع ہوا اور ہندوستانی شاعری کا وہ دور شروع ہوا جسے بھگتی کال کہا جاتا ہے اور یہ دور اپنے والہانہ جوش، بلند پایہ انسانی نصب العین، پیغامِ محبّت، انسانی

کی باطنی یکجہتی اور ظاہرداری سے نفرت کا اظہار کرنے میں ہر دور سے آگے ہے ۔ ملک محمد جائسی ، کبیر داس ، سورداس ، میرابائی اور تلسی داس وغیرہ نے اودھی اور برج بھاشا میں اخلاقی اور صوفیانہ شاعری کا ایسا لازوال ذخیرہ جمع کر دیا جو دنیا کے کسی ادب کے مقابلہ میں لایا جاسکتا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان شاعروں کے دل میں بھگتی کی ایسی آگ روشن تھی جو عام لوگوں کو آسودگی بخشتی تھی ۔ یہ زمانہ ہی تہذیبی اختلاط کا تھا ۔ موسیقی ، مصوری ، فن تعمیر ہر ایک میں آمیزش ہو رہی تھی ۔ پنجابی ، مرہٹی ، بنگالی ہی نہیں بعض دراوڑ زبانوں میں بھی یہی رجحان پایا جاتا ہے ۔ اس کے بعد ہندی شاعری میں جو رجحان پیدا ہوتا ہے وہ شاعری اور فن کے نقطۂ نظر سے تو اسے تکمیل کی طرف لے جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن درباری اثرات کی وجہ سے اُس کی فضا ویر گاتھا کال اور بھگتی کال کی شاعری سے اچھی خاصی مختلف ہو گئی ۔ ہندی شاعری کے مورخوں نے اس عہد کو ریت کال کہا ہے ۔ اس دور میں صناعی کی طرف پوری توجہ مبذول کی گئی ۔ شاعری سے عظمت مفقود ہو گئی لیکن نزاکتِ خیال ، لطافتِ بیان اور حُسنِ ادا نے اس میں ایک نیا بانکپن پیدا کر دیا ۔ اس ندرت اور جدّتِ ادا میں فارسی کے اُن خیال بندوں کی کاوش نظر آتی ہے جو آخری دور کے ہندوستانی فارسی شعرا کے یہاں عام تھی ۔ درباری زندگی کے تعیش کی وجہ سے عورت کو شاعری میں مرکزی مقام مل گیا ، وہ ایک دلکش گوشت پوست کے مجسّمے کی حیثیت سے سامنے آئی اور "بہار بستر و نور و زِ آغوش" کا مصداق بن گئی ۔ اس میں رنگ بھرنے کے لئے کرشن اور رادھا کی داستان سے مدد لی گئی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عشقیہ جذباتی شاعری کا وافر ذخیرہ ہندی میں جمع ہو گیا ۔ چونکہ اس عہد میں خیالات کی بنیاد کسی اعلیٰ نصب العین یا آدرش پر نہیں تھی اس لئے تخیل پر زیادہ زور دیا گیا ۔ کیشو داس ، بہاری لال ، پدماکر ، دیو ، چنتامنی متی رام اور بہت سے دوسرے شعرا کا کلام اس کا آئینہ ہے ۔

اسی زمانے میں دوبارہ رسوں کی طرف توجہ کی گئی اور ہر رس کی بنیادی خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر شاعری کی گئی ۔ چونکہ رزمیہ عہد کا خاتمہ ہو چکا تھا اس لئے بھوشن کے سوا اور کسی نے خاص طور سے اس کی طرف توجہ نہیں کی لیکن نائکا بھید ، شرنگار رس ، رتو درشن کے بیش بہا نمونے سامنے آ گئے ۔ اس میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ برج بھاشا نے لیا ۔ اُس زبان کی نرمی ، آوازوں کی موسیقی اور ترنّم ، لوچ ان سب سے اس کو اس کے لئے موزوں بھی بنایا تھا چنانچہ "جذباتِ مشرق" میں بھی زیادہ تر انتخاب برج بھاشا ہی سے کیا گیا ہے ۔

سردار دیوان سنگھ مفتوں ایک مدّت سے ان پھولوں کو چُن رہے تھے جن میں مشرقی نسوانیت اور محبت کی خوشبو بسی ہوئی ہے اور انھیں برابر اپنے مشہور ہفتہ وار "ریاست" کے صفحات پر پیش کر رہے تھے ۔ اب جو ان کے پاس اس کا خاطر خواہ ذخیرہ یک جا ہو گیا تو انھوں نے اس سے یہ گلدستہ ترتیب دیا ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ہندی کے بہت سے دوہے عام طور پر مشہور ہو کر زباں زد ہو چکے ہیں ۔ سردار صاحب نے فرسودگی کی راہ سے ہٹ کر ان شعرا کے دوسرے اشعار کی طرف توجہ کی ہے اور ایسے دوہے ڈھونڈ نکالے ہیں جو عام نگاہوں سے

پوشیدہ تھے۔ ان کی تشریح میں بھی انھوں نے بڑی کاوش سے کام لیا ہے اور شعر کی لطافت کو نثر میں بھی باقی رکھنے کی کوشش کی ہے۔

جو شخص بھی ذہنی لطافت رکھتا ہوگا اور اس مجموعہ کا مطالعہ کرے گا اُسے اندازہ ہوگا کہ ان میں کیسی نادر اور اچھوتی تشبیہیں، کیسے لطیف استعارے اور کنائے، کتنے باریک اور نازک خیالات اور کیسی حسین تمثیلیں پائی جاتی ہیں۔ کم سے کم الفاظ میں معنی کی دنیا بند کی گئی ہے اور صناعی کا وہ کمال دکھایا گیا ہے جو مصوّری کے اعلیٰ نمونوں میں نظر آتا ہے۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں، ایسے مجموعوں کی قیمت محض ادبی نہیں ہے تہذیبی ہے۔ اس لئے سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ایک حسین چمنستان کے وہ دَر ہماری نگاہوں کے سامنے کھول دیئے ہیں جن سے خوشبو کی لہریں نکل نکل کر دماغ کو معطّر کرتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مجموعہ مقبولیت حاصل کرے گا۔

ادبی بانسری

(حضرت شورش کاشمیری ایڈیٹر "چٹان" لاہور)

ایک دفعہ ثقہ قسم کے ادیبوں کی ایک مجلس میں یہ سوال زیرِ بحث تھا کہ اُردو اخبار نویسی میں کتنے ایڈیٹر ایسے ہوں گے جن کے قلم سے انسانوں کے ایک بڑے گروہ نے محبت کی ہو اور جن کی تحریروں کا دبدبہ تنی ہوئی گردنوں کو جھکانے پر قادر رہا ہو۔ یا پھر جنھوں نے اپنے قلم کی طاقت سے بڑے بڑے معرکے سر کئے ہوں۔ ظاہر ہے کہ ایسے مباحث میں وحدتِ خیال شاذ ہی پیدا ہوتی ہے لیکن اس بارے میں تقریباً سبھی دوستوں کو اتفاق تھا کہ ہفتہ وار صحافت میں ایک طویل عرصہ تک جو درجہ وکمال دیوان سنگھ مفتوں کو حاصل رہا ہے وہ بے مثال ہے۔ مفتوں اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے ایک ہی ایڈیٹر ہیں جو ربع صدی تک ہندوستان بھر میں اپنا سکہ بٹھا چکے ہیں۔ ان کے ہم عصروں نے انھیں رشک سے دیکھا۔ دوستوں نے فخر کیا۔ مخالفوں نے سر چھپانے میں خیر سمجھی اور اگر کسی مخالف نے سر اُٹھانا چاہا یا اُٹھایا تو مار کھا گیا۔

لاہور میں مدۃ العمر نیاز مندانِ ادب کا چرچا رہا۔ اس حلقے کے سرخیل احمد شاہ بخاری۔ مولانا عبدالمجید سالک۔ چراغ حسن حسرت۔ محمد دین تاثیر اور اسی مرتبے کے دو چار اور دوست تھے۔ "انقلاب" کے ابتدائی دنوں میں تقریباً سبھی دوستوں نے یکجا ہوکر "زمیندار" پر حملہ کیا کئی قلمی بہروپ اختیار کئے اور مختلف ناموں سے "زمیندار" کے خلاف محاذ باندھا۔ مولانا ظفر علی خاں چونکہ چومکھی لڑنے میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی "منہ زوری" مات کھا گئی۔ چراغ حسن حسرت مولانا کے کیمپ میں تھے اور انھیں طنز نگاری میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔

القصہ ان صحافتی معرکوں کا شعلہ مدتوں بھڑکتا رہا۔ یہی لوگ جب ادب و شعر کے میدانوں میں سرگرمِ ستیز ہوئے تو بڑے بڑوں کا شعلۂ گفتار کجلا گیا۔ غرض یہ لوگ جو دوسروں کو بھول کر بھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور جنھیں اپنی قابلیت کے مختلف دھاروں پہ کوہساروں کے استحکام کی طرح یقین تھا۔ اگر ہفتہ وار صحافت میں کسی کے بانکپن کی تعریف کرتے تو وہ دیوان سنگھ مفتوں تھے۔

میں نے جس زمانہ میں "چٹان" نکالنے کا قصد کیا میرے سامنے "الہلال" تھا۔ مولانا ظفر علی خاں سے مشورہ کیا۔ کہنے لگے یہ ایک عمدہ بات ہوگی کہ "چٹان" میں "الہلال" کا عکس ہو۔ لیکن "الہلال" کی جانشینی سخت مشکل ہے وہ ایک خاص مزاج کا رسالہ تھا۔ جس میں عوام کی بہ نسبت خواص سے مخاطبت کا لہجہ پایا جاتا ہے۔ "چٹان" کو عوام

کے ساتھ چلنا چاہیئے اور عوام ادب وعلم سے زیادہ سچائی اور جذبے کی قدر کرتے ہیں۔ دیوان سنگھ مفتوں کا "ریاست" جذبے اور سچائی کی صحیح تصویر ہے۔ مولانا کے آخری الفاظ یہ تھے کہ "ریاست" نے والیان ریاست کے تابوت میں ایسی میخیں ٹھونکی ہیں کہ ملک کی آزادی کے بعد انھیں دفن کر دینے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہا۔

ایک دوسری مجلس میں دیوان سنگھ کا ذکر چھڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹر تاثیر نے ان کی صاف گوئی کے مختلف واقعات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اُردو کی ہفتہ وار اخبار نویسی میں صرف تین پرچے ایسے ہیں جو مر کر بھی زندہ رہیں گے: "الہلال" "اودھ پنچ" اور "ریاست"۔ "الہلال" کا ہمیشہ ادب کیا گیا۔ "اودھ پنچ" خود ہنستا اور دوسروں کو ہنساتا رہا۔ لیکن "ریاست" ایک ایسا پرچہ ہے جس سے اربابِ اقتدار خوف کھاتے رہے۔ چراغ حسن حسرت نے کہا مفتوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آنکھیں چار کر کے لکھتا ہے۔ عام ایڈیٹروں کی طرح آنکھ مچولی نہیں کرتا۔ احمد شاہ بخاری نے صاد کیا ان کا خیال تھا کہ مفتوں بُت کدہ میں اذان کی آواز ہے۔ مولانا عبدالمجید سالک بھی احمد شاہ بخاری سے متفق تھے۔ اتنا اضافہ اور کیا کہ مفتوں نے ہفتہ وار اخبار نویسی میں تنہا نویسی کی عمارت کھڑی کی ہے۔

"ناقابلِ فراموش" کا ذکر آگیا تو دیر تک اس کے محاسن پر گفتگو ہوتی رہی۔ ہمارے ہاں پاکستان میں جس گرمجوشی سے اس کا خیر مقدم کیا گیا کوئی سی ہندوستانی کتاب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ دیباچوں کا ذکر چھڑا۔ مقدموں کی بات اُٹھی لیکن سب کی نپی تُلی رائے تھی کہ سہرا بندی کی رسم کے بغیر بھی دولہا۔ دولہا ہی ہوتا ہے۔ "ناقابل فراموش" کے تمام مضمون گویا دیوالی کے دیپک ہیں جن سے شہرِ قلم بہ کمال و تمام جگمگا رہا ہے۔

گفتگو مختلف زاویوں سے گھومتی پھرتی "جذباتِ مشرق" پر ٹھہر گئی۔ حسرت نے کہا کہ ہم نے ہمیشہ مفتوں کو ایک سیاسی ضرب نگار کی حیثیت سے دیکھا ہے لیکن "جذباتِ مشرق" "ریاست" کا ایک ایسا صفحہ ہے جس نے مجھے "ریاست" کے مطالعہ کا عادی بنا دیا۔ میری طرح اور کئی ادبی دوست بھی اس صفحہ کے شیفتہ چلے آتے ہیں۔ "جذباتِ مشرق" میں کئی زبانوں مثلاً ہندی۔ عربی۔ پنجابی۔ فارسی وغیرہ کے اشعار ترجمہ وتشریح کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہی شخص اس انتخاب پر قادر ہو سکتا ہے جو قدرت سے ستھرا مذاق لے کر آیا ہو۔ شعر کہنے کی بہ نسبت شعر پہچاننا مشکل ہے لیکن مفتوں نے "جذباتِ مشرق" کے تحت جو انتخاب کیا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قلم تلوار ہی نہیں، بانسری بھی ہے۔ اگر تلوار سے انھوں نے ریاستوں کے تاج وتخت کی گردنیں قلم کی ہیں تو بانسری کی لَے میں انھوں نے بے شمار شگفتہ گیتوں کے اچھوتے نوادر قلمبند کئے ہیں۔

موت سے کس کو رستگاری ہے۔ افسوس اس محفل کا آج ایک ایک چراغ بجھ چکا ہے اور ہم لوگ صرف دھوئیں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دوستوں کا وہ جھرمٹ زندہ ہوتا تو "جذباتِ مشرق" کی اس ترتیب وتسوید پہ یقیناً خوش ہوتا اور شاید اس تقریظ کی عبارت کا سراپا بھی مختلف ہوتا۔

شرما

"جذباتِ مشرق" کئی رنگوں کا مرقع ہے اس میں گنگا کی لہریں، جمنا کی موجیں، ہمالیہ کی بلندی، اجنتا کا روپ، تاج محل کا نغمہ، عورت کی بوقلمونی، مرد کی برنائی، ہواؤں کا فرّاٹا، فضاؤں کا سنّاٹا، بتکدے کا تقدّس، میکدے کی ہلچل، رندوں کی رفتار اور زاہدوں کی فریاد۔ غرض کئی تصویریں اور کئی تحریریں قشقہ بہ جبیں سیتریوں کے بانکپن کی طرح لودے رہی ہیں۔

یہ مرقع مرزا غالب کی مرحوم دہلی کا اُردو زبان کو دیوان سنگھ مفتوّں کے قلم سے آخری تحفہ ہے۔ اب دلی کہاں اور دلی والے کہاں بعض صورتیں پیوندِ خاک ہوگئیں۔ کئی چہرے قبروں کی گود میں چلے گئے۔ کچھ زمانہ کھا گیا۔ مفتوّں دلی والے نہ سہی لیکن چالیس برس تک انھوں نے دلّی میں اُردو کے لئے جو ریاض کیا یہ اس کا نتیجہ ہے کہ "جذباتِ مشرق" میں قلعہ معلیٰ کے گمشدہ چہروں کی ملاحت اور صباحت پائی جاتی ہے۔ بعض کتابیں اپنے مصنّفوں کے لئے عزت کے جذبات پیدا کرتی ہیں، بعض محبت کے "جذباتِ مشرق" کے مطالعہ سے دونوں طرح کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور دیوان سنگھ مفتوّں کے قلم کی یہی پُرکاری ہے جس کی محراب میں اہلِ ذوق کی جبینیں فرطِ شوق سے جھکی ہوئی نظر آتی ہیں۔

پسندیدہ جذبات اور خیالات

(مسٹر عبدالمجید سالکؔ مرحوم)

ایک زمانہ تھا جب "ریاست" اپنے عروج کمال پر تھا اور ملک بھر میں سردار دیوان سنگھ مفتوں کا طوطی بولتا تھا۔ مجھے تو ذاتی طور پر سردار صاحب سے ملنے برتنے کا کم اتفاق ہوا لیکن احباب سے ہمیشہ ان کی خوبیوں کا تذکرہ سُنتا تھا۔ اور اس سلیقہ کا تو خاص طور پر مداح تھا جس سے وہ اپنے اخبار "ریاست" کو مرتب کرتے تھے۔

"ریاست" میں جہاں صحافت کے دوسرے تقاضے بوجہ احسن پورے کئے جاتے تھے وہاں بعض مستقل فیچر بھی تھے جن کے مطالعہ کا شوق عام تھا۔ مثلاً "ناقابل فراموش" کے عنوان سے مفتوں صاحب اپنی آپ بیتی نہایت سادہ و دلکش انداز سے لکھا کرتے تھے اور "جذبات مشرق" کے عنوان سے "ریاست" کی ہر اشاعت میں ہندی۔ برج بھاشا۔ گدھی یا پوربی کے چند ایسے اشعار باقاعدہ خوشخط (اعراب لگا کر) مع ترجمہ شائع کرتے جن سے پڑھنے والوں کو ملک کی علاقائی اور عوامی زبانوں کی شاعری کے ٹھاٹھ کا علم ہوتا۔ کبھی کبھی پنجابی اور فارسی زبان کے بعض ٹپّے اور اشعار بھی درج کئے جاتے اور یہ فیچر ہر اعتبار سے بے حد دلفریب و دلکش سمجھا جاتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان و پاکستان کی علاقائی زبانوں میں سیدھی سادی نیچرل اور عاشقانہ شاعری کے جو ذخیرے موجود ہیں ان کے تفحّص میں اب تک ضروری شغف کا ثبوت نہیں دیا گیا۔ حالانکہ یہ زبانیں ہزارہا سال سے عوام کی فطرت میں رچی ہوئی ہیں اور عوامی جذبات مثلاً عشق والفت، عرفان و تصوّف اور حُبّ دین و وطن کے جو دلآویز جذبات ان زبانوں کے شعرا نے ظاہر کئے ہیں وہ کسی مصنوعی اور شہری اور درباری زبان کی شاعری کو قیامت تک نصیب نہیں ہو سکتے۔ ہندی۔ بنگالی۔ پوربی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ پنجابی۔ سندھی۔ پشتو۔ کشمیری کے عوامی گیت اور ان شعرا کی ہلکی پھلکی نظمیں بچے بچے کی زبان پر ہیں۔ ان گیتوں اور نظموں میں عوام کے دلوں کی دھڑکنیں صاف صاف سُنائی دیتی ہیں اور یہی مقبولیت کا راز ہے۔ ہندی شاعری کی دلآویزی مسلّم ہے۔ اس میں عورت عاشق ہے اور مرد معشوق اور صرف یہی خصوصیت اس شاعری کی شراب کو دو آتشہ کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ حُسن و جمال اور سنگھار۔ فرقت و جدائی۔ ساسوں۔ نندوں۔ سوکنوں اور سہیلیوں کی چوٹیں۔ غرض بے شمار دلآویز پہلو ایسے ہیں جو صرف اسی زبان سے مخصوص ہیں۔ کوئی دوسری زبان ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہی کیفیت ہندوستان کی دوسری عوامی زبانوں کی ہے۔ پاکستان میں پنجابی۔ سندھی علاقائی شاعری نے لطافت میں ہندی سے پہلو

مارتی ہوئی نظر آتی ہے اور ان زبانوں میں عرفان و تصوف نے شاہدِ ازل کے جس عشق کی صورت اختیار کی ہے اس میں بھی اکثر اوقات طالب اپنے آپ کو عورت اور مطلوبِ حقیقی کو اپنا دولہا فرض کر کے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

"جذباتِ مشرق" میں آپ کو سری کرشن جی کی محبوبیت سے لے کر عورت کی معشوقیت تک ہر شاہدِ حقیقی و مجازی کے حُسن و جمال کا جلوہ نظر آئے گا۔ جذبات عرفان کے ساتھ ساتھ جذبات عاشقی نہایت چیدہ اور بھرپور نظر آئیں گے۔ عارفانہ نکات اور اخلاقی نصائح کی بھی کمی نہیں ہوگی۔ غرض ہر خوش ذوق۔ عاشق مزاج اور ہر دردمند صوفی و عارف کو اس کتاب میں اپنے پسندیدہ جذبات و خیالات دستیاب ہو جائیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ اُردو زبان بھی اپنے وارداتِ عشق۔ جذبات عرفانی۔ پند و نصائح وغیرہ کے اعتبار سے بہت ذی ثروت زبان ہے اور کسی دوسری زبان سے کم نہیں لیکن چونکہ اس کی پرورش زیادہ تر درباروں اور شہروں اور علمی حلقوں میں ہوئی ہے اس لئے اس کی شاعری زیادہ تر عوامی دھڑکنوں سے خالی رہی ہے۔ نظیر اکبرآبادی جیسے ایک دو عوامی شاعروں نے اُردو کو عوام تک لانے کی کوشش کی تھی لیکن ان کو اونچے طبقوں نے نشانۂ تضحیک بنالیا۔ اور ان کی تقلید کرنے والے مدھم ہو کر رہ گئے۔ ورنہ آج تک اُردو زبان بھی ملک بھر کے عوامی جذبات کے اظہار کا آلہ بن گئی ہوتی۔

مجھے "جذباتِ مشرق" کی ترتیب پر ایک اعتراض ہے "ریاست" میں تو یہ اشعار جس طرح آتے گئے چھپتے گئے لیکن کتابی صورت میں مرتب کرتے وقت مفتوں صاحب کو چاہیئے تھا کہ کسی واقف کار ہندی داں کی مدد سے ان اشعار کو کسی نہ کسی صورت میں مرتب کر لیتے۔ خواہ جذبات کے اعتبار سے خواہ شاعروں کے ناموں کے لحاظ سے اس کتاب کو مرتب کر لیا جاتا اور پنجابی اور فارسی وغیرہ کے اشعار علیحدہ مرتب کئے جاتے تو کتاب کی دلچسپی اور افادیت میں بہت اضافہ ہو جاتا۔ بہرحال بحالت موجودہ بھی "جذباتِ مشرق" کی دلآویزی میں کوئی کلام نہیں اور اُردو زبان کے رسیا ہندی وغیرہ کے ان اشعار کو بہت مزے لے لے کر پڑھیں گے۔

اردو رسم الخط میں جواہر

(ڈاکٹر سیّد محی الدین قادری زورؔ ریڈر و پروفیسر اردو جامعہ عثمانیہ
پرنسپل چادرگھاٹ کالج و معتمد اعزازی ادارۂ ادبیات اردو ۔ حیدرآباد، دکن)

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوںؔ نے اپنی صحافتی اور سیاسی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کو کس خوش اسلوبی سے جاری رکھا اس کا ثبوت ان ہندی۔ پنجابی اور ہندوستانی نظموں اور اُن کے ترجموں سے ظاہر ہوگا جو اس مجموعے میں شریک ہیں۔

اس مجموعے کی متعدد نظموں کی زبان دکن کے قدیم شاعروں شاہ برہان الدین جانمؔ۔ محمد قلی قطب شاہ۔ وجہیؔ۔ غواصیؔ۔ نصرتیؔ اور علی عادل شاہ ثانی کی زبان سے بہت قریب ہے اور ان کے مطالعہ سے مجھے بہت سے ایسے لفظوں کا مطلب و مفہوم معلوم ہوگیا جو میں ان قدیم دکنی شاعروں کے کلام میں اب تک سمجھ نہ سکا تھا۔

یہ تو نظموں کی صرف زبان کی اہمیت اور قدامت ہوئی۔ اب اگر ان کے مطالب اور موضوعوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج سے دو سو سال قبل دکن۔ گجرات۔ پنجاب اور دوآبہ گنگ و جمن کے رہنے بسنے والوں کے خیالات اور رجحانات بالکل یکساں تھے۔ ایک مشترکہ ہندوستانی تہذیب اور کلچر کی رو جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تک دوڑ رہی تھی۔ اور ایک دوسرے سے کافی دُور رہنے والے اور جُدا جُدا رسم الخط میں لکھنے والے اور جدا جدا مذہب و مسالک کے ماننے والے ایک ہی ادبی اور ثقافتی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ یہ دراصل شمال میں اکبر اعظم۔ وسط ہند میں باز بہادر اور جنوب میں محمد قلی قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ جگت گورو کی کوششوں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ چاروں حکمراں ایک دوسرے کے ہم عصر تھے اور خواہشمند تھے کہ تمام ہندوستانی ایک دوسرے میں ایسے گھل مل جائیں کہ ان کے آپس میں لباس و شکل و صورت اور خیالات کا کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ یہاں صرف محمد قلی قطب شاہ کے چند شعر اس مجموعے کے چند اشعار کے مقابل میں رکھ کر دکھائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے سے زبان اور مطالب کے لحاظ سے کتنے زیادہ قریب اور ہم رنگ ہیں۔

مجموعہ جذبات مشرق	کلیات محمد قلی قطب شاہ
سہی رنگیلی رت جگے جگی پگی سکھ چین	چوندھر گرجت ہور مینھوں برست
السوں ہیں سوہیں کئے کہیں ہنسوں ہیں نین	عشق کے چھنپے چمن موراں کا ہے راج
(صفحہ ۵۲)	(صفحہ ۱۹۱)

جرے دوہن کے درگ جھمک رُکے نہ چھپنے چیر
ہلکی فوج ہراول جیوں پرت گوں پہ پھیر
(صفحہ ۵۵)

شام بھئی شمع روشن ہوئی جاگن لگے پروانے
لوکاں خوشیاں تے موت پتنگیاں جنہاں اگ دے نال پیار لانے
(صفحہ ۸۹)

کھری پاتری کان کی کون بہاؤ بان
آک کلی نہ رلی کرے آلی الی جیسے جان
(صفحہ ۹۲)

لکس تے ایک ہیں جوتی دیکھت بھولیں جگت کوتی
خجل ہوئیں ڈھال کے موتی ڈھلیں جب چلبلیاں بالیاں
(صفحہ ۱۹۹)

روکے وسیں پیں نین سنگ جوں کا نہ جیباں ہوں بھجنگ
چنگیاں ہیں ڈورے لال رنگ شعلے سوں رخسارے ہیں
(صفحہ ۱۷۲)

سہے سیس انجن دھونور جیوں گگن پہ
مرگ میں مرگنیاں کی کسوت سہانی
(صفحہ ۱۹۳)

یہ نظمیں بڑی اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ شعری محاسن کے لحاظ سے ان کو ادب عالیہ میں شمار کیا جا سکتا ہے بعض شاعروں کے نام معلوم ہیں اور اشعار کے نیچے درج کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض کے مصنفوں کے نام معلوم نہ ہو سکے مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ بھی بلند مرتبہ اور بالغ نظر شاعر تھے کیونکہ ان اشعار میں ہندوستانی مزاج۔ ماحول اور سماج کی ایسی عمدہ ترجمانی کی گئی ہے اور ایک ایسے عمدہ شاعرانہ انداز میں کی گئی ہے جو کسی معمولی اور گھٹیا درجہ کے شاعر اور ادیب کے بس کی بات نہیں ہے۔

اُردو دُنیا کو سردار دیوان سنگھ مفتوں کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ انھوں نے یہ انمول جواہر اردو رسم خط میں نہ صرف روشناس کئے بلکہ ان کا بڑا عمدہ ترجمہ بھی نیچے لکھ دیا۔ وہ اُردو کے کتنے اچھے ادیب ہیں ان کے اس ترجمہ سے ثابت ہوگا۔ یہ ترجمے بجائے خود اچھے اور دلچسپ ادب پارے ہیں۔

اُردو زبان میں لسانیاتی تحقیقات اور تحریروں کی کمی ہے۔ اور جو چند لوگ اس موضوع پر اُردو میں کام کر رہے ہیں ان کے لئے تو یہ مجموعہ زبان کی تحقیق اور مختلف بولیوں کے اختلافات اور متعدد لفظوں کے صوتی و لسانی کے ارتقا پر تحقیق و تفتیش کرنیکا بڑا اچھا مواد پیش نظر کر دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نقطۂ نظر سے اس پر ضرور کام کیا جائے گا۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد سے اس قسم کے مجموعوں کی ضرورت زیادہ محسوس کی جا رہی ہے اور خوشی کی بات ہے کہ سردار مفتوں نے اس ضرورت کی تکمیل کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے۔ گجراتی اور مرہٹی میں بھی اس دور کے ایسے ہی اشعار اور نظمیں کثرت سے ملتی ہیں اور ضرورت ہے کہ ان کو بھی اُردو رسم خط میں اسی طرح منتقل کیا جائے۔ دکنی ذخیرہ تو بہت کچھ منظر عام پر آ چکا ہے مگر گجرات اور مہاراشٹر کے ادبی جواہر کا ابھی اُردو رسم خط میں شائع ہونا باقی ہے۔

جذبات کی تصویر کشی

(حضرتِ رئیس امروہوی ایڈیٹر "شیراز" کراچی)

ہفت روزہ "ریاست" دہلی کے دبیر و مدیر سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ اُردو صحافت کی دُنیا کے دیو زاد شخص واقع ہوئے ہیں۔ جن حضرات نے "ناقابل فراموش" کا مطالعہ کیا ہے ان کے لئے سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ کی شخصیت بھی ناقابل فراموش حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اپنے صحافی معرکوں۔ نجی اور سماجی زندگی کے واقعات، اپنے گرد و پیش برپا ہونے والے سیاسی حادثات کو بڑی صفائی اور حقیقت پسندی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ایک اخبار نویس کی حیثیت سے سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ کی حیثیت اور ہمہ گیر عظمت مسلم ہے۔ لیکن "جذباتِ مشرق" کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کلاسیکی موسیقی کی طرح انھیں کلاسیکی شاعری سے بھی بطور خاص دلچسپی ہے اور یہ دلچسپی عامیانہ اور سطحی نہیں بلکہ گہری اور حقیقی ہے۔ "ریاست" کے صفحات میں "جذبات مشرق" کے عنوان سے ہندی۔ مرہٹی۔ پنجابی اور دوسری ہندوستانی زبانوں کی نظموں۔ گیتوں اور دوہوں کے جو ترجمے کسی زمانے میں چھپا کرتے تھے اگرچہ میں ان کا ذوق و شوق سے مطالعہ کیا کرتا تھا لیکن اب جو ایک نظم و ترتیب سے ان ترجموں کو پڑھا تو ان کی ادبی خوبیوں اور جذباتی گہرائیوں کا بخوبی اندازہ ہو سکا۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ مدیرِ "ریاست" کے دلپذیر ذہنی مشغلے کیا کیا ہیں؟ مثلاً اصیل کتے پالنا۔ دفتر کے لئے بہترین سٹیشنری مہیا کرنا۔ انگلش یا فرینچ برانڈی کا نصف پیگ یا حد سے حد پورا پیگ پی کر اپنا شمار رندوں اور سرمستوں میں کرانا۔ والیانِ ریاست (اور اب والیانِ ریاست نہ رہے تو والیانِ حکومت) سے ٹکرانا۔ شاعروں اور ادیبوں کو اپنا مہمان بنانا۔ چوبیس گھنٹے دفتر میں بند رہنا۔ بنی نوع انسان کے عجائب المخلوقات افراد کی بے ضرر تفریحات میں حصہ لینا وغیرہ وغیرہ۔ سردار دیوان سنگھ کی شخصی اور صحافی زندگی انھیں ہنگاموں سے معمور رہی اور شاید اب بھی ہو۔ لیکن وہ ہندوستانی زبان کے لوک گیتوں کا اتنا اچھا اور ستھرا ذوق بھی رکھتے ہیں؟ یہ عقدہ اب کھلا۔ میرا خیال تھا کہ مفتوںؔ تخلص انھوں نے شاعروں اور ادیبوں کی تقلید میں رکھا ہے جس طرح آزادؔ کہ مولانا ابوالکلام مرحوم نے کبھی شاعری کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا۔ بایں ہمہ آزادؔ تخلص سے تا عمر دست بردار نہ ہوئے لیکن "جذبات مشرق" کے مطالعے سے اس غلط فہمی کا ازالہ ہو گیا۔ پتہ چلا کہ سردار دیوان سنگھ چاہے خود سخن ور نہ ہوں مگر سخن فہم ضرور ہیں۔ میں نے ایک بار تفنن کے طور پر اُن کے اور بعض دوسرے مشاہیر کے تخلص کو ایک قطعے میں نظم کیا تھا ؎

دل ہے دیوان سنگھ ملت کا۔ میرا شیوہ ہی میلا رام رہا
(مفتوں) (وفا)

عیش سے گو تلوک چند ہوں میں۔ غم سے لیکن ابوالکلام رہا
(محروم) (آزاد)

مختصر یہ کہ "جذبات مشرق" کی ادبی خوبیوں اور ترجمے کی شعری نزاکتوں کا تقاضا یہ ہے کہ مدیرِ "ریاست" کو ایک صحافی کی حیثیت سے ہی نہیں۔ مفتوں کی حیثیت سے بھی تسلیم کیا جائے۔

اس "گذارش" کا عنوان "جذبات کی تصویر کشی" تجویز کیا گیا ہے۔ صرف اسی لئے نہیں کہ زیر نظر کتاب سے اس عنوان کو ایک شعری اور انشائی مناسبت پیدا ہو جائے بلکہ اس لئے بھی کہ بتر کو چک پاک و ہند کی اصل شاعری (لوک گیت۔ دوہرے۔ ٹھمریاں۔ دادرے۔ کافیاں۔ ترانے۔ چہاربیتیں۔ کبت اور کویتائیں وغیرہ) سچے اور کھرے انسانی جذبات کے ظہور اور طلوع کے لئے سچ مچ مشرق کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُردو غزل اور قصیدے کے پیچھے ہمیں درباری شان و شکوہ اور شاہی محلات کی چمک دمک نظر آتی ہے۔ ان شعروں کو پڑھ کر اپنی بے چارگی اور ترجیح یافتہ طبقوں کی آسمانی اور ماورائی عظمتوں کا احساس شدید سے شدید تر ہو جاتا ہے۔ غزل جو خاص طور پر داخلی یعنی جذباتی شاعری کے لئے وضع کی گئی تھی وہ بھی ہمیں روزمرہ کی زندگی کے گہرے جذبوں اور اُن اُمنگوں۔ تقاضوں۔ ولولوں۔ امیدوں اور آرزوؤں سے روشناس و متعارف نہیں کراتی۔ جن سے اس سرزمین کے کروڑوں انسانوں کی روحیں لبریز ہیں۔ ہماری غزلوں میں محبت کرنے کا جو ڈھنگ یا ڈھونگ۔ محبوب سے نمٹنے کا جو طریقہ۔ غم جاناں سے عہدہ برآ ہونے کا جو اسلوب اور معیار تجویز کیا ہے اس کا تعلق ایسی مصنوعی زندگی سے ہے۔ جو پُر شکوہ ہونے کے باوجود دلکش و خوشنما ہونے کے باوصف بے جان ہے۔ پاکستان و ہندوستان کی زندہ رہنے والی شاعری وہ ہے (ہر چند کہ وہ فنی طور پر اعلیٰ اور پختہ نہ ہو) جو عوام کی زبان میں عوام کے تقاضے پر عوامی شاعروں اور کویوں نے کی ہے شمالی ہند کی قدیم پراکرت یعنی ہندی۔ برج بھاشا۔ پوربی۔ کھڑی بولی۔ سورسینی۔ پنجابی اور سندھی وغیرہ کی مقامی شاعریاں ان علاقوں کی سماجی زندگیوں۔ رسمی کیفیتوں۔ معاشی مجبوریوں اور وجدانی حالتوں کا بڑا جاندار مرقع اور جیتی جاگتی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ "جذبات مشرق" کے مصنف نے ہندوستانی بولیوں کے جن شعروں اور گیتوں کو ترجمے کے لئے چنا ہے وہ ان سرزمینوں کے سادہ مزاج باسیوں کے دلوں اور ان کی روحوں کے حقیقی ترجمان ہیں جدید صنعتی سرمایہ داری دیہاتوں اور قصبوں کی زندگی اور معاشرے کو مسلسل تلپٹ کرتی جا رہی ہے اور یہ سب جگہ ٹھیک ٹھیک تاریخی تقاضوں کے تحت ہو رہا ہے۔ تاہم آج بھی ہندوستان کی اصل زندگی کا خوبصورت۔ توانا اور بھرپور حسن صنعتی شہروں سے دور دیہات میں (کبھی کبھی) نظر آ جاتا ہے "جذباتِ مشرق" میں یہ حسن

پوری طرح جھلک رہا ہے۔ یہاں کے کروڑوں انسانوں کی رسمیں۔ اُن کی ذہنی الجھنیں۔ معصوم پیار اور انسانی پریم کے تقاضے۔ ہندوستانی عورت کی روح کی گہرائیاں۔ گاؤں کے چھیل چھبیلے جوانوں کے رومانی معرکے۔ سیدھی سادی بھولی بھالی محبوبہ کے انگ انگ اور رُوم رُوم کی تصویر کشی۔ ساون بھادوں میں گھر کر۔ گھوم کر اور گرج کر اُٹھنے والی گھٹائیں پیا اور چہیتوں کی دنیا میں سوتن (رقیب) کا گذر۔ سہیلیوں کی چھیڑ چھاڑ۔ گھر والی کا گھر والے سے لگاؤ اور اس لگاؤ کی بدگمانیاں۔ پڑوسنوں کے طعنے۔ لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں چھپ چھپ کر عاشق و معشوق کی ملاقاتیں۔ کٹیلی نینوں کے بانک پن۔ مدھ بھری انکھڑیوں کی مدھرتا۔ بندی۔ سرمہ۔ کاجل۔ لالی۔ دیا۔ پنکھا۔ مالا۔ بدھی پھول۔ ہار۔ پان۔ انگوٹھی۔ انگوچھا۔ انگیا۔ چولی۔ جھومر۔ بالی۔ بُلاق۔ نتھ۔ منہدی اور آرسی اور بھر ندی کا کنارہ پیپل اور بڑ کے درخت۔ آموں کے باغ اور آموں کے باغ میں کوئل کی کوکو۔ پپیہے کی پی کہاں۔ اُبلتے ہوئے چشموں کا بہاؤ۔ گھنے گھنیرے جنگلوں کی گہری خاموشی اور اس خاموشی کی دلکشی۔ نیلا آسمان اور نیلے آسمان پر جھلمل جھلمل کرتے ہوئے تارے۔ پورب کے ٹیلوں سے اُبھرتا ہوا چاند۔ جیٹھ کا آگ برساتا ہوا سورج۔ اساڑھ کی تپتی ہوئی دھوپ۔ تپتی ہوئی دھوپ میں لُو کی سائیں سائیں۔ ریگستانوں میں بگولوں کا ناچ۔ کبھی کبھی پیلی۔ کالی اور سُرخ آندھیوں کے دھاوے۔ کسی پردیسی کا بچھڑنا۔ کسی کوّے کا کائیں کائیں کرنا۔ کسی کے نام کسی کی پریم بھری چٹھی۔ چٹھی کے سُندر سُندر اور مدھر شبد۔ اندھیری راتوں میں کسی نئی نویلی دلہن کا اپنے پیتم کی یاد میں کروٹیں بدلنا۔ جانوروں کے بدکنے اور پرندوں کے پھڑپھڑانے سے اچھے اور بُرے شگون لینا۔ اور محبوب کو منانے کے لئے ٹونے ٹوٹکے کرانا وغیرہ وغیرہ یہ سب وہ رسمیں۔ وہ باتیں اور وہ چیزیں ہیں جنھوں نے ہندوستانی سماج کو ٹیار رومانی لوچ۔ شعری جمال اور تخلیقی شعور بخش دیا ہے (یا کبھی بخش دیا تھا) "جذبات مشرق" میں ترجمے اور تفسیر کے لئے جن شعروں کو منتخب کیا گیا ہے وہ ہماری عوامی زندگی کا حقیقی جزو اور جیتا جاگتا انگ ہیں۔ اس کتاب کے مشرق پر یکے بعد دیگرے وہی جذبات چاند سورج کی طرح طلوع ہوتے ہیں جن کا سرچشمہ سچ مچ عوامی زندگی ہے۔ سردار دیوان سنگھ مفتوں نے حافظ کے چند اشعار سے قطع نظر (جن کا ترجمہ غالباً "جذبات مشرق" کی رعایت سے کیا گیا ہے) ہندی۔ برج بھاشا۔ پنجابی اور بنگالی کی ایسی نظمیں جمع کی ہیں جو ایک طرف تخئیل اور جذبات نگاری کے لحاظ سے ادب عالیہ کا جزو ہیں اور دوسری طرف اپنی خارجی تشبیہات۔ سماجی استعارات اور مقامی تلمیحات کی بنا پر عوامی شاعری کے بہترین نمونوں میں شمار کی جا سکتی ہیں۔ ان میں سے اکثر گیت شنکر۔ بابا فرید۔ ناما بھگت کبیر۔ سری کرشن۔ رادھا۔ میراں بائی اور منوج (وغیرہ) کے کہے ہوئے ہیں یا ان کی مدح و ثنا میں کہے گئے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور ترانے بندے ماترم کا ترجمہ بھی شامل اشاعت ہے۔ ترجمے کا ڈھنگ اور اسلوب دریافت کرنے کے لئے ذیل میں چند شعر پیش کئے جاتے ہیں۔

ع

سرنگ مہان ور سوت پگ نرک رہی انکھائے
پیئیے انگورن لالی لکھے کھری اُٹھی لگ لائے

اب اس کا ترجمہ مترجم کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو:۔

(محبوبہ) سوتن کے پاؤں میں خوبصورت رنگ کی منہدی دیکھ کر غصّہ اور ناراضی سے بے چین ہو رہی تھی اور خیال آرہا تھا کہ اب شوہر سوتن کے ان خوبصورت پاؤں کو پسند کریں گے۔ تو دیکھا کہ شوہر کی انگلیاں بھی منہدی سے لال رنگی ہوئی ہیں حسد کی آگ میں کباب ہوگئی کہ ہائے سوتن کے پاؤں میں مہندی لگائی بھی شوہر نے تو اپنے ہی ہاتھوں سے!

اس شعر (یا دوہے) میں جو مضمون نظم کیا گیا ہے وہ ہندوستانی سماج کی رومانی زندگی کا ایک اکثر و بیشتر پیش آنے والا وقوعہ یا حادثہ ہے۔ سوتن۔ محبوبہ اور اس کے شوہر کی نفسیاتی کشمکش۔ ایک معصوم بھولی بھالی ناری کے جذبات۔ اس کی پاکیزہ حیا۔ اس کی کھری رقابت۔ بے لاگ سوتیاڈاہ اور پھر مہندی کا ذکر جسے ہمارے معاشرے میں سہاگ۔ خوبصورتی۔ چاہ اور پیار کا استعارہ سمجھا جاتا ہے۔ آپ اردو غزل میں بھی قدم قدم پر رقیب۔ عدو اور اغیار سے دوچار ہوتے رہتے ہیں اور

میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل گیا یا تم جانو تم کو غیر سے گر رسم و راہ ہو یا کیونکر یہ کہیں منت اعدا نہ کرینگے جیسے ہزاروں مصرعے کسی مجموعۂ غزل کی ورق گردانی کے ساتھ آپ کی توجہ جذب کر لیتے ہیں لیکن انصاف کیجئے کہ کبھی ان مصرعوں میں آپ نے سوتیا ڈاہ کی آگ سلگتے دیکھی ہے اور کبھی سچ مچ آپ کو رقابت کے انسانی جذبے کا حقیقی احساس ہوا ہے؟

ایک دوسرا شعر ترجمے سمیت:۔

ہوں ہی بوری برہ بس کے بورو سب گام
کہا جان یہ کہت ہیں سسے سیتکر نام

کہنے والی کہتی ہے کہ ایک تو میں یوں ہی پاگل ہوں۔ پھر گاؤں والے بھی پاگل کہتے ہیں۔ کیونکہ میرے دل میں تو آگ لگ رہی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ چاند ستکر یعنی خنکی بخش ہے۔

چاندنی رات میں دل کی یہ کیفیت وہاں ہوتی ہے جہاں زندگی میں سادگی اور محبت میں گہرائی پائی جاتی ہے۔

چلتے چلتے ذہنی نشاط کی ایک تشبیہ ملاحظہ فرماتے چلئے:۔

کہہ پٹھئی من بھاوئی پیا آون کی بات
پھولی آنگن میں پھرے انگ نہ آنگ سمات

پیا نے اپنی آمد کا سندیسہ بھیجا ہے۔ پیت کی ماری حسینہ آنگن میں یوں خوشی کے مارے پھولی پھر رہی ہے

غ

جس طرح انگیا میں شباب کا سینہ۔

انگیا اور چولی کے چونچلوں سے اُردو شاعری بھی ناآشنا نہیں۔ مگر یہاں محرم (انگیا) کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ ؎

کسی کے محرم آبِ رواں کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کبھی حباب آیا

محرمِ آبِ رواں اور حباب کے درمیان لفظی قرینہ اور معنوی مناسبت ضرور موجود ہے لیکن وہ بات کہاں کہ
" انگ نہ آنگ سمات "

ہماری دیسی شاعری موسمی کیفیات اور اس کے جذباتی ردعمل کو کس خوبصورتی سے پیش کرتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

یہ بسنت نہ کھری گرم اری نہ سیتل بات
کہہ کیوں پرگھٹے دیکھیت پلک پسیجے گات

محبوبہ اپنے پریتم کو دیکھ کر فرطِ حیا یا جوشِ جذبات سے پسینے پسینے ہو جاتی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر سہیلی پوچھتی ہے کہ اری یہ تو بسنت (معتدل موسم) ہے نہ سردی نہ گرمی۔ تو پھر پسینہ کیسا؟

ایک اُردو غزل گو نے بھی اپنے محبوب سے پسینہ آنے کا سبب پوچھا تھا لیکن اندازِ نظر کتنا مختلف تھا ؎

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے
پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

کسی اور الھڑ حسینہ کی کیفیت سُنیئے۔ کیا دلکش عالم ہے:۔

کچی کلی کچنار دی رُوپ تھوڑا رنگ بہت
ایسی پیت گنوار دی سُکھ تھوڑا دُکھ بہت

کچی کلی۔ ترجمہ ہے غنچۂ ناشگفتہ کا۔ دونوں کے معنی ایک ہیں لیکن کچی کلی ہمارے تجربات اور محسوسات سے جس قدر قریب ہے غنچۂ ناشگفتہ نہیں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ "غنچۂ ناشگفتہ" کو ہم نے کتابوں میں اور استادوں کے دیوانوں میں پڑھا ہے اور کچی کلیوں کو اپنے ہاتھ سے توڑا ہے۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ وہ حسینہ۔ گاؤں کی حسینہ جو کسی محبت ناآشنا گنوار کے عشق میں مبتلا ہے۔ اس کی محبت کچنار کی کلی کی طرح ہے جس میں " روپ" کم اور " رنگ" زیادہ ہوتا ہے۔

اوپر کی سطروں میں برج بھاشا اور پنجابی بولیوں کے جو دوہے پیش کیے گئے ہیں۔ ان سے برِّ کوچک کے قومی سماجوں کے رومانی اور جذباتی رُخ اور ان کی تہوں کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہندوستانی معاشرہ

میں عاشق کا کردار عورت ادا کرتی ہے اور محبوب کے فرائض مرد۔ ہندو تاریخ اور دیومالا تک میں سری کرشن مہاراج کو محبوب اور رادھا کو عاشق کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کہنا تو خلافِ فطرت ہے کہ عام طور پر ہندی شاعری میں عاشق اور معشوق کی حیثیت کا جو تعین کیا گیا ہے (یعنی مرد کو چاہا جاتا ہے اور عورت چاہتی ہے) وہ عین فطرت کے مطابق ہے کیونکہ اصولاً عاشق کا بانا مرد کے جسم پر اور محبوبیت کا خلعت عورت کے قد رعنا پر راست آتا ہے۔ تاہم محبت اور چاہ کا یہ ڈھنگ اور یہ رُوپ ہے بہت دلچسپ اور جذبات انگیز۔ اس ضمن میں اُردو شاعری کا تذکرہ بھی ضمنی طور پر آگیا ہے لیکن اس کا مقصد اُردو اور ہندی شاعری کا موازنہ نہ تھا۔ موازنہ ممکن بھی نہیں۔ کیونکہ خود ہندی۔ برج بھاشا۔ پوربی۔ پنجابی اور کھڑی بولی کی شاعریاں اور کویتائیں اس عظیم ادب کا جزو ہیں جو برکوچک پاک و ہند میں اُردو یا عظیم الشان ہندوستانی زبان کے اثر سے وجود میں آیا۔ برج بھاشا کے دوہے۔ کہہ مکرنیاں۔ گیت۔ چٹکلے دادرے۔ ٹھمریاں۔ بول اور ترانے خود اُردو شاعری کا ہی حصہ ہیں۔ اگر دیسی پراکرتوں اور شمالی ہند کی علاقائی بولیوں کو سنسکرت کے الفاظ و اسماء سے گرانبار نہ کیا جائے اور اس قسم کی مصنوعی ہندی زبان ایجاد نہ کی جائے جو بعض حلقوں میں رواج پا رہی ہے تو عام ہندی اور بنیادی اُردو میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اُردو اور ہندی لکھاوٹیں اور لیپیاں (رسم الخط) الگ الگ ضرور رہیں مگر جہاں تک مصدروں۔ افعال اور صرف و نحو کا تعلق ہے تو دونوں زبانوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ قواعد زبان سے قطع نظر دونوں زبانوں کی شاعری کے تخلیقی محرکات اور فکری پس منظر میں بھی کوئی فرق نہیں نظر آتا۔ ہر سرزمین کی شاعری اُس سرزمین کے موسموں جغرافیائی بناوٹوں۔ سماجی رشتوں اور عام گھریلو زندگی کے رواجوں کی آئینہ دار ہوا کرتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہندی اور اُردو دونوں کا سماجی اور مادّی پس منظر ایک جیسا ہے۔ اگر ہم اُردو شاعری کو اس کا بھرپور قدرتی روپ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک مرتبہ پھر اپنے سماجی اور معاشرتی پس منظر کی طرف رجوع کرنا پڑیگا جس کا مکمّل اور زندہ نمونہ ہمارے دیہات اور قصبات اور وہ رسم و رواج۔ وہ موسم و ماحول اور وہ دیومالائی عقائد ہیں جو ہم لوگوں کی روحوں میں رچے اور بسے ہوئے ہیں۔ اُردو میں خارجی شاعری (قومی۔ سیاسی صحافی فلسفیانہ اور عارفانہ مضامین کے شعر جن کا تعلق بالعموم دل سے کم اور دماغ سے زیادہ ہوتا ہے) کا بڑا شاندار اور خوبصورت ذخیرہ موجود ہے۔ حالی۔ اکبر چکبست۔ اقبال اور بعض جدید ترین ترقی پسند شعرا نے سیاسی۔ معاشی۔ معاشرتی۔ وطنی۔ قومی۔ بین الاقوامی۔ فکری اور مذہبی موضوعات پر بڑی معرکۃ الآرا نظمیں مثنویاں قصیدے اور غزلیں لکھی ہیں لیکن لوک گیتوں میں جو میٹھا میٹھا رس۔ قومی زندگی کا جو قدرتی نکھار جغرافیائی حالات کا جو سچا بیان اور سماجی بندھنوں کی جو زندہ تصویر کشی ہے۔ اسکی بات ہی کچھ اور ہے ہم عقلی نقطہ نظر سے کتنے ہی بالغ اور باشعور کیوں نہ ہو جائیں۔ جذباتی طور پر ہم سادہ معصوم اور نازک ہی رہیں گے۔ ہماری اندر کی زندگی کا یہی رنگ اور وجدان کا یہی پہلو "جذبات مشرق" میں نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ گیت، یہ دوہے اور یہ کویتائیں ہمارے تربیت یافتہ دماغ منطقی ذہن اور اعلیٰ سائنسی فکر کو مطمئن نہ کر سکیں لیکن اس قسم کی شاعری میں ہمارے اندرونی کرب اور ہماری بےچین روح کو مطمئن کرنیکی جو قدرتی صلاحیت اور فطری اہلیت موجود ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے

مشرقی حیا مشرقی معاشقہ اور مشرقی وقارِ حسن

(حضرت آغا خلش کاشمیری ایڈیٹر "مصور" بمبئی)

سردار دیوان سنگھ مفتوں ایڈیٹر ہفت روزہ "ریاست" دہلی ادبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے خاراشگاف قلم نے جہاں دشمنوں کے سینے ہمیشہ چھلنی کئے وہاں گاہے گاہے اپنے دوستوں کو بھی چرکے دیئے جس کا سب سے بڑا سبب آپ کی بیچ فکر اور آپ کا بے باک قلم ہے۔ آپ کو اپنی قوت فیصلہ پر کافی سے زیادہ اعتماد ہے۔ دل چونکہ ریا سے پاک ہے لہذا لگی لپٹی کہنے میں معتاد نہیں جس بات کو حق سمجھتے ہیں اس کے پرچار کے لئے اپنی سی کر گزرتے ہیں۔ اعلائے کلمۃ الحق میں دوست اور دشمن میں امتیاز آپ کے مسلک میں حرام ہے۔ اسی مستقل جذبے کے طفیل میں صحافتی بیباکی آپ کا شعار بن کر رہ گئی۔

سردار صاحب موصوف نے اپنی زندگی میں جو دشوار گزار مراحل طے کئے ہیں وہ ہر کسی کی منزل میں نہیں آتے جن جرأت آزما مقامات پر مفتوں کی جمعیت کو چرخ کج نہاد نے للکارا ہے وہاں بڑے بڑے سورماؤں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور جن نامساعد ماحول میں مدیر "ریاست" دہلی نے اپنے مذاق صحافت کو پروان چڑھایا ہے کسی دوسرے کے بس کا روگ ہرگز نہیں تھا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ سردار دیوان سنگھ مفتوں آف "ریاست" دہلی نے زمانے کی راہ سے ہٹ کر زندگی کی مسافت جاری رکھی اور دنیائے صحافت میں اپنے لئے ایک ممتاز مقام بنا لیا۔

غلام آباد ہند کو قعر مذلت سے نکالنے میں بھی مدیر "ریاست" دہلی اپنے فرائض سے عہدہ برآ رہا اور بھارتی راجاؤں کی مطلق العنانی کے قلع قمع کا سہرا تو بلاواسطہ سردار دیوان سنگھ موصوف کے سر پر ہے۔ آپ نے چند در چند مصائب میں گرفتار ہونے پر بھی اپنے نصب العین سے بے وفائی نہ کی۔ اپنے مقصد کے حصول کے بعد آدمی بے کار محض ہو کر رہ جاتا ہے چنانچہ مفتوں صاحب موصوف پر بھی یہی دور آیا اور ریاستوں کی لعنت کے خاتمہ پر آپ کو زندگی کا سفر طے کرنے کے لئے دوسری ڈگر کی تلاش ہوئی۔ حُبِ وطن کے بے پناہ جذبے نے سردار صاحب موصوف کو کانگرس پارٹی کا ہمنوا بنایا۔ لیکن کانگرس کی کالی بھیڑوں نے سردار صاحب کے زاویۂ نگاہ کو مکدر کر دیا اور آپ نے اپنی فطرت بے باک کی روشنی میں بھیڑوں کے لباس میں کانگرسی بھیڑیوں کو بے نقاب کرنا شروع کر دیا۔ جب اقتدار کانگرس کے نقار خانے میں اس دہلوی طوطی کی آواز سُنی نہ گئی تو سردار دیوان سنگھ مفتوں ایڈیٹر "ریاست" دہلی نے عوام کالانعام کی تربیت کا بیڑا اُٹھالیا اور

ایک درس آموز کتاب کو "ناقابل فراموش" کے نام سے زیور انطباع سے آراستہ کیا۔ توقع کے مطابق "ناقابل فراموش" کا سواگت کیا گیا اور اس بے پناہ خیر مقدم نے سردار دیوان سنگھ مفتوں پہ پبلک کی ان صلاحیتوں کو آشکار کر دیا جن کے صدقے میں آپ جنتا کے دلوں کو نئی شاہراہ پہ لانے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ بنا بریں سردار صاحب موصوف نے اپنے دوسرے صحافتی شاہکار کو "جذبات مشرق" کا عنوان دے کر پیش کرنے کا تہیّہ کر لیا۔ اگرچہ "جذبات مشرق" کی اشاعت میں سردار دیوان سنگھ مفتوں کی حالیہ سیاست سے بد دلی مضمر ہے بریں ہم حُبّ وطن کی آنچ آپ کے سینے میں بدستور روشن ہے۔ جس کا نمایاں ثبوت آپ نے اس پنجابی شعر کی تاویل سے بہم پہنچایا ہے ؎

جتھّے تیرے ہل وگدے   او تھے لے چل چرکھا میرا

ترجمہ:- "مہاتما گاندھی کی تحریک زوروں پر ہے۔ ہر طرف کھدّر اور چرخہ کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ دیہات کی رہنے والی بیوی کو اپنے جاٹ شوہر سے بہت محبت ہے۔ شوہر زور دیتا ہے کہ دن بھر چرخہ چلاؤ اور کانگرس کی ممبری کے لئے سوت جمع کرو۔ شباب کے زمانہ میں حسینہ کو گاندھی جی کی تحریکوں سے کیا دلچسپی۔ آخر شوہر کی تبلیغ سے تنگ آکر کہتی ہے۔ اچھا اگر تمھاری یہی خواہش ہے کہ میں دن بھر چرخہ چلاؤں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں میرا چرخہ بھی اُسی کھیت میں لے چلو جہاں تم ہل چلاتے ہو تاکہ میرے ہاتھ گو چرخہ چلانے میں مصروف رہیں مگر میری آنکھیں تجھے دیکھتی رہیں۔"

پنجاب میں یہ شعر اس وقت سے رائج ہے جب کانگرس کتم عدم سے منصۂ شہود پہ آئی بھی نہ تھی۔ راقم الحروف آج سے لگ بھگ پچاس برس سے سنتا آیا ہے کہ ؎

او تھے ڈھاہ دے چرکھڑا میرا تے جتھّے تیرے ہل وگدے

لیکن سردار دیوان سنگھ مفتوں کی اندرونی حب وطن کی آگ نے شاعر کے مافی الضمیر کو جلا کر کانگرس کے ایوانِ حکومت کو روشن کرنے کی نیوٹال دی جو مفتوں صاحب کی سراہنے کے لائق زیادتی ہے۔

خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا۔ آمدم برسر مطلب۔ سردار دیوان سنگھ مفتوں نے پوربی شعراء کے چیدہ چیدہ اُن اشعار کو "جذبات مشرق" کے نام سے یکجا کر دیا ہے۔ جن میں مشرق کی حیا، مشرق کا جذبات پرور معاشقہ، مشرق کا وقارِ حُسن اور اسلوبِ شباب، مشرق کی جرأت اور مشرق کی وفاشعاری روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہندوستان کے مختلف خطوں کے اشعار سے استنباط کر کے نہ صرف یہ کہ سردار صاحب موصوف نے اسلاف کی تہذیب کو نمایاں کر دیا ہے بلکہ لفحوائے ؏ "تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں" موجودہ نسل کو راہ محبت و وفا بھی دکھا دی ہے۔ بِدیاگد توشش۔ مست رام۔ گووند۔ بتال۔ بہاری۔ شنکر۔ دواکر اور منوج ایسے برج بھاشا کے کویوں کے ساتھ جہاں پانچ دریاؤں والی زمین کے شعرا سید وارث شاہ اور بابا فرید کا کلام بھی "جذباتِ مشرق" کے حُسن کو دوبالا کرنے

کے لئے لایا گیا ہے وہاں موجودہ دَور کے پنجابی شاعر شرؔف لاہوری کا کلام بھی شامل کتاب کر دیا گیا ہے جو عہدِ حاضر کی شاعری کو تحسین کے سلسلے میں ہے علاوہ بریں خواجہ حاؔفظ شیرازی کا فارسی کلام بھی بمصداق "مشتے از خروارے" رکھ دیا گیا ہے تاکہ "جذباتِ مشرق" کی ترجمانی ہو سکے۔ اشعار کے حُسن کو نکھارنے کے لئے سردار دیوان سنگھ مفتوؔں دہلوی نے اپنی دانست میں منظر نگاری سے کام لیا ہے جو پڑھنے والے کی بہت سی مشکلوں کو آسان کرنے کا باعث ہے۔ مختلف معنی خیز عنوانات کے تحت سردار دیوان سنگھ مفتوؔں مدیر "ریاست" دہلی کی یہ ادبی کاوش اس بات پر چغلی کھاتی ہے کہ سردار صاحب "کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی" کی روشنی میں اب اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اس محنتِ شاقّہ سے کام لے رہے ہیں جو دنیوی جھمیلوں سے اُچاٹ ہونے پر انسان کو بقائے نام کی شہ دیتی ہے۔

یہاں یہ بات فراموش نہیں کی جا سکتی کہ اُردو رسم خط میں اعراب کی ناموجودگی نے قاری کے لئے صحیح تلفظ میں بھاری رُکاوٹ ڈال دی ہے اگرچہ سردار صاحب موصوف کی تفسیر پڑھنے والوں کو لطف دے جاتی ہے۔ بریں ہم مشرقی زبانوں کی نشر و اشاعت کا فرض بجالانے میں تلفظ اور مخارج کا لحاظ بھی ضروری ہے۔

نغمہ ہائے شیریں

(محمد اجمل خاں صاحب پرائیویٹ سیکریٹری مرحوم مولانا ابوالکلام آزاد)

... جناب مفتوں ربع صدی سے زیادہ صحافت کے میدان میں تیر و نشتر چلاتے رہے ہیں اور کھری کھری سُنا کر اصلاحِ کار کا دروازہ کھولتے رہے ہیں۔ لیکن باوجود ان تلخ نوائیوں کے اُن کے اخبار "ریاست" میں جو نغمہ ہائے شیریں "جذباتِ مشرق" کے عنوان سے چھپتے رہے ہیں، وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ زبان اُردو پر اُن کا بڑا احسان ہے کہ انھوں نے ہندی اور پنجابی اشعار کو اُردو رسم الخط میں لکھا ہے اور اُن کا ترجمہ نئے انداز سے کیا ہے۔ ہر صفحہ بلکہ ہر سطر پر نظر رُک جاتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ اس "مشرق" سے نیا آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

حُسن و عشق کی دنیا میں لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، ہیر رانجھا، رادھا کرشن، یوسف زلیخا غرض کہ بہت سے اسیر و آزاد ملتے ہیں اور اپنے حقیقی یا مجازی کارناموں کو ہمارے عواطف و امیال کا رہبر بناتے ہیں۔ ان میں سسی اور پنوں بھی ہیں۔ خصوصاً سسی جو "مئے مرد افگن" کی بعد مردن بھی متوالی نظر آتی ہے۔ "جذباتِ مشرق" کا ۸۹ واں صفحہ کھولئے اور ان اشعار پر نظر ڈالئے "منکر تے نکیر ... الخ" مسلمان جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد قبر میں دو فرشتے آتے ہیں اور گزشتہ زندگی کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان اشعار میں بتایا گیا ہے کہ جونہی یہ فرشتے سسی کی قبر میں آئے اور سوالات شروع کئے تو وہ فرطِ مسرّت سے یوں بولی کہ "پہلے یہ بتاؤ کہ تم میرے محبوب پنوں کے وطن سے کب آئے ہو۔ اس کی خیریت تو سُناؤ۔ وہ کس حال میں ہے جس کی میں عاشقِ زار ہوں۔"

ممکن ہے ان اشعار کو پڑھنے کے بعد آپ کو سوداؔ یاد آ جائیں جو اسی بات کو یوں کہہ گئے ہیں ؎

اک روز سوئے گورِ غریباں جو میں گیا — دیکھا تو واں بزرگوں کا اکثر مزار ہے
دیکھا کہ اک مزار پہ نرگس ہے سرنگوں — پوچھا یہ میں نے اُس سے کہ کیوں شرم سار ہے
بولی کہ اے عزیز تو نرگس مجھے نہ جان — آنکھیں ہوں میں انہی کی یہ جن کا مزار ہے
سوداؔ یقین مجھ کو اسی روز سے ہوا — عاشق کو بعدِ مرگ کے بھی انتظار ہے

یہاں مجھے سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی کے اُستاد مولوی سید وحید الدین کڑوی (منسوب بہ کڑا ضلع الہ آباد) کا ایک شعر یاد آ گیا۔ فرماتے ہیں ؎

قبر میں کیا کیا نکیروں کو تھا ارمانِ سوال — کچھ نہ پوچھا مجھ سے تیرا نام بتلانے کے بعد

افسوس ہے کہ ان کا دیوان اب تک شائع نہیں ہوا۔ اگر چہ اکبر مرحوم نے بہت کوشش کی تھی کہ ان کے ورثاء اسے دے دیں تاکہ دُنیا ایسے قادرالکلام شاعر کے جذبات سے محروم نہ رہے۔ اسی غزل کا مطلع ہے ؎

وہ ملے ہم سے فنا کا رنگ دکھلانے کے بعد
راہ پہ تقدیر بھی آئی تو مرجانے کے بعد

صفحہ ۹۵ پر جنوں انگیز شباب کی تباہ کاریوں کو دریا کے سیلاب سے تشبیہ دی ہے اور بتایا ہے کہ کسی معشوق کا شباب ہو یا دریا کا طوفان۔ ان دونوں کی تباہ کاریوں سے کوئی باز پُرس نہیں کرسکتا۔

اک بھیجے چھلے پرے بُوڑے بہے ہجار
(کوئی بھیگتا ہے، کوئی دلدل میں پھنستا ہے، کوئی ڈوبتا ہے اور ہزاروں بہہ جاتے ہیں)
کِتوَں نہ اوگن جگ کرت نے وے چڑھتی بار
(کسی نے کبھی دُنیا میں الزام نہیں دیا۔ خواہ چڑھتی ندی ہو یا جوانی)

شاید غالبؔ نے اسی لئے یہ بتایا ہے کہ جو لوگ نگاہوں کے تیروں اور ناز و ادا کے خنجروں سے قتل کیا کرتے ہیں اُن پر نہ تو شرعی عدالت میں مقدمہ چل سکتا ہے نہ مُلکی قانون اُن سے باز پُرس کرسکتا ہے ؎

شرع و آئین پر مدار سہی
ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی! (غالبؔ)

علم النفس کا ایک قاعدہ تعلق افکار یعنی ایسوسی ایشن آف آئیڈیاز ہے۔ کسی شے سے بعض صفات وابستہ ہوتی ہیں۔ اُسے دیکھکر ہمیں اُس کا وصف بھی یاد آجاتا ہے۔ مثلاً آسمان کو دیکھ کر آسمانی رنگ کی کوئی چیز یاد آسکتی ہے۔ غالبؔ کا یہ حال تھا کہ غم دنیا میں ڈوبے ہوئے سر بزانو رہتے تھے۔ اگر کبھی غم دنیا سے نجات ملتی اور سر اُٹھانے کی مہلت ملتی تو سر اُٹھاتے تھے اور آسمان نظر آنے لگتا تھا۔ آسمان کا نظر آنا تھا کہ گردشِ آسمانی یعنی ظلم و جور کا تصور دماغ میں پیدا ہوتا تھا اور پھر وہی سب سے بڑا جفا شعار یعنی اُن کا معشوق نگاہوں میں پھر جاتا تھا۔ اس لئے کہ وہ ظلم و جور کی نسبت سے آسمان سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ غرض کہ "غمِ عشق گر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا" کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

غمِ دنیا سے گر فرصت بھی پائی سر اُٹھانے کی
فلک کو دیکھنا۔ تقریب تیرے یاد آنے کی

اس تعلق افکار کی مثال صفحہ ۱۳۳ پر دیکھئے:۔ "ہت کرتم پٹھیو الخ"

عاشق نے اپنی محبوبہ کو ایک پنکھا تحفتہً بھیجا۔ اس پنکھے سے جسم کی تپش تو دُور ہوگئی (ٹلی تپن تن کی) لیکن

اس سے عاشق کی یاد بار بار آنے لگی۔ عشق کی گرمی نے دل و جگر میں آگ لگا دی اور محبوبہ پسینے میں نہا گئی (چلی پسینے نہائے) اور تن کی جگہ من میں گرمی سما گئی۔

صفحہ ۱۴۵ سے ایک نظم بعنوانِ "آمدِ شباب" شروع ہوتی ہے۔ پہلے بند کا آخری شعر ہے ؎

کجھ اگّے نین کٹاراں سن

کجھ سُرمے دھاری لائی اے

یعنی کچھ تو پہلے ہی سے اُس کی آنکھیں کٹاریاں تھیں لیکن سُرمے نے تو غضب کی باڑھ رکھ دی ہے۔ غرض کہ جہاں دیکھئے "کرشمہ دامن دل من کشد کہ جا اینجاست" اور ہم مفتوںؔ صاحب کے حُسنِ انتخاب کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

جی چاہتا تھا کہ ان شعرائے کرام کے پورے کلام سے استفادہ کی صورت نکلے۔ مگر جناب مفتوںؔ نے "اُنظر الیٰ ما قال" کو پیش نظر رکھا ہے اور "من قال" کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اسی لئے ہمیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ کن شعرا کا کلام ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آئندہ ایڈیشن یہ تشنگی باقی نہ رہے گی۔

اُردو زبان میں قابلِ رشک اضافہ

(کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ڈپٹی کمشنر پنجاب)

سردار دیوان سنگھ مفتوں کو میں قریباً بیس برس سے جانتا ہوں۔ بہ طور مدیر "ریاست" انھوں نے خوب شہرت حاصل کی ہے۔ جو لوگ اُن سے ذاتی طور پر متعارف نہیں وہ بھی "ریاست" کی قابلِ تقلید پالیسی اور سردار صاحب کی تحریروں کے بلند معیارِ صحافت کے معترف ہیں۔ میں انھیں ایک دیانت دار صحافی اور برملا گو محبِ وطن تو سمجھتا ہی تھا لیکن جوں جوں تعلقات میں بے تکلفی اور مراسم میں یگانگت بڑھتی گئی، میں نے محسوس کیا کہ وہ صرف مدیر با تدبیر ہی نہیں بلکہ رفیق خوش پیمان شفیق مخلص اور انسان ہر اعنوان بھی ہیں۔ انھوں نے ایک مردِ مجاہد کی زندگی گزاری ہے۔ اپنے اصول اور حق پرستی کے لئے بڑے بڑے اہلِ اقتدار و اربابِ اختیار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور اپنے جذبۂ وطن پرستی کی تسکین کے لئے قید و بند کے مصائب بھی برداشت کئے ہیں۔ لیکن اپنے دامن کو ناجائز خوشامد اور دروغ مصلحت آمیز سے کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا۔ اور بد باطن، گندم نما جو فروش قسم کے لوگوں کو کبھی مُنہ نہیں لگایا۔ اگر "بہترین دوست اور بدترین دشمن" کا صحیح اطلاق کسی کی ذات پر ہو سکتا ہے تو میری نظر میں وہ سردار صاحب موصوف ہی کی بلند اخلاق شخصیت ہے اور اسی وجہ سے میرے دل میں اُن کے لئے بے پناہ احترام موجود ہے۔

حال ہی میں اُن کی کتاب "ناقابلِ فراموش" شایع ہوئی اور بے حد مقبول ہوئی ہے۔ اب وہ اسی سلسلے میں دوسری کڑی "جذباتِ مشرق" شایع کر رہے ہیں۔ مفتوں صاحب ۱۹۳۶ء میں ناگپور جیل میں وطن پرستی کے جرم کی سزا بھگت رہے تھے۔ اسی جیل میں انھیں مختلف صوبوں کے ایسے دیش بھگتوں سے متعارف ہونے کا بھی موقع ملا جو علم و ادب میں دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ لوگ جب اپنی زبانوں کے ادبی شہ پارے ایک دوسرے سے بیان کرتے تو سردار صاحب کو اپنے ادبی ذوق اور علمی تجسّس کے لئے سامانِ تسکین ملتا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ اُردو کے علاوہ ہندوستان کی دوسری زبانوں میں شاعری کے ایسے گنج ہائے گراں مایہ موجود ہیں جن سے اُردو داں طبقہ ابھی تک آشنا نہیں۔ اور ایسے نادر خیالات سے اُردو والوں کو باخبر کرنا ایک صحیح ادبی خدمت ہوگی۔ چنانچہ جیل سے رہا ہوتے ہی انھوں نے اپنے اخبار "ریاست" میں "جذباتِ مشرق" کے نام سے یہ سلسلہ جاری کر دیا جو ۱۹۴۷ء تک "ریاست" کے ہر پرچے میں ایک مستقل کالم کی صورت میں چھپتا رہا اور اس کے بعد آج تک بھی گاہے ماہے چھپتا رہتا ہے۔ "ریاست" میں "جذباتِ مشرق" کے تحت جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے مختلف مشرقی زبانوں کے

شعری شہ پارے اُردو ترجمے کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں اور اہلِ فہم وفن اس سرچشمۂ علم وادب سے اپنی روحانی تشنگی کو تسکین پہنچاتے ہیں۔ اس میں ہندی، فارسی، عربی، پشتو اور پنجابی شاعری کے بے مثال اور نادر نمونے موجود ہیں۔ چھ سو صفحات کی اس کتاب میں کبیر، بہاری، پدماکر اور خانخاناں کے خیال آفریں، لطیف اور پُر تاثیر دوہے حافظ شیرازی کا سحر انگیز تغزل، بابا فرید شکر گنج کا عارفانہ وصوفیانہ کلام، گوربانی کا امرت رس، پنجاب کے دیہات کی حسن وعشق کی داستانیں، رادھا اور کرشن کا مقدس پیار، میراں بائی کی والہانہ بھگتی اور ہندوستان کے موسمی اور متبرک تہواروں کا پُر لطف بیان نہایت دلچسپ اور فن کارانہ انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ اور پھر مفتوں صاحب کا سلیس و بامعنی اُردو ترجمہ تو سونے پر سہاگے کا مصداق ہے۔ سردار صاحب قابلِ صد مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس قدر جامع اور مفید کتاب شائع کی یہ کتاب اُردو ادب میں یقیناً ایک قابلِ رشک اضافہ ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اسے قابلِ رشک مقبولیت بھی حاصل ہوگی۔

"جذباتِ مشرق" کے بارے میں یہ کوئی سیر حاصل دیباچہ نہیں۔ صرف اپنی رائے کا مختصر اظہار ہے۔ مستقبل قریب میں مجھے موقع ملا تو مفصّل عرض کروں گا۔ ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس کتاب کے رنگارنگ و پُرکشش عنوانات و مضامین میں سردار صاحب موصوف کی اُس رنگا رنگ، ہمہ گیر اور وفاکیش شخصیت کی جھلک نمایاں ہے جس کے باعث ادیبوں، صحافیوں، سیاست دانوں اور دوستوں کے حلقے میں انھیں عزّت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ؏

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اشعار کا حسین مجموعہ

(مسٹر علی جواد زیدی)

سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ کا نام اُردو کے صحافتی اور سابقہ والیان ریاست کے اندرونی حلقوں میں بڑی ہنگامہ آفرینیوں اور زلزلہ خیزیوں سے وابستہ رہا ہے۔ اب نہ تو ان دیسی ریاستوں کا وہ تانا بانا رہ گیا اور نہ وہ درباری سازشوں کے ماحول جن میں یہ زلزلے اور ہنگامے اٹھا کرتے تھے۔ لیکن ان زلزلوں اور ہنگاموں کی دو نہ مٹنے والی یادگاریں اب بھی باقی ہیں۔ دیوان سنگھ مفتوںؔ اور "ریاست"۔ ان یادگاروں کے بقائے دوام کی شکلیں بھی نکلتی آرہی ہیں۔ ابھی کچھ ہی دنوں پہلے سردار صاحب نے "ناقابلِ فراموش" کے نام سے اپنے تجرباتِ زندگی و صحافت کو "ریاست" کے صفحات سے چُن چُن کر کتابی صورت میں شائع کرایا تھا اور اب "جذباتِ مشرق" کے نام سے اُن نظموں اور شعروں کے مجموعے کی اشاعت کرا رہے ہیں جو اسی عنوان کے تحت اُن کے ہفتہ وار "ریاست" میں ۱۹۳۷ء سے مسلسل چھپتے رہے ہیں۔

"جذباتِ مشرق" کے وجود میں آنے کا محرک اصلی کیا تھا۔ اس کا مجھے باقاعدہ علم نہیں ہے لیکن یہ قطعی طور سے معلوم ہے کہ یہ اُس زمانے کی تخلیق کا نشان ہے جب مفتوںؔ نواب صاحب بھوپال والے مقدمے کے سلسلے میں ناگپور جیل میں اسیری کے دن گزار رہے تھے جیل کی جگر سوز مگر نظر افروز تنہائیوں میں اکثر علمی و ادبی کارناموں کی تخلیق ہوئی ہے۔ جو لوگ زندگی کے ہنگاموں سے کھیلتے ہیں انھیں آزادی کے عالم میں تخلیقی سکون کہاں میسر ہوتا ہے؟ قیدخانوں نے ہمیں جو ادبی، سیاسی اور علمی مواد عطا کیا ہے۔ اس پر نظر کرتے وقت اکثر یہ بات یاد آجاتی ہے کہ علمی فلسفہ کے عظیم معلم سری کرشن جی مہاراج کے سفرِ حیات کا آغاز بھی قیدخانے ہی میں ہوا تھا۔ غالباً یہ بھی تصرفِ باطنی ہے کہ جو تخلیقیں زندانوں میں ہوتی ہیں اُن کے موضوعات بیشتر فلسفۂ حیات و رموزِ کائنات ہی رہے ہیں۔ "جذباتِ مشرق"، تو خصوصیت سے کرشن جی کے محبوب موضوعات محبت اور فلسفہ و اخلاق ہی سے تعلق رکھنے والے اشعار کا مجموعہ ہے۔

میں جس وقت "جذباتِ مشرق" کے نفسیاتی محرکات پر غور کر رہا تھا۔ اس وقت مجھے دیوان سنگھ مفتوںؔ کی دوسری تصنیف "ناقابلِ فراموش" کا عنوان "عورت اور شباب جیل میں" یاد آگیا۔ اُس عنوان کے ذیل میں سردار صاحب نے جو لطایف نقل کئے ہیں اُن کو اگر گلستان فرض کر لیا جائے تو بہار کا قیاس مشکل نہ ہوگا۔ یہ لطائف ناگپور سنٹرل جیل

کے ہیں اور زمانہ بھی وہی ۱۹۳۶ء کا ہے جب "جذبات مشرق" کی تدوین کا خیال ذہن میں آیا تھا۔ اس لئے عجب نہیں کہ یہ لطائف ہی محرک بنے ہوں۔ قصّہ یوں ہے کہ ناگپور سینٹرل جیل میں اے کلاس کے سیاسی قیدیوں کے کمرے سے متصل ہی زنانہ جیل تھی اور قید خانے ان زنانہ اور مردانہ حصوں کے مابین صرف ایک دیوار حائل تھی۔ قیدی عورتوں کی عمریا ۱۵۔۲۰ کے مابین ہوا کرتی تھیں اور اس طرح اُن کی جوانی کا بہترین حصہ جیل کی شدید تنہائیوں میں ہی کٹتا تھا لیکن بقول مفتوں "عورت آخر عورت ہے اور شباب آخر شباب۔ چاہے یہ دونوں جیل ہی میں کیوں نہ ہوں"۔ چنانچہ یہ عورتیں اور لڑکیاں دن بھر خوش فعلیاں کرتیں۔ کبھی روتیں۔ کبھی قہقہے مار کر ہنستیں۔ کبھی چیختیں۔ کبھی لڑتیں۔ کبھی جھگڑتیں اور کبھی چمن کی خانہ براندازی کا تماشا کھیلنے کے لئے شاعر کے کہے کو سچ کر دکھاتیں کہ "گل پھینکے ہیں غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی"۔ سنترے کا چھلکا درمیانی دیوار کو پھاند کر سردار صاحب کے صحن میں بھی آ گرتا۔ اور "کچھ تو ادھر بھی" کی فرمائش کی ضرورت نہ پڑتی۔ ان لطائف کا سردار دیوان سنگھ مفتوں کی طبیعت پر کیا ردعمل ہوتا تھا اسے بھی انھیں کی زبان سے سُنیے :۔

"جو شخص زندگی بھر مصروف رہا ہو اُس کے لئے جیل میں وقت کاٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے میں دن رات کتابیں پڑھنے میں مصروف رہتا اور جب کتابوں سے اُکتا جاتا تو سوچا کرتا۔ ایک روز اپنے خیالات میں غرق تھا تو میں نے قدرت کے اس احسان کو محسوس کیا کہ میرے ادبی ذوق، موسیقی شناس ذہن، حُسن پرست اور آرٹ پسند طبیعت کا خیال کرتے ہوئے جیل میں بھی مجھے ایسی جگہ دی گئی جہاں عورت کی آواز (جو خود موسیقی ہے) میرے کانوں تک پہنچ سکتی ہے۔ میں جیل میں خواتین کی شرارتوں کی آواز سے کئی کئی گھنٹے لطف اندوز ہوا کرتا اور میرا وقت کٹ جاتا"۔

شاید انھیں لمحوں میں سردار صاحب کو یہ دوہا یاد ہو گا ؎

اک بھیجے چھلے پرے بُڈے بہے ہجار
کِتوں نہ اوگُن جگ کرت نے وے چڑھتی بار

(کوئی بھیگتا ہے، کوئی دلدل میں پھنستا ہے، کوئی ڈوبتا ہے۔ اور ہزاروں لوگ بہہ جاتے ہیں۔ مگر اُٹھتی جوانی اور چڑھتی ہوئی ندی کی اس تباہ کاری کو دُنیا میں کسی نے بھی ملزم نہ ٹھہرایا)

یہ میرا قیاس ہی قیاس ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ناظرین کا کام ہے کہ اس موقع پر غالب کا یہ شعر چسپاں کیا جا سکتا ہے یا نہیں کہ ؎

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

ب/۱

"ناقابلِ فراموش" اور "جذباتِ مشرق" دونوں ہی مجموعوں میں مفتوںؔ اور "ریاست" کی بہت سی اہم خصوصیتیں عکس افگن ہیں۔ اگر "ناقابلِ فراموش" میں ریاستوں کی سازشیں، اخلاقی پستی، عوام دشمنی اور ظلم و ستم کی داستانیں اور دیوان سنگھ مفتوں کی دلیریوں، ذہانتوں، ہمتوں، الجھنوں، استقامتوں، دوستیوں، دشمنیوں اور مظلومیوں کے افسانے نظر آئیں گے اور اس دور کی سیاسی اور مجلسی کیفیتوں کا عکس ذہنوں کے سامنے اُبھرنے لگے گا تو "جذباتِ مشرق" میں مفتوں کے دل کی گہرائیاں کنوئیں کی تہ کے پانی کی طرح تارا بن کر چمکیں گی اور بے خودی کے لمحوں میں خود آپ کے دل کے اندر جھانکنے کی کوشش کریں گی۔ اگر یہ مجموعہ ہمارے سامنے نہ ہوتا تو ہم دیوان سنگھ کی ہنگامہ خیز زندگی کے نازک تر اور لطیف تر پہلوؤں کے نظارے سے محروم ہی رہ جاتے!

اس میں شک نہیں کہ "جذباتِ مشرق" میں جو اشعار درج ہیں وہ زیادہ تر عشق و حسن کے محور کے گرد ہی گھومتے رہتے ہیں۔ ہندی ہو یا پنجابی، فارسی ہو یا عربی، ہر زبان کے شاعر کے دل کو محبت نے گرمایا اور حسن نے برمایا ہے لیکن جس طرح مشرق میں اتحادِ باطنی کے باوجود ظاہری اختلافاتِ رنگ و ماحول نظر آتے ہیں اُسی طرح مختلف ملکوں میں حُسن و عشق کے رسم و رواج میں بھی اُن کے مخصوص جغرافیائی اور معاشرتی حالات کا پرتو جلوہ گر ہو کر صد رنگی و یک رنگی کا منظر پیش کرتا ہے۔ قدیم اُردو شاعری کا تصورِ حسن و عشق، بیشتر ماورائی ہی رہا ہے اور جب اس کا ارضی پہلو اُجاگر ہوا بھی تو اکثر افراط و تفریط کا شکار ہو گیا۔ جدید اردو شاعری نے عشق و حُسن کے ارضی تصور کو اپنایا ہے لیکن اس میں بھی عورت کے دلی جذبات کا وہ جیتا جاگتا عکس نظر نہیں آتا جس کے لئے قدیم ہندی شاعری مشہور ہے۔ نائک اور نائکہ کے بیان میں ہندی شاعر جذبات نگاری کی جو مخصوص فضا پیدا کرتا ہے وہ آگ میں پھاند پڑنے والے صحراؤں میں ٹھوکریں کھانے کا حوصلہ رکھنے والے، بے ستونوں سے جوئے شیر لانے والے عشق سے مختلف ہے۔ شمع کے مانند دھیرے دھیرے پگھلنے کا انداز، احساسِ حُسن کا جذبہ، اپنے پن کا احساس، سراپا نگاری، سکھیاں اور سہیلیاں، اُردو اور ہندی دونوں میں الگ الگ شکلیں اور الگ الگ نام اختیار کر لیتے ہیں۔ قدیم ہندی شاعری میں جوان گرہستی عشق و حسن کی بے حد دلکش عکاسی ملتی ہے۔ رقابت ہے تو سوکن یا بھگتوں کی جو رقابت ہو کر بھی رقابت کی پستیوں میں نہیں اُترتی۔ اس شاعری میں حُسن بھی مجسم اور آراستہ ہے۔ غمزے اور ناز و ادا، اظہارِ الفت کے نسوانی ذرائع ہیں، مجلسی نمائش کے وسیلے نہیں ہیں۔ اسی طرح عربی شاعر تلواروں کی چھاؤں میں بھی محبوب کو یاد کرتا ہے کیونکہ خوں بھری تلواریں یوں چمکتی ہے جیسے سُرخ متبسم ہونٹوں کے درمیان محبوب کے چمکیلے دانت۔ اس تنوّع میں خلوص اور قربانی کے مشترک جذبات ایک ہم آہنگی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ حُسن و عشق کے علاوہ اخلاق و فلسفہ میں سارے مشرق کی متحدہ آدرش پرستی صاف جھلکتی ہے۔ اس میں جو سنجیدہ دردمندی اور مخلصانہ ہمدردی ہے وہ سبھی زبانوں میں مشترک ہے وہ مابعد الطبعیاتی فضاؤں میں سیر کرنے کا حوصلہ رکھنے کے باوجود مذہب کے اختلافات پر نہیں بلکہ بنیادی اتحاد پر زور دینے والی

آدرش پرستی ہے۔ طرزِ اظہار اور فکر کے جزوی اختلافات نے بھی ان میں دلکشی اور لذت پیدا کردی ہے۔ غرض "جذباتِ مشرق" میں زبانوں کے تنوّع کے باوجود ہم ایک مانوس ماحول میں سانس لیتے رہتے ہیں اور اس یگانگت کے باوجود یہ احساس باقی رہتا ہے کہ ہم کسی نئے تجربے سے روشناس ہو رہے ہیں۔

اتنی بات کا مسئلہ اہم بھی ہے اور نازک بھی۔ میر کے بہتر نشتر مشہور ہوئے اور بہتوں نے اُن کے ضخیم کلیات سے ان بہتر نشتروں کو چننا چاہا لیکن جو اشعار منتخب کئے گئے وہ چند کے سوا ایک دوسرے سے بالکل ہی مختلف نکلے کسی انتخاب کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے علاوہ یا اس سے بہتر انتخاب نہیں ہو سکتا۔ انتخاب کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ع "نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی"۔ پھر بھی "جذباتِ مشرق" کا مطالعہ کرنے سے اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ دیوان سنگھ کے پہلو میں انھیں کے بقول ایک "موسیقی شناس حسن پرست اور آرٹ پسند" دل ہے۔ انھیں ہر وہ شے مرغوب ہے جنھیں مشرق روایتی طور پر پسند کرتا رہا ہے اور اُن کے نزدیک وہ تمام اوصاف پسندیدہ ہیں جنھیں ہمارے وضعدار بزرگ جانتے اور مانتے رہے ہیں اسلئے یہ انتخاب ہم میں سے بہت بڑی اکثریت کے شعری اور اخلاقی مذاق کی تسکین کا سامان ثابت ہوگا اور کسی طبیعت پر بھی بار نہیں ہو سکتا۔

بحیثیت مجموعی اشعار کا انتخاب سلیقہ سے کیا گیا ہے۔ اس میں تنوّع کے علاوہ اُردو والوں کے لئے نیاپن بھی ہے۔ اسے ہم ایک اور اعتبار سے بھی خوش آمدید کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ایسے دور میں جب لوگ لسانی جھگڑوں میں اُلجھنے میں لذت محسوس کرنے لگے ہیں۔ یہ مجموعہ مختلف زبانوں کے جاننے والوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے والا ہے۔ اشعار کے حُسن کے علاوہ ترجمہ کی سادگی اور دل فریبی بھی آپ کی توجہ کو اپنی طرف ضرور مبذول کریگی "جذباتِ مشرق" بڑے کتابی سائز کے چھ سو صفحات پر بکھرے ہوئے ہندی، پنجابی، فارسی اور عربی نظم پاروں کا مجموعہ ہے۔ یہ سب زبانیں ایک ہی فرشِ محفل پر اپنی اپنی شمعیں روشن کرکے رونقِ محفل میں اضافہ ہی کرتی ہیں۔ چونکہ موضوع زیادہ تر حسن و عشق و اخلاق سے تعلق رکھتا ہے اس لئے شاعروں نے زبان پر غیر فطری آرائشی اور آرائشی لباس کم چڑھائے ہیں۔ زندہ دلی، خوش اوقاتی، بلند کرداری، باہمتی اور خلوص گفتاری لسانی حدود کو کب مانتی ہے "تیرے دربار میں آئے تو سبھی ایک ہوئے"۔ اس لئے خیال ہے کہ یہ مجموعہ بہت سی اُن غیر فطری دیواروں کو گرائے گا اور مصنوعی حجابوں کو اُٹھائے گا۔ جو مصلحتوں کے ماتحت تفریق پیدا کرنے کیلئے بیچ میں حائل کئے گئے تھے۔

اس مجموعے کے حسین انتخابات کو دیکھ کر اور اس بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ یہ انتخابات کئی مختلف زبانوں کے ہیں۔ ذہن میں یہ بات آسانی سے نہیں سما سکتی کہ یہ انتخابات اس شخص نے کئے ہیں جس کی مکتبی تعلیم پانچویں جماعت کے آگے نہ جا سکی۔ یہ سردار دیوان سنگھ کی زندگی کا خاص اہم واقعہ ہے۔ ابھی چالیس ہی دن کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ماں نے بڑی محنتوں سے بارہ برس تک تعلیم دلا کر پانچویں جماعت تک

پہنچایا۔ پھر مالی مشکلات نے تعلیم چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور پانچ روپیہ ماہانہ کی نوکری سے نئی زندگی کا آغاز ہوا لیکن "سر سے سودائے جستجو نہ گیا" گھر پر نجی طور سے پڑھتے رہے یہاں تک کہ صحافت کی گود میں جا پڑے۔ مطالعہ کا شوق ہمیشہ رہا۔ جیل کی تنہائیاں اس پر صیقل کرتی رہیں اور یہ مجموعہ بڑی حد تک ان کے ادبی اور علمی مطالعہ کا نچوڑ ہے۔

بعض اشعار کی شوخی و رنگینی شاید بعض ناظرین کو دھوکے میں ڈال دے۔ اس لئے یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان سے صرف دیوان سنگھ کی زندہ دلی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور بس اس کے لئے علامہ نیاز فتح پوری کی شہادت موجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے ہمیشہ اُن کو تنہا سادھوؤں کی سی زندگی بسر کرتے دیکھا۔ اُن کی زندگی راہبانہ انداز کی تھی، جو انھوں نے کبھی ترک نہیں کی۔" اسی طرح منتخب اشعار میں کہیں کہیں جاگیردارانہ فضا ضرور ملیگی لیکن اس عیش سے احتراز بھی نظر آئے گا جس پر "پسند خسروی" کی چھاپ لگی ہو ۔

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن
کایں عیش نیست درخورِ اورنگ خسروی

شوہر، بیوی، سوکن، سہیلی، کفایت شعار سسر، شادی، گونا، سہاگ رات، سلیقہ شعاری، پردیسی پیا، نشانی کی انگوٹھی گھریلو زندگی کے نقشے بناتے ہیں۔ مہندی، پان، گھونگھٹ، ساری کا آنچل، شرم و حیا، بندی، کیسر کا تلک وغیرہ بھی اس خانگی فضا کو برقرار رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب بیوی غیر عورت کے ہاتھ میں شوہر کی انگوٹھی دیکھتی یا جب حُسن کے غرور کو عشق خاک میں ملا دیتا ہے اور غمِ جُدائی کی آگ دل میں بھڑکتی ہے تب بھی تغیرِ ماحول کا احساس نہیں ہوتا۔ لیکن جب بوسہ، کاجل، ہونٹ پر دانت کاٹنے کا نشان، رات کو کہیں اور شب باشی کا شوہر پر الزام، تعویذ، گنڈہ اور عاشقی، بھیگے کپڑے اور طوائف کی محبّت کی بات آتی ہے تو ایک جاگیردارانہ ماحول جھلکنے لگتا ہے۔ پھر شگون کی بات، ستاروں کی بات، راجپوتانہ کی لٹیری قوم مینا اور ڈاکہ میں کٹار کی بات ہمیں ایک مخصوص سماجی ماحول سے روشناس کراتی ہے جو سیاسی انحطاط اور سماجی عدم استحکام کی غمازی کرتا ہے۔ لیکن ان انتخابات کے موضوعات میں کرشن بھگتی، رام بھگتی اور عرفانِ خداوندی کی باتیں بھی ملیں گی۔ اور یہ بھی ہمیں اُن معاشرتی عوامل کی یاد دلائیں گی جو روحانی شاعری کے فروغ کا باعث ہوتی ہیں۔ اور پھر ہل، چرخے اور کھیت کی بات، حُسن و عشق کے پس منظر میں آپ کو جدید ترین رجحانات کے قریب لے آئے گی!

اس انتخاب میں شاعروں یا ادوار یا موضوعات کی ترتیب قائم نہیں کی گئی ہے۔ کیشو، بہاری، پدماکر، شرت، عالم، بتال، وارث شاہ، بابا فرید گنج شکر اور حافظ وغیرہ کے نام صرف تخلص کے طور پر آ گئے ہیں۔ اگر شعرا کے نام بھی معلوم ہو سکتے تو اور اچھا ہوتا۔ لیکن یہ انتخاب دراصل شاعروں کے یا عام ادبی رجحانات کی

تعین کے لئے یکجا بھی نہیں کیا گیا، یہ تو ہمیں صرف چند "جذبات مشرق" سے جو قدیم شاعری میں علی العموم پائے جاتے ہیں آگاہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اپنے اس مقصد میں یہ مجموعۂ اشعار یقیناً کامیاب ہے اور ہم اس کامیابی پر مفتوںؔ کو مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ نیاز فتح پوری کو شکایت تھی کہ وہ (مفتوںؔ) اپنا ایک تخلص بھی رکھتے ہیں لیکن اُن کا شعر نہیں سُنا گیا، معلوم نہیں کہ وہ شعر کہتے بھی ہیں یا نہیں لیکن جو اتنے شاعروں کے اتنے اچھے اشعار اپنے دل و دماغ میں محفوظ کئے ہوئے ہے تخلص رکھنے کا پورا استحقاق ہے۔

"ناقابل فراموش" میں اکثر معترفین نے سردار صاحب کے بارے میں کہا ہے کہ وہ بہترین دوست اور بدترین دشمن ہیں۔ دوستی اور دشمنی دراصل ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ جو خوبی کو دوست رکھے گا وہ بدی کا دشمن بھی ہوگا۔ اگر دوستی بہترین ہو سکتی ہے تو دشمنی بدترین کیوں نہ ہو؟ لیکن میں ایک نئی بحث اُٹھانا نہیں چاہتا۔ کہنا صرف یہ چاہتا تھا کہ اس انتخاب میں سردار صاحب نے صرف بہترین دوستوں کی باتیں کی ہیں۔ اگر دشمنی کا کوئی اشارہ ہے تو سوکنوں کے ذکر میں لیکن وہاں بھی بدترین قسم کی دشمنی کا کوئی اثر نہیں ملتا۔ عشق و محبت کی دشمنی بھی نرالی ہے!

اس مجموعہ پر تفصیلاً کچھ اور لکھنا اس وقت میرے بس میں نہیں ہے۔ افکار و کثرت کار میں گھرا ہوا ہوں اتنا بھی صرف اس خیال سے لکھ گیا ہوں کہ ازراہ عنایت و محبت مفتوںؔ صاحب نے مجھے بھی اظہار خیال کی دعوت دی ہے اور اُن کی دعوت کا ٹھکرانا اُردو کے کسی خادم کے بس کی بات نہیں ہے۔ ویسے خیال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سردار صاحب نے مجھے شاید اس لگاؤ سے بھی کچھ لکھنے کی دعوت دی ہو کہ راقم الحروف بھی اُسی ناگپور سنٹرل جیل میں جہاں "جذبات مشرق" کی تدوین کا خیال پیدا ہوا، جیل کی تنہائیوں کے مزے لوٹ چکا ہے!

اُردو حلقوں کے لئے ایک نئی دریافت

(ڈاکٹر پروفیسر محمد حسن صاحب علی گڈھ یونیورسٹی)

دیوان سنگھ مفتوں صاحب نے بڑی خدمت انجام دی ہے۔ وہ ادب کے کوچے کے پُرانے رہ نورد ہیں۔ انھوں نے اپنی ادبی خدمات میں "جذبات مشرق" کے ذریعے ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے۔

ہندی شاعری کے خزانوں میں بہت سے ایسے جواہر پوشیدہ ہیں جن سے ہماری اُردو شاعری کو بہت روشنی اور تازگی مل سکتی ہے۔ برج بھاشا کی مٹھاس۔ تصوّرات کی رنگینی۔ ندرت ادا اور رعنائی خیال کو "جذبات مشرق" میں بڑی خوبصورتی سے اُردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ شعر کا ترجمہ بڑا مشکل اور نازک فن ہے کیونکہ ترجمہ میں اس کی لطافت مجروح ہو جاتی ہے لیکن "جذبات مشرق" اس اعتبار سے بڑا کامیاب ترجمہ ہے۔ اس میں نہ صرف شعر کی رُوح باقی رہی ہے بلکہ اس میں انداز بیان کی نزاکت اور احساس کی لطافت بھی بڑی حد تک برقرار ہے۔

انگریزی شاعری کی عظمت در اصل اس کی وسعت ہی کی وجہ سے ہے کیونکہ انگریزی میں دنیا کے اعلیٰ ترین فکری اور تخیلی کارناموں کے ترجمے کم وبیش سب کے سب موجود ہیں اس لئے مغربی شاعروں کے فکری ماخذ بڑے متنوع اور وسیع ہو گئے ہیں "جذبات مشرق" کی طباعت اس لحاظ سے فال نیک ہے۔ اس سے ہماری شاعری کے ذہنی اور جذباتی افق کی توسیع ہوگی۔ یہ شاعری بڑی گھریلو سی شاعری ہے۔ نرم ونازک، روزمرہ کی چھوٹی موٹی مسرتوں سے معمور، ہلکے پھلکے دُکھ درد، نشاط والم سے بھرپور۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شاعری کا آہنگ بلند ہونا ضروری نہیں۔ اس کی آواز کی مٹھاس چھوٹی سی چھوٹی حقیقت کے آہنگ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کی دُنیا لامحدود ہے اور اس کے پردوں میں ہر ساز نئے لب و لہجے اور نئی موسیقی سے لبریز ہوتا ہے۔

"جذبات مشرق" کی یہ تابناک اور حوصلہ آفریں فضا ہمارے تخلیقی فن کاروں کے لئے خصوصاً اور اُردو داں طبقے کے لئے عموماً ایک نئی دریافت ہے جس سے بہت کچھ گرمی اور روشنی حاصل ہوگی۔

سخنہائے گفتنی

(جناب شاہد احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر "ساقی" کراچی)

یوں تو جذبات و احساسات جغرافیائی حدود و قیود سے آزاد ہوتے ہیں اور ہر قوم اور ہر فرد میں کار فرما رہتے ہیں مگر جس طرح قوموں اور افراد میں خارجی تفریق موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح ان کی داخلی کیفیات میں بھی فرق ہوتا ہے انسانی طبائع کی بنیادی جبلتوں میں یکسانی ہوتے ہوئے بھی نسلی اثرات اور ماحولی تغیرات کے باعث جذبات و احساسات میں نوعیت و مدارج کا فرق پایا جاتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے ایک انگریز نے بڑی دیدہ دلیری سے کہا تھا کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب، اور ان دونوں کا ملاپ کبھی نہیں ہو سکتا"۔ بات اس نے بڑے پتہ کی کہی ہے اور ہمیں اس پر ناراض بھی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ہم مشرقی لوگ اپنی تہذیب پر خود فخر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اخلاقی اعتبار سے اتنی پاکیزہ ہے کہ ہم ہرگز اسے گوارہ نہیں کریں گے کہ مغربی تہذیب اپنی نام نہاد ترقی یافتہ خصوصیات سے ہماری شائستہ زندگی کی خوبیوں کو ملوّث کردے۔ تہذیب مغرب کو بہت قریب سے دیکھنے والے شاعر مشرق علامہ اقبال پیشین گوئی کر چکے ہیں کہ "یہ اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرکے رہے گی"۔ یہ پیشین گوئی بڑی حد تک پوری ہو رہی ہے اور اہل مغرب حرام موت سے بچنے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ مگر خود کردہ را علاج نیست مادّیت نے ان کی روحانیت کو غارت کر دیا۔ اور روحانیت ہی تو وہ شرف ہے جو انسان اور حیوان میں مابہ الامتیاز ہے۔

مشرق اور مغرب کے اندازِ نظر کے فرق کو اکبر الہ آبادی نے دیکھ کر کہا تھا ؎

مغرب نے خوردبین سے دیکھی کمر یار
مشرق کی شاعری کا مزا کرکرا ہوا

اس سے قیاس کر لیجئے کہ جب اندازِ نظر میں بُعد المشرقین ہوگا تو اندازِ فکر میں تو زمین آسمان کا فرق ہوگا۔ مشرق اور مغرب کی زندگی میں، زندگی کے کسی پہلو میں بھی کسی قسم کی مماثلت نہیں ہے۔ یہاں گنجائش نہیں اور اس کا موقع بھی نہیں کہ اس فرق کی تفصیل بیان کی جائے۔ صرف شاعری ہی کو دیکھ لیجئے۔ ہماری شاعری کے تصورات، مواد، ہیئت، بحریں، ردیفیں، قافیئے، صنعتیں، مفروضے، مفاہمتیں سب مغربی شاعری سے مختلف ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں؟ یہ ہماری سرزمین، ہماری معاشرت، ہمارے ماحول اور ہماری سرشت کی پیداوار ہیں۔ اور سب سے بڑا فرق تو اپنے اور پرائے کا ہے۔ اپنی چیز اپنی ہی ہوتی ہے، اور اپنی ہی چیز پیاری

ہوتی ہے۔

ہماری شاعری سے میری مُراد صرف اُردو شاعری نہیں ہے بلکہ اُن تمام زبانوں کی شاعری ہے جو مشرق میں بولی جاتی ہیں۔ عربی۔ فارسی سے لے کر چینی اور جاپانی تک۔ ان سب کا ایک مخصوص مزاج ہے اور ان میں جذباتی اور فکری مماثلت کے علاوہ تصوری یکسانیت بھی پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جتنی زبانیں ساحلِ نیل سے خاکِ کاشغر تک بولی جاتی ہیں انھیں سمجھنا تو کجا اُن کی گنتی بھی نہیں کی جاسکتی، جبکہ صرف ہندوستان اور پاکستان ہی میں کوئی چار سو بولیاں بولی جارہی ہوں۔ پھر بھی جتنی مشرقی زبانوں کے تراجم اُردو میں ہوئے ہیں اُن کے تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہم سب کے سوچنے کے انداز میں کچھ زیادہ مغائرت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان زبانوں کی شاعری ہمیں زیادہ اچھی لگتی ہے۔ اس قدرِ مشترک کو اگر آپ چاہیں تو "مشرقیت" کہیں۔ یہی لائقِ فخر مشرقیت ہے جسے سردار دیوان سنگھ کی نگاہِ جوہر شناس نے تاڑا اور پرکھا ہے۔

سردار دیوان سنگھ کم و بیش چالیس سال سے اُردو لکھ رہے ہیں۔ تقریباً پینتیس سال سے اُردو کا بہترین ہفتہ وار اخبار "ریاست" شائع کر رہے ہیں۔ اُن کے اخبار نے اُردو صحافت کی لاج رکھ لی اور اُردو جرنلسٹوں کو ان کی ذات پر فخر و ناز ہے کہ اتنا دبنگ۔ صاف گو اور سچّا جرنلسٹ کوئی اور اب تک پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ہندوستان کی کسی زبان میں بھی ایسا جامع الصفات ایڈیٹر پیدا نہیں ہوا۔ حق گوئی کی پاداش میں انھوں نے قید و بند کی صعوبتیں دو چار مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ جھیلیں مگر ان کی روش اور وضعداری میں ذرّہ برابر فرق نہ آیا۔ ہم نے ان کا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب ان کی زندگی شاہانہ تھی، اور وہ زمانہ بھی ہمارے پیشِ نظر ہے جب ان کی زندگی بدل کر فقیرانہ ہو گئی۔ مگر اس فقیری میں بھی وہ ایک گدائے متکبر ثابت ہوئے اور جوش و خروش برابر قائم رہا۔

سردار دیوان سنگھ بہت بڑے ایڈیٹر اور بہت بڑے اخبار نویس تو ہیں ہی، بہت بڑے ادیب بھی ہیں۔ اس کے ثبوت کے لئے آپ ان کی ضخیم کتاب "ناقابلِ فراموش" دیکھ لیجئے۔ ان کے قلم میں اخبار نویس کی روانی کے ساتھ ساتھ ادیب کا بانکپن بھی پایا جاتا ہے۔ فقرے کے فقرے ادب و انشا کا جادو جگاتے چلے جاتے ہیں۔ جبھی تو اتنی موٹی کتاب شروع کرنے کے بعد ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ بار بار پڑھ کر لطف اٹھانے کو جی چاہتا ہے۔ یہ خوبی اخباری زبان میں کہاں؟ یہ تو ادب ہی کا اعجاز ہو سکتا ہے۔

اس وقت سردار دیوان سنگھ کی ایک اور کتاب کے چند سو مطبوعہ اوراق میرے پیشِ نظر ہیں۔ اس کتاب کا نام ہے "جذباتِ مشرق"۔ میں بھی تیس سال سے "ریاست" پڑھ رہا ہوں۔ ہر پرچے کو اشتیاق کے ہاتھوں سے لیتا ہوں اور ذوق و شوق کی نظروں سے پڑھتا ہوں۔ غضب کا زور اور بلا کی روانی ہوتی ہے "ریاست"

کے ایڈیٹر کے قلم میں۔ ایڈیٹوریل نوٹس، راز درون پردہ، قلمزار اور دار السلطنت پڑھتا ہوں اور لکھنے والے کی تحریر پر رشک کرتا ہوں۔"ریاست" میں اب بس یہی تو ہوتا ہے! اور یہ چھ صفحے سارے کے سارے ایڈیٹر ہی کے قلم سے تو ہوتے ہیں۔ اب وہ "ریاست" کہاں چھپن چونسٹھ صفحات پر محیط اور تصویری اور تصوری اُردو ہفتہ وار تھا۔ ابھی چند سال پہلے تک جب "ریاست" اتنا دُبلا نہیں تھا سردار صاحب چند او مستقل عنوانوں پر بھی لکھتے رہتے تھے مختلف لوگوں کی خیالی ڈائریاں، ناقابل فراموش اور جذباتِ مشرق۔ ثانی الذکر کی کتاب چھپ گئی اور ہاتھوں ہاتھ لی جارہی ہے۔ موخر الذکر چھپ رہی ہے۔ اُمید ہے کہ اول الذکر بھی دیر سویر چھپ جائے گی۔

"جذباتِ مشرق" میں ہندی، پہاڑی، پنجابی، عربی اور فارسی اشعار کے ترجمے ہیں۔ غیر زبانوں کی نثر اور نظم کے ترجمے آئے دن چھپتے رہتے ہیں مگر ان میں پہلا سوال انتخاب کا ہوتا ہے کہ آیا جو چیز انتخاب کی گئی ہے کیا اس میں کوئی ایسی غیر معمولی خوبی موجود ہے جسے اپنی زبان میں منتقل کیا جائے؟ دوسرے ترجمہ کرنے والے کی صلاحیت دیکھی جاتی ہے کہ اُسے اپنی زبان پر اور پرائی زبان پر کتنا عبور حاصل ہے جبتک دونوں زبانوں پر استادانہ دسترس نہ ہو یہ مشکل آسان نہیں ہوتی۔ "جذباتِ مشرق" کے مشمولات کا انتخاب بھی عمدہ ہے اور ترجمہ بھی۔ اچھی نثر کی ایک خوبی اس کی جامعیت بھی ہوتی ہے۔ شیخ سعدی کی نثر دیکھئے۔ کیسی گٹھی ہوئی نثر لکھی ہوئی ہے۔ ہر فقرے کے آگے شعر کی جامعیت بھی گرد ہو جاتی ہے۔ ان ترجموں کی نثر میں بھی آپ کو غیر ضروری الفاظ کی بھرمار نہیں ملے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادب کا جوہری الفاظ کے نگینے جڑتا چلا گیا ہے۔ ایک تو اشعار میں جو جذبات بابیش قیمت تجربات یا تصور یا تصویر پیش کی گئی ہے وہ بجائے خود حسین ہے۔ دوسرے موزوں الفاظ کے ترجمے نے ان کے حُسن کو دوبالا کر دیا۔ موزونیت ہی تو حُسن کا دوسرا نام ہے۔ ہم نے اشعار کے منظوم تراجم بھی بہت دیکھے ہیں مگر جو لطف اچھی نثر کے ترجمے میں آتا ہے وہ منظوم ترجمہ میں نہیں آتا پیشِ نظر تراجم اُردو کے نفیس تراجم میں شمار کئے جانے کے لائق ہیں۔ اچھے تراجم سے زبان میں اضافہ ہوتا ہے۔ "جذباتِ مشرق" کے مطالعہ سے خیال کی نئی نئی راہیں نکلتی دکھائی دیتی ہیں۔ اگر ہمارے شعرا ان کا مطالعہ کریں تو اُردو شاعری کا سیٹھا پن کسی حد تک دُور ہو سکتا ہے۔

اُمید ہے کہ سردار دیوان سنگھ کی یہ محنت بھی ٹھکانے لگے گی اور "ناقابل فراموش" کی طرح "جذباتِ مشرق" بھی قبولِ خاص و عام حاصل کرے گی۔

لطیفِ احساسات کا عکس

(جناب ابوظفر نازش رضوی)

سردار دیوان سنگھ مفتون برصغیر ہند و پاک میں صف اوّل کے ادیب و صحافی ہیں۔ آپ کا اشہب قلم گزشتہ چوتھائی صدی سے میدانِ ادب و صحافت میں مسلسل جولانیاں دکھانے میں مصروف ہے۔ اس دور میں موصوف نے اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر جس بے باکی، جرأت اور پامردی سے طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لی اور اس کی پاداش میں جس غیر معمولی حوصلے اور دلیری سے صعوبتوں کو لبیک کہا۔ اس کی نظیر دنیائے صحافت میں ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی۔ جتنے سیاسی، معاشرتی اور ذہنی انقلابات مذکورہ دور میں رونما ہوئے اُتنے تاریخ عالم کے کسی عہد میں بھی نہ دیکھے گئے۔ متذکرہ پُر آشوب زمانے میں بڑے بڑے آمروں، سیاستدانوں اور جابر حکمرانوں تک کو حالات کی مجبوریوں نے دو رُخی حکمت عملی کی راہ دکھا کر اُن کی گفتار و کردار میں تضاد پیدا کر دیا۔ یہاں تک کہ نامساعد حالات کے اس تُند و تیز اور بے پناہ دھارے کے سامنے اچھے اچھے - باحوصلہ اور جی دار اخبار نویس بھی اپنے بلند بانگ دعاوی اور ادعائے حریّت پرستی کے باوصف ڈگمگانے اور لڑکھڑانے پر مجبور ہوئے اور بعض حق ناشناس اور کوتاہ اندیش تو مصلحتوں کے گرداب میں کچھ ایسے ڈوبے کہ پھر اُبھرنے نہ پائے۔ اس عبرتناک حادثے میں اُن کی غلط اندازِ روش کی تصدیق اور شوکت الفاظ کی تردید خود اُن کے اعمال و کردار سے ہو گئی لیکن دیوان سنگھ ان تمام ہمت شکن آزمائشوں میں پورے اُترے اور ایک مضبوط چٹان کی طرح ہر حشر خیز حادثے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ثبات سے ہمکنار رہے۔

جن لوگوں کو اخبار نویسی کا تجربہ ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ پیشہ جہاں بعض اعتبار سے ایک قابلِ رشک اور باعث فخر تصوّر کیا جاتا ہے وہاں اس میں یہ عیب بھی ہے کہ اخبار نویس رفتہ رفتہ اپنی ادبی قوتِ تخلیق ختم کر دیتا ہے جس طرح باتونی آدمی اپنی ساری قوّتِ تکلم ادنےٰ قسم کی لایعنی باتوں میں صرف کرنے کا عادی ہوتا ہے۔ بالکل یوں ہی اخبار نویس بھی شب و روز حسبِ معمول اپنے افکار نذرِ قرطاس کرتے کرتے آخر کار ادبی قوتِ تخلیق ضائع کر دیتا ہے۔ دنیا میں درجنوں ایسے اخبار نویس مل جائیں جو اگر صحافت پیشہ نہ ہوتے تو بہترین مولف کی شکل میں خود کو پیش کرتے۔ پھر ایسی مثالوں کی بھی کمی نہیں کہ اِدھر ایک شخص نے صحافتی زندگی ترک کر کے ادبی تخلیق کے لئے قلم سنبھالا اور اُدھر بازار میں اس کی کاوشوں کی پذیرائی شروع ہو گئی۔

دیوان سنگھ مفتوں بھی اخبار نویس ہیں اور ٹکسال سے نکلے ہوئے اخبار نویس۔ آپ نے عمر بھر اخبار نویسی کی ہے۔ قاعدہ کلیہ کے مطابق اُن سے کسی غیر معمولی ادبی تخلیق کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن سردار مفتوں نے ایک غیر معمولی ادبی تخلیق "ناقابلِ فراموش" کی صورت میں پیش کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ جس طرح سیاسی، معاشری اور ذہنی حادثات آپ کے کردار کو دُھندلا نہ سکے۔ بلکہ اُن کی جِلا اور درخشانی کا باعث ہوئے۔ اسی طرح پیشۂ صحافت موصوف کی ادبی تخلیقی قوت کو فنا کرنے کی بجائے اُلٹا ان کی شہرت اور بقا کا باعث بن گیا۔

"ناقابلِ فراموش" سردار دیوان سنگھ مفتوں کے حوادثِ زندگی کا مجموعہ ہے۔ اسی اعتبار سے یہ ان کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ تاریخ نویس حضرات اس رمز سے واقف ہیں کہ اپنے حالاتِ زندگی خود لکھنا نفسیاتی اور فنّی اعتبار سے اس لئے ایک مشکل کام ہے کہ اس میں مبالغہ اپنی راہ نکال لیتا ہے۔ انسان اپنے متعلق کتنا ہی محتاط ہو کر کیوں نہ لکھے لیکن وہ افراط و تفریط کا شکار ضرور ہو جاتا ہے۔ "ناقابلِ فراموش" لکھتے وقت مولّف نے جس اعتدال سے کام لیا ہے وہ یقیناً حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ اس توازن و اعتدال نے "ناقابلِ فراموش" کا درجہ اتنا بلند کر دیا ہے کہ آج اُس کا شمار اُن معدودے چند سوانح عمریوں میں کیا جاتا ہے۔ جو بیسویں صدی میں بعض ممتاز شخصیتوں نے خود تحریر کیں۔

سوانح حیات کے عموماً دو رُخ ہوتے ہیں۔ واقعاتی اور ادبی لیکن واقعاتی رُخ زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ ادبیت ایسی تالیفات میں محض ملاحت کی چاشنی کے لئے ودیعت کی جاتی ہے۔ سوانح نگار کی جرأت اور وسعتِ مسلک کا اندازہ سوانح حیات میں مرقومہ واقعات و کوائف سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں لطیف احساسات، تموّجِ جذبات اور لکھنے والے کے ذوقِ طبع کا قیاس بھی اُس کی مخصوص طرزِ نگارش اور خالص ادبی اور فنّی اشارات و کنایات پر منحصر ہوتا ہے۔ اس کُلیّہ کے تحت "ناقابلِ فراموش" اگر سردار دیوان سنگھ مفتوں کی جرأت اور وسعت مسلک و خیال کا آئینہ ہے تو زیرِ نظر تالیف "جذباتِ مشرق" آپ کے لطیف احساسات، تموّجِ جذبات اور ذوقِ طبع کا مکمل عکس ہے۔

"جذباتِ مشرق" ہندی اور پنجابی ابیات کا رواں دواں، سلیس اور دلنشیں ترجمہ ہے۔ یہ ابیات گیتوں اور دوہوں پر مشتمل ہے۔ جو اول سے آخر تک درد و اثر، سوز و گداز اور مشرقی اندازِ عشق و محبت سے یکسر لبریز ہیں۔ "جذباتِ مشرق" کے لائق احترام مولف کی روح کتنی طاہر و مصفّٰی اور دل کتنا ناصبور ہے۔ یہ حسین و جمیل راز کتاب کے مطالعہ کے بعد ہی آپ کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

ہمیں تسلیم ہے کہ "جذباتِ مشرق" کے منتخب گیت اور دوہے وغیرہ دوسرے شعرا کی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ لیکن ان ابیات کے جامع نے دوسروں کی کاوش کا انتخاب محض اس لئے کیا ہے کہ اُن کے شہ پاروں میں پنہاں

نغمے حسّاس اور لطیف مزاج مولّف کے سازِ روح اور بربطِ دل کے تاروں سے ہم آہنگ اور پاکیزہ سرشت سے منطبق تھے اور چونکہ "جذباتِ مشرق" کے مولّف پانچ دریاؤں کے حُسن بیز و عشق خیز خطّے کے رہنے والے ہیں۔ ہیر رانجھا اور سوہنی مہینوال کی جنم بھومی میں آنکھیں کھولنے اور پروان چڑھنے والے باسی کو اس مقدس سرزمین سے شعوری طور پر والہانہ محبت ہے۔ ہرچند پنجاب اور ہندوستان سیاسی حادثات کے زیر اثر تقسیم ہو گئے لیکن وطنی محبت کا جذبہ چونکہ اس بندر بانٹ سے قطعاً متاثر نہیں ہوا۔ اس لئے یہ والہانہ جذبہ سرداد مفتوں کی آتما کو برابر اپنی طرف کھینچتا ہے اور وہ بے تابانہ کھنچی چلی آتی ہے۔ چاندنی کی کرنیں ساری کائنات پر بکھرتی ہیں اور ہر منظر کو دلکش بنا دیتی ہیں لیکن ہماری اپنی نگری کا وہ نظارہ ہمیں بیتاب کر دیتا ہے جہاں چاندنی کی کرنیں اُس مستانہ انداز سے بہتی ہوئی ندی کی سطح کو چوم رہی ہوں جس کے کنارے ہمارے ایسے لمحات بیتے ہوں جن کی یاد سے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ یہی حال شاعری کا ہے۔ وہ کسی زبان میں ہو بھلی معلوم ہوتی ہے اس پر جب وہ ہماری اپنی مخصوص روایات، لطیف رجحانات، معاشرے کی نیم مستور کیفیات اور ایسے رموز کی عکاسی کرتی ہو جن کا عام الفاظ میں سمویا جانا ممکن نہ ہو تو اس وقت وہ ہمارے دل کو مسحور کر لیتی ہے۔

پنجاب اور ہند کے رہنے والے کتنی ہی زبانوں کے عالم اور وِدّوان کیوں نہ بن جائیں ان کے دل کے نازک تار پنجابی اور ہندی شعر سے جس شدید طور پر مرتعش ہوتے ہیں وہ کسی دوسری زبان کے افکار سے نہیں ہوتے۔ دیوان سنگھ جس طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں دیانتدار بے لوث اور بیباک ہے اسی طرح شعروں کے انتخاب میں اس نے پنجابی اور ہندی کو ترجیح دیکر اپنی بے پناہ وطنی محبت، فطرت کی یک رنگی اور بے ساختگی کا ناقابل تردید ثبوت دیا ہے۔

ترجمہ ایک زبان کے الفاظ کو محض دوسری زبان میں ڈھال دینے کا نام نہیں۔ کامیاب ترجمہ وہ ہے جس میں مصنّف کا جوشِ بیان اور التزام جذبات قائم و برقرار رہیں۔ اس اعتبار سے ترجمہ ایک خاصا کٹھن کام ہے۔ اس پر شعر کا معاملہ تو اور بھی پیچیدہ اور انتہائی مشکل ہے۔ شعر میں شاعر الفاظ کا انتخاب خاص انداز سے کرتا ہے۔ جذبات اس کے دل سے اُمڈتے ہوئے بادل کی طرح برستے ہیں۔ علاوہ ازیں الفاظ اور جذبات کا توازن فی نفسہ ایک دشوار ترین امر ہے۔ پھر بحر۔ قافیہ اور ردیف جو کشش شعر میں پیدا کر دیتے ہیں اس کشش کو نثر میں اور پھر وہ بھی دوسری زبان کی نثر میں قائم رکھ سکنا ہے مترجم کے بس کا روگ نہیں۔ زیرِ نظر مجموعہ میں دیوان سنگھ نے پوری کوشش کی ہے کہ ہر اصل شعر کی تمام خصوصیات ترجمہ میں پوری طرح جلوہ گر رہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس فن میں وہ بڑے کامیاب رہے ہیں۔ اُن کے ترجمہ کو اگر شعر کا مطالعہ کئے بغیر بھی پڑھا جائے تو پھر بھی مفہوم کے اعتبار سے شعریت پُورا پُورا مزا دے جاتی ہے۔ مثال کی طور پر شاعر کہتا ہے۔ محبت میں نگاہ کا

تیرِ شاہد اور مشہود دونوں کو گھائل کر دیتا ہے۔ یہ ایک بڑا لطیف اور نازک خیال ہے۔ دیوان سنگھ شعر کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

"ان آنکھوں کے تیروں کا بھی عجب انداز ہے۔ عام تیر تو صرف وہاں ہی مار کرتے ہیں جہاں لگیں مگر یہ آنکھوں کے نوکدار تیر وہاں بھی مار کریں جہاں لگیں اور وہ بھی گھائل جو ان تیروں کو چلائے"

فارسی کا ایک شعر ہے ؎

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی　　　سوزام گرت نہ بینم میرم چو رُخ نمائی

اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ میں اپنی جان کو پگھلا دینے والی شمع ہوں۔ اے محبوب! تو دلکش صبح کی طرح ہے۔ اگر میں تجھے نہیں دیکھتا تو جلتا ہوں (جب تک صبح نہ ہو جائے شمع جلتی رہتی ہے) اور جب تو اپنی شکل دکھا دیتا ہے تو میں مر جاتا ہوں (صبح ہونے پر شمع بجھا دی جاتی ہے)

اب ظاہر ہے کہ اس شعر میں مبالغہ بہت ہے ویسے شعر بہت حسین ہے۔ ایک ہندی شاعر ذرا سا مفہوم بدل کر اسی خیال کو یوں ادا کرتا ہے ؎

اِن دُکھیا انکھیاں کو سُکھ سر جوئی ناہیں
دیکھیت بنے نہ دیکھتے بن دیکھے اکولاہیں

ترجمہ بزبان دیوان سنگھ :۔ "میری ان دُکھی آنکھوں کی قسمت میں سُکھ نہیں۔ کیونکہ جب محبوب ان کو نظر نہیں آتے تو یہ بے قرار رہتی ہیں اور جب محبوب سامنے آتے ہیں تو یہ حیا کے باعث نیچے دیکھنا شروع کر دیتی ہیں۔ سامنے محبوب کو دیکھ بھی نہیں سکتیں"

محبوب سے ملنے اور نہ ملنے کا اثر دونوں شاعروں نے بیان کیا ہے۔ فارسی والے نے بھی اور ہندی والے نے بھی لیکن انصاف یہ ہے کہ ہندی شعر واقعیت اور حقیقت کی تصویر ہے۔ محبوب سامنے نہ ہو تو عاشق کے دل کو بے قراری اور محبوب سامنے آجائے تو آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہو۔ حیا مانع رہے۔ یہ اصلیت ہے بالخصوص اس حالت میں کہ عاشق مشرقی عورت ہے۔ ہندی شاعر کا شعر اپنی جگہ ہے مگر دیوان سنگھ کا ترجمہ حد درجہ کامیاب ہے۔

اس وقت ہندی الفاظ کی وسعت مطالب کا موازنہ کسی دوسری زبان کے الفاظ سے کرنا مقصود نہیں۔ لیکن ایک بات ہندی کی بڑی خصوصیت ہے وہ یہ کہ اس میں تھوڑے الفاظ بڑا وسیع مطلب ادا کر جاتے ہیں۔ اس خصوصیت کو فارسی۔ عربی اور اُردو میں صنعتِ ایجاز کہتے ہیں۔ یعنی الفاظ تھوڑے اور مطلب بہت زیادہ ہے۔ ہندی شعر ہے ؎

۱

چھتیٔ للیوں ہو چکمن ڈٹ گھونگھٹ پٹ ماہیں
چھل سوں چلی چھور دیۓ کے چھنک چھبیلی چھائیں

اس شعر میں صوتی تلازمہ بے حد سمع نواز ہے اور مفہوم بہت اچھوتا۔ مطلب بزبان دیوان سنگھ :۔

"حسینہ اپنے محبوب سے ملنے کے لئے بے قرار ہے مگر کوئی موقع نصیب نہیں ہوتا۔ ایک طرف بے قراری اور دوسری طرف لوگوں میں چرچا ہونے کا خوف۔ آخر محبوب کی تلاش میں مندر گئی۔ راستہ میں محبوب مل گئے گھونگھٹ کی اوٹ میں سے آنکھیں جما کر للچائی ہوئی نظروں کے ساتھ دیکھا اور بہانہ کے ساتھ دور سے ہی اپنے سایہ کو محبوب کے سایہ کے ساتھ ملا دیا تاکہ اگر وصل نصیب نہیں تو دونوں سائے تو آپس میں مل جائیں"

حُسن اور حُسن کی مستی مشرقی شاعری کی روح ہے۔ اُردو میں داغ کا یہ شعر معیار کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے ؎

اک ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف! تری کافر جوانی جوش پہ آئی ہوئی

دیوان سنگھ نے چار مسلسل ہندی شعروں کا ترجمہ یوں کیا ہے :۔

"شراب پی کر مست ہے۔ سینہ میں جنبش ہے۔ انگیا پھٹی ہوئی ہے۔ حسین چھاتیاں اُبھری ہیں بال بکھرے ہیں۔ سینہ پر جو ہار سنگھار تھا وہ ٹوٹا پڑا ہے۔ ویسے تو جھولنے سے انکار کرتی ہے مگر زندگی کے جھولے سے لطف اندوز ہونا چاہتی ہے۔ جھومتے ہوئے اس کی کمر یوں لچکتی ہے جیسے وہ جھولے میں جھول رہی ہے۔ ہوا میں بھی اس انداز سے لچک پیدا نہیں ہوسکتی"

شاعر کا منصب وعظ و نصیحت کرنا نہیں ہوتا لیکن وہ بڑے حسین طریقے سے عملی زندگی میں راہنمائی کر جاتا ہے۔ فارسی کا مشہور شاعر سعدیؔ عملی دانائی (پریکٹیکل وزڈم) کے لئے بہت مشہور ہے۔ ہندی شاعر کی عملی دانائی سردار دیوان سنگھ کے الفاظ میں سُنیئے :۔

"اگر صرف باتیں کرنے سے محبوب خوش ہو تو طوطے پنجروں کے اندر بند نہ رہتے۔ اگر شاعری اور موسیقی کامیاب ہتھیار ہوتے تو بھاٹ لوگ گداگر کی غمناک صورت میں نظر نہ آتے۔ اگر صرف شباب اور حُسن جادو ہوتا تو کُسم جیسے خوبصورت پُھول پر زوال نہ آتا۔ شوہر کے دل پر قابو پانے کے لئے صرف مسکراہٹ کام نہیں دیتی بلکہ محبت کے ساتھ خدمت کرنے سے محبوب کے دل پر فتح حاصل کی جاسکتی ہے"

"دودھ میں کھٹائی کا ایک قطرہ بھی ڈال دیا جائے تو تمام کے تمام دودھ کا ذائقہ اور رنگ خراب ہوجاتا ہے"

"اگر گھر میں کیکر کا درخت ہو، نالائق لڑکا ہو، بدچلن عورت ہو یا امیروں کے گھوڑے پکڑ کر اُن کے ساتھ ساتھ آگے دوڑنا پڑے تو یہ چاروں ہی دوزخ کی سزا ہیں۔"

"چاند کے بغیر رات بے کار ہے۔ اور علم کے بغیر ذہن۔ بیٹے کے بغیر خاندان بیکار ہے اور پتّوں کے بغیر درخت ناکارہ۔ عورت کے بغیر گھر بے کار ہے۔"

خالص ہندی محبت کی مثال ملاحظہ ہو:۔

ہندی کے شاعر بہاری لال جی حسینہ کے بالوں کی خوبصورتی اور چوٹی کی طوالت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس آہو چشم کے پاؤں کو چھو کر سر کی چوٹی بھی ہمیشہ سجدہ کرتی ہے اُس حسینہ کو چھوڑ کر تیرتھوں کی یاترا کرنے کی مصیبت میری بلا اُٹھائے۔

آہو چشم حسینہ اپنے محبوب کی سیج پر جا رہی تھی کہ دیکھا سفید چادر پر کسی دوسری عورت کی چوٹی کا داغ موجود ہے۔ یہ دیکھ کر دل چھلنی ہوگیا۔ بے قراری۔ غصّہ اور مایوسی کی مجموعی حالت میں دُور کھڑی رہ گئی۔ سیج پر نہ بیٹھ سکی اور سیج پر چوٹی کا داغ دل کا داغ ہو کر رہ گیا۔

محبّت سے انسان پر کیا گزرتی ہے؟ بالخصوص اس وقت جب محبوب کا قرب کسی طرح حاصل نہ ہو۔ ہندی شعروں کا ترجمہ دیوان سنگھ کی زبان سے سُنیئے:۔

"حسینہ کہتی ہے نہ گھر ہی دل کو پسند ہے نہ گھر سے باہر جنگل سے رغبت۔ نہ باغ میں جی لگتا ہے نہ خوشبودار پھولوں کی خوشبو ہی پسند آتی ہے۔ بے شمار دولت اور جائداد بھی مرغوب نہیں۔ اور نہ چاند کی چاندنی میں کشش محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ چاندنی تمام دُنیا کے لئے باعث راحت قرار دی گئی ہے۔ نہ شام ہی دل کو اچھی لگتی ہے نہ دوپہر نہ رات نہ صبح۔ جبکہ کسی بے رحم اور محبت کے جذبات سے محروم محبوب سے عشق ہو جائے۔ اے میری رازدار سہیلی! میں اپنے تجربے سے یہ کیفیت بیان کر رہی ہوں۔ جو مجھے پیش آئی۔"

برصغیر ہند و پاک کے باسی ہوتے ہوئے بھی عام آدمی کے لئے ٹھیٹھ ہندی زبان سمجھ سکنا ممکن نہیں۔ اس لئے کہ بولنے کی روزمرّہ زبان اور علمی زبان بالخصوص شعر کی بھاشا میں بڑا فرق ہے۔ خود بھارت میں اکثریت کی جو روزمرّہ کی زبان ہے وہ اگر دیوناگری رسم الخط میں لکھ دی جائے تو ہندی ہے۔ فارسی رسم الخط میں لکھ دی جائے تو اُردو ہے۔ اُس زبان میں اور ہندی کی اس علمی زبان میں جس میں شعر کہے گئے ہیں۔ زمین آسمان کا فرق ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے اس کا ترجمہ عام روزمرّہ کی زبان میں ہونا ضروری تھا۔ اس ضرورت کو سردار دیوان سنگھ مفتوں نے پُورا کیا ہے۔ سردار صاحب کا شعر کے متعلق معیار بہت بلند۔ ارفع بلکہ عرش پیما ہے۔ زیر نظر مجموعہ میں اُنھوں نے وہی افکار شامل کئے ہیں جو بلندی معیار کے لئے مخصوص ہیں۔ کاش

ہندی کا سارا ادب نہیں تو اس کا کثیر حصّہ اُردو میں منتقل ہوسکتا تاکہ برِّصغیر پاک و ہند کا ہر باسی ہندی شعر و ادب سے پوری طرح روشناس ہوکر اس سے مستفیض ہوسکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ بڑی تیزی سے بدلتی ہوئی قدروں کے اس عبوری دور میں سردار دیوان سنگھ مفتوؔں کا وجود بے حد غنیمت ہے۔ وہ ایک خاص معاشرے کے علمبردار ہیں اور تند اور تیز آندھیوں کے علی الرغم اس مشعل کا روشن رہنا ناگزیر ہے۔

زندہ شاعری کے زندہ شاہکار

(سید محمد تقی صاحب مدیرِ اعلیٰ روزنامہ "جنگ" کراچی)

صحافتی زندگی سے گہرا اور عملی تعلق رکھنے کی بنا پر میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ جس طرح سیاست، فلسفے اور منطق کی دنیا میں جذبات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اسی طرح ایک صحافی بھی جذبات علی الخصوص رومان انگیز جذبات کی ہلچل کو چنداں وقعت و اہمیت کی نظر سے نہیں دیکھتا کیونکہ صحافت بھی سیاست کی طرح ایک بے رحمانہ اور ریاضیاتی قدریں رکھنے والا پیشہ ہے۔ بایں ہمہ جب کسی صحافی کی ادبی تخلیقات نظر سے گزرتی ہیں تو مجھے بڑی روحانی مسرت ہوتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صحافت صرف دماغ سے ہی مرکب نہیں بلکہ اہلِ صحافت کے پاس دھڑکتا ہوا دل بھی ہوتا ہے۔ میں نے جب برِّ کوچک اُردو (آپ برِّ کوچک پاک و ہند بھی کہہ سکتے ہیں) کے مشہور و ممتاز صحافی سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ ایڈیٹر "ریاست" دہلی کے ترتیب دادہ مجموعے "جذبات مشرق" پر نظر ڈالی تو مجھے ایک چونکا دینے والی مسرت کا احساس ہوا۔ سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ کے اداریئے۔ ایڈیٹوریل نوٹس اور سیاسی تبصرے برابر میری نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ "ریاست" کے صفحات پر وہ ایک صاف گو۔ تلخ نوا لیکن حقیقت پسند اخبار نویس کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ لیکن "جذبات مشرق" کے اوراق میں انھوں نے اپنا دل ٹانک دیا ہے۔

میں یہ سطور اس وقت تحریر کر رہا ہوں جب کہ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کے سلسلے میں لندن کے لئے پا بہ رکاب ہوں تفصیل کا محل نہیں۔ اجمالاً عرض یہ ہے کہ اس برِّ کوچک کے مختلف علاقوں میں مختلف علاقائی سماجوں کے زیر اثر جو شاعری کی گئی ہے۔ جو کتابوں سے زیادہ لوگوں کی زبانوں پر۔ اور کتب خانوں سے زیادہ عوامی زندگی میں دستیاب ہوتی ہے۔ وہ شاعری "ہند و سندھ" کے سماجوں کے اُس ابتدائی ذہن کی گرہ کشائی کرتی ہے جو قبائلی دور میں مرتب و منظم ہوا تھا۔ آج بھی ہمارے ذہن کی بنیادی محرکات اور سماجی فکر کے اساسی اور عقبِ زمینی احساسات وہی ہیں جو آج سے چار ہزار سال قبل تھے یہ صحیح ہے کہ تاریخ کی ثقافتی۔ تہذیبی۔ معاشی اور مادی تبدیلیوں نے بظاہر ہماری فکر اور ذہن کو بہت حد تک بدل دیا ہے لیکن اشیا اور واقعات کے بارے میں ہمارا لاشعوری ردِّ عمل آج بھی وہی ہوتا ہے جو ہمارے صحرا نشین آبا و اجداد کا ہوا کرتا تھا۔ "جذبات مشرق" کے صفحات و اوراق پر شعر کے جن نمونوں کو پیش کیا گیا ہے وہ اس برِّ کوچک کی ابتدائی سماجی زندگی اور اس زندگی کے رسمی اور

رواجی تاثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔ جدید سائنسی دور میں بھی جبکہ مشین بہت دُور تک زندگی میں داخل ہو گئی ہے اور برابر ہوتی چلی جارہی ہے۔ انسانیت کے ان ہرے بھرے اور تروتازہ جذبات کی قیمت کم نہیں ہوئی جو اس مشینی دور سے قبل اپنے مخصوص سماجی اور معاشی پس منظر میں پیدا ہوئے تھے۔ جدید نفسیات کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ انسانی ذہن پر سائنسی دباؤ کو کس طرح کم کیا جائے۔ یہ جو ہمیں آج کی انسانی زندگی میں تمام تر فکری ترقیوں اور مادّی کامیابیوں کے باوجود ایک جذباتی بحران کی کیفیت نظر آتی ہے اس کا سبب شعور اور لاشعور یا دل و دماغ کا وہ تصادم ہے جو انسان کے خارجی اور داخلی مطالبات کے تضاد کے سبب پیدا ہوا ہے اور مسلسل ترقی کر رہا ہے۔ ہمارا لاشعور ہمیں ماضی کی طرف کھینچتا ہے اور شعور کا مطالبہ یہ ہے کہ برابر آگے کی طرف بڑھے چلو۔ اگر دانش حاضر نے اس تضاد کا حل دریافت نہ کیا تو انسانی افکار و جذبات کی دُنیا میں اتنا بڑا عقلی اور جذباتی بحران پیدا ہو جائے گا جس کا فی الحال تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اس مشینی دور میں انسانوں کی جذباتی بالیدگی اور ذہنی نشو و نما کا واحد ذریعہ شعری اور ادبی تخلیقات کا وہ ذخیرہ ہے جس کا ایک نمونہ "جذبات مشرق" کے اوراق و صفحات پر نظر آتا ہے۔ سردار دیوان سنگھ مفتوں نے اپنے اس مجموعے میں قدیم شاعری کے جو نمونے پیش کئے ہیں اُن میں بڑے معصوم اور سادہ جذبات بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی سادہ اور معصوم جذبات انسانیت کا حقیقی سرمایہ اور اصل شاہکار ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس مشینی دور میں انسانی ذہن پر جو خشکی اور مادّیت چھا گئی ہے اس کا ازالہ صرف اسی طرح ممکن ہے کہ زندہ شاعری کے زندہ شاہکار لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اُمید ہے کہ "جذباتِ مشرق" کا مطالعہ ذہن کی توانائی۔ فکر کی شگفتگی اور روح کی بالیدگی کا ذریعہ ثابت ہو گا۔

مشرقی شاعری کے حسین ترین مرقعوں کا مجموعہ

(مشہور افسانہ نویس مسٹر کرشن چندر)

راقم کا رشتہ "ریاست" سے بہت عرصے کا ہے۔ شاید یہ امر سردار دیوان سنگھ صاحب کو خود بھی معلوم نہ ہو کہ میری پہلی ادبی کاوش "ریاست" ہی میں شائع ہوئی تھی۔ اُن دنوں میں سکول میں پڑھتا تھا۔ میرے فارسی کے اُستاد ماسٹر بُلاقی رام تھے۔ مسٹر گلزاری لال نندہ منسٹر آف پلاننگ کے والد بزرگوار، میرے والد کے وہ بہت اچھے دوست تھے اور دُور پلّہ کا رشتہ بھی تھا، اس لئے ہمارے گھر اکثر آیا جایا کرتے تھے اور سکول میں مجھ پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔

میری بدقسمتی دیکھئے میں نے سکول میں ڈھائی سال تک سنسکرت پڑھی۔ لیکن جب کسی طرح سنسکرت میرے پلّے نہ پڑی تو میں نے ہار مان کر فارسی کا مضمون اختیار کیا۔ سالانہ امتحان میں صرف چھ ماہ باقی تھے اور میرے اُستاد کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح ڈھائی سال کی کمی چھ ماہ میں پوری کر دیں اور مجھے فارسی گھول کر پلا دیں اور جب انھیں اس میدان میں ناکامی نظر آنے لگی تو میری پٹائی شروع ہوئی۔ میرا شمار سکول کے شریر ترین لڑکوں میں ہوتا تھا۔ اس لئے مجھے اس پٹائی سے اپنا ذاتی وقار خطرے میں نظر آنے لگا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح فارسی مجھے آجائے یا میں فارسی کو آجاؤں۔ مگر دونوں میں سے کوئی کام نہ بنتا دیکھ کر میں نے اشہبِ قلم کی جولانی دکھائی اور اپنے دل کا غم و غصّہ صفحۂ قرطاس پر بکھیر کے رکھ دیا۔ اُردو میں یہ میرا پہلا مضمون تھا۔ یہ ایک طنزیہ خاکہ تھا اپنے محترم اُستاد کا جو مجھے فارسی پڑھاتے تھے۔ میں نے اُن کے نام کی مناسبت سے اس کا عنوان "پروفیسر بلیکی" رکھ دیا۔ اُن دنوں ہمارے شہر میں "ریاست" کا غلغلہ تھا اور چونکہ ہمارا شہر بھی اتفاق سے ایک ریاست میں واقع تھا۔ اسلئے غلغلہ کچھ زیادہ ہی تھا۔ ہر کوئی سردار دیوان سنگھ مفتوں کی تیز ادبی تحریر کا قائل تھا۔ اور ہر فرد و بشر کی زبان پہ اسی مرد مجاہد کا نام تھا۔ جس نے اپنی بے باک تحریر سے بڑے بڑے فرزندانِ انگلشیہ کے چھکّے چھڑا رکھے تھے۔ میں نے وہ مضمون اٹھا کے دفتر "ریاست" دہلی کو روانہ کر دیا جہاں وہ "پروفیسر بلیکی" کے عنوان سے چھپ بھی گیا۔

اب میں سکول کا ایک ٹونڈا "ریاست" کا وہ شمارہ بغل میں دبائے ہر ایک کو دکھاتا پھرتا ہوں اور وہ ہمارے محترم اُستاد جھینپتے پھرتے ہیں۔ وہ مضمون والئ ریاست نے پڑھا۔ سارے دربار میں پڑھ کر سنایا گیا میرے والد کو پڑھ کر سُنایا گیا۔ سارا شہر "پروفیسر بلیکی" کو پڑھ کر ہنس رہا تھا۔ میں بھی خوش خوش سکول سے لوٹ کر گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ باغیچے میں آرام کرسیوں پر میرے والد بھی بیٹھے ہیں اور ماسٹر بلاقی رام بھی اور دونوں

کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔میں نے بھاگنے کی بہت کوشش کی مگر وہ دو تھے اور میں اکیلا تھا۔

اس طرح مجھے سردار دیوان سنگھ مفتوں کی عنایت اور مہربانی سے اپنے بچپن ہی میں پتہ چل گیا کہ قلم کی طاقت کتنی بڑی طاقت ہے۔گو اس کے بعد ایم۔اے تک میں نے کچھ نہ لکھا والد مرحوم کی دھمکی کے زیر اثر، مگر دل میں ہمیشہ فاتحانہ جذبہ مستور رہا کہ میں لکھ سکتا ہوں اور جب وقت آئے گا تو ضرور لکھوں گا!

اس واقعہ کے بعد سے میں ہفت روزہ "ریاست" کا بلاناغہ مطالعہ کرنے لگا۔اور جن لوگوں کا ہندوستان کی تحریک آزادی سے کسی قسم کا بھی تعلق رہا ہے وہ لوگ جانتے ہیں کہ سردار دیوان سنگھ مفتوں نے اپنے اخبار کے ذریعہ کس بہادری، بے باکی اور جی داری سے باہر کی استماریت اور اندر کی رجعت پرستی کا مقابلہ کیا ہے اور کس طرح وہ اپنے ملک کے عوام اور بالخصوص ریاستی عوام کے حقوق کے لئے سینہ سپر ہو کے لڑے ہیں۔یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہاں کا صاحب اقتدار طبقہ اپنے وطن کے خاموش سپاہیوں اور مجاہدوں کی قدر کرنا نہیں جانتا۔

"ریاست" کا جن لوگوں نے غور سے مطالعہ کیا ہوگا انھیں معلوم ہوگا کہ اس کے اداریوں کے علاوہ اس میں دو اور مستقل کالم ایسے تھے جنھیں سب لوگ بڑی دلچسپی سے پڑھتے تھے۔ایک کالم تو مدیر "ریاست" کے براہ راست زندگی کے تجربوں سے متعلق تھا دوسرا "جذبات مشرق" کا کالم تھا۔دونوں کالموں کو الگ الگ جمع کرکے سردار دیوان سنگھ صاحب نے دو کتابیں مرتب کی ہیں۔پہلی کتاب چھپ چکی ہے۔دوسری کتاب زیر طبع ہے۔

"جذبات مشرق" لوک گیتوں، منظوم لوک کتھاؤں اور مشرقی شاعری کے حسین ترین مرقعوں کا مجموعہ ہے۔کہیں پر منظوم کہاوتوں کے ذریعے زندگی کے تجربات کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے تو کہیں پر عشقیہ سوز و گداز کے ذریعے واردات قلب کو بیان کیا گیا ہے۔کہیں پر زندگی ایک پرچھائیں کی طرح گزر جاتی ہے تو کہیں پر پھول کی طرح مہکتی ہے۔کہیں پر مشرقی مرد کی محنت کے سرسبز کھیت ہیں تو کہیں پر مشرقی عورت کی روح کی محرومی اور دردناکی اپنی زندگی کی ساری حسرتوں کو لئے ابھر آتی ہے۔"جذبات مشرق" کی ترتیب میں، اس کے مضامین کے انتخاب میں، اس کی شاعری کے رنگ روپ میں، اس کے ترجمے کے نکھار میں مصنف نے برسوں کی عرق ریزی اور محنت شاقہ شامل کی ہے تو یہ حسین اور دلآویز مجموعہ تیار ہوا ہے۔مجھے قوی امید ہے کہ شائقین سردار دیوان سنگھ مفتوں کی اس کتاب کا اسی گرم جوشی سے خیر مقدم کریں گے اور اسے اسی طرح سے سراہیں گے جس طرح سے انھوں نے مفتوں صاحب کی پہلی کتاب کو سراہا ہے۔

میں "جذبات مشرق" کی اشاعت پر سردار دیوان سنگھ مفتوں کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

عشق و محبّت کی روئیداد

(مسٹر حمید نظامی ایڈیٹر روزنامہ "نوائے وقت" لاہور)

میں شاعر ہوں نہ ادیب نہ نقاد۔ خدا جانے مفتون صاحب نے اپنی کتاب "جذباتِ مشرق" کا دیباچہ لکھنے کے لئے مجھے کیوں منتخب فرمایا؟ کسی اعتبار سے بھی تو میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں پاتا۔ آپ پوچھیں گے کہ پھر میں نے اس عزت افزائی (یا بیگار؟) کو قبول کیوں کیا؟ سو اس کی وجہ بھی سُن لیجئے۔ دیباچے۔ مقدمے۔ اور تقریظ و تعارف کی دو چار فرمائشیں ہر سال آتی ہی رہتی ہیں مگر میں ہمیشہ اپنی نا اہلی کا عذر پیش کر کے معافی مانگ لیتا ہوں اور فرمائش کرنے والوں کی بھی مہربانی ہے کہ وہ مجھے معاف کر دیتے ہیں۔ مگر جب مفتون صاحب کا خط آیا کہ میں بھی ان کی کتاب "جذباتِ مشرق" کا دیباچہ لکھوں تو باور فرمائیے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی تو یہ بات میرے ذہن میں نہ آئی کہ حسبِ عادت اور حسبِ اصول انکار کر دوں اور معافی مانگ لوں۔ بلکہ میں نے انہیں چند سطری خط اس مضمون کا لکھ دیا کہ گو میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا اور میں نے اس سے پہلے کبھی کسی کتاب کا دیباچہ بھی نہیں لکھا۔ مگر آپ کو ایک آدھ صفحہ ضرور لکھ کر بھیج دوں گا!

مفتون صاحب سے میری ملاقات آج تک نہیں ہوئی۔ خط و کتابت چند برس سے ضرور ہے۔ مگر میں ان کو تینتیس برس سے جانتا ہوں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں سکول کی ابتدائی جماعتوں میں پڑھتا تھا۔ ۱۹۲۶ء یا ۱۹۲۷ء کا ذکر ہے کہ میں نے پہلی مرتبہ "ریاست" کا ایک پرچہ اپنے گھر میں دیکھا۔ یہ پرچہ نمونے کے طور پر آیا تھا۔ اس دن سے میں "ریاست" کا باقاعدگی سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ اس زمانے میں "ریاست" کی ضخامت چونسٹھ صفحات تھی اور آٹھ صفحے آرٹ پیپر پر تصویروں کے ہوتے تھے۔ پھر وہ دن بھی آیا کہ مفتون صاحب نے مالی مشکلات کے باعث "ریاست" کو بند کر دینے کا اعلان کیا۔ میں نے جب یہ اعلان پڑھا تو بڑا دکھ ہوا اور اپنے دوست آغا شورش کاشمیری صاحب سے (جو مفتون صاحب کے دوست اور مداح ہیں) یہ کہا کہ "ریاست" بند نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اسے زندہ رکھنے کے لئے کچھ کوشش کرنی چاہیئے۔ مگر مشکل یہ درپیش تھی کہ پاکستان سے ایک پیسہ بھی اس مقصد کے لئے ہندوستان نہیں بھیجا جا سکتا تھا۔ جب عملی امداد کی کوئی صورت نہ بنی تو میں نے شورش صاحب سے یہ کہا کہ کم از کم "چٹان" کا "مفتون نمبر" تو نکالئے تاکہ ایڈیٹر "ریاست" کی طویل اور شاندار صحافتی خدمات کا اعتراف کیا جا سکے۔ میں نے شورش صاحب کو رضا کا مانہ

یہ پیش کش کی کہ میں اس نمبر کے لئے ایک مضمون لکھوں گا۔ مگر خوش قسمتی سے مفتوںؔ صاحب نے "ریاست" کو بند کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور چونکہ شورشؔ صاحب" مرحوم" دوستوں کی قدر کرتے ہیں اس لئے اب انھوں نے بھی یہ سمجھا کہ مفتوںؔ صاحب" چٹان" کے خاص نمبر کے مستحق نہیں رہے۔ بہر حال میں یہی سمجھتا رہا ہوں کہ مفتوںؔ صاحب کا قرضہ مجھ پر واجب رہا۔ اس لئے جب دیباچہ کے لئے ان کا خط آیا تو میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اب اوّلین فرصت میں ان کا یہ قرضہ بے باق کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مفتوںؔ صاحب اوّل و آخر اخبار نویس ہیں۔ اس لئے مجھے یہ جان کر کچھ تعجب سا ہوا کہ آپ کو شعر و شاعری سے بھی کم از کم اتنی دلچسپی ضرور ہے کہ آپ نے پرانی ہندی اور پنجابی شاعری کے مطالعہ کے لئے ہی نہیں اردو میں اس کے ترجمہ کے لئے بھی اپنی اخبار فرسانہ مصروفیتوں سے وقت نکال لیا۔ مسودہ میں جو اشعار اور دوہے میری نظر سے گزرے وہ زیادہ تر قدیم ہندی زبان میں ہیں اور بہت سے پنجابی زبان میں بھی ہیں۔ عشق و عاشقی ہر زبان کے شعرا کا محبوب و دلپسند موضوع ہے "جذبات مشرق" کے بیشتر اشعار اور دوہے بھی عشق و محبت ہی کی روئیداد ہیں۔ مفتوںؔ صاحب کا ترجمہ سادہ اور شگفتہ اردو زبان میں ہے۔ میں نہ اصل کے متعلق کوئی رائے دینے کا مجاز ہوں نہ ترجمہ کے بارے میں ہی کچھ کہنے کے قابل ہوں۔ میری پوزیشن تو اس روایتی بڑھیا کی سی ہے جو یوسفؑ کے نیلام کی خبر سن کر سوت کی انٹی لئے ہوئے بازار میں آ پہنچی تھی کہ اس کا نام بھی یوسفؑ کے خریداروں میں شامل ہو جائے۔ آپ کتاب پڑھئے اور اس کے حُسن و قبح کا اندازہ خود لگائیے۔ میں آپ کا وقت کیوں ضائع کروں؟

"جذباتِ مشرق" کا ثواب

(مسٹر گوپی ناتھ صاحب امن سابق وزیر صوبہ دہلی)

"ریاست" کے بہت سے دلچسپ عنوانوں میں سے ایک "جذباتِ مشرق" بھی ہے جس میں مختلف زبانوں کے ادبی شاہ پاروں کے ترجمے اُردو میں دیئے جاتے ہیں۔ یہ ترجمے صرف لفظی نہیں ہوتے بلکہ وضاحت بھی ہوتی ہے تاکہ مضمون ذہن نشین ہو جائے۔ ہندوستان میں زبان کا جھگڑا کوئی نیا نہیں لیکن لسانی صوبوں کی تشکیل نے اسے اور پیچیدہ اور شدید بنا دیا ہے۔ بڑا غضب یہ ہوا کہ لسانی تعصب نے سیاسی روپ دھارن کر لیا ہے۔ چند سال ہوئے کہ ٹنڈن جی اور شری راج گوپال آچاری میں جب زبان کے مسئلے پر اختلاف ہوا تو راجا جی فرماتے تھے کہ تامل زبان میں ہندی سے زیادہ صلاحتیں ہیں اور ٹنڈن جی کا یہ کہنا تھا کہ ہندی زبان زیادہ صلاحیت رکھتی ہے اور لطف یہ کہ نہ راجا جی ہندی سے واقف اور نہ ٹنڈن جی تامل سے۔ بیشتر تعصب ناواقفیت سے پیدا ہوتا ہے (شاید ناواقفیت کی جگہ مفتوں صاحب کوئی اور لفظ لکھتے) اور اس کا دیرپا علاج یہی ہے کہ ایک زبان والے کو دوسری زبان کی خوبیوں اور رنگینیوں سے آگاہ کیا جائے۔ لہٰذا مفتوں صاحب نے "جذباتِ مشرق" کا عنوان رکھ کر ایک ثواب کا کام کیا ہے اور انھیں کتابی صورت میں شائع کرنا اور بھی بڑا ثواب ہے۔ میں جناب محمود علی خاں جامعی کے مکان پر ایک روز ہندی شعرا کے اُس آسان کلام کا انتخاب کر رہا تھا جو اُردو کی درسی کتابوں میں شائع کیا جائے۔ یہ تقسیم وطن سے پہلے کی بات ہے۔ مجھ سے اور محمود علی خاں صاحب سے اس موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ہندی کا سب سے بڑا شاعر کون ہے۔ اتنے میں اُن کے ایک دوست آ گئے خاں صاحب نے دعا سلام کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ کیوں صاحب ہندی کا سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ انھوں نے ہنستے ہوئے استفہام انکاری کے لہجہ میں فرمایا کہ کیا ہندی میں بھی کوئی شاعر ہوا ہے۔ کچھ اسی قسم کی ذہنیت بعض ہندی والوں کی بھی ہے۔ ملک کا بھلا اسی میں ہے کہ یہاں کے بیشتر باشندے کئی کئی زبانوں سے واقف ہوں۔

مفتوں صاحب نے بہاری کا کلام بہت تفصیل سے دیا ہے۔ بہاری کو ہندی میں رئیس المتغزلین یا شاعر شباب کہنا چاہیئے۔ رنگ مجازمیں اُردو زبان میں جو درجہ داغ کا ہے وہی ہندی میں بہاری کا معاملہ بندی اس کا حصّہ ہے۔ تشبیہ کی ندرت اور استعارہ کی نزاکت جبریہ خراجِ تحسین لیتی ہے حُسنِ تعلیل اور

رعایت لفظی کا تو کہنا ہی کیا ہے اس کا مبالغہ کبھی مضحکہ خیز نہیں ہوتا اور اس کا طنز ہمیشہ لطیف ہوتا ہے۔ ساتھ ہی بہاری نے فارسی الفاظ کا استعمال بھی اس خوبی سے کیا ہے گویا نگینے جڑ دیئے ہیں۔ مثلاً:۔

مانہہ بدھ تن اچھ چھب سوچھ راکھے کاج
درگ پگ پوچھن کو کئے بھوشن پائنداج (پانداز)

یہاں پائنداج (پانداز) سے بہتر کسی لفظ کا استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ یا:۔

کرت کجاکی کون پے یہ کجرارے نین

یہاں کجاکی (فزاقی) کا لفظ کیسا لطف دیتا ہے۔

آج کل جس تیزی سے عربی اور فارسی کے عام فہم الفاظ کو ہندی سے خارج کیا جا رہا ہے اس پر بڑا افسوس ہوتا ہے۔ مگر اس تعصب کا علاج ہی کیا ہے۔

تلسی داس کو آج کل ہندی کا سب سے بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ "جذباتِ مشرق" میں اُن کا کلام بھی ہے۔ تلسی داس نے رنگ مجاز کو عقیدت میں سمویا ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں صوفیا کے اثر سے بھگتی کی جو تحریک ہندوستان میں شروع ہوئی تلسی داس اس کے بڑے علم برداروں میں ہیں۔ کبیر کا رنگ ذرا مختلف ہے۔ یوں تو وہ بھی بھگت کبیر کہلاتے ہیں مگر ان کے یہاں فارسی۔ عربی کے الفاظ اور بھی زیادہ ملتے ہیں اور بہت خوبی سے ملتے ہیں۔ مثلاً:۔

کبیرا کھڑا بزار میں سب کی مانگے خیر   نا کاہو سے دوستی نا کاہو سے بیر

اب یہاں خیر کے عربی لفظ نے بیر کے قافیہ کی صورت میں کتنا لطف پیدا کر دیا ہے کبیر صاحب کے کلام کا بھی اقتباس مفتوں صاحب نے دیا ہے جس شاعر کا کلام اس کے چار سو برس بعد تک زندہ رہے اس کی عظمت کا کیا ٹھکانا۔ سید رفیق مارہروی نے ہندوؤں میں اُردو میں تو کبیر کو اُردو کا شاعر قرار دیا ہے۔ یہ بھی کبیر صاحب کی عظمت کا نمونہ ہے کہ زندگی میں انھیں ہندوؤں نے ہندو اور مسلمانوں نے مسلمان سمجھا اور آج بھی ان کا کلام ہندی اور اُردو دونوں میں شمار ہوتا ہے۔

مفتوں صاحب کے نظریۂ حیات سے مکمل اتفاق نہ ہوتے ہوئے بھی مجھے اس اعتراف میں ذرا بھی عار نہیں کہ ان کی ذات فرقہ پرستی بلکہ فرقہ بندی سے اس قدر بلند ہے کہ ہندوستان میں گنی چنی ہستیاں ہی ایسی ملیں گی۔ میں نے فیروز پور جیل میں انھیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ فرقوں کے تعصب کو بھی مٹانا چاہتے ہیں اور صوبائی تعصب کو بھی، ذات پات کے تعصب کو بھی اور لسانی تعصب کو بھی۔ یوں تو اس میدان میں اُن کی نوکِ قلم نوکِ خنجر سے کم نہیں لیکن وہ نفی کا پہلو ہے "جذباتِ مشرق" میں اس کا اثباتی پہلو نظر آتا ہے۔ یہ نہ صرف زبان کی بلکہ اس بد قسمت وطن کی بھی خدمت ہے جہاں کوئی بھی اکبر الہ آبادی کی یہ بات مانتا نظر نہیں آتا ؎

توضع پہ اپنی قائم رہ غیروں کی مگر تحقیر نہ کر
دے پائے نظر کو آزادی خود بینی کو زنجیر نہ کر

اَدبِ اُردو کا انمول تحفہ

(محترمہ حمیدہ سلطان احمد صاحبہ سکریٹری انجمن ترقی اُردو دھلی)

مفتوںؔ صاحب کہنہ مشق صحافی اور مخصوص سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان ہیں بہت طویل عرصہ سے "ریاست" پڑھنے والوں میں سے ہوں۔ مفتوںؔ صاحب کا بے لاگ اندازِ تنقید اور بے باکانہ صاف گوئی ان کے پرچے کا طرۂ امتیاز ہے۔ "ریاست" اپنے ایڈیٹوریل کے باعث ہمیشہ اُردو کے صفِ اول کے پرچوں میں شمار ہوتا رہا ہے۔ اس میں "جذباتِ مشرق" کے عنوان سے ہندی اور پنجابی شاعری کے دلآویز و نادر شاہکار ہمیشہ دیئے جاتے رہے ہیں اور یہ صفحہ عوام پسند رہا۔ بڑی مسرّت افزا بات ہے کہ اب ان بکھرے ہوئے موتیوں کو سمیٹ کر کتابی صورت دی جا رہی ہے۔ اس طرح ہم اُردو والوں کے لئے ہندی اور پنجابی ادب سے بہرہ اندوز ہونے کا ایک اچھا موقع ہاتھ آئے گا۔

ھندی شاعری میں اُردو کے مقابلے میں زیادہ لطافت اور والہانہ پن اس لئے ہے کہ اس میں عورت کی جانب سے ہمیشہ پریم سندیسہ دیا جاتا ہے اس لئے اس کے مجازی رنگ میں بھی کچھ حقیقت نظر آتی ہے۔ عورت کی محبت ہمیشہ پاکیزہ اور گہری ہوتی ہے۔ ایک محبت کے نشہ میں سرشار الّھڑ حسینہ کس طرح اپنے محبوب کی محبّت میں کھو کر فطری خودداری اور رسمی شرم کو بھی بھلا دیتی ہے۔ اس کو "جذباتِ مشرق" میں کس پیارے ڈھنگ سے پیش کیا گیا ہے۔ دیکھئے اور وجد کیجئے۔

شاعر ایک پریم کی متوالی سندری کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے کہتا ہے۔ سہیلی کی سرزنش پر محبوبِ حسینہ جواب دیتی ہے "میں کیا کروں، میری آنکھیں بس میں نہیں۔ میں بے قصور ہوں" پھر دوسرے دوہے میں وہ اپنی لجائی ہوئی آنکھوں کا شکوہ کتنے دلکش انداز میں سکھی سے کرتی ہے "میری ان دُکھی آنکھوں کی قسمت میں سُکھ نہیں جب تک محبوب نظر نہیں آتا یہ بے قرار رہتی ہیں اور جب محبوب نظر کے سامنے ہوتا ہے تو شرم کے مارے نیچے دیکھنے لگتی ہیں اس لئے میں محبوب کو کبھی بھی نہیں دیکھ پاتی"

یہ تو تھی ہندی کی پیاری پیاری چھب جوانِ رس بھرے بولوں کی اوٹ سے اس طرح جھلک رہی ہے جیسے کوئی شرمیلی کنواری اپنے چاہنے والے کے سامنے لجاتی ہوئی جا رہی ہو۔ اب پنجابی مرگ جیسے نین والیوں کے البیلے جذبات دیکھئے۔

ایک من موہنی کا محبوب پردیس میں ہے۔ وہاں سے جب اس کا خط پہنچا تو برسات کا موسم۔ گھنیری بدلیوں

میں درختوں کی بہتات سے باغ سیاہی مائل ہو رہے ہیں۔ آم کے درخت پہ کوئل بول رہی ہے۔ اس دلکش سمے میں اُس نے بڑے شوق سے نامۂ محبوب کو کھولا مگر اس سے اس کو بہت دُکھ ہوا کہ چٹھی نے مُنہ سے بول کر اس کے پردیسی پریتم کی کیفیت نہیں سُنائی۔ ادھر آنکھوں نے آنسوؤں کی جھڑی لگادی۔ برہ کی ماری حسینہ اپنی آنکھوں کو سمجھاتی ہے "میری پاگل آنکھو! خدا کے لئے مجھ پہ رحم کرو۔ اندر پریتم کا خط تو مجھے پڑھ لینے دو"

ہندی ادب کی جان رادھا کرشن کا پوتر پریم ہے۔ ہندی کی شاعری اس پاکیزہ رومان کی داستانوں سے لبریز ہے۔ ہندی کے مشہور کوی بدیاکر رادھا کی ایک پیاری سکھی سے کرشن کے سامنے مہجور محبت رادھا کی حالت درد بھرے انداز سے یوں بیان کرتے ہیں۔ سہیلی کہتی ہے "میں رادھا کی بیماری کی خبر سُن کر اس کو دیکھنے گئی تھی۔ مگر اس کی حالت تمہاری جدائی میں ایسی ہوگئی کہ اس کے قریب جانے کی مجھے ہمت نہیں ہوئی دُور ہی سے بھاگ آئی۔ سوزِ ہجر نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ وہ جُدائی کے غم میں نڈھال بے ہوش پڑی ہے۔ اور اس کا جسم تپِ ہجر سے آگ کی مانند جل رہا ہے۔ میں تو اس کی بے ہوشی کو غنیمت سمجھتی ہوں۔ اگر اسے ہوش ہوتا اور وہ آہ کرتی تو تالاب۔ ندیاں اس کی حرارتِ غم سے خشک ہو جاتے اور ہر طرف شعلے بھڑک اُٹھتے۔ اس آتشِ ہجر کی حالت یہ ہے کہ میں رادھا سے دُور ہی رہی۔ پھر بھی اس کی حدّت کا اثر مجھ پہ ایسا ہوا کہ تم مجھے اگر چھو لو گے تو اس حرارت کو اپنے جسم میں محسوس کرو گے"

اب پنجاب کے مشہور شاعر وارث شاہ نے لجائی ہوئی دلہن کے دلکش انداز دیکھ کر اس کے پریتم کے دلی جذبات کی عکاسی دیکھئے کس خوش اسلوبی سے کی ہے "اے سہاگ کا جوڑا پہننے والی من موہنی اپنے گھونگھٹ کو چندرماں جیسے مکھڑے پر سے ہٹا دے۔ اس گھونگھٹ نے تیرے حُسن کو مجھ سے چھپا رکھا ہے۔ اپنی لاج بھری آنکھیں کھول کر میری قابلِ رحم حالت دیکھ، میری محبوبہ! اگر تو میرے دل سے پوچھے اور مجھ سے متفق ہو جائے تو ہم دونوں اس نقاب کو جلا کر خاک کر دیں جس نے میرے دل کو خراب کیا اور تیرے حُسن کو چھپا رکھا ہے۔ اے حسینہ تیرا منہ کو چھپا لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص قیمتی موتیوں کو مٹی میں دبا دے یا خوشبودار حسین پھولوں کو آگ میں جلا دے"

عورت کے بغیر یہ عالم رنگ و بو اور اس کی تمام دلچسپیاں بیکار ہیں۔ گھریلو سکھ کی ضامن صنفِ نازک ہو سکتی ہے۔ یہ کوی بتال راجہ بکرماجیت کو کتنے دلآویز طریقے سے سمجھاتے ہیں۔

"چاند کے بغیر رات بیکار ہے۔ علم کے بغیر ذہن، بیٹے کے بغیر خاندان بیکار ہے۔ پتوں کے بغیر درخت ناکارہ ہے۔ بغیر گھٹاؤں کے بجلی بیکار ہے اور بغیر عورت کے گھر بے کار ہے"

عشق میں خودداری قائم نہیں رہ سکتی۔ اس خیال کا دیکھئے ہندی شاعری میں کس رسیلے انداز میں اظہار

کیا گیا ہے۔

"ایک حسینہ اپنے پریتم سے روٹھ کر میکے چلی گئی۔ لیکن جدائی میں چین کہاں ؟ آخر یہ محبت کی ماری پھر پریتم کے پاس واپس آگئی مگر روٹھ کر جانے پر شرمائی ہوئی ہے۔ آنکھ نہیں چار کر سکتی اور کہتی ہے:" افسوس کہ تم سے جدا ہو کر میں زندہ رہی یہ میری زبان تمہیں نہیں بتا سکتی۔ آنکھیں نہیں سمجھا سکتیں لیکن باوجود ان تمام باتوں کے دونوں دل تو دوڑ کر آپس میں مل رہے ہیں۔ اس لئے میں تمہارے رحم کی مستحق ہوں"۔

ہندی شاعری میں رس اور دلآویزی اس لئے زیادہ ہے کہ یہ نسوانی لطیف خیالات کا عکس ہوتی ہے۔ ایک حسینہ کا عالم بیخودی ملاحظہ کیجئے:۔

"ایک محبت کرنے والی الھڑ حسینہ اپنے گھر میں اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتی اور اپنے چاہنے والے کو دیکھنے کے لئے بار بار اس کے دروازے کے سامنے سے گزرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کا چرچا کرنے لگے۔ بدنامی کے خوف سے مجبور حسینہ اس قدر گھبرا جاتی ہے کہ پریتم کے کوچے میں جانا نہیں چاہتی مگر بُرا ہو اس محبت کا کہ جاتی کہیں اور ہے مگر پہنچ جاتی ہے پریتم کے دوارے"۔

سگھڑ گھر والی کی تعریف کتنے دل کش انداز میں کی گئی ہے۔ دیکھئے اور وجد کیجئے:۔

"بالکل نئی دُھلی ہوئی سفید ساڑھی نیکی اور شرافت کے نور سے چمکتا ہوا چہرہ۔ گھر کے کام کاج کرتی ہوئی۔ باورچیخانہ اور آنگن میں پھرتی ہوئی یہ گھر کی حور تمام گھر کو اپنے اُجالے سے جگمگا رہی ہے"۔

عورت محبت میں مبتلا ہو کر بھی حجاب اور نسوانی شرم کا خیال رکھتی ہے:۔

"ایک حسینہ کو اپنے پریتم سے بہت محبت ہے لیکن اس کی خودداری اعترافِ محبت کی اجازت نہیں دیتی اور غرورِ حُسن کے باعث وہ پریتم سے بات نہیں کرتی لیکن اس کی جھکی ہوئی نظریں اور ضبط کی ہوئی ہنسی بکھری پریتم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ روکھے انداز بناوٹی ہیں۔ دل ہتھیار پھینک چکا ہے"۔

محبت مرد کے لئے دل بہلانے کا مشغلہ سہی لیکن عورت کی تمام زندگی محبت ہے۔ وہ لڑکپن سے لے کر مرتے دم تک محبت کرتی ہے اور محبت کرنے کو ہی زندگی کا اولین فرض سمجھتی ہے اور تن من دھن سے اپنے پریتم کی زندگی سنوارنے میں لگی رہتی ہے اور وقت پڑنے پر اپنے محبوب پر جان بھی نچھاور کر دیتی ہے۔ ایسی ہی ایک محبت کرنے والی۔ برہ کی ماری کی حالت شاعر اس کی سہیلی کی زبان سے بیان کرتا ہے:۔

"سہیلی محبوب سے کہتی ہے۔ اے اس بدنصیب کی زندگی کے مالک! اس کو جدائی کی آگ میں جلتے اور تڑپتے دیکھ کر اب تو اس کو مر جانے کی بددعا دینا بھی دُعا کے برابر ہے کیونکہ مر کر وہ تمہاری جدائی کے اذیت ناک عذاب سے چھوٹ جائے گی"۔

بیش بہا۔ زرتار لباس کی قیمت بھی حسین چہروں اور دلآویز جسموں پر جا کر بڑھتی ہے :-

"گورے رنگ والی من موہنی سُندری کے چہرے پر زری کے کنارے والی ساڑھی اور بھی اس کے حُسن کو دوبالا کر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سردیوں کے موسم کے چاند کے ارد گرد روشن ہالہ ہے "

شاعری ایک دلنشین نغمہ ہے۔ ایک ایسا سحر ہے جس کا دل پر اثر ہوتا ہے۔ شعر کی تعریف ایک ہندی کوی یوں کرتا ہے ۔

(۱) شاعری اُسے کہا جا سکتا ہے جو سرزمین دل کو اس طرح ہلا دے جس طرح زلزلے کے وقت گھنے جنگل اور پہاڑ گیند بنکر آسمان پر اُچھلتے ہیں۔ (۲) شاعری وہ ہے کہ روٹھی ہوئی محبوبہ کو اشعار کی رسیلی بانسری سُنا کر منا لیا جائے (۳) یہ شاعری ہی ہے جس سے انسان کے خیال میں پاکیزگی آتی ہے اور جس سے اس پر ہر صبح الہامی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ (۴) شاعری نے دلوں میں بیداری پیدا کی اور اس نے ہی دنیا کی تاریکی کو دُور کر دیا۔ (۵) شاعری وہ ہے کہ اس کو اُن سُنہری کرنوں سے تشبیہ دی جا سکے جو چاند اور سورج ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر بکھیرتے ہیں اور دل میں تلاطم پیدا کرنے کے لحاظ سے قیامت خیز سمندر کی ناقابل عبور لہروں کا مقابلہ کر سکے۔ (۶) شاعری وہ ہے کہ حُسن و خوبصورتی کے لحاظ سے وشنو جی کی پیشانی پر لگے ہوئے زرد رنگ کے خوشبودار قشقے سے تشبیہ دی جا سکے یا جسے رام چندر جی کا محبّت بھرا دل یا سیتا جی کی جادو اثر آنکھیں۔ (۷) شاعری وہ شے ہے جس کے :- مٹنے والے جلال اور اس کی غیر فانی روشنی پر انسان کو قربان ہو جانا چاہیئے کیونکہ اس شاعری سے ہی انسان کا تخیّل دن رات بیدار رہتا اور یہ شاعرانہ تخیّل ہی دنیا کو بیدار کرتا ہے۔

یہ تو رہی شاعری کی شاعرانہ تعریف۔ اب ذرا سُنہرے رنگ والی حسینہ کو سونے کا زیور پہنے ہوئے دیکھ کر شاعر پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ملاحظہ فرمائیے :-

"سُنہرے رنگ والی حسینہ سونے کا زیور پہنے ہوئے ہے لیکن نگاہوں کو ان دونوں کی چمک یکساں معلوم ہوتی ہے صرف ہاتھ سے چھوا جائے تو اُس کُندنی جسم پر زیور کی سختی محسوس ہوتی ہے "

بندیا لگائے ہوئے من موہنی حسینہ شاعر کو ہر رنگ میں اچھی لگتی ہے۔ وہ والہانہ انداز میں کہتا ہے :-

"جس طرح کسی اچھی جگہ جو چیز بھی رکھ دی جائے اچھی معلوم ہوتی ہے اسی طرح گورے رنگ والی خوبصورت مکھڑے کی سُندری پر سُرخ رنگ کی بندیا ہو یا زرد۔ سفید ہو یا سیاہ سب ہی اس کی دلکشی میں اضافہ کرتی ہیں "

سری کرشن کی خوبصورتی کا نقشہ ایک ہندی کوی اس دلآویز انداز سے کھینچتا ہے۔ دیکھئے اور وجد کیجئے :-

" سانولے سلونے کرشن زرد لباس پہنتے تھے۔ یہ زرد رنگ کا لباس ان کے سڈول جسم اور سانولے رنگ پر ایسا پھبتا تھا اور وہ ایسے اچھے لگتے تھے جیسے نیلم کے پہاڑ پر صبح ہی صبح سنہری دھوپ چمک رہی ہو "

ہندو میتھالوجی میں " کلپ برکش " اس درخت کو کہتے ہیں جس کے سایہ میں رشی اور دیوتا رہتے ہیں۔ اس

درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے مہاتما جو بھی منہ سے کہہ دیں یا دعا کریں ہندو اعتقاد کے مطابق ضرور پورا ہوتا ہے۔ ایک کوی کہتا ہے :۔

" باریک کپڑے کے گھونگھٹ میں سُندری کانوں میں سونے کے پتّوں والے چمکدار کانٹے پہنے ہوئے ایسی خوبصورت معلوم ہوتی ہے گویا کہ صاف اور شفاف سمندر کے پانی میں " کلپ برکش " کی شاخ پتّوں کے ساتھ لہرا رہی ہے "

یعنی شاعر حسن کو کلپ برکش کی طرح پاکیزہ اور قابلِ پرستش قرار دیتا ہے۔ حُسن ہر حال میں چمکتا رہتا ہے اور کبھی بھی ماند نہیں ہوتا۔

" تیج کا تہوار ہے۔ ایک نئی بیاہی غریب گھر کی سُندری کے حُسن کا عالم یہ ہے کہ میلے کپڑوں میں بھی وہ چاند کی طرح چمک رہی ہے۔ اس کی سوکن امیر گھرانے کی ہے اور وہ قیمتی ساڑھی اور بھاری گہنے پہن کر بے حد سنگھار کر کے بھی اس البڑ حسینہ کے حُسن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور مفلسی بھی حُسن کو ماند نہیں کر سکتی "

بسنت رُت کی کیفیت شاعر کی زبان سے سُنیئے :۔

" تالاب میں کنول کے پھولوں پر۔ میدان میں ندیوں کے کناروں پر۔ گھنے جنگل میں سب جگہ بسنت کی بہار چھائی ہوئی ہے۔ پھولوں کی کیاریوں میں نوشگفتہ کلیاں جھوم رہی ہیں۔ پھولوں کے گل خاک میں۔ ہوا میں پانوں کے کھیت میں اور ٹیسو کے پھولوں میں بسنت کی بہار ہے۔ گھروں میں جنگلوں میں۔ اپنے ملک میں غیر ملکوں میں۔ چراغ کی چمکدار روشنی میں اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے کھیتوں میں۔ باغوں میں سری کرشن کے وطن برج کی گلیوں میں۔ پُر شباب حسینوں میں، درخت پر چڑھی ہوئی بیلوں میں بسنت کا رنگ چھایا ہوا نظر آتا ہے "

غرضکہ " جذباتِ مشرق " میں جو ہندی اور پنجابی شاعری کے نادر نمونے پیش کئے گئے ہیں ان میں مناظرِ فطرت، موسمی کیفیات، جذبات و احساسات اور انسانی دُکھ سُکھ کی بے مثل عکّاسی کی گئی ہے۔ ہندی شاعری میں چونکہ عورت کے احساسات کو پیش کیا جاتا ہے اس لئے اس کی رومانی کیفیت بھی بھگتی رس میں ڈوبی ہوتی ہے۔ اس میں جوش اور ولولہ نہ سہی لیکن دھیمی دھیمی بہنے والی نہرِ دلنشیں کا سا لطیف انداز ہے۔ رندی اور سرمستی کے بجائے ایک لجائی ہوئی کیفیت اور شکر آمیز فضا جس کو پڑھنے کے بعد تھکے ہوئے دماغ کو ایک سکون کا احساس ہوتا ہے۔

" جذباتِ مشرق " کے ہر صفحہ پر ہندوستانی البڑ۔ کنواریوں اور شرمیلی سہاگنوں کے اچھوتے پاکیزہ جذبات کی دلکش انداز میں ایسی تصویر کھینچی گئی ہے کہ نظر جہاں بھی پڑتی ہے جم کر رہ جاتی ہے۔

کسی جگہ کوئی چنچل حسینہ ترچھی نظروں کے بان سے پریمی کو گھائل کر کے لجائی ہوئی جا رہی ہے۔ کہیں کوئی نئی نویلی دلہن گھونگھٹ کی اوٹ سے بھی اپنے من مندر کے دیوتا کو شرم کے مارے نہیں دیکھ پاتی اور کہیں کسی الھڑ کو اس کی شریر سکھیاں پریم بھید پا کر چھیڑ رہی ہیں۔ کسی برہ کی ماری کی حالت اُس کی پیاری سہیلی محبوب کو سُنا رہی ہے تو کہیں کوئی سہاگن ساون میں اپنے پردیسی پریتم کی یاد میں کھوئی ہوئی ہے۔ پھر اس میں مقامی کیفیات بھی ہیں۔ موسمی رنگوں کا رس بھی۔ ہندوستان کے تیج تہوار بھی۔ گویا پورے ملک کی ایک مُنہ بولتی تصویر "جذبات مشرق" کی صورت میں پیش کی گئی ہے۔ ہر صاحبِ ذوق انسان کی لائبریری میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

سردار دیوان سنگھ صاحب مفتوں مدیر "ریاست" جو گیسوئے اُردو کے سنوارنے میں اپنی عمر عزیز کا ہر لمحہ صرف کرتے رہے ہیں کا یہ ادبی کارنامہ ہر طرح قابل ستائش ہے۔ انھوں نے "جذبات مشرق" کی صورت میں اُردو ادب کو ایک انمول تحفہ دیا ہے۔ اس افراتفری کے دَور میں مفتوں صاحب نے یہ کام کیا جبکہ وہ خود بھی موجودہ ادبی بُحران کی وجہ سے پراگندہ روزی اور پراگندہ دل ہیں۔

میرے لئے یہ باعث فخر ہے کہ "جذبات مشرق" پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مفتوں صاحب کی میں متشکّر ہوں کہ اُنھوں نے مجھے اس ادبی خدمت کا موقع دیا۔

اردو ادب کے لئے مستحسن کوشش

(جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیراعظم جموں کشمیر)

سردار دیوان سنگھ مفتوں نے ریاستوں کی سیاسی تحریکوں سے ہمیشہ دلچسپی لی اور عوامی طاقتوں کا ساتھ دیا۔ کشمیر میں بھی جمہوری نظام کے قیام کے لئے جو جدوجہد ہم لوگوں نے جاری کر رکھی تھی اُس سے سردار صاحب ہمیشہ ذہنی اور صحافتی تعاون کرتے رہے یہ کچھ کشمیر ہی پر منحصر نہیں تھا، وہ بھوپال، پٹیالہ، حیدرآباد۔ غرض جہاں بھی کوئی تحریک چلتی اُس کو سہارا دیتے اور اکثر اوقات تو نئے نئے مسائل خود اُبھارتے اور اُٹھاتے رہتے تھے۔ اسی لئے وہ ریاستوں کے سیاسی کارکنوں میں ہمیشہ محبت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ ہم سب اُن کی بے خوف وکالت پر بھروسا کرسکتے تھے اور انھوں نے کبھی قلمی جہاد سے دریغ نہیں کیا۔ اس طرح اُن کا ہفتہ وار "ریاست" سابقہ ہندوستانی ریاستوں کی سیاسی تحریکوں کا غیر سرکاری ترجمان سا بن گیا تھا۔ ہم سب ایک دوسرے سیکڑوں میل دُور رہتے ہوئے بھی ایک ذہنی یگانگت محسوس کرتے تھے۔ اور آج جبکہ مفتوں صاحب کی ان سرگرمیوں پر ایک ربع صدی سے زیادہ مدّت بیت چکی ہے۔ ہم یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ریاستوں میں عوامی بیداری کی جو لہریں اُٹھی ہیں اُن میں سردار صاحب اور اُن کے "ریاست" کا بھی اہم کردار رہا ہے۔ اپنی اسی بے خوفی کے لئے انھیں قیدخانوں میں بھی اپنی زندگی کے دن گزارنا پڑے ہیں۔ اور مسلسل سازشوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اُن کی حق گوئی میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا۔ اس طویل مدّت میں بہت سے چھوٹے بڑے واقعات اور سانحات سامنے آئے اور اُن میں اکثر کو مفتوں صاحب نے قلم بند بھی کرلیا۔ جو پہلے تو "ریاست" کے صفحات پر اور بعد میں کتابی شکل میں "ناقابل فراموش" کے عنوان سے شائع ہوچکے ہیں۔ اس صحافتی روزنامچہ کی بے باکی و بے ساختگی اور سردار صاحب کے قلم کی روانی اور شگفتگی نے اسے ایک ادبی حیثیت بھی دے دی ہے اور جو لوگ اس کا مطالعہ کرچکے ہیں وہ مجھ سے یقیناً متفق ہوں گے کہ اس کتاب کی تاریخی، صحافتی، اور ادبی اہمیت اس کی بقا کی ضامن ہے۔

جہاں ایک طرف سیاسی اور سماجی مسائل پر وہ "ناقابل فراموش" کے عنوان سے لائق مطالعہ مواد یکجا کرتے رہے ہیں وہاں وہ "ریاست" میں خالص ادبی ذوق کی تسکین کا سامان بھی "جذبات مشرق" کے عنوان سے اکٹھا کرتے رہے ہیں۔ اس عنوان کے تحت ہندی، پنجابی۔ فارسی اور عربی اشعار کے انتخاب و ترجمہ کا سلسلہ کم و بیش

پچیس برس سے برابر جاری رہا ہے اور آج اس انتخاب نے وہ ضخامت اختیار کر لی ہے کہ بڑے سائز کے چھ سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ "جذباتِ مشرق" پر تفصیلی اظہارِ خیال کا یہ موقع نہیں ہے لیکن یہ بات بے خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس نوعیت کی کوئی تصنیف یا تالیف اُردو میں اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی۔ ویسے انتخابات تو کئی ایک شائع ہوئے لیکن وہ اُردو یا فارسی اشعار ہی کے انتخابات تھے۔ "جذبات بھاشا" کے علاوہ کبیر اور جائسی پر بھی کتابیں موجود ہیں۔ جن سے ہم ہندی ادب کے بعض جواہر پاروں سے آشنا ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسا جامع انتخاب کوئی نہیں ہے جو کئی زبانوں پر حاوی ہو اور جس میں موضوعات کے اعتبار سے بھی ایک قسم کی ذہنی یگانگت پائی جائے۔ "جذباتِ مشرق" کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں مختلف زبانوں کے مختلف شعرا کا کلام یکجا کر دیا گیا ہے اور اس انداز سے یکجا کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے مشرقی اقوام کے وہ جذباتِ محبت و عرفان آ جاتے ہیں جن کے اجتماع سے مشرق کا خمیر تیار ہوتا ہے۔

محبت اور عرفان کے راستے ملکوں ملکوں چکر کاٹتے ہیں، لیکن ایک نقطہ پر جمع بھی ہو جاتے ہیں یہاں خطّوں، زبانوں، مذہبوں اور نسلوں کے فرق مٹ جاتے ہیں۔ دوئی کے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور پریم و اتحاد کی کرنیں دلوں کی تاریکیوں میں مسکراتی ہوئی در آتی ہیں۔ جامیؔ نے کیا خوب کہا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامیؔ

کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

یہ اتحادِ جذبات بڑی اہمیت رکھتا ہے اور آج کل کی دنیا میں جب کہ لوگ قوموں، نسلوں اور زبانوں کے جھگڑے اُبھارنے کی دیوانگی میں مبتلا نظر آنے لگے ہیں یہ اور بھی ضروری ہے کہ اختلافی امور کو نہیں بلکہ نقطہ ہائے اتحاد و اتفاق کو اُبھارا اور سنوارا جائے۔ اس نقطۂ نگاہ سے میں سردار صاحب کی اس کوشش کو مستحسن سمجھتا ہوں اور "جذباتِ مشرق" کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

میں نے "جذباتِ مشرق" کے مسودے کو جگہ جگہ سے دیکھا ہے۔ "ریاست" میں بھی اس کالم کو اکثر پڑھتا رہا ہوں اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس قسم کی تحریریں ہمیں ایک دوسرے کے قریب لاتی ہیں۔ جب عربی شاعر محبت کے نغمے گاتا ہے تو زبان و مکان کی دیواریں ٹوٹ کر گر جاتی ہیں اور ہماری روح کے تار بھی بجنے لگتے ہیں جیسے یہ چوٹ کسی عرب کے دل پر نہیں بلکہ ہندوستانی کے دل پر ہی لگی۔ اسی طرح ایرانی زمزمے بھی ہمارے دلوں میں اسی طرح پَیر جاتے ہیں جیسے ہم میں اور ایرانی میں قوم و نسل کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ یہ شاعری ہی کا تو اعجاز ہے۔ بہاری کا ہندی نغمہ ہو یا وارث شاہ کا پنجابی نغمہ۔ دونوں ہمیں اس طرح متاثّر کرتے ہیں کہ ہم ایک لمحہ کے لئے یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ نغمہ ہماری مادری زبان میں نہیں کہا گیا ہے۔ یہی بڑی شاعری کی پہچان ہے کہ وہ اجنبی دلوں میں بھی رشتہ جوڑ دے

گزشتہ دور میں لوگ کئی زبانوں کا بہ یک وقت مطالعہ کرتے تھے اور اس کے باعث اُن کی نگاہوں میں وسعت اور خیالات میں رواداری زیادہ عام تھی۔ آج جبکہ زمان و مکان کے فاصلے کم ہوتے جارہے ہیں اور نشر و اشاعت کے وسائل میں بے حد ترقی ہو چکی ہے اس رجحان کو اور زیادہ عام ہونا چاہیئے تھا لیکن بدقسمتی سے ہم اپنے آباؤ اجداد کی اس صالح روایت کو بھولتے جارہے ہیں اور بعض حلقے اپنی مادری زبان کے علاوہ اور زبانوں سے کوئی دلچسپی ہی نہیں رکھنا چاہتے۔ بعض لوگ اگر دوسری زبانوں کی طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں تو کاروباری یا سیاسی اغراض کیلئے۔ یہ ایک غلط رجحان ہے۔ ہمارا ملک جو آئینی طور پر کم از کم چودہ زبانوں کا مالک ہے اور جہاں بولیوں اور زبانوں کی تعداد سیکڑوں میں گنی جاتی ہے، وہاں ہمیں ایک سے زیادہ زبانوں کا خالص علمی اور ادبی نقطۂ نظر سے مطالعہ ضروری و لازمی ہے۔ اس رجحان کو جس کام سے بھی سہارا ملے وہ ہماری دلی ہمدردیوں کا مستحق ہے۔ اور "جذباتِ مشرق" کی اشاعت اسی قسم کا مستحسن اقدام ہے۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ اس طرح کے انتخابات اور زیادہ شائع ہوں اور اردو ہی میں نہیں بلکہ تمام ہندوستانی زبانوں میں شائع ہوں تاکہ غلامی کے زمانے میں ہم میں نسل اور خطہ کی بے جا پاسداری کے جو غلط رجحانات اُبھر آئے تھے اُن کے خاتمے میں مدد ملے۔

"جذباتِ مشرق" کا موضوع حُسن و عشق ضرور ہے، لیکن اس میں ایسے اشعار جن سے بوالہوسی یا عیش پرستی ٹپکتی ہو شامل کرنے سے احتراز کیا گیا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا شعر ہوگا جس میں مفہوم کی عُریانی کنوئیں کی تہ کے پانی کی طرح نظر آجائے، لیکن اُسے بھی صرف شاعرانہ بے باکیٔ اظہار سمجھنا چاہیئے اور بس۔ اس کا خیال مفتوں صاحب نے رکھا ہے کہ یہ بے باکیٔ اظہار ذوقِ سلیم پر بار نہ ہو۔ لیکن اگر ایسا بھی کوئی شعر ہوگا تو مستثنیات سے۔ علی العموم ایسے ہی اشعار ہیں جن میں پاکیزہ محبّت اور گھریلو پریم کی عکاسی کی گئی ہے۔ جہاں سراپا نگاری ہے یا جہاں سنگار اور النکار ہے وہاں بھی تصنّع کا دخل نہیں ہے بلکہ دلوں کی گرمی اور محبت کی نرمی صاف نظر آتی ہے۔ اس پر مستزاد ہے عرفانی اور اخلاقی اشعار کا انتخاب۔ غرض یہ ایسا انتخاب ہے جسے ہم نوجوان اور بوڑھے سبھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور لذّت اندوز ہو سکتے ہیں۔ ترجمے کی خوبی نے اس انتخاب کے محاسن میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔

اس قسم کے انتخابات سے عام قارئین کے علاوہ شعرا اور ادبا بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ بہت سی ادبی روایتیں اور علمی قدریں بعض زبانوں سے مخصوص ہو جاتی ہیں۔ آزادی کے زمانے میں۔ آزاد ذہنی فضا پیدا کرنے کے لئے اور نئے نئے آفاق کی تلاش کے لئے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم ہمعصر زبانوں کی روایتوں کو اپنائیں۔ یہ روایتیں جدید ادب سے بھی لی جارہی ہیں اور یہ بھی ضروری امر ہے لیکن ہمیں اپنے قدیم کلاسیکی سرمائے سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کے صالح رجحانوں کو اپنانا بھی چاہیئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیں ماضی کی کورانہ تقلید کرنی چاہیئے مگر ماضی سے اچھی باتوں کے اخذ و استنباط میں کوئی جھجک محسوس نہ کرنی چاہیئے۔ ماضی اپنا ہی ماضی ہے اور

ہمارے ضمیر، ہمارے کردار اور ہماری روح سے قریب تر ہے۔ ہماری انفرادیت کی جڑیں اس ماضی کی زمین میں دور تک پیوست ہیں۔ اگر ہم اس جڑ ہی پر وار کریں گے تو برگ و بار ہم کو کہاں سے ملیں گے اور ہماری انفرادیت اور شخصیت کہاں رہ جائے گی؟ کورانہ تقلید اور عالمانہ اخذ و استنباط میں واضح فرق ہے اور اس فرق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے ادیب اور شاعر ماضی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اس مفید مقصد کے لئے "جذباتِ مشرق" کی طرح کے انتخابات بہت کام آسکتے ہیں۔

"جذباتِ مشرق" میں ہندی شاعری کے انتخابات کا حصّہ کچھ نسبتاً زیادہ ہے اور یہ بالکل درست ہے۔ ہندی ہماری قومی زبان ہے، اس سے ہم بے اعتنائی نہیں برت سکتے۔ اس کا دامن عرفان و محبت کے جواہرات سے مالامال ہے۔ ہندی میں (جس میں برج بھاشا اور اودھی وغیرہ سب شامل ہیں) بڑے بڑے شاعر گزرے ہیں جن سے ماضی میں ہم نے مجرمانہ غفلت برتی ہے۔ آج اس کی ضرورت ہمیشہ سے زیادہ ہے کہ ہم ـــــ سبھی زبانوں کے خادم ـــــ ہندی کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔ اور اُردو والے تو ہندی سے غفلت برت ہی نہیں سکتے۔ ہندی اور اُردو تو ایک ہی ماں کی دو حسین بیٹیاں ہیں۔ بڑی بہن چھوٹی بہن سے مشابہت تام کے علاوہ اتّحادِ ماحول بھی رکھتی ہے۔ اس لئے دونوں کی نشو و نما جیسی بھی ہوئی ہو، ہوئی۔ آئندہ کی ترقی میں ہم آہنگی لازمی ہے۔

عربی زبان کے شعری ذخائر بھی اُردو میں شاذ ہی منتقل ہوئے ہیں۔ سردار دیوان سنگھ مفتوںؔ کا یہ حوصلہ قابل قدر ہے کہ انھوں نے عربی زبان کے اشعار بھی اس مجموعے میں شامل کئے ہیں۔ عربی ایک عظیم زبان ہے اور براعظم ایشیا کے بہت بڑے حصّے میں بولی جاتی ہے۔ اس کا ادب قدیم اور ہمارے مشرقی مزاج سے ہم آہنگ ہے۔ دنیائے عرب سے ہندوستان کے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ ہیں۔ اگرچہ آج بھی ہندوستان عربی زبان کا ایک اہم تعلیمی مرکز ہے۔ لیکن اُردو والوں نے عربی ادب سے خاصی بے اعتنائی اختیار کر رکھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہندی اور اُردو والے عربی سے اور گہرے تعلقات قائم کریں۔ "جذبات مشرق" کو اس سلسلہ کی ایک کڑی سمجھنا چاہئے۔

غرض میں "جذباتِ مشرق" کا کئی حیثیتوں سے پُر مسرت استقبال کرتا ہوں اور اس جستجو اور کاوش پر مفتوںؔ صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مجموعۂ گلہائے رنگ رنگ

(خواجہ محمد شفیع صاحب دہلوی)

مشرق علم و ادب شعر و سخن تحریر و انشاء میں اپنا امتیازی مقام رکھتا ہے۔ جملہ صحائف آسمانی بھی جو آج ہم کو اس عالمِ خیر و شر میں ملتے ہیں صرف السنۂ شرقیہ ہی میں ہیں۔ مغرب کی زبانیں اس سعادت سے محروم ہیں۔ بہر نوع و بہر طور کرّۂ ارض کا یہ حصّہ جہاں سے روشن کنِ روز گار آفتاب طلوع کرتا ہے قلب و روح کو سدا روشنی بخشتا رہا۔

اس میں شبہ نہیں کہ زمانہ ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں۔ یہی رسم عالم ہے اسی کلیّہ کے تحت کچھ عرصہ سے مشرق کی تابناکیاں دھندلکہ میں آگئیں۔ مغرب کے قمقمے اپنی چمک دمک دکھلانے لگے۔ تاہم میدانِ ادب میں مشرق کسی وقت بھی کسی سے ہیٹا نہ رہا۔

ہمارے دیوان سنگھ صاحب مفتوں نے ان ہی شاہ پاروں کو یکجا کیا ہے۔ یہ مجموعہ اس امر کا دائمی ثبوت ہے کہ ادب مشرق کا ورثہ ہے اور رہے گا۔

اس سے قبل کہ احقر تالیف کی بابت کچھ عرض کرے دل چاہتا ہے کہ مؤلف کی بابت بھی اپنے دلی خیالات کا اظہار کر دے۔ ہمارے دیوان سنگھ صاحب مفتوں سے آج کون واقف نہیں۔ تاہم راقم کی نگاہ میں وہ ایک خاص صاحبِ کردار شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ بہترین دوست ہیں اور خطرناک دشمن۔ راقم نے صاحبِ کے کردار کے یہ دونوں پہلو بدرجۂ اتم دیکھے ہیں۔ احقر اس ذیل میں صرف اتنا عرض کرے گا کہ وہ انسان ہی کیا جسکی دشمنی کا خوف نہ ہو اور جس کی دوستی کی آرزو نہ کی جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے سردار صاحب قیامت کے جیوٹ، جی دار ہیں۔ ان میں نہ صرف جرأت و شجاعت ہے بلکہ تہوّر بدرجۂ اتم ہے۔ کوئی خطرہ ان کی پائے جائی میں لغزش پیدا نہیں کر سکتا۔ ایک چٹان ہیں جس سے طوفان ٹکراتے اور مُنہ کی کھا کر جاتے ہیں۔ دیوان سنگھ صاحب کے ذوقِ ادب اور طرازیٔ تحریر کی بابت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ دنیا لوہا مان چکی ہے۔

اب دو لفظ "جذبات مشرق" کے ذیل میں بھی عرض ہیں۔ اس مجموعۂ گلہائے رنگ رنگ سے گزرتے ہوئے قاری کی زبان پہ بار بار یہ الفاظ آتے ہیں "کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"، حقیقت میں تحریر کی اصل لذّت یہی ہے۔ ہمارے مشرقی اہل قلم نے ہر شخص کا ہر جذبہ سینۂ قرطاس پر اُتار کر رکھ دیا ہے۔ اس میں گاؤں کی

باکرہ بھی ہے۔ شہر کی سہاگن بھی۔ مال مست بھی ہے کمال مست بھی۔ رند بادہ پرست بھی ہے اور صوفی صومعہ نشین بھی۔ زاہد عزلت گزیں بھی ہے اور عالم رنگ و بو کا شیدائی بھی۔ یہ کتاب ہمارے معاشرے اور اس کے جذبات کی بہترین عکاس ہے۔ اس میں مشرق کی گرم جوشیاں ہیں مغرب کی سرد مہریاں نہیں۔ خادم جس وقت "جذبات مشرق" کا مطالعہ کر رہا تھا اس وقت جو کچھ ذہن میں آیا وہ سپرد قلم کرتا ہے۔

صفحہ ۲۶ پر حیا کی مسکراہٹ کے معنی کے تحت جو تحریر ہے اس سے مشرق اور اہل مشرق ہی آشنا ہیں۔ جہاں مہر و وفا کی پتلیاں۔ زندہ آنے والیاں اور مر کر جانے والیاں پیدا ہوا کرتی تھیں اور اب بھی خال خال مل جاتی ہیں۔ مغرب کیا جانے جہاں کا رواج ہے کہ "تو کرے گا رام جنی تو میں کروں گی رام جنا"۔

صفحہ ۲۸ پر آنکھوں کی زبان پر نظر ڈالیں۔ نظروں ہی نظروں میں لجیا شرما کر سب کچھ کہہ دیتی ہے اور نگاہیں نیچی کی نیچی۔ خدا کی قسم اس میں عجب لذت ہے اور عجب سرور۔ ع

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو

صفحہ ۲۹ پر سرخ آنکھوں کی گواہی سنیئے۔ بے ساختہ زبان پہ آتا ہے ؎

تو بہ مشب نہ رُخ نمودی بہ برے کے بودی امشب

کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

ابھی یہ شعر ختم ہونے نہیں پاتا کہ ذہن دوسرا سناتا ہے۔ آپ بھی سن لیں ؎

خمار آلود آنکھیں، بل جبیں پہ، درد ہے سر میں

رہے ہو رات کو بے شک کسی بے مہر کے گھر میں

صفحہ ۳۰ پر لذت بخش مصروفیت، کا مزا لیں —— دیوان سنگھ جی! یہ اُس وقت کی باتیں ہیں جب رخسار پہ چاہنے والے دانتوں کے نشان سر کے بال مل مل کر مٹائے جاتے تھے —— آپ کیا ذکر لے بیٹھے ہیں۔ حضور! ہم پرانے پاپیوں کو جینے بھی دیں گے یا نہیں۔ اب خواجہ بوڑھا ہو چکا ہے اور اسے جوانی یاد نہ دلائیں —— ہمارے ہی اعمال نے ۱۹۴۷ء کا انقلاب رونما کیا۔ کیا ابھی کچھ اور کرنے کا ارادہ ہے۔

اپنی قسم کی پہلی کتاب

(ڈاکٹر سر گوکل چند صاحب نارنگ سابق وزیر پنجاب)

میں کئی سالوں سے "ریاست" پڑھتا رہا ہوں۔ اس کے بعض پرچوں میں چیدہ چیدہ ہندی کے دوہے اور فارسی کے اشعار نکلتے رہتے تھے اور مجھے یقین ہے کہ میری طرح اس کے سب ناظرین ان کو پسند کرتے ہونگے۔ سردار دیوان سنگھ جی نے بہت اچھا کیا کہ ان کو اور بہت سے دیگر ہندی، فارسی، پنجابی اور عربی کے چیدہ چیدہ اشعار کے ساتھ شامل کر کے کتاب کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کتاب کا نام "جذبات مشرق" بہت موزوں ہے کیونکہ اس میں ہندوستان اور دو اور بڑے مشرقی ملکوں کے جذبات کے نمونہ جات ہیں۔

کتاب کا جو حصہ میری نظر سے گزرا ہے اس میں ہندی دوہے۔ کبت۔ سوئیے اور کنڈلیاں بکثرت ہیں اور یہ ہندی عام طور پر مستعمل اور زبان زد عام کی ہندی سے اتنی مختلف اور مشکل ہے کہ اُردو حروف میں ان کا ادا ہونا بہت مشکل تھا۔ اور محض اُردو داں عوام کے لئے ان کا پڑھنا اور سمجھنا تقریباً ناممکن تھا۔ مگر مؤلف صاحب نے ان کا ترجمہ اس خوبی سے کیا ہے کہ محض ترجمہ ہی پڑھنے والے بھی لطف اُٹھا سکتے ہیں۔

اگر میں غلطی نہیں کرتا تو غالباً یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ یہ شوق سے پڑھی جائے گی۔ خاص کر عاشق مزاج طبقہ کے لئے خاص دلچسپی کا باعث ہو گی۔

سوتن کی مہندی کا اثر

سُرنگ مہاں وَر سَوت پگ نِرکھ رہی انکھائے

اچھے رنگ مہندی سوتن پاؤں دیکھ ناراض

پیئے انگورن لالی لکھے کھری اٹھی لگ لائے

شوہر انگلیاں سُرخی دیکھ کر بہت حسد کی آگ

ترجمہ :۔ سوتن کے پاؤں میں خوبصورت رنگ کی مہندی دیکھ کر غصّہ اور ناراضی سے بے چین ہو رہی تھی اور خیال آ رہا تھا کہ اب شوہر سوتن کے ان خوبصورت پاؤں کو پسند کریں گے۔ تو دیکھا کہ شوہر کی اُنگلیاں بھی مہندی سے لال رنگی ہوئی ہیں۔ حسد کی آگ میں کباب ہو گئی کہ ہائے سوتن کے پاؤں کو مہندی لگائی بھی شوہر ہی نے اپنے ہاتھوں سے۔

سلیقہ شعاری اور حُسن کا جادو

سُگھر سوت بس پیا سُنت دُلہن دُوگن ہُلاس

سلیقہ شعار سوتن شوہر سُنا دُوگنی مسرّت

لکھی سکھی تن ڈیٹھ کر سگرب سلج سہاس

دیکھا سہیلی طرف متوجہ غرور حیا مُسکراہٹ

ترجمہ :۔ حسینہ کی شادی کی تیاریاں تھیں تو سہیلی نے کہا کہ سُنا ہے تمہارا شوہر تمہاری سوتن کی

سلیقہ شعاری کے باعث تمہاری سوتن کے بس میں ہے۔ اس پر حسینہ نے غرور اور حیا کی مسکراہٹ کے ساتھ سہیلی کو مُسکرا کر دیکھا اور کہا کہ اس خبر کو سُن کر مجھے دوگنی مسرت نصیب ہوئی۔ میری سوتن نے تو صرف سلیقہ شعاری کے باعث ہی شوہر کو مسخّر کر رکھا ہے۔ مگر میں تو سلیقہ شعاری کے علاوہ حُسن کا جادو بھی رکھتی ہوں۔ یہاں سوتن کا سلیقہ شعاری کا صرف ایک حربہ کیونکر کامیاب ہوگا۔

مجبّت کی ضِد

ہنس اَدُھن رَنچ کر اوُنچے کِیُے نِیچوں ہیں نین

ہونٹ میں ہاتھ نیچے نگاہیں

کھرے اڑے پیئیے کے پرِیا لگی بِری مُکھ دین

زیادہ ضِد محبوب شوہر بڑی مُنہ دی

ترجمہ :- شوہر نے ضد کی کہ پان خود لگا کر خود ہی اپنے ہاتھوں سے مُنہ میں دو۔ چنانچہ اس ضد سے مجبور ہو کر ہونٹوں پر مُسکراہٹ ہے۔ ہاتھ شوہر کے مُنہ کی طرف اونچا ہے۔ مگر نگاہیں حیا کے باعث نیچی ہیں۔ اور اس ادا کے ساتھ شوہر کے مُنہ میں پان کی گلوری دی جا رہی ہے۔

حیا کی مُسکراہٹ کے معنی

بِتھریو جاوک سَوت پگ نرکھ ہنسی گہہ گانس

بکھری ہوئی مہندی سوتن پاؤں دیکھ کر ساتھ نفرت

سلج ہنسوئی لکھ لیو آدھی ہنسی اوساس

حیا ہنسی دیکھ کر لیا سانس

ترجمہ :- سوتن کے پاؤں میں بے ترتیب اور بکھری ہوئی مہندی دیکھ کر نفرت کے ساتھ مُسکرائی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس گنوارن کو مہندی لگانے کی بھی تمیز نہیں۔ اس نفرت کی مُسکراہٹ کے جواب میں سوتن حیا کے ساتھ مُسکرائی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ میرا قصور نہیں۔ شوہر کو مہندی لگانے کا سلیقہ نہ تھا۔ اس نے بے ترتیبی سے لگا دی ہے۔ سوتن کی اس حیا آمیز مُسکراہٹ کو دیکھ کر حواس اُڑ گئے۔ نفرت کی مسکراہٹ کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور سانس میں بھی تسلسل قائم نہ رہا۔

سوتن کی بے گناہی کا ثبوت

ٹُن ہائی سب ٹول میں رہی جو سوت کہائے

جادو گر سہیلیاں سوتن

سو تون اینچ پیے آپ تیوں کری ادو کھل آئے

تم کشش محبوب طرف کی بے گناہ اگر

ترجمہ :- شوہر کو بیوی سے بے حد محبت تھی۔ اور تمام سہیلیوں اور پڑوس کی عورتوں میں مشہور تھا کہ اُس نے اپنے شوہر پر جادو (ٹونا) کیا ہوا ہے۔ شوہر کی دوسری شادی ہوگئی تو اس کو پہلی بیوی سے زیادہ نئی دُلہن سے محبت ہوگئی۔ اس پر ایک سہیلی نئی دُلہن سے کہتی ہے کہ تمہاری سوتن جادو گر مشہور تھی اور چرچا تھا کہ جادو کے ذریعہ اس نے اپنے شوہر کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ مگر تم نے اپنے شوہر کو اپنی محبت میں گرفتار کر کے اپنی سوتن کو تو بے گناہ ثابت کر دیا کیونکہ اب لوگ تمھیں جادو گر سمجھتے ہیں۔

آنکھوں سے زبان کا کام

ہرش نہ بولی لکھ للن نرکھ امل سنگ ساتھ

مسرت دیکھ محبوب دیکھ کر غیر

آنکھن ہی میں ہنس دھریو سیس ہیئے پہ ہاتھ

آنکھوں میں رکھا سر چھاتی

ترجمہ :- بیوی کو شوہر راستے میں ملے مگر شوہر کے ساتھ ایسے غیر لوگ تھے جو اس محبت سے ناآشنا تھے۔ بات نہ ہوسکی۔ بیوی نے شرم اور حیا کے باعث پہلے سر کا کپڑا آگے کیا۔ پھر چھاتیوں پر ساڑھی درست کی۔ مگر آنکھوں کی مسرت اور چہرے کی مُسکراہٹ چھُپ نہ سکی تو سہیلی کہتی ہے کہ تم نے اپنے شوہر سے اس بے خبری میں بھی اشارے کر دیئے۔ مُنہ سے نہ بولتے ہوئے بھی آنکھوں سے خوشی و محبت کا اظہار کیا۔ سر پہ کپڑا درست کرنے کا مطلب یہ تھا کہ تم میرے سر تاج ہو اور چھاتیوں کی ساڑھی ٹھیک کرنے سے تمہارا مقصد یہ تھا کہ دل کے اندر رہتے ہو۔

کھیتوں کی پناہ میں

سَن سوکیو بیتیو بنو اُدکھو لئی اوکھار

سوکھ گیا ختم ہوگیا کپاس گنّا لیا اُکھاڑ

ہری ہری اَرہر اَجوں دھر دھیرج ہیں نار

ابھی تک رکھ اطمینان اے خاتون

ترجمہ :- معشوقہ دیہات کی رہنے والی تھی۔ اپنے محبوب سے پہلے تو سَن کے کھیت میں ملتی رہی۔ وہ کھیت موسم ختم ہونے پر سوکھ گیا۔ پھر کپاس کی ٹہنیوں کے پردے میں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ کپاس کا موسم بھی ختم ہوگیا۔ پھر گنے کے کھیت میں وصل کی گھڑیاں نصیب ہوئیں تو کھیت کے مالکوں نے فصل تیار ہونے پر گنے کو بھی اکھاڑ دیا۔ قدرت کے ان ناموافق حالات سے مایوس ہوکر معشوقہ بہت غمگین تھی کہ اس کی سہیلی چھیڑتے ہوئے کہتی ہے۔ مایوس کیوں ہے اطمینان رکھ ابھی ارہر کا ہرا ہرا کھیت تو موجود ہے۔ پھر کوئی اور فصل تیار ہو جائے گی۔

آنکھوں کی زبان

کہت نٹت ریجھت کھجت مِلت کھِلت لجیات

کہتے انکار مسرور ناراض ملتے خوش شرماتے

بھرے بھون میں کرت ہیں نینن ہی سب بات

مکان کرتی آنکھیں

ترجمہ :- مکان لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ بات چیت کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے زبان کا کام آنکھوں سے لیتے ہوئے عاشق اپنی محبوبہ سے آنکھوں ہی آنکھوں سے کہتا ہے۔ علیحدگی میں چلو۔ محبوبہ انکار کرتی ہے۔ عاشق انکار کی ادا کو دیکھ کر مسرور ہوتا ہے۔ اس پر محبوبہ ناراض ہوتی ہے کہ اس اشارے بازی کو کوئی دیکھ لے گا۔ چنانچہ پھر آنکھیں چار ہوتی ہیں تو محبوبہ شرما کر نظریں نیچی کر لیتی ہے اور آنکھوں سے ہی زبان کا تمام کام لے لیا جاتا ہے۔

سُرخ آنکھوں کی گواہی

موہے کرت کت باوری گئے دُوراو دُرے نہ

مجھے کرتے کیوں باؤلی چھپانے چھُپے

کہے دیت رنگ رات کے رنگ ٹپکرت سے نین

کہہ رہی رنگ رلی ٹپک آنکھیں

ترجمہ :- شوہر رات بھر باہر رہنے کے بعد علی الصباح گھر پہنچے ہیں۔ بیوی نے جواب طلب کیا کہ رات بھر کہاں رہے۔ میاں اصل بات چھپا کر اِدھر اُدھر کی باتوں میں ٹالنا چاہتے ہیں تو بیوی کہتی ہیں۔ باتیں بنا کر مجھے باؤلی بنانے کی کوشش کیوں کرتے ہو۔ اصل حالات چھُپانے سے چھُپ نہ سکیں گے۔ تمہاری آنکھیں اس قدر سُرخ ہو رہی ہیں گویا ان سے رنگ ٹپک رہا ہے۔ آنکھوں کی یہ کیفیت خود بیان کر رہی ہے کہ رات بھر آپ رنگ رلیوں میں مصروف تھے۔

محبّت کی چوری

چھلّا پروسن ہاتھ تین چھل کر لیئو پچھان

انگوٹھی پڑوسن بہانہ سے لیا پہچان

پیئے ہے دِکھائیو لکھ بلکھ رِس سُوچک مُسکان

شوہر خود دیکھ کر غور سے غصّہ آمیز مُسکراہٹ

ترجمہ :- بیوی نے پڑوسن کے ہاتھ کی اُنگلی میں اپنے شوہر کی انگوٹھی پہچان لی۔ دل میں سمجھ گئی کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ اس نے پڑوسن سے خود ایسی ہی انگوٹھی بنوانے کا بہانہ کر کے یہ انگوٹھی لے لی۔ اسے پھر غور سے دیکھا کہ کہیں اسے دھوکا تو نہیں ہو رہا ہے۔ جب اطمینان ہو گیا کہ یہ اس کے شوہر کی ہی ہے تو غصّہ آمیز مُسکراہٹ کے ساتھ شوہر کو انگوٹھی دکھاتے ہوئے کہتی ہے۔ دیکھئے کیا یہ آپ ہی کی انگوٹھی ہے۔ کیا یہ گُم ہو گئی تھی یا کوئی چوری کر کے لے گیا تھا۔

آنسوؤں کے سیلاب کا باعث

منگل بند سُرنگ سس کیسر آڑ گُورو

بندی سُرخ چندرماں چہرہ تلک، بہ ہیبت

اِک ناری لہہ سنگ رسمئے کئے لوچن جگت

عورت مل کر ساتھ سیلاب آنکھیں دُنیا

ترجمہ :- جوتش کے مطابق اُس سال بہت زور سے بارش ہوتی ہے جس سال منگل۔ چندرماں اور برہسپت تینوں ستارے ایک خانہ میں جمع ہو جائیں حسینہ کی سُرخ بندی منگل ہے (کیونکہ جوتش کے مطابق منگل کا رنگ سُرخ اور برہسپت کا زرد قرار دیا گیا ہے) اس کا چہرہ چاند ہے اور پیشانی پر کیسر کا زرد تلک برہسپت ہے۔ چنانچہ ان تینوں ستاروں کے ایک جگہ جمع ہونے کا اثر ہے کہ حسینہ کی آنکھوں کی دُنیا سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہے اور محبت کی یاد میں روتی رہتی ہے۔

لذّت بخش مصروفیت

چھِنک اُگھارت چھِن چھُووَت رَاکھت چھِنک چھُپائے

لمحہ نمایاں لمحہ چھُوتی لیتی ہے لمحہ

سب دِن پیا کھنڈت ادھر درپن دیکھت جائے

محبوب کاٹا ہونٹ آئینہ دیکھتی

ترجمہ :- محبوب کی محبّت کے جوش کے باعث حسینہ کے ہونٹ پر دانت کے کاٹنے کا خفیف سا نشان ہے۔ اس نشان کو حسینہ (مسرت اور خوشی کے ساتھ) تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد کبھی آئینہ کے سامنے نمایاں کر کے دیکھتی ہے۔ کبھی اُس کو اُنگلی سے چھوتی ہے اور پھر فوراً اس کو دوسرے ہونٹ کے ساتھ چھپا لیتی ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ چنانچہ تمام دن اسی دلچسپ اور لذت بخش مصروفیت میں گزر گیا۔

کوے کا شگون

پَیجنی گھڑائے۔ چونچ سونے کی مڑھائے۔ دوہوں کر پر لائے

پازیب بنوا لگوا دونوں ہاتھ

پَر رُوچی سوں سُدھر ہوں

محنت سے سنوارنا

کھے کوی توش چھن اَنگ نہ سیھوں کُبوں۔ کینچن کٹوُرے اُٹا

لمحہ دیر کروں کبھی سونے کٹوری اُتاری

کھیر بھر ڈہر ہوں

دودھ رکھنا

ارے کارے کاگ! تیرے سُگن سنجوگ آج میرے پت آویں

کالے کوّے نیک ملاپ شوہر

تو بچن سے نہ ٹر ہوں

وعدہ خلاف

کرتی کرار توں پہلے کروں گی سب۔ اپنے پیا کو پھر

اقرار تجھ سے محبوب

پیچھے اَنگ بھر ہوں

جسم یا آغوش چھونا

ترجمہ:۔ شوہر پردیس میں ہیں۔ مُنڈیر پر کوّا آ بیٹھا ہے تو محبوبہ کوّے سے کہتی ہے۔ گو تو سیاہ رنگ کا بدصورت جانور ہے مگر میرے شوہر آجائیں تو میں تمہارے اس شگون کے عوض تمہیں خوبصورت کبوتروں جیسی سونے کی پازیب بنوا دوں گی۔ تمہاری چونچ پر سونا لگوا دوں گی۔ تمہیں ہاتھوں پر بٹھا کر خوبصورت کبوتروں کی طرح تمہارے پروں کو محبت کے ساتھ سنواروں گی۔ سونے کی کٹوری میں دودھ ڈال کر تمہارے لئے مُنڈیر پر رکھا کروں گی اور اس وعدہ میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کروں گی (پھر کہتی ہے) ارے سیاہ رنگ کے کوّے! اس تیرے نیک شگون کے باعث اگر میرے محبوب فی الحقیقت آجائیں تو میں وعدہ خلافی نہیں کروں گی۔ اور تم سے پھر اقرار کرتی ہوں کہ جو میں کہہ رہی ہوں پہلے اس کو پورا کروں گی۔ اور بعد میں اپنے پیارے محبوب سے ہم آغوش ہوں گی۔

دل کی بے بسی

تو ہوں کہت ہوں آپ ہوں سمجھت بہت سیان

بھی کہتی ہے بھی سمجھتی عقلمند

لکھ موہن جو من رہے تو من راکھوں مان

دیکھ کر محبوب دل رکھوں بے نیاز

ترجمہ :- سہیلی حسینہ سے کہتی ہے کہ جب محبوب ملیں تو بے نیازی اور لاپروائی کا اظہار کرنا۔ تاکہ تمہارے لئے زیادہ کشش پیدا ہو۔ اس کے جواب میں حسینہ کہتی ہے۔ تم بھی مجھے بے نیازی اور لاپروائی کا سبق دیتی ہو۔ اور میں بھی اس کی ضرورت کو محسوس کرتی ہوں۔ میں بیوقوف نہیں۔ اتنی مجھے بھی عقل ہے مگر جب محبوب کو دیکھ کر میرا دل میرے قابو میں رہے تو میں اس سے بے نیازی اور لاپروائی کا کام لوں۔ مگر جب دل ہی میرے قابو میں نہ رہے تو میں کیا کروں۔

چاندنی کی ٹھنڈک میں آگ

ہوں ہی بوری برہ بس۔ کیئے بورو سب گام

دیوانی ہجر دیوانہ گاؤں

کہا جان یہ کہت ہیں۔ سسے سیتکر نام

کیا کہتے چاند ٹھنڈک پہنچانے والا

ترجمہ :- چاندنی رات ہے مہجور حسینہ اپنے محبوب کی جدائی کے باعث تڑپ رہی ہے۔ مگر دوسرے تمام لوگ چاند کی چاندنی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں ــــ جذبات کے اس نمایاں اختلاف کو دیکھ کر حسینہ کہتی ہے کیا میں محبوب کی جدائی کے باعث دیوانی ہو رہی ہوں۔ یا کہ یہ تمام گاؤں کے لوگ ہی پاگل ہو گئے کیونکہ میرے تو دل کو آگ لگ رہی ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ چاند کی چاندنی ٹھنڈک پہنچا رہی ہے۔

آنکھوں کا جرم

دہیں نگوڑے نین یہ گہیں نہ چیت اچیت

جل جائیں آنکھیں پکڑتی ہوش مخمور

ہوں کسکے رسکوں کروں یہ نرکھے ہنس دیت

کھینچ تان غصہ دیکھتے ہی دیتی ہیں

ترجمہ :- سہیلی حسینہ سے کہتی ہے کہ جب تمہارے محبوب آیا کریں تو کچھ غرور اور خودداری کا ثبوت دیا

کرو تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ تم بے قرار ہو۔ اس نصیحت کے جواب میں حسینہ کہتی ہے۔ کیا کروں۔ میں تو اپنے آپ کو بہت کھینچ تان کر رکھنے کی کوشش کرتی ہوں اور بناوٹی غصہ کا اظہار بھی کرتی ہوں مگر ان کمبخت آنکھوں کا کیا کروں۔ میری یہ آنکھیں جل جائیں۔ محبت میں اس قدر مخمور ہیں کہ کوشش پر بھی ان کو ہوش نہیں آتا۔ اور جب یہ محبوب کو دیکھتی ہیں تو مجھ سے بے اختیار ہو کر ہنس دیتی ہیں۔

عضو کا جُرم

موہے لجاوت نلج یہ ہگس ملیں ست گات

مجھے　شرمندہ　بے حیا　بے قرار　عضو

بھان اودے کی اوس لوں مان نہ جانیو جات

سورج　طلوع　طرح　غرور　معلوم　جاتے ہوئے

ترجمہ:- حسینہ سہیلی سے اپنے آنکھ۔ ہاتھ۔ کان۔ پاؤں اور مُنہ وغیرہ جسم کے تمام حصوں کی شکایت کرتی ہے اور کہتی ہے محبوب کے آنے سے پہلے میں یہ فیصلہ کرتی ہوں کہ اپنی خودداری اور غرور کو قائم رکھوں گی مگر جب محبوب آتے ہیں تو میرے یہ تمام عضو بے قرار ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں دیکھنے کی مشتاق ہوتی ہیں تو کان اس کی باتوں کو سُننے کے لئے۔ پاؤں پاس جانے کے لئے تو مُنہ اظہارِ محبت کے لئے۔ میرا تمام غرور اور خودداری ان کی جلد بازی کے باعث محبوب کے آتے ہی اس طرح کافور ہو جاتی ہے جیسے سُورج کے طلوع ہونے پر اوس۔ اور میرے بے حیا عضو مجھے بھی شرمندہ اور خودداری سے محروم کرتے ہیں۔

محبوب کی آمد کا اثر

کہہ پٹھئی من بھاوتی پیا آون کی بات

بھیجی　دل　محبوبہ　شوہر　آنے　پیغام

پھولی آنگن میں پھرے انگ نہ آنگ سمات

صحن　سینہ　انگیا　سماتا

ترجمہ:- شوہر نے اپنی محبوبہ کو پردیس سے پیغام بھیجا کہ فلاں دن آؤں گا۔ اس خبر کو سُن کر حسینہ خوشی اور مسرت کے ساتھ صحن میں اس طرح پھولی پھرتی ہے جس طرح شباب کے دنوں میں سینہ انگیا میں نہیں سماتا۔

ہونٹوں کی سُرخی افشائے راز کا سبب

سُدت دُرائی دُرت نہ پرگٹ کیرت رُت رُوپ
اے حسینہ چھپائے چُھپتی نہیں ظاہر کرتی رات حُسن
چُھٹے پیک اورسے اُٹھی لالی اودھ انوپ
اور ہی سُرخی ہونٹ نئی قسم

ترجمہ :۔ شوہر نے رات کو اپنی محبوبہ کے ہونٹوں کے بوسے لئے تو شوہر کے پان کی سُرخی کا کچھ اثر حسینہ کے ہونٹوں پر بھی آگیا۔ صبح اُٹھتے ہی حسینہ نے آئینہ دیکھا تو اپنے ہونٹوں کو سُرخ پایا۔ چنانچہ رات کی محبت کے راز کو چھپانے کے لئے اس نے یہ سُرخی چھپانے کی کوشش کی اس پر سہیلی کہتی ہے۔ اس طرح چھپانے سے رات کی محبت کا یہ حسین داغ نہ مٹ سکے گا۔ تم نے ہونٹوں سے سُرخی چھڑانے کی کوشش کی مگر اس کوشش میں ہونٹوں کو رگڑتے ہوئے ایک نئی قسم کی حسین سُرخی پیدا کرلی۔

نگاہوں کا جُرم

ستر بھویں روکھے بچن کرت کٹھن من نیٹھ
ٹیڑھی ترش کلام کیا سخت دل کوشش
کہا کروں ہوئے جات ہر ہور ہسوں ہی ڈیٹھ
کیا ہو جاتی ہیں محبوب دیکھ مسکرا نگاہیں

ترجمہ :۔ سہیلی حسینہ سے تاکید کرتی ہے کہ جب محبوب ملیں تو تم اپنی بے بسی کا اظہار نہ ہونے دینا اور لاپرواہی ظاہر کرنا۔ اس کے جواب میں حسینہ کہتی ہے۔ میں تو لاپرواہی کے اظہار میں کمی نہیں اُٹھا رکھتی۔ دل کو بھی سخت کرتی ہوں ترش کلامی سے بھی پیش آتی ہوں اور غصہ ظاہر کرنے کے لئے اپنی بھویں بھی ٹیڑھی کر لیتی ہوں مگر ان کمبخت نگاہوں کا کیا کروں جب محبوب کو دیکھتی ہیں تو بے اختیار ہو کر مُسکرا دیتی ہیں۔

آنکھوں کی بے بسی

کپٹ ستر بھویں کریں ۔ مُکھ ستروں ہیں بین
بناوٹ ٹیڑھی کریں ٹیڑھی مُنہ باتیں

سہج ہنسو ہیں جان کر سوہیں کرت نہ نین

عادت ہنسنے سامنے کرتی آنکھیں

ترجمہ:- سہیلیوں نے سمجھا بجھا کر حسینہ کو تیار کیا کہ جب محبوب آئیں تو لاپروائی کا ثبوت دینا۔ چنانچہ اس نے موقع پر بناوٹی طور سے اپنی بھویں بھی ٹیڑھی کر دکھائیں تاکہ غصہ معلوم ہو۔ مُنہ سے بھی دو چار اُلٹی سیدھی باتیں کیں۔ تاکہ ناراضی کا اظہار رہو مگر اپنی آنکھیں محبوب کے سامنے نہ کیں اور دوسری طرف دیکھتی رہی۔ کیونکہ جانتی تھی کہ یہ بے چاری آنکھیں بے بس ہیں۔ ان کی فطرت میں داخل ہے کہ محبوب کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہی مُسکرا دیتی ہیں۔ چاہے کتنی کوشش کروں یہ باز نہ رہیں گی۔ اس لئے غصہ کے اظہار کو قائم رکھنے کے لئے ان کو دوسری طرف ہی رکھنا چاہیئے۔

آغاز محبّت کی انگوٹھی

چھلّا چھبیلے چھیل کو نول نینہہ لیہہ نار

انگوٹھی محبوب نئی محبّت میں حسینہ

چومت چاہت لائے اُر پہرت دھرت اُتار

چومتی پیار لگاکر چھاتی پہنتی رکھتی

ترجمہ:- حسینہ نے آغاز محبّت میں اپنے محبوب سے انگوٹھی حاصل کرلی۔ اب اس کا محبوب اگر نہیں بھی ملتا تو محبت کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہ انگوٹھی بہترین ذریعہ ثابت ہو رہی ہے حسینہ اپنے محبوب کے اس تحفہ کو دن بھر کبھی چومتی ہے کبھی پیار کے ساتھ چھاتی سے لگا لیتی ہے۔ کبھی اس کو پہنتی ہے اور پھر اُتار کر اس کو رکھ لیتی ہے کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے۔

اِنکار میں اِقرار

بھوہیں تراست مُکھ نٹت آنکھن سوں لپٹات

بھویں ڈراتی مُنہ انکار آنکھیں سے لپٹتی

اینچ چھڑاوت کر۔ اینچی آگے آوت جات

کھینچ کر چھڑاتی ہاتھ کھنچی آتی جارہی

ترجمہ:- اپنی بھنوؤں کو ٹیڑھی کرتے ہوئے ڈراتی بھی ہے۔ مُنہ سے نہ نہ کرتے ہوئے انکار بھی

کرتی ہے۔ آنکھوں سے محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔ گو یا محبوب کی آنکھوں سے اس کی آنکھیں پٹتی بھی جا رہی ہیں۔ ہاتھ کو اپنی طرف کھینچ کر یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ وہ ہاتھ چھڑانا چاہتی ہے مگر ساتھ ہی محبت کے بس میں ہو کر اپنے محبوب کے پاس کھنچتی بھی چلی آ رہی ہے۔

مہجورہ کی آہ کا اثر

(۱) شنکر ندی ند ندلیسن کے نیرن کی

نالہ سمندر پانی

بھاپ بن امبر تین اونچی چڑھ جائے گی

آسمان پر

(۲) دونوں دھروب چھورن لوں پل میں پگھل کر

قطب سرے بھی

گھوم گھوم دھرتی دھری سی بڑھ جائے گی

زمین طویل

(۳) جھارینگے انگارے یہ ترنی تارے تاراپتی

برسائیں گے سورج مہتاب

جارینگے کھمنڈل میں آگ مڑھ جائے گی

جلائیں گے آسمان بھر

(۴) کاہو بدھ بدھ کی بناوٹ بچے گی ناہیں

کسی طرح سے خدا نہیں

جو پے وا دیوگنی کی آہ کڑھ جائے گی

اگر اس مہجورہ نکل

ترجمہ:۔ ہندی کے شاعر شنکر مہجورہ کی آہ کے اثر کے متعلق کہتے ہیں۔

(۱) اگر مہجورہ کے سینہ سے جُدائی کے صدمہ کے باعث آہ نکل گئی۔ تو اس آہ کی تپش سے ندیوں۔ نالوں اور سمندر کا پانی بھاپ بن کر آسمان پر چڑھ جائے گا۔ (۲) شمالی اور جنوبی قطب (جہاں ہر وقت برف جمی رہتی ہے) کے دونوں سِرے ایک لمحہ میں پگھل جائیں گے۔ اور اس کے باعث زمین چکّر میں آکر بجائے گول ہونے کے طویل ہو جائے گی۔ (۳) سُورج۔ مہتاب اور آسمان کے تارے اُوپر سے انگارے برسائیں گے۔ اور تمام آسمان پر آگ بھر کر کرۂ ہوائی کو جلا دیں گے۔ (۴) اور ایسا ہونے کی صورت میں خدا کی کائنات بھی نہ بچ سکے گی۔

مَوجودہ دَور کے مکّار صُوفی

کندھ مُصلّا صوف گل دِل کاتی گُڑ وات

کندھے پر — گلے میں — چھُری — باتیں

باہر دِسے چاننا دِل اندھیاری رات

نظر آئے — روشنی — اندھیری

ترجمہ :۔ بابا فرید فرماتے ہیں۔ مَوجودہ دَور کے صوفیوں کی حالت یہ ہے۔ کندھے پر تو نماز پڑھنے کا مصلّا اُٹھائے پھرتے ہیں۔ گلے میں کفنی پہنے ہوتے ہیں۔ دل ان کے چھُری کی طرح ہوتے ہیں اور باتیں گڑ کی طرح شیریں۔ یہ "پیران طریقت" باہر سے تو بہت روشن نظر آتے ہیں۔ مگر ان کے دل ایسے سیاہ ہیں جیسے اندھیری رات۔

چاند کا گُناہ

ایرے متی مند چند دِھگ ہے انند تیرو

ارے — عقل — بُری — چاند — لعنت — خوشی — تمہاری

جو پہ برہن جر جات تیرے پاپ تین

کہ — مہجور — جل — جاتی — گُناہ

تُو تو دوشاکر دُوجے دھرے ہے کلنک اُر

گُناہ — دوسرے — موجود — سیاہ داغ — دِل

تیسرے کپال سنگ دیکھو ہر چھاپ تین

تباہی کا دیوتا ساتھ پیشانی

کہے مست رام حال جاہر جہاں تیرو

ظاہر تمہارا

بارونی کے باسی بھاسی روی کے پرتاپ تین

شراب رہنے والا ظاہر سورج اقبال

باندھیو گیو متھیو گیو۔ پیو گیو۔ کھارو بھیو

باندھا گیا بلویا گیا پیا گیا کھاری

باپرو سمدر تو کپوت ہی کے تاپ تین

بچارا سمندر زیادتی

(ہندو مایتھالوجی کے مطابق شنکر یعنی کپال تباہی کا دیوتا ہے۔ جو شمشان بھومی (مُردہ جلانے کی جگہ) رہتا ہے۔ اور شنکر کی پیشانی پہ ہلال کا نشان ہے۔ اور ہندو مائیتھولوجی کے مطابق ہی سمندر میں سے چودہ بڑے رتن اور چودہ چھوٹے رتن پیدا ہوئے۔ ان اٹھائیس رتنوں میں سے شراب اور چاند بھی دو رتن ہیں۔ اور اسی مایتھالوجی کے مطابق سری رام چندر نے سمندر پہ پُل بنایا۔ دیوتاؤں نے سمندر کو بلویا۔ اگست رشی نے سمندر کو پی کر خشک کر دیا تھا۔ اور بعد میں اسی رشی نے سمندر میں پیشاب کر دیا۔ جس کے باعث سمندر کھاری ہو گیا)۔

ترجمہ:۔ چاند کو دیکھ کر مہجور لوگوں کے دل پہ صدمہ ہوتا ہے۔ اور اس صدمہ اور آہ کی چاند کو کوئی پرواہ نہیں اس پر ہندی کے شاعر مست رام چاند کو طعنہ دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ اے چاند۔ تم جیسے بے وقوف کی خوشی قابل لعنت ہے۔ جو اپنے گناہ کو محسوس نہیں کرتا۔ مہجور لوگوں کے دل تمہارے باعث جلتے ہیں۔ تم گنہگار ہو۔ تمہارے گنہگار ہونے کا ثبوت تمہارے دل کی سیاہی (چونکہ چاند میں سیاہی ہوتی ہے) سے ظاہر ہے۔ اور تباہی کے دیوتا شنکر کپال بھی اپنی پیشانی پر تمہارے ہلال کا نشان اس لئے ہی لگاتے ہیں کہ تم بھی شنکر جی کی طرح تباہ کن ہو اور تمہاری یہ خصلت بھی تمام دُنیا پر ظاہر ہے کہ تم اور قابل نفرت شراب دونوں سمندر ہی سے پیدا ہوئے۔ تمہاری اپنی کوئی رُوشنی نہیں۔ صرف سورج کے اقبال کے باعث تم روشن ہو۔ اور تمہارے کپوت ہونے کی وجہ سے ہی تم کو پیدا کرنے والے سمندر پہ سری رام چندر جی نے پُل باندھا (حالانکہ سمندر کو یہ غرور تھا کہ وہ لامحدود ہے) اس سمندر کو دیوتاؤں نے معمولی سمجھ کر بلویا۔ اگست رشی اس کو پی گئے اور پھر اس میں پیشاب کر کے اس کو کھاری کر دیا۔ سمندر کو یہ تمام ذلت صرف تمہارے کپوت ہونے کے باعث نصیب ہوئی۔ اور تمہارے گناہوں کا باعث مہجور لوگوں کی آہیں ہیں۔

دُنیا کا موجودہ دَور

(۱) کلیائی کُتّے موہیں کھاج ہویا مُردار گوسائی

کلجگ مُنہ کھانا ہُوا حرام

(۲) راجے پاپ کماوندے اُلٹی واڑ کھیت کو کھائی

مُرتکب باڑ کھاتی

(۳) پرجا اندھی گیان بن کُوڑ کُست مُکھوں آلائی

پبلک علم بغیر جھُوٹ بے ایمانی مُنہ پُکارتی

(۴) چیلے ساج وجایندے نچّن گورو بہت بدھ بھائی

مُرید ساز بجاتے ناچتے پیر مختلف شکلوں میں

(۵) سیوک بیٹھن گھراں وِچ گُر اُٹھ گھریں تناڑے جائی

مُرید بیٹھتے گھروں میں پیر گھروں میں اُن کے جاتے

(۶) قاضی ہوئے رشوتی وڈھی لے کے حق گوائی

عادل رشوت خور رشوت کر چھینتے

(۷) اِستری پُرکھے دام ہِت بھاوے آئے کتھاؤ جائی

عورت مرد روپیہ کی محبت کہیں جائے

(۸) ورتیا پاپ سبھس جگ ماہی

پھیل گیا تمام دُنیا میں

ترجمہ :- کلجگ کے موجودہ دور میں لوگ کتّوں کی طرح لالچی ہوگئے ہیں۔ جو دوسروں کا حرام مال حلال سمجھ کر کھا جاتے ہیں۔ (۲) راجے گناہوں کے مرتکب ہو کر اس طرح اپنی رعیت کو تباہ کر رہے ہیں جیسے کھیت کو باڑ ہی نگل جائے گی۔ (۳) پبلک علم اور عقل کے بغیر اندھی ہے جو جھُوٹ اور بے ایمانی کی علانیہ مرتکب ہوتی ہے۔ (۴) موجودہ دور میں مُرید ساز بجاتے ہیں اور پیر مختلف شکلوں میں ناچتے ہیں۔ (۵) مُرید گھروں میں بیٹھتے ہیں۔ اور پیر مُریدوں کے گھروں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ (۶) عدالتوں میں رشوتیں لی جاتی ہیں اور اس بددیانتی کے ذریعہ

لوگوں کے حق چھینے جا رہے ہیں (۷) عورت کی محبت کا دارومدار روپیہ پہ ہے۔ اور بغیر روپیہ کے قرار نہیں۔ (۸) اور تمام دنیا پر گناہوں کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔

ہندوستان کے ہری جن پیشوا

(۱) کلجگ ناما بھگت ہوئے پھیر دیہرا گاے جیوائی
حرکت مندر زندہ کی

(۲) بھگت کبیر دکھانیے بندی کھانے تے اُٹھ جائی
دیکھئے قید جاتا

(۳) دھنا جٹ اودھاریا سدنا جات اجات کسائی
جاٹ نجات ذات چھوٹی ذات قصاب

(۴) جن رودآس چمار ہوئے چوہوں ورناں وچ کروڈیائی
چاروں ورن آشرم تعریف

(۵) ہینی ہویا اودھیاتمی سین نیچ کُل اندر نائی
صاحب ضمیر چھوٹی خاندان حجام

(۶) پیریں پے پاخاک ہوئے گرسکھاں وچ وڈی سمائی
پاؤں پڑ پاؤں کی مٹی پیروں مُریدوں بڑی عزت

(۷) الکھ لکھائے نہ الکھ لکھائی
خدا جانتے خدا بیان

ترجمہ:۔ کلجگ کے اس زمانہ میں خدا کے بھگت ناما ہوئے جو رنیوں کے گھر میں پیدا ہوئے مگر جن کے اشارہ پر مندر کو حرکت ہوئی۔ اور مردہ گائے زندہ کردی گئی۔

(۲) بھگت کبیر چھوٹی ذات کے جولاہوں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ قید تھے مگر صاحب کشف و کرامات ہونے کے باعث بند جیل خانے سے باہر چلے جاتے اور پھر واپس آ جاتے۔

(۳) دھنا جاٹ [illegible] سدنا کو چھوٹی ذات کے

قصاب ہوتے ہوئے بھی نجات حاصل ہوئی کیونکہ ان کے اعمال اچھے تھے۔

(۴) روداس چماروں کے گھر میں پیدا ہوئے۔ مگر نیکی کے باعث چاروں ورن کے لوگ اُن کی عزت کرتے تھے۔

(۵) بھیتی ادنیٰ ذات میں پیدا ہو کر اور سیتین حجاموں کی چھوٹی قوم میں سے صاحب ضمیر تھے۔

(۶) ان تمام بزرگوں نے پاؤں کی خاک کی طرح اپنے آپ کو حقیر سمجھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے پیرن اور مُریدوں دونوں میں عزت واحترام حاصل کیا۔

(۷) یہی وہ بزرگ تھے جو خدا کو جانتے تھے مگر اپنے منہ سے اس کشف کا اظہار نہ کرتے تھے۔

سری کرشن

(۱) کنس کے بَدھیا کہو۔ کنس کے مریّا کہو

مارنے والے — قاتل

کاری کے ہنیا کہو۔ کُنجن بھرمیّا ہیں

سیاہ سانپ — کچلنے والے — بندرابن — سیر کرنے والے

(۲) ساہن کے ساہ کہو۔ سنتن سُناہ کہو

شاہوں — شاہ — فقرا — پناہ

کری کر باہ کہو۔ رام جُو کے بھیّا ہیں

ہاتھی — ہاتھ — آسرا — بھلبدر جی

(۳) چوداں لوک ناہ کہو۔ ساچو پت ساہ کہو

چودہ — مالک — سچے — پادشاہ

دُرجن کے داہ کہو۔ دَینتن دلیّا ہیں

ظالموں — جلانے والے — شیاطین — کچلنے والے

(۴) آرن کو ار کہو۔ سنتن سہار کہو

دشمن — دشمن — غریبوں کا — سہارا

دان ہوں کی دھار ۔ کاہن کیسو کنہیّا ہیں

فیض چشمہ

(۵) بنسی کے بجیا کہو ۔ برج کے رہیا کہو

بنسری بجانے والے رہنے والے

بیادھ کے دھیّا کہو ۔ بسو کے بنیّا ہیں

ہولناک شیطان قاتل دُنیا خالق

(۶) بیدنوں اُچریا کہو ۔ بارن بچیّا کہو

ویدوں مصنف ہاتھی بچانے والے

بُدھ کے بڈیا ۔ بلرام کے جو بھیّا ہیں

عقل بڑھانے والے

(۷) بیر بچریا کہو ۔ بیرن ہنیا کہو

بہادر پھرنے والے دشمن تباہ کرنے والے

بکھ کے بٹیا برج بنتا لبھیّا ہیں

زہر قبول کرنے والے عورتیں فدا ہوتی

(۸) بن کے بھرمیا کہو ۔ بچھرا چریا کہو

جنگل پھرنے والے بچھڑوں کے چرانے والے

جاکی سب لیت کوی گووند بلیا ہیں

جن کی لیتے ہیں شعرا پنڈت بلائیں

ترجمہ :- (۱) کنس (سری کرشن کے ظالم ماموں) کو مارنے والے ۔ اور اس سفاک کو قتل کرنے والے ۔ جمنا میں راستہ روکنے والے ۔ سیاہ سانپ کو کچل دینے والے ۔ یہ سری کرشن بندرابن کی کنج گلی کی سیر کیا کرتے تھے ۔ (۲) شاہوں کے شاہ اور فقرا کی پناہ ۔ جمنا کے تیندوا کے پھندہ سے پھنسے ہوئے ہاتھی کو اپنے ہاتھ کا آسرا دے کر چھڑانے والے یہی سری کرشن بھلبدرجی کے بھائی تھے ۔ [illegible] کے مطابق) چودہ لوک کے مالک ۔ سچے بادشاہ ۔ ظالموں

کے جلانے والے یہی سری کرشن شیاطین کو کچلنے والے بھی ہیں ۔ (۴) سری کرشن دُشمنوں کے دُشمن تھے ۔ اور غریبوں کا سہارا ۔ فیض کا چشمہ تھے ۔ اور ان کی مقدس شخصیت کا نام کاہن بھی تھا ۔ کیسو بھی اور کنہیا بھی ۔ (۵) بنسری کے بجانے والے ۔ برج (متھرا کے علاقہ) کے رہنے والے ۔ ہولناک شیطان (دیو) کو قتل کرنے والے سری کرشن اُس پرمیشور کے اوتار تھے جو اس دُنیا کا خالق ہے ۔ (۶) سری کرشن ویدوں کے مصنف تھے ۔ ہاتھیوں جیسے جسیم جانوروں کو بھی قید سے بچانے والے تھے (ان کا کلام) عقل کو بڑھانے والا ہے اور یہ کرشن بلرام کے بھائی تھے ۔ (۷) سری کرشن بہادروں کے ہجوم میں محبوب ہو کر پھرتے تھے ۔ دُشمن کو تباہ کرتے تھے ۔ خدا کی مخلوق کو بچانے کے لئے سانپ کے زہر کو بھی قبول کر لیتے تھے اور یہ سری کرشن ہی تھے جن پر برج کے علاقہ کی تمام عورتیں فدا تھیں ۔ (۸) یہ سری کرشن جنگل میں پھرا کرتے تھے ۔ گائے کے بچھڑوں کو چراتے تھے اور تمام شعرا اور پنڈت (علما) آپ کے کلام کے باعث آپ کی بلائیں لیتے اور آپ پر قربان ہونے کو بھی فخر سمجھتے ہیں ۔

سری کرشن کی آنکھیں

(۱) سیبے سہاب کے پھول گلاب کے

بوتلیں شراب

مست کدھو مدرا کے سے پیارے

مست کہاں کے خمار

(۲) بانن سے متوارن سے

جنگل مست

تروارن سے کے بکھی بکھوارے

تلوار سانپ زہریلے

(۳) نارن کے گجرارن کے

عورتیں کاجل

ڈکھ ٹارن سیام سو نیند نیندارے

دور کرنے مخمور

ہیرے تے لاج سبھے چُھٹ جات

دیکھنے سے حیا تمام چھوٹ جاتی

ہے کان کے نین کے بان بسارے

آنکھیں تیر زہریلے

ترجمہ :- (۱) سری کرشن مہاراج کی آنکھیں گلاب کے پھُول کی طرح خوبصورت ہیں۔ اور یہ ایسی نشیلی ہیں گویا اُنھوں نے شراب کی بوتلیں پی رکھی ہیں۔ ان میں کہاں کی مستی اور خمار ہے کہ ہر شخص کو پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ (۲) ان کی مستی گھنے جنگل کی طرح ہے۔ یہ تلواروں کی طرح تیز ہیں اور سانپوں کی طرح زہریلی۔ (۳) عورتوں کو اپنی کاجل والی آنکھوں کا غرور ہوتا ہے مگر کرشن کی آنکھیں تو اس قدر مخمور ہیں۔ گویا ان کے اندر نیند ہے اور یہ خود ان کاجل والی عورتوں کے لئے باعث راحت ہیں۔ (۴) اے کاہن تمہاری آنکھیں ایسے زہریلے تیر ہیں کہ ان کے لگنے سے حیا بھی ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔

تعویذوں کا اثر

چوڑے والی بانہہ کڈھ کے

چوڑیاں بازو نکال کر

مُنڈا موہ لیا تویتاں والا

لڑکا مُسخّر کر لیا تعویذ

ترجمہ :- لڑکا جوان اور حسین تھا۔ والدین نے بُری نظر سے بچانے کے لئے تعویذ پہنا رکھے تھے۔ اس لڑکے کی نظر ایک حسینہ پر پڑی جس نے اپنے بازوؤں میں سُرخ رنگ کی خوبصورت چوڑیاں پہنی ہوئی تھیں۔ (پنجاب میں لڑکی کی شادی کے موقع پر لڑکی کے بازوؤں میں ہاتھی دانت کی سُرخ رنگین چوڑیاں پہنائی جاتی ہیں۔ یہ چوڑیاں برابر ایک سال تک پہنی جاتی ہیں جو اس کے سُہاگ اور نئی دلہن ہونے کا ثبوت ہوتا ہے) لڑکا اس حسینہ پر عاشق ہو گیا۔ راتوں کو سو نہ سکتا تھا محبوبہ کے خیال میں غرق رہتا۔ صحت کمزور ہو گئی۔ تو لڑکے کی ماں اپنے بیٹے کی حالت کو دیکھ کر کہتی ہے۔ پیروں سے تعویذ لے کر بچّہ کو پہنائے تھے کہ یہ جوان اور حسین لڑکا نظر بد سے محفوظ رہے۔ مگر سُرخ چوڑے والے بازو دکھا کر کمبخت حسینہ نے میرے بیٹے کو مُسخّر کر لیا۔ اور پیروں کے تعویذ بھی کسی کام نہ آئے۔

عشق کی رازداریاں

ڈُکھ سانوں مِتراں دا

ہمیں محبوب کا

نالے دھار کڈھاں نالے رووان

ساتھ نکالوں ساتھ روؤں

ترجمہ :- دیہات کی حسینہ اپنے محبوب کے عشق میں بے قرار ہے۔ آنکھیں رونا چاہتی ہیں مگر افشائے راز کے خوف سے رو نہیں سکتیں۔ آخر جب رونے کے لئے گھر میں کوئی تنہائی کی جگہ نہ ملی تو اُس نے اپنی بھینسوں کا دودھ نکالنا شروع کیا۔ اِدھر دودھ نکال رہی ہے اُدھر روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ اور دودھ کی دھار کی آواز میں اس رونے اور ہچکیوں کا گھر والوں کو کوئی علم نہ ہوا۔ چنانچہ محبوب کی یاد میں رونے کے لئے جب تنہائی کی کوئی جگہ میسر نہیں ہوئی تو رونے کی آرزو کو پُورا کرنے کے لئے ہر روز یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

دیہاتی عشق

جِتھے تیرے ہل وگدے

جہاں چل رہے

اوتھے لئے چل چرکھا میرا

وہاں چرخہ

ترجمہ :- مہاتما گاندھی کی تحریک زوروں پر ہے۔ ہر طرف کھدر اور چرخہ کی صدا بلند ہو رہی ہے دیہات کی رہنے والی بیوی کو اپنے جاٹ شوہر سے بہت محبت ہے۔ شوہر زور دیتا ہے کہ دن بھر چرخہ چلاؤ۔ اور کانگرس کی ممبری کے لئے سوت جمع کرو۔ شباب کے زمانہ میں حسینہ کو گاندھی جی کی تحریکوں سے کیا دلچسپی۔ آخر اپنے شوہر کی تبلیغ سے تنگ آ کر کہتی ہے :۔ اچھا اگر تمہاری یہی خواہش ہے کہ میں دن بھر چرخہ چلاؤں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میرا چرخہ بھی اس کھیت میں لے چل جہاں تم ہل چلاتے ہو تاکہ میرے ہاتھ تو چرخہ چلانے میں مصروف رہیں مگر میری آنکھیں تو تجھے دیکھتی رہیں۔

افلاس کا عشق

اگ لاواں مندراں نوں

آگ لگاؤں محلات کو

جھگی یار دی سورگ دا جھوٹا

جھونپڑی محبوب کی بہشت کا نمونہ

ترجمہ :- حسینہ کی ایک مفلس شخص سے محبت تھی مگر اس کی شادی بہت بڑے امیر سے ہوگئی۔ دل کی بے چینی پر محلات کے سامان عیش کا کیا اثر ہوتا۔ کہتی ہے :- میں کیا ان شاہی محلات کو آگ لگاؤں جو میرے دل کی تسکین کا باعث نہیں ہو سکتے مجھے تو اپنے مفلس محبوب کی جھونپڑی چاہیئے۔ جو میرے لئے بہشت کا نمونہ تھی۔

مکّاری سے شراب خوری بہتر ہے

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے

شراب پی کر رہو

دامِ تزویر مکُن چوں دِگراں قرآں را

جال مکر نہ بچھا طرح دوسروں کو

ترجمہ :- حافظ شیرازی کہتے ہیں۔ خواہ شراب پی۔ رندی کر اور خوش رہو۔ مگر مکّار لوگوں کی طرح قرآن کے پردہ میں مکر و فریب کا جال نہ بچھا یعنی مذہب کی آڑ میں مکّاری نہ کر۔

وفاشعاری کی ادنیٰ ترین شرط

کمینہ شرطِ وفا ترک سر بود حافظ

ادنیٰ ترین قربان ہونا

برو اگر ز تو ایں کار بر نمے آید

جا سے تجھ یہ کام نہیں ہو سکتا

ترجمہ :- حافظ شیرازی [illegible] ادنیٰ ترین شرط یہ ہے

کہ وفاشعاری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا سر قربان کردیا جائے۔ اور وفاشعاری کی راہ میں اگر تم اس ادنیٰ اشرط (یعنی اپنے سر کو قربان کرنا) کو بھی پوری نہیں کرسکتے تو اس راہ میں قدم نہ رکھو اور اس راستہ کو چھوڑ دے۔

حق و صداقت کا غلغلہ پیدا کر

عاقبت منزلِ ما وادیٔ خاموشانست

آخرکار — ہماری — قبرستان

حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز

اس وقت — آسمان — بلند کر

ترجمہ:۔ آخرکار ہماری منزل تو قبرستان ہے جہاں پہنچ کر تمام دُنیا خاموش ہو جاتی ہے مگر جب تک زندہ ہے اُس وقت تک تو اس آسمان کے نیچے حق و صداقت کا غلغلہ بلند کرے۔

کمینہ لوگوں کا احسان ناقابلِ برداشت

چو حافظ در قناعت کوش و از دُنیائے دوں بگذر

مانند — کوشش کر — کمینہ — گذر جا

کہ یک جو منت دوناں بصد من زر نمے ارزد

ایک — احسان — کمینہ لوگ — سونا — برابر نہیں

ترجمہ:۔ حافظ کی طرح قانع رہنے کی کوشش کر اور قناعت میں ہی اس ذلیل دُنیا میں اپنا وقت گذار دے کیونکہ کمینہ لوگوں کا ایک جو بھر احسان بھی سو من سونے سے زیادہ گراں ہے۔

اندھا رہنا تباہی کا باعث

(۱) کاؤں کپور نہ چکھے دُرگندھ سُکھاوے

کوّا — کافور — چکھے — بدبو — پسند

(۲) ہاتھی نیر نہلایئے سر چھار اُڑاوے

پانی — نہلایئے — خاک — اُڑائے

(۳) تُمے امرت سِنجئے کوُڑت نہ جاوے

خنظل آب حیات سیراب کیجئے کڑواہٹ

(۴) سِمل رُکھ سرویئے پھل ہتھ نہ آوے

سنبل درخت خدمت کیجئے ہاتھ آئے

(۵) نِندک نام وہونیا ست سنگ نہ بھاوے

چغلخور صداقت محروم نیک صحبت پسند

(۶) انان آگوُ جے تھیئے سبھ ساتھ مہاوے

اندھا رہنما اگر ہوجایئے تمام غرق کرے

ترجمہ :- (۱) کوا کافورجیسی خوشبوؤں سے لطف اندوز نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کو بدبُو پسند ہے۔ (۲) ہاتھی کو پانی سے ہزار بار نہلایئے وہ پھر بھی اپنے سر پہ خاک اُڑانے سے باز نہ آئے گا۔ (۳) اگر آپ حنظل کو آب حیات سے بھی سیراب کیجئے اُس کی کڑواہٹ نہ جائے گی۔ (۴) آپ سنبل کے درخت کی کتنی بھی خدمت کیجئے وہ آپ کو پھل نہ دے گا۔ (۵) صداقت سے محروم چغلخور کو نیک صحبت پسند نہیں آتی۔ (۶) اور اگر اندھا رہنما ہوجائے تو اپنے تمام ساتھیوں کو لے ڈوبے گا۔

مہجورہ کا دل

(۱) باک سی بین سنگار انگارسے

چُھری

تال مردنگ کرپان کٹارے

سرتال تلوار کٹار

(۲) جوالا سی جون جوڈائی سی جیب

آگ چاندنی ٹھنڈک خوبصورتی

سکھی گھنسار کہ سار کہ آرے

اے سکھی

(۳) روگ سے راگ بیراگ سے بولب

دُکھ بیزاری گفتگو

بارد بُند کہ بان بسارے

بادل بُودیں تیر زہریلے

(۴) ہوُل سے ہاؤ ہولاس سو ہیرب

مسرت تماشے لطف پہلو کا درد

ہارن ہوئے بجھنگم کارے

ہار سانپ سیاہ

ترجمہ :- اپنے پریتم کی جُدائی میں ایک مہجورہ کے لئے انسان کو مست کر دینے والی بین بھی چھُری کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا سنگار کا سامان آگ کے انگارے۔ (۲) چاند کی خوبصورت اور ٹھنڈی روشنی آگ کی طرح۔ اور کافور وغیرہ خوشبوئیں اس کے دل کو ایسے تکلیف دیتی ہیں جیسے جسم کو فولاد کے آرے کاٹتے ہیں۔ (۳) راگ جو تمام لوگوں کے لئے مسرت اور روحانی راحت کا باعث ہوتا ہے ایک مہجورہ کے لئے دُکھ اور روگ کا مرکز۔ کیونکہ راگ خیالات میں یکسوئی پیدا کرتا ہے اور ایک مہجورہ کے خیالات جب ایک جگہ جمع ہوں تو محبوب کی یاد میں وہ آنکھوں سے آنسو بہا دیتے ہیں۔ مہجورہ لوگوں کی گفتگو سے بیزار ہو جاتی ہے اور ساون کے مہینہ میں بادل کی بُوندیں اسے ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے زہر میں بجھے ہوئے تیر۔ (۴) دُنیا کے تماشے اور خوشیاں مہجورہ کے لئے بے چینی پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں جیسے کوئی شخص پہلو کے درد میں مبتلا ہو اور اس کے گلے کے پھولوں کے ہار خود اس کو سیاہ زہریلے سانپ نظر آتے ہیں۔

شوہر کے دل پر فتح

(۱) گلیں جے شوہ پائیے طوطا کیوں پھاسے

باتیں اگر آقا پائیں تسید

(۲) ملے نہ بہت سیانپے کاؤں گھوں گراسے

چالاکی کوّا پاخانہ کھائے

(۳) جوراوری نہ جیئی سہیوں شاہ وناسے
زبردستی حاصل شیر خرگوش ہلاک

(۴) گیت کوِت نہ بھجیُ بھٹ بھیکھ اُداسے
شاعری موثر بھاٹ صورت غمناک

(۵) جوبن رُوپ نہ موہیئے رنگ کسونبھ دراسے
شباب حُسن مسخر کسوم ضائع

(۶) وِن سیوا دوہاگنی پر ملے نہ ہاسے
بغیر خدمت بیوی شوہر مُسکراہٹ

ترجمہ :۔ (۱) اگر صرف باتیں کرنے سے محبوب خوش ہو۔ تو طوطے پنجروں کے اندر بند نہ رہتے۔
(۲) اگر چالاکی کے ذریعہ کچھ حاصل کیا جاسکتا تو کوے جیسے چالاک جانور کی قسمت میں پاخانہ نہ ہوتا۔
(۳) اگر قوت اور زور کے باعث کسی کے دل پر فتح پائی جا سکتی تو (ایک کہانی کے مطابق) خرگوش شیر کی ہلاکت کا باعث نہ ہوتا۔
(۴) اگر شاعری اور موسیقی کامیاب ہتھیار ہوتے تو بھاٹ لوگ گداگری کی غمناک صورت میں نظر نہ آتے۔
(۵) اگر صرف شباب اور حُسن جادو ہوتا تو کسوم جیسے خوبصورت پھول کو زوال نہ آتا۔
(۶) شوہر کے دل پر قابو پانے کے لئے صرف مُسکراہٹ کام نہیں دیتی بلکہ محبت کے ساتھ خدمت کرنے سے محبوب کے دل پر فتح حاصل کی جاسکتی ہے۔

کرشن کی آنکھیں

(۱) کھنجن سے من رنجن ہے
ممولے دل مُسخر

دُکھ بھنجن سیام سو انجن آرے
دُور کرشن سُرمہ والے

(۲) بانن سے مرگ بارَن سے
تیر آہو بچے

تر د سیس تے ایسے نہ جاہیں سوارے
دیوتے آقا ممکن بنائے

(۳) کھنجن سے سم کنجن کی
ممولے جیسے کنول

برت موجن بھامن کے کجرارے
ہوش رُبا حسین عورتیں سُرمئی

(۴) نیہوں رنگے کے رنگے رنگ کاہوں
محبت کسی

کے کان کے نین سکھی متوارے
کرشن آنکھیں متوالی

ترجمہ :- (۱) کرشن کی آنکھیں ممولیوں کی طرح حسین اور دل کو مسخر کرنے والی ہیں۔ ان سرمئی آنکھوں کو دیکھنے سے دل کی بے قراری اور دُکھ دُور ہو جاتا ہے۔

(۲) یہ آنکھیں تیروں کی طرح تیز ہیں جو دلوں کے اندر اُتر جانے والی اور ہرن کے بچّہ کی آنکھوں کی طرح حسین ہیں اور اس قدر لاجواب ہیں کہ دیوتاوں کے آقا برہما (جس نے تمام دُنیا بنائی) بھی ان کو نہ بنا سکے۔

(۳) یہ کنول کے پھُول اور ممولیوں جیسی حسین آنکھیں ایسی با اثر ہیں کہ سُرمئی آنکھوں والی عورتوں کے لئے بھی ہوش رُبا ثابت ہوتی ہیں۔

(۴) کرشن کی یہ آنکھیں محبت میں رنگی ہوئی ہیں یا کہ کسی اور رنگ میں رنگی ہوئی کیونکہ جو حسینہ ان کو دیکھتی ہے متوالی اور مسخر ہو جاتی ہے۔

سچّائی میں جھُوٹ کی ملاوٹ

(۱) سچ سپورن نرملا تس وِچ کوڑ نہ رلدا رائی
تمام کا تمام شفاف اُس میں جھُوٹ ملاوٹ ذرّہ

(۲) اکھیں کت نہ سنجرے تن اوکھا دِن رین وہائی
آنکھیں بسر رات ...

(۳) بھوجن اندر مکھ جیوں ہووے دو کدھا پھیر کڈھائی
کھانے میں مکھی جیسے ہو قے پھر نکالتی

(۴) روئی اندر چنگ وانگ داہ بھسمنت کرے وکھدائی
چنگاری طرح آگ خاک تباہ

(۵) کانجی دُدھ گُسدھ ہوئے پھٹے سادہوں وہنوں جائی
کھٹائی دُودھ خراب ہو خراب ذائقہ رنگ جلئے

(۶) مَوہرا چھُک چکھیا پاتشاہاں مارے سہسائی
زہر تھوڑا سا چکھے بادشاہ فوراً

(۷) سچ اندر کیو کُوڑ سمائی
میں کیونکر جھُوٹ ملاوٹ

ترجمہ :- (۱) سچائی و صداقت ایسی شفاف شے ہے کہ اس میں ایک ذرہ بھر بھی جھُوٹ کی ملاوٹ ممکن نہیں۔
(۲) جس طرح آنکھوں کے اندر تنکا قابل برداشت نہیں ہوتا۔ اور انسان دن رات تکلیف میں بسر کرتا ہے۔
(۳) کھانے کے ساتھ اگر مکھی نگل لی جائے تو وہ مکھی کھانے کو بھی ساتھ لے کر قے کے ذریعہ باہر آ جاتی ہے۔
(۴) روئی کے اندر اگر آگ کی ایک چنگاری بھی ہو تو تمام کی تمام روئی کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔
(۵) دودھ میں کھٹائی کا ایک قطرہ بھی ڈال دیا جائے تو تمام کے تمام دودھ کا ذائقہ اور رنگ خراب ہو جاتا ہے۔
(۶) اور تھوڑا سا زہر اگر کسی بادشاہ کو بھی دیا جائے تو وہ اُسے بھی ہلاک کر دیتا ہے۔
(۷) اس طرح سچ کے اندر جھُوٹ کی ملاوٹ ممکن نہیں اور جھُوٹ بہر صورت ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

آنکھوں کی شہادت

سہی رنگیلے رَت جگے جَگی نِگی سُکھ چین
درست شب بیداری جاگتی رہی

السول ہیں سوہیں کیئے کہیں ہنسوں ہیں نین
غُبار آلود قسم کھا کر کہتے ہنسنے آنکھیں

ترجمہ :۔ سہیلی نے رات کی کیفیت پوچھی تو حسینہ نے انکار کر دیا۔ اس پر سہیلی کہتی ہے :۔ میں تمہاری زبان کو درست اور صحیح تسلیم کر لیتی ہوں اور مان لیتی ہوں کہ تم جھوٹ نہیں بول رہی ہو۔ مگر تمہاری رنگیلی شب بیداری اور رات بھر لطف و راحت سے جاگتے رہنے کا تو تمہاری آنکھیں قسم کھا کر اقرار کر رہی ہیں جن میں اب تک خمار موجود ہے اور جو رات کے لطف کو یاد کر کے اس وقت بھی مسکرا رہی ہیں۔

عشق کا پسینہ

موہ سُوں ہِلوَت چاتری توں نہیہ بھانت بھیو

(مجھ ، سے ، پیش آتی ، چالاکی ، تم ، نہ ، ظاہر ، بھید)

کہے دیت یہ پرگٹ ہی پرگیٹو پوس پسیو

(کہہ ، رہا ، ظاہر ، نکل رہا ، پسینہ)

ترجمہ :۔ حسینہ اپنے محبوب کی محبت میں بے قرار اور بے چین ہے۔ وہ ان جذبات کا اظہار کسی پر نہیں کرتی اور راز میں رکھنا چاہتی ہے مگر اس کی حرکات تمام راز کو بے پردہ کئے جا رہی ہیں۔ چنانچہ اس کی سہیلی کہتی ہے :۔ مجھ سے بھی چالاکی کے ساتھ پیش آتی ہو اور اپنا راز مجھ پر ظاہر نہیں کرتی۔ مگر اس پوس کے مہینہ کی سخت سردی میں تمہارے جسم میں سے پسینہ کا نکلنا ظاہر کر رہا ہے کہ تم محبت کے نشہ میں مخمور ہو۔

پسینہ آنے کا سبب

یہ بسنت نہ کھری گرم اری نہ سیتل بات

(زیادہ ، اے ، ٹھنڈی ، ہوا)

کہہ کیوں پرگٹے دیکھیت پُلک پسیجے گات

(ظاہر ، نظر آتے ، رونگٹے ، پسینہ ، جسم)

ترجمہ :۔ بسنت کا موسم ہے نہ زیادہ گرمی ہے نہ زیادہ سردی۔ حسینہ کا شوہر گھر واپس آ گیا۔ شوہر کو دیکھ کر جوشِ محبت میں حسینہ پسینہ میں تر ہو گئی تو اس کی سہیلی پوچھتی ہے :۔ یہ بسنت کا موسم ہے نہ زیادہ گرمی ہے کہ پسینہ آئے نہ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں کہ رونگٹے کھڑے ہوں۔ پھر ایسی صورت میں کیا بات ہے کہ تمہارے جسم میں پسینہ آ گیا اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

آنکھوں کے قلعہ کی نظربندی

تو مت مانے مُکتئ کیئے کپٹ برت کوٹ

نہ کرنا جدائی کرے مکاری باتیں کروڑوں

جہ گنُہی تو راکھیئے آنکھن ماہینہ اگوٹ

گنہگار رکھیئے آنکھوں میں نظر بند

ترجمہ :- حسینہ کے پاس کسی نے شکایت کی کہ اس کے شوہر کا تعلق کسی دوسری جگہ بھی ہے۔ اس پر جواب طلب ہوا تو شوہر نے جرم سے انکار کیا مگر حسینہ کو یقین نہ آیا۔ روٹھ گئی۔ اور اب اپنے شوہر سے بات بھی نہیں کرتی۔ اس پر حسینہ کی سہیلی اس کو نصیحت کرتی ہے۔ تم روٹھ کر اس سے کشیدہ نہ ہو۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ تعلقات اور کشیدہ ہوتے چلے جائیں گے۔ تم اگر اس کے جواب سے مطمٔن نہیں اس کو جھوٹا سمجھتی ہو اور تمہارا خیال ہے کہ یہ مکاری کر رہا ہے۔ تو پھر بھی اس گنہگار کی سزا یہ ہونی چاہیئے کہ اس کو اپنی حسین آنکھوں کے قلعہ میں نظر بند رکھ اور اس کو اس قلعہ سے باہر نہ جانے دے۔

ترچھی نظروں کی گرمی

چِتوَت جِتوَت ہِت ہیئے کیئے ترچھے نین

دیکھتے فتح محبت دِل ترچھی نظروں

بھیجے تَن دوؤ کپیں کیوں ہوں جپ نبرے نہ

بھیگے دونوں کانپ عبادت ختم

ترجمہ :- سردیوں کا موسم۔ ماگھ کے مہینہ کی پہلی تاریخ۔ تمام عورتیں اور مرد اشنان کے لیۓ دریا پہ گئے حسینہ اور اس کا محبوب دونوں غسل کرنے کے بعد بھی بھیگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ کھڑے ہوئے جپ کر رہے ہیں اور ترچھی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ سہیلی حسینہ سے کہتی ہے :- بھیگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ دونوں کھڑے کانپ رہے ہو۔ مگر تمہارا جپ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ کیا ترچھی نظروں کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھیں سینک رہے ہو یا دونوں نے ایک دوسرے کے دل فتح کر کے قابو میں کر لیئے ہیں جو حرکت نہیں کرتے ہو۔

حسینہ کی مسلح فوج کو شکست

جُڑے دوہن کے دِرگ جھمک۔ رُکے نہ جھینے چیر

لڑے دونوں آنکھیں لمحہ باریک گھونگھٹ

ہلکی فوج ہراول جیوں پرت گول پر بھیر

کمزور آگے جس طرح فوج بھاگڑ

ترجمہ:۔ حسینہ کے چہرے پر باریک گھونگھٹ ہے جو اس کی خوبصورت آنکھوں کے سامنے ہراول (وہ فوج جو حفاظت کے لئے سب سے آگے ہوتی ہے) کا کام دیتا ہے۔ مگر جب عاشق نے حسینہ کو دیکھا تو یہ ہراول فوج بھی کچھ نہ کر سکی۔ ایک لمحہ کے اندر آنکھوں سے آنکھیں لڑ گئیں۔ حسینہ کی مسلح فوجوں (خوبصورت آنکھوں) میں بھاگڑ پڑ گئی اور شکست کھا گئیں (یعنی حیا سے نیچی ہو گئیں)۔

دوسروں کے لئے قربانی

پر ہت لاگ تجے جو دیہی

دوسرے محبت لئے چھوڑتا زندگی

سنتت سنت پرسنہ تیہی

ہمیشہ مقدس لوگ تعریف اُس کی

ترجمہ:۔ جو شخص دوسرے کی محبت میں (یا دوسرے کے لئے) اپنی زندگی دے دیتا ہے اس کی نیک اور مقدس لوگ بھی (شہید سمجھتے ہوئے) تعریف کرتے ہیں۔

عورت ہمیشہ کے لئے غلام

کت بدھ سرجی نار جگ ماہیں

کیوں خالق پیدا کی عورت دُنیا میں

پرا دھین سپنے سُکھ ناہیں

دوسرے غلام خواب نہیں

ترجمہ :- (نہ معلوم) خالق نے عورت کی ذات کو اس دُنیا میں کیوں پیدا کیا (جب کہ اس بچاری کو) دوسروں کی غلامی کے باعث خواب میں بھی راحت اور سُکھ نصیب نہیں (بچپن میں یہ اپنے باپ کے زیر اثر ہوتی ہے جوانی میں شوہر کی غلام اور بڑھاپے میں اپنی اولاد کے رحم پر)

مصائب میں امتحان

دھیرج دَھرم مِتر ار ناری
حوصلہ ایمان دوست اور عورت

آپد کال پرکھئے چاری
انتہائی مشکل وقت آزمایئے چاروں

ترجمہ :- اگر انتہائی مصیبتوں اور مشکلات میں انسان کا (۱) حوصلہ (۲) ایمان (۳) دوست اور (۴) بیوی ساتھ نہ چھوڑیں۔ تو امتحان میں کامیاب سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ ایسی حالت میں انسان اپنا حوصلہ چھوڑ دیتا ہے۔ ایمان میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے دوست احباب جواب دے دیتے ہیں اور بیوی ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔

وصل کا نیا طریقہ

چِتئی للچوں ہوں چکھن ڈَٹ گھونگھٹ پَٹ ماہیں
دیکھا للچائی ہوئی آنکھیں جما اوٹ میں سے

چھل سوں چلی چھوائے کے چھنک چھبیلی چھائیں
بہانہ سے لمحہ چھوکر سایہ

ترجمہ :- حسینہ اپنے محبوب کو ملنے کے لئے بے قرار ہے مگر کوئی موقع نصیب نہیں ہوتا۔ ایک طرف بے قراری دوسری طرف لوگوں میں چرچا ہونے کا خوف۔ آخر محبوب کی تلاش میں مندر گئی۔ راستہ میں محبوب مل گئے گھونگھٹ کی اوٹ میں سے آنکھیں جما کر للچائی ہوئی نظروں کے ساتھ دیکھا اور بہانہ کے ساتھ دُور سے ہی اپنے سایہ کو محبوب کے سایہ کے ساتھ ملا دیا تاکہ اگر وصل نصیب نہیں تو دونوں سائے تو آپس میں مل جائیں۔

قبلہ نما اور محبوب

سب ہی تن سمہات چھن چلت سمہے سے پیٹھ
سب چلتی لمحہ سامنے طرف

واہی تن ٹھیرات یہ قبلنما لوں ویٹھ

اس طرف ٹھیرتی قبلہ نما طرح دیکھتی

ترجمہ :۔ بہت سے لوگ جمع ہیں حسینہ کا محبوب بھی وہاں موجود ہے۔ اپنے پیارے کو جی بھر کر دیکھنا چاہتی ہے مگر خوف ہے کہ کہیں لوگوں پر اس محبت کا انکشاف نہ ہو جائے۔ اس لئے حسینہ کی آنکھیں چاروں طرف پھرتی ہیں۔ مگر دوسرے لوگوں کو جب دیکھتی ہیں تو ایک لمحہ میں ہی اُن کو چھوڑ جاتی ہیں اور جب اپنے محبوب کو دیکھتی ہیں تو وہاں ایسی جم جاتی ہیں ۔جیسے قبلہ نما کی سوئی شمال کی طرف یعنی دوسری اطراف بھی پھرتی ہیں مگر قبلہ نما کی طرح اُن کو قرار اپنے محبوب کے چہرہ کی طرف ہی ہوتا ہے۔

محبّت حیا پر غالب

رہی اچل سی ہوئے منوں لِکھی چِتر کی آہے

ساکن ہوئی یعنی تصویر ہو

تجے لاج ڈر لوک کو کہو بلوکت کا ہے

چھوڑا دُنیا دیکھتی کسے

ترجمہ :۔ بہت سے لوگوں کا مجمع ہے حسینہ نے جب اپنے محبوب کو وہاں دیکھا تو وہ محبت میں بے خود ہو گئی اور اس کی آنکھیں محبوب پر جم گئیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اس کی سہیلی کہتی ہے :۔ تم نے دُنیا کی شرم اور لاج کو بھی چھوڑ دیا جو اس طرح بغیر حرکت کئے تصویر بنی کھڑی ہو اور اپنے محبوب پر آنکھیں جما رکھی ہیں۔

سری کرشن کی آنکھیں

(۱) ریجھ بھرے رَس ریت بھرے

آرزوئیں لُطف طریقہ

اَت رُوپ بھرے سُکھ پیّت ہیرے

انتہا حُسن اطمینان حاصل ہوتی دیکھے

(۲) چار چکور سروره سارس

کنول خوبصورتی

مین کرے مِرگ کھنجن چیرے

مچھلی ہرن ممولا پرند غلام

(۳) بھاگ بھرے انوراگ بھرے

خوش نصیبی خمار محبّت

سو سوہاگ بھرے من موہت میرے

عجیب راحت دل تسخیر

(۴) مان بھرے سُکھ کھان جہان کو

وقار کان

لوچن سری نند نندن تیرے

آنکھیں کرشن کا باپ بیٹا

ترجمہ:- (۱) تیری آنکھوں میں محبّت کی آرزوئیں ہیں۔ اور یہ لطف و محبت کے طور طریقوں سے واقف ہیں۔ ان میں انتہا درجہ کا حُسن ہے۔ اور ان کو دیکھنے سے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(۲) تیری آنکھوں کا مقابلہ چکور۔ کنول۔ سارس۔ مچھلی۔ ہرن اور ممولے سے کیا کیا جائے جب کہ تیری آنکھوں کی خوبصورتی کے سامنے ان سب کی خوبصورتی غلام نظر آتی ہے۔

(۳) تیری آنکھوں میں محبت کا خمار ہے جس کو حاصل کرنے والا اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہے۔ ان تیری آنکھوں میں عجیب راحت ہے جو دل کو مسخر کر لیتی ہے۔

(۴) اے کرشن تیری آنکھوں میں وقار ہے اور یہ دُنیا بھر کے لئے اطمینان و راحت کی کان بھی ہیں۔

خُدا محبّت ہے

برہا برہا آکھیئے برہا تو سُلطان

محبت کہیئے خُدا

فریدا جت تن برہوں نہ اپجے سو تن جان مسان

جس جسم محبت پیدا جسم سمجھو مرگھٹ

ترجمہ :- بابا فرید گنجشکر فرماتے ہیں :- دُنیا میں محبت محبت کی پُکار ہے۔ اور محبت ہی خُدا ہے۔ اور اُس جسم کو ایک مرگھٹ قرار دینا چاہیئے جس کے اندر محبت پیدا نہ ہو۔

بادشاہوں اور یتیموں کے ملاپ کی جگہ

پاس دمامے چھت سِر بھیری سڈو رڈ

دولت تاج باجے ہمیشہ بجتے

جائے سُتے جیران مہہ تھیئے یتیماں گڈ

سوئے قبرستان میں ہوئے دفن

ترجمہ :- بابا فرید فرماتے ہیں :- زندگی میں بادشاہوں کے پاس بے شمار دولت ہوتی ہے۔ سر پہ تاج اور اُن کے دروازوں پر ہمیشہ باجے بجتے ہیں۔ مگر مرنے کے بعد ان کو اُسی قبرستان میں سونا پڑتا ہے۔ جہاں یتیم اور فاقہ کش دفن ہوتے ہیں۔

گزشتہ زمانہ واپس نہیں آتا

جاں کنواری تاں چاؤ ویواہی تاں مامِلے

جب تو شوق شادی ہوئی تو مصائب

فریدا ایہو پچھوتاؤ وت کنواری نہ تھیئے

یہی پچھتانا پھر ہوئی

ترجمہ :- بابا فرید فرماتے ہیں :- عورت جب کنواری ہوتی ہے تو اس کو شادی کرانے کا شوق اور اپنے شوہر کی آغوش محبت کی آرزو ہوتی ہے۔ اور جب شادی ہو جائے تو بچوں اور امور خانہ داری کی مصائب کو دیکھ کر چاہتی ہے کہ اس کے کنوارے پن کا زمانہ پھر واپس آجائے۔ مگر اس پچھتانے سے کیا ہوتا ہے۔ زمانہ گزر گیا جو واپس نہیں آسکتا۔

اصلی گھر

فریدا گور نمانی سڈ کرے نگھریا گھر آ

حقیر آواز دے خانہ بدوش

سر پہ بیٹھے آونا مرنوں نہ ڈر آ

ہر حالت میرے آنا مرنے سے

ترجمہ :- بابا فرید کہتے ہیں :- وہی گور جس کو تو حقیر سمجھتا ہے ۔ زبان حال سے تجھ کو پکار رہی ہے اور کہتی ہے تو دُنیا میں خانہ بدوشوں کی طرح پھر رہا ہے ۔ تیرا اصلی گھر یہی قبر ہے ۔ تجھ کو ہر حالت میں یہاں آنا ہے ۔ نہ مجھے حقیر سمجھ اور نہ مرنے سے خوف کھا۔

تِل کی انکساری

(۱) لوہڑا تِل ہوئے جمیاں نیچوں نیچ نہ آپ گنایا

چھوٹا پیدا حقیر سے حقیر شمار کیا

(۲) پُھلا سنگت وسیا ہوئے نِرگندھ سوگندھ سوہایا

پُھولوں ساتھ رہ کر بغیر بُو خوشبو اچھا ہوا

(۳) کوھلو پائے پِڑایا ہوئے پُھلیل کھیل ورتایا

پیلنا داستان ظاہر ہوا

(۴) پتت پوتر چلتر کر پاتشاہ سر دھر سُکھ پایا

ذلیل مقدس عمل بادشاہ راحت

(۵) دیوے پائے جلایا کُل دیپک جگ بردھ سدایا

چراغ تمام چراغ آسرا کہلوایا

(۶) کجل ہویا دیوھوں اکھیں اندر جائے سمایا

کاجل ہوا چراغ آنکھوں

(۷) بالا ہوئے نہ وڈا کہایا

عظیم بلند

ترجمہ :- (۱) قد و قامت کے لحاظ سے تِل دوسرے تمام غلّوں میں چھوٹا پیدا ہوا۔ جسے حقیر سمجھے

ہوئے دُنیا نے کبھی شمار ہی نہ کیا۔ (۲) بغیر بُو کے تھا۔ پھولوں کی صحبت میں رہ کر یہ خوشبودار ہوگیا۔ (۳) کولھو میں ڈالا جاکر پھلیل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ (۴) دُنیا اسے ذلیل سمجھتی تھی مگر اس کی قربانی نے اس کو مقدس صورت دے دی۔ یہاں تک کہ بادشاہوں کے سر میں پہنچ کر اُن کے لئے راحت کا باعث بنا۔ (۵) چراغ میں ڈالا جاکر جلایا گیا جس سے اُس نے تمام دُنیا کو روشن کیا۔ (۶) جلنے کے بعد اُس نے کاجل کی صورت اختیار کرتے ہوئے حسین آنکھوں میں جگہ حاصل کی۔ (۷) دُنیا میں اس نے اس قدر عظیم الشان کام کئے مگر پھر بھی اس نے بڑا کہلوانا پسند نہ کیا۔

ماگھ کے مہینہ میں لُو

سُنت پتھک موہے ماہنس لُویں چلت اوہے گام

اُسی گاؤں — ماگھ کا مہینہ — مُنہ سے — مسافر — سُنا

بن بوجھے بن ہی سُنے جیت بچاری بام

ہجورہ — جی رہی ہے — پوچھے — بغیر

ترجمہ:- شوہر ایک طویل عرصہ سے پردیس میں ہیں۔ گھر سے خیریت کی کوئی خبر نہیں آئی۔ نہ یہ معلوم کہ بیوی زندہ ہیں یا جُدائی کا صدمہ نہ برداشت کرتے ہوئے مرگئیں۔ اس تشویش میں سُنا کہ کچھ لوگ وطن سے آئے ہیں اپنے گھر کی خیریت پوچھنے کے لئے ان کے پاس گیا۔ دل دھڑک رہا تھا کہ نہ معلوم کیا حالات ہیں۔ اپنے گاؤں کی خیریت پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ گاؤں میں اور تو سب خیریت ہے۔ صرف ایک نئی بات ہے۔ ماگھ کی سرد راتوں میں بھی وہاں آج کل گرم لُویں چلتی ہیں۔ اس خبر کو سُن کر شوہر مطمئن ہوگئے۔ نہ مزید پوچھنے اور نہ جواب سُننے کی ضرورت رہی کیونکہ یقین ہوگیا کہ ماگھ کے مہینہ میں لُو چلنے کی وجہ صرف ہجورہ کے دل کی آہیں ہیں۔ جو اپنے پریتم کی جدائی میں بے قرار ہے۔

ناکام خواہش

سیوک سُکھ چہے مان بھکھاری

غلام — راحت — چاہے — عزت — گداگر

ویسنی دَھن سُبھ گت وِبھچاری

عیاش — دولت — اچھی — عاقبت — بدچلن

لوبھی جس چھے چار گمانی
لالچی عزت چاہے مغرور

نبھ دوہے دودھ چہت یہ پرانی
آسمان چاہے لوگ

ترجمہ :- غلام ہوکر اگر آرام وراحت چاہے۔ گداگری کرتے ہوئے عزت ووقار کا طالب ہو۔ عیاشی کرتے ہوئے دولت کی خواہش کرے۔ بدچلن ہوکر عاقبت کو سدھارنے کی توقع کرے۔ اور لالچی اور مغرور ہوکر دنیا میں عزت حاصل کرنا چاہے۔ تو یہ لوگ ایسے ہی بیوقوف ہیں جیسے کوئی احمق آسمان سے دودھ حاصل کرنے کی ناکام خواہش کرتا ہے۔

روپیہ اور حسن کا اثر

سری مد بکر نہ کینے کہہ پربھوتا بدھر نہ کاہے
دولت بیہوش کیا کسے ملکیت بہرہ کیسے

مرگ لوچن لوچن سر کو اس لاگ نہ جاہے
آہوچشم آنکھوں ایسا کون تیر لگے گئے

ترجمہ :- اس دنیا میں دولت کے نشہ نے کسے بیہوش نہ کیا۔ اور جاہ وحشم پانے کے بعد کانوں سے کون بہرہ نہیں ہوگیا۔ اور وہ کون انسان ہے جو آہوچشم حسینہ کے تیروں سے محفوظ رہا ہو۔

بندے ماترم

(۱) سوجلام سپھلام ملے یج شیتلام
شیریں دریا لذیذ پھل نسیم چلنے ٹھنڈی

شسیہ شاملام ماترم بندے ماترم
فصل [illegible] مادر وطن

(۲) شُوبھرہ جیوتسناہ پولا گیتا یامنیم

سفید چاندنی کِھلی مسرت رات

پھُل کوسومیت دُرم دَل شوبھنیم

کِھلے پھُول پیڑ جُھنڈ خوبصورت

(۳) سوہاسنیم سومدُھر بھاشنیم

مسرت اچھی میٹھی زبان

سوکھدام وردام ماترم بندے ماترم

راحت بخش دینے والی مادروطن سلام مادروطن

(۴) ترنیشہ کوٹ کنٹھ کل کل ننادے کرالے

تیس کروڑ گلا گرج آواز بھاری

دواترمیش کوٹ کریہ دھت کھر کروالے

بتیس کروڑ ہاتھوں میں پہنے تیز تلوار

(۵) کے بلے ماتومی اَبلے بہو بَل دھارنیم

کون کہتا ہے اے مادروطن کمزور عظیم الشان قوت رکھتی ہے

نمام تارنیم ریپو دَل وانیم ماترم بندے ماترم

سلام پناہ دُشمن غول تباہ مادروطن سلام مادروطن

(۶) شاملام سرلام سوسمتام بھوشتام

شجاع بھولی مسکرانے والی کشش والی

دھرینم بھرینم ماترم بندے ماترم

پیدا کرنے والی پرورش کرنے والی مادروطن سلام مادروطن

ترجمہ :- (۱) اے خیبر دریاؤں والی۔ لذیذ پھل پیدا کرنے والی جس میں نسیم جیسی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں

اور فصل کی زیادتی کے باعث جس کی زمین سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ توہی ہماری مادر وطن ہے۔ تجھ پر سلام۔

(۲) اے مادر وطن۔ تیری زمین پر راتوں کو پُر مسرت چاندنی کھلا کرتی ہے اور تیری آغوش میں خوبصورت پھولوں کے پیڑ جھنڈوں کی صورت میں کھلتے ہیں۔

(۳) اے مادر وطن تیری زبان جو شیریں ہے اور جس کی مٹھاس میں لطف و مسرت ہے۔ یہ میری روح کے لئے راحت بخش ہے اور باعث تسکین۔ ان صفات والی اے مادر وطن تجھ پر سلام۔

(۴) اے مادر وطن تیری زمین پر بسنے والے تیرے تیس کروڑ بچوں کے گلے میں وہ گرج دار آواز ہے جس سے دشمنوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ ان تیس کروڑ میں بچوں۔ بوڑھوں اور عورتوں کو چھوڑ کر سولہ کروڑ جوان مرد ہیں جن کے بتیس کروڑ ہاتھ ہیں اور ان میں تیری حفاظت کے لئے تیز تلوار ہے۔

(۵) اے مادر وطن! اس عظیم الشان قوت کی موجودگی میں کون کہتا ہے کہ تو کمزور ہے۔ تو کمزوروں کی پناہ ہے۔ اور دشمنوں کے غول کو تباہ کر دینے والی قوت رکھتی ہے۔ اے مادر وطن۔ تجھ پر سلام ہو۔

(۶) اے مادر وطن۔ تجھ پر سلام۔ جو بھولی ہے مگر شجاع اور بہادر ہے۔ تیرے بچوں کے لئے تیرے اندر اور تیری مُسکراہٹ میں کشش ہے۔ تو اپنے بچوں کو پیدا کرنے والی اور ان کی پرورش کرنے والی ہے۔ اے مادر وطن۔ توہی ہماری ماں ہے۔ تجھ پر سلام

حسینہ کی زندگی کا راز

پیا پرانن کی پاہرو جتن کرت نت آپ

محبوب زندگی محافظ کوشش کرتی ہمیشہ

جاکی دوسہہ دسا بھئے سوتن ہوں سنتاپ

جس کی تکلیف دہ حالت ہوں ہے دُکھ

ترجمہ:۔ حسینہ کی سہیلی اُس کے محبوب سے کہتی ہے کہ تمہاری بے اعتنائی کے باعث جو اس کو تکلیف ہے اُسے دیکھ کر اس کی سوتن کو بھی دُکھ ہوتا ہے حالانکہ سوتن اس کی حاسد ہے۔ میں تم کو یقین دلاتی ہوں۔ یہ اب تک صرف اس لئے زندہ ہے اور زندہ رہنے کی کوشش کرتی ہے کہ تمہاری زندگی کی حفاظت کرے۔ ورنہ اگر اس کو اس کی ضرورت نہ ہوتی تو یہ اب تک مرگئی ہوتی۔

سوتن کے گلے کا ہار۔ سانپ

ہٹھ ہت کر پریتم لیو کیو جو سوت سنگار

ضد محبت محبوب لیا کیا سوتن

اپنے کر موتن گندیو بھیو ہراہر ہار

ہاتھ موتیوں تیار کیا ہوا شیوجی

ترجمہ :۔ حسینہ نے اپنے ہاتھ سے موتیوں کا ہار تیار کیا۔ تو شوہر نے محبت کے ساتھ ضد کرتے ہوئے اسے لے لیا۔ اور اس کے چند روز بعد حسینہ کی سوتن نے شوہر سے لے کر بطور سنگار اپنے گلے میں پہن لیا۔ سوتن کے گلے میں اس ہار کو دیکھ کر حسینہ کہتی ہے۔ جو موتیوں کا ہار اپنے ہاتھوں سے شوق کے ساتھ تیار کیا تھا۔ اب شوجی کے گلے کا ہار یعنی سانپ (کیونکہ شوجی کے گلے میں سانپ ہوتا ہے) معلوم ہوتا ہے۔

محبت کا انکشاف

رہی پھیر مُنہ ہیر اِت ہِت سموہے چِت نار

دیکھ اِدھر محبت سامنے دل حسینہ

دیٹھ پرت اُٹھ پیٹھ کی پُلکیں کہت پکار

نظر پڑنے کھڑے پُشت رونگٹے کہہ رہے

ترجمہ :۔ سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ تم اپنے محبوب کی طرف سے مُنہ پھیر کر پُشت کئے بیٹھی ہو۔ مگر تمہاری پُشت کے رونگٹے جو کھڑے ہیں زبانِ حال سے تمہارے دل کی محبت کا انکشاف کر رہے ہیں۔

پانی میں سے دُھواں نکلنے کا باعث

سیت کال جل مانجھ تے نکست بھاپ سوبھائے

سردی زمانہ پانی میں سے نکلتی خود بخود

مانو کوؤ برہنی اب ہی گئی انہائے

یقین کرو کوئی ہجورہ نہا کر

ترجمہ :۔ سردی کا زمانہ ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹھٹھر رہے ہیں۔ تالاب میں سے بھاپ سی نکل رہی ہے اس کو دیکھ کر شاعر کہتا ہے۔ سردی کے زمانہ میں یہ جو تالاب میں سے بغیر آگ جلے بھاپ خود بخود نکل رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جُدائی کے غم میں جلنے والی کوئی ہجورہ ابھی اس میں سے نہا کر گئی ہے۔

پَو پھٹنے اور دل پھٹنے میں مقابلہ

آج سکھی ہوں سُنت ہوں پَو پھاٹت پیے گوَن

سہیلی سُنتی پھٹے محبوب جائینگے

پَو میں ہیئے میں ہوڑ ہے پہلے پھاٹت کوَن

دل مقابلہ پھٹے

ترجمہ:- حسینہ اپنی سہیلی سے کہتی ہے سُنتی ہوں کہ میرے محبوب کل صبح پو پھٹتے ہی پردیس چلے جائیں گے اس وحشت ناک خبر کو سُن کر دل پھٹا جاتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل اور پَو کے اندر مقابلہ ہے۔ دیکھئے ان دونوں میں پہلے کون پھٹتا ہے۔ میرے محبوب پَو پھٹنے پر جاتے ہیں یا ان کی روانگی سے پہلے ہی میرا دل پھٹ جائے گا۔

زندگی خیرات کی نذر

جہیں براہمن پیئے گمَن کو سُگن دیو ٹھیرائے

جس محبوب جانے دیا

سجنی تاہیں بلائے دے پران دان لئے جائے

سہیلی اس زندگی خیرات

ترجمہ:- محبوب پردیس جانے والے ہیں اور برہمن نے جانے کا دن اور تاریخ مقرر کر کے اس کا شگن دے دیا ہے۔ حسینہ جُدائی کے خیال سے بے چین ہے اور اس کا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ اپنی سہیلی سے کہتی ہے جس براہمن نے محبوب کے جانے کا دن مقرر کیا ہے۔ اس کو دان تو دینا ہی ہے کیوں کہ برہمن شگن دیتے وقت دان لیا کرتے ہیں اور میں اپنے محبوب کے بغیر زندہ بھی نہ رہوں گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ برہمن کو میں بھی اپنے پران (زندگی) کا ہی دان دے دوں۔

ہوا سے شکوہ

ٹھمک ٹھمک کے چلدیئے پَو نے

خراماں خراماں چلنے والی ہوا

ہولی قدم اُٹھائیں

آہستہ اُٹھا

جَد میں ہوواں کول پریتم

جب ہونگا پاس محبوب

رولا نہ توں پائیں

شور تو پیدا کرنا

کل گلوگڑی ویلے تکیا

آغوش وقت دیکھا

تیرے دِل دا گُسہ

کا غصہ

اج بھی ساڑے سڑئیے اڑئیے

آج جلنے والی حسد اے

بُوہے نہ کھڑکائیں

دروازے کھٹکھٹانا

ترجمہ :- پچھلے دن حسینہ محبوب کی آغوش میں تھی کہ ہوا زور سے چلی۔ اور دروازہ کھُل گیا۔ اس ناخوشگوار کیفیت کے بعد آج محبوبہ ہوا سے شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے :۔ اے خرام ناز سے چلنے والی ہوا۔ تم قدم آہستہ اُٹھایا کیجو۔ اور آج خصوصیت سے اس وقت تو شور نہ پیدا کرنا۔ جب کہ میں اپنے محبوب کی آغوش میں ہوں گی مجھے تیرے حسد میں جلنے کا تلخ تجربہ ہے۔ اور تیرے غصہ سے واقف ہوں کہ کل جبکہ میں اپنے محبوب کی آغوش میں تھی۔ تو نے اس حسد اور غصہ کے باعث ہی دروازہ کھٹکھٹا دیا۔

اپنے حُسن سے شکایت

گورا رنگ نہ ربا گسے نوں دیویں

اے خدا کو دینا

سارا پنڈ ویری پا لیا

دشمن بنا

ترجمہ :۔ دیہات کی رہنے والی حسین لڑکی جب عالم شباب میں پہنچی تو جدھر سے گذرتی ہے لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں۔ درجنوں اس سے شادی کی تمنا کئے بیٹھے ہیں۔ آپس میں حسد اور رشک کے جذبات پیدا ہوگئے ہیں اور اس حسینہ کے باعث ہی لوگوں میں عداوتیں اور جھگڑے کھڑے ہوگئے۔ اس حالت کو دیکھ کر یہ حسینہ اپنے حسن کی شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے۔ اے خدا دنیا میں کسی عورت کو بھی گورا رنگ (حسن) نہ دینا۔ تیری اس نعمت کے باعث میں نے تمام گاؤں کو اپنا دشمن بنالیا۔

دنداسہ کا اثر

ہاڑا نی دھڑی دا سک مل کے

غضب — درخت کی چھال

منڈا موہ لیا تویتاں والا

لڑکا — مسخر — تعویذوں

ترجمہ :۔ ایک حسینہ اپنے ہونٹوں پر دنداسہ (اخروٹ کے درخت کی چھال جس کے ملنے سے ہونٹ سرخ ہوجاتے ہیں) مل کر ایک نوجوان کے سامنے سے ہر روز گزرتی ہے۔ اور نوجوان اس پر فدا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر نوجوان کی ماں کہتی ہے۔ غضب خدا کا ایک دھڑی کی درخت کی چھال ہونٹوں پر مل کر میرے اس ناتجربہ کار بیٹے کو مسخر کر لیا گیا جس کے گلے میں پیروں کے دیئے ہوئے تعویذ تھے اور تعویذ اس غرض کے لئے تھے کہ میرا معصوم بیٹا برے اثرات سے محفوظ رہے۔

سکھ قوم کی دعا

(۱) دیہہ شوا بر موہ اہے

دیجو — خدا — طاقت — مجھے — یہ

سُبھ کرمن تے کبھوں نہ ٹروں

اچھے — اعمال — سے — کبھی — ہٹوں

(۲) نہ ڈروں ار سوں جب جائے لڑوں

دشمن سے — لڑوں

نِسچے کر اپنی جیت کروں
یقین فتح

(۳) ار سِکھ ہوں اپنے ہی من کو
اور تعلیم دوں

ایہہ لالچ ہَون گُن تو اُچروں
یہ ہو صفات سے بیان کروں

(۴) جب آیو کی اَودھ نِدان بنے
عمر وقت آخر آئے

اَنت ہی رَن میں تب جوجھ مروں
تب جنگ لڑ

ترجمہ :- (۱) اے خُدا مجھے یہ طاقت عطا کر کہ میں اچھے اعمال سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں۔
(۲) جب میدانِ جنگ میں جاکر لڑوں تو دُشمن سے کبھی نہ ڈروں اور اپنی فتح کا یقین رکھتے ہوئے کامیابی حاصل کروں۔
(۳) اپنے دل کو یہی تعلیم دوں کہ اگر کوئی لالچ بھی ہو تو وہ صرف تیری صفات بیان کرنے کا۔
(۴) اور جب عمر کا آخری وقت آئے۔ تو میدان جنگ میں شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑتے لڑتے مرجاؤں۔

تلوار گناہوں کی قاتل

کرپان پان دھارَین - کرور پاپ ٹارَین
تلوار ہاتھ لی گُناہ دُور کرنے والا

گدا گرِسٹ پانَین - کمان بان تانَین
ہاتھ میں تیر کھینچا

ترجمہ :- وہ کروڑوں گُناہوں کو دُور کرنے والا ہے جن کے ہاتھوں میں گدا گرسٹ (قتل کرنے والا ایک ہتھیار)

ہے یا کمان کے ساتھ اس نے تیر کھینچا ہوا ہے اور یا اس کے ہاتھوں میں تلوار ہے ۔

بانکپن کی قیمت

چِتون بھوں کمان گڑھ رچنا برنی الک

بھویں   قلعہ   بناوٹ   پلک

ترن ترنگم تان آگھو بنکائی ہی بڈے

عورت   گھوڑا   قیمت   ٹیڑھا   بڑھتا

ترجمہ :- حسینہ بہت سیدھی اور سادہ تھی ۔ اپنے محبوب کو مسخر نہ کر سکی ۔ اس کی سہیلی کہتی ہے ۔ اس سیدھاپن سے کام نہ چلے گا ۔ ذرا اپنے بانکپن کا اظہار کر تا کہ تیرا محبوب تیرے بس میں ہو ۔ تجھے پتہ نہیں کہ چتون ۔ بھویں ۔ تیر کی کمان ۔ قلعہ کی بناوٹ ۔ پلکیں ۔ عورت ۔ گھوڑا ۔ موسیقی کی تان ۔ ان سب کی قدر و قیمت تب ہی بڑھتی ہے جب یہ سیدھے نہ ہوں اور ان میں ٹیڑھاپن ہو ۔

محبّت کی تپش کا اثر

چھپو نہیہ کاگد ہیئے بھئی لکھائی نہ ٹانک

پوشیدہ   محبت   کاغذ   دل   ہوئی تھی   ظاہر

برہ تیجے ادھریو سو اب سہونڈ کو سو آنک

جُدائی   گرمی   ظاہر ہوئے   آگ کا دودھ   کے   سے   حروف

ترجمہ :- محبوب اور حسینہ کی محبت ایک طویل عرصہ تک راز میں رہی ۔ اس کے بعد محبوب پردیس چلے گئے اور حسینہ اب بے قرار ہے ۔ اس کیفیت کو حسینہ زیادہ عرصہ تک چھُپا نہ سکی اور آخر اس نے اپنی سہیلی سے اس کا اظہار کر دیا ۔ اس حالت کو دیکھ کر سہیلی حسینہ سے کہتی ہے ۔ تمہاری محبت آج تک اس طرح ہی مجھ سے پوشیدہ رہی جیسے آک کے دودھ سے کاغذ پر لکھے ہوئے حروف کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور کاغذ کو آگ کے سامنے کیا جائے تو وہ ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ اب تمہاری محبت کو بھی جب جُدائی کی آگ کی تپش پہنچی تو تمہارے جذبات ظاہر ہو گئے ۔

دل کا راز دل سے پوچھو

کاگد پر لِکھت نہ بنت ۔ کہت سندیس لجات
کاغذ لکھے بنے کہتے پیغام حیا

کہہ ہے سب تیرو ہیو ۔ میرے ہیئے کی بات
تیرا دِل دل

ترجمہ :- محبوب پردیس میں ہیں ۔ حسینہ اپنی بے قراری کی کیفیت لکھنا چاہتی ہے ۔ مگر لکھنا شروع کیا تو آنکھوں میں محبت کے آنسو بھر آئے ۔ لکھا نہیں جاتا ۔ اور اگر قاصد سے دل کی کیفیت کا زبانی پیغام بھیجتی ہے تو حیا دامنگیر ہے ۔ اُن جذبات کا کیونکر اظہار کرے جو صرف اپنے محبوب پر ہی ظاہر کرنا چاہتی ہے ۔ اس کشمکش میں پیغام بھیجتی ہے کہ کاغذ پر تو لکھا نہیں جاتا اور حیا کے باعث زبان سے کہہ نہیں سکتی ۔ اب یہی صورت ہے کہ میرے دل کی کیفیت اپنے دل سے پوچھ لو کیونکہ دلوں کے راز کو دل ہی جانتے ہیں ۔

بے اعتنائی کا شکوہ

(۱) تیرے سامنے بیٹھ کے رونا
کر

تے دُکھ تینوں نہیوں دسنا
اور تجھے نہیں بتاؤں گی

(۲) تیرے بُوہے تے دھونی لانی
دروازہ پر رماؤں گی

جند ہُن نہیں اساں ترڑپانی
جان اب ہم نے

تے پیچھے پھیر کی ہٹنا
اور پیچھے پھر کیا

(۳) جدوں عشق دی کفنی پالئی

جب کی پہن لی

جد جوگی دی شکل بنالئی

جب کی لی

تے جگ کولوں کی ڈرنا

تب دُنیا سے کیا

(۴) کاہنوں جان مٹی وچ رولاں

کیوں میں ملاؤں

کیوں عشقے دے بھید میں کھولاں

کے بے نقاب

تے جدوں سر چڑھ مرنا

اور جب

(۵) اساں جان تلی تے رکھ لئی

ہم نے ہتھیلی پر لی

نالے زہر وچھوڑے دی چکھ لئی

اور جُدائی مزا دیکھ لیا

تے پھر دُکھ کی جرنا

تو کیوں برداشت کرنا

(۶) سانوں خبر نہیں سی کوئی

ہمیں تھی

جیڑی نال اساڈے ہوئی

جو ساتھ ہمارے

تے ٹُٹی ان بھول گئی

ٹُٹ گئی ناواقفیت

ترجمہ :۔ ایک حسینہ اپنے محبوب سے بے اعتنائی کا شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے :۔

(۱) تیری بے اعتنائی کو دیکھ کر اب تو جی یہ چاہتا ہے کہ تیرے دروازہ کے سامنے بیٹھ کر ستیہ آگرہ کروں، تیرے سامنے بیٹھ کر روؤں۔ اور جب تو میرے اس رونے کا سبب پوچھے تو خاموش رہوں اور اپنے دل کے دُکھ اور تکلیف کی وجہ بھی تجھ پر ظاہر نہ کروں۔

(۲) میرے محبوب۔ اب تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اب پہلے کی طرح خاموشی کے ساتھ اندر ہی اندر گھُل کر اپنی جان ہلاک نہیں کروں گی۔ اب تو فقیرانہ لباس میں تیرے دروازہ کے سامنے بیٹھ کر سادھوؤں کی طرح دھونی رماؤں گی۔ کیونکہ اب جبکہ میری زندگی تیرے لئے وقف ہے تو پھر اب میں اپنا قدم پیچھے کیوں لے جاؤں۔

(۳) میرے محبوب۔ اب جس صورت میں کہ دُنیا کے عیش و عشرت کو ترک کر کے راہ محبت میں شہید ہونے کے لئے میں نے عشق کی کفنی پہن لی ہے اور تیری پرستش کے لئے اپنی شکل و شباہت بھی جوگیوں کی سی بنا لی تو پھر اب دُنیا کی عزت اور بے عزتی کا کیا خوف۔

(۴) میرے محبوب۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ نہ تو آئیندہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان کو مٹی میں ملاؤں گی اور نہ ہی اب تم پر اپنی محبت اور عشق کی آگ کو بے نقاب کروں گی۔ کیونکہ میرے لئے اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں خاموش رہ کر پروانہ وار تم پر تصدق ہو جاؤں۔

(۵) میرے محبوب۔ تمہاری محبت کے باعث میری موجودہ کیفیت یہ ہے کہ میں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ لی ہے۔ تمہاری جُدائی (جو زہر سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے) کا مزا بھی دیکھ لیا تو پھر اب میں اس حالت میں زندہ رہکر تمہاری بے اعتنائی کی تکلیف کیوں برداشت کروں۔

(۶) میرے پریتم۔ مجھے عشق و محبت کی ان مصیبتوں کا علم نہ تھا۔ تو غور کر کہ تیری جدائی اور بے اعتنائی کی صورت میں مجھے کن مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آہ! اب تو یاس و حسرت کے ساتھ اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے یہی کہہ سکتی ہوں کہ میں معصوم اور ناواقف تھی اور تو نے میرے دل کو لُوٹ لیا۔

بے بس آنکھیں

بھکے سب جیا کی کہت ۔ ٹھور کٹھور لکھے نہ

بہک کر   دل   کہتے   موقع بے موقع   دیکھتے

چھن اورے چھن اور ہیں ۔ یہ چھب چھاکے نین

گھڑی   اور   گھڑی   حُسن   متوالا   آنکھیں

ترجمہ :۔ مندر میں ہجوم تھا حسینہ بھی اپنی سہیلی کے ساتھ وہاں گئی تو محبوب بھی موجود تھے۔ اپنے پریتم کو دیکھ کر حسینہ کی آنکھوں میں محبت سے آنسو آ گئے۔ تو سہیلی نے کہا۔ تم حیا اور خودداری کو کیوں چھوڑ رہی ہو۔ اس کے جواب میں حسینہ کہتی ہے۔ میں کیا کروں میری آنکھیں حُسن کی متوالی ہو کر اس قدر بہک گئی ہیں کہ گھڑی میں کچھ

ہیں اور گھڑی میں کچھ۔ موقع بھی نہیں دیکھتیں اور بے موقع ہی اپنے دل کی بات کہہ دیتی ہیں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے۔

آنکھوں کی حیا

اِن دُکھیا اَنکھیاں کو۔ سُکھ سرجوئی ناہیں

آنکھوں قسمت میں نہیں

دیکھت بنے نہ دیکھتے۔ بِن دیکھے اکولاہیں

دیکھنے دیکھ سکتی بیقرار

ترجمہ:۔ حسینہ اپنی سہیلی سے اپنی آنکھوں کا شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔ میری اِن دُکھی آنکھوں کی قسمت میں سُکھ نہیں۔ کیونکہ جب محبوب ان کو نظر نہیں آتے تو یہ بے قرار رہتی ہیں اور جب محبوب سامنے آتے ہیں تو یہ حیا کے باعث نیچے دیکھنا شروع کر دیتی ہیں۔ سامنے محبوب کو دیکھ بھی نہیں سکتیں۔

آنکھوں کے ٹکرانے کا اثر

کہت سبھے کوِی کمل سے۔ مو مت نین پتھان

کہتے سب شعرا کنول میری خیال آنکھیں پتھر

نَترک اِن بئے لگت کت۔ اُپجت برہ کرسان

نہیں تو دونوں لگنے سے کیوں پیدا ہوتی دِل آگ

ترجمہ:۔ حسینہ اپنی سہیلی سے اپنے محبوب کی آنکھوں کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہے۔ تمام شعرا آنکھوں کو کنول سے تشبیہ دیتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں تو ان کو پتھر کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جب یہ دونوں آنکھیں متحد ہو کر دل پر ٹکراتی ہیں تو پھر دل سے آگ سی نکلتی ہے۔

محبُوب کا خط بغیر زبان کے

کالیاں باگاں وِچ کوئل پئی بولدی

سیاہ باغ میں رہی بول

اج گھر آئی چٹھی پیارڑے ڈھول دی
آج عزیز ترین محبوب کی

بہہ پرچھانویں میں چٹھی نوں کھولدی
بیٹھ سایہ کو کھولتی

ایہہ دُکھ ڈاہڈا چٹھی موہوں نہ بولدی
یہ انتہائی مُنہ سے بولتی

ترجمہ :- محبوب پردیس میں ہیں وہاں سے جب خط پہنچا۔ برسات کا موسم ہے۔ درختوں کے پتوں کی بہتات اور سایہ کے باعث باغ سیاہ رنگ اختیار کر گئے ہیں اور ان باغوں میں کوئل بول رہی ہے۔ اس کیفیت میں میرے عزیز ترین محبوب کا خط آیا جسے میں نے ان سایہ دار درختوں کے نیچے بیٹھ کر کھولا مگر میں اپنے اس انتہائی دُکھ کو کیا بیان کروں کہ چٹھی اپنے مُنہ سے بول کر پیارے کی کیفیت بیان نہیں کرتی۔

اِفلاس کا اثر عِشق پر

ہسدی نے چند منگ لئے
مذاق سے جھومر مانگ لیا

یار چھڈ گیا گلی دا آنا
عاشق چھوڑ کا

ترجمہ :- ایک مفلس کو حسینہ سے محبت تھی۔ جب حسینہ ملی تو اُس نے جھومر کی فرمائش کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرمائش پوری نہ ہونے کے باعث ندامت محسوس کرتے ہوئے عاشق نے اپنی محبوبہ کی گلی میں سے گزرنا ہی موقوف کر دیا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حسینہ اپنے عاشق کو پیام بھیجتی ہے کہ میں نے تو صرف مذاق کے طور پر جھومر کی فرمائش کی تھی۔ تم نے اس کو سنجیدہ سمجھ کر گلی میں سے گزرنا ہی چھوڑ دیا۔ تم جھومر کا خیال نہ کرو مجھے اس کی ضرورت نہیں صرف تمہاری ضرورت ہے۔ تم ادھر ضرور آیا کرو۔

محبت کا اثر آنکھوں پر

نہ ڈولھ نہ ڈولھ نگا نیہوں
گراؤ گراؤ پاگل آنکھیں

چھٹی تے واچاں میں ساری

تو پڑھوں

ترجمہ :- محبوب کا خط آیا جیسے نے جب پڑھنا شروع کیا تو جوش محبت کے باعث آنکھوں میں آنسو آ گئے خط پڑھا نہیں جاتا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اپنی آنکھوں سے التجا کرتے ہوئے کہتی ہے۔ جوش محبت میں میری پاگل آنکھو! خدا کے لئے ابھی آنسو نہ گراؤ۔ مجھے پورا خط تو پڑھ لینے دو۔

کرشن کی جدائی کا اثر رادھا پر

دُور ہی تیں دیکھت بِتھا میں وا ویوگنی کو

سے دیکھ کر کیفیت اُس مہجورہ

آئی بھلے بھاج یہاں علاج مڈھ آویگی

بھاگ بن آئیگی

کہے پدماکر سُنو ہو گھنشیام جا ہے

اُس کو

چیتن کہوں جو ایک آہ کڈھ آویگی

ہوش میں اگر نکل

سر سرتان کو نہ سوکھت لگیگی دیر

تالاب ندیاں سوکھتے

ایتی کچھو جُلمن جوالا بڑھ آویگی

اس قدر ظلم نما آگ

تا کے تن تاپ کی کہوں میں کہا بات میرے

اُس جسم حرارت کیا

گات ہی چھوئیں تے تہیں تاپ چڑھ آویگی

جسم سے بخار چڑھ

ترجمہ :- سری کرشن کی جُدائی میں رادھا کی جو کیفیت ہوئی اسے ہندی کے مشہور شاعر بدیاپتی رادھا کی ایک سہیلی کی زبان سے بیان کرتے ہیں۔ یہ سہیلی سری کرشن سے کہتی ہے "میں رادھا کی بیماری کی خبر سُن کر اُس کو دیکھنے گئی تھی۔ مجھے حوصلہ نہ ہوا کہ اس مہجورہ کی کیفیت دیکھ کر اس کے قریب بھی جاتی اس لئے اسے دُور سے ہی دیکھ کر میں یہاں بھاگ آئی ہوں تاکہ تم اس کا کوئی علاج کر سکو۔ رادھا کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شدتِ غم کے باعث بیہوش پڑی ہے۔ اس کا جسم آگ کی طرح گرم تھا۔ قریب جانا ہی ممکن نہ تھا۔ میں تو اس کیفیت کو ہی غنیمت سمجھتی ہوں۔ کیونکہ اگر اس کو ہوش ہوتا اور وہ تیری جُدائی میں آہیں کھینچتی۔ تو اس آہ کی حرارت سے تمام تالاب اور ندیاں خشک ہو چکی ہوتیں اور ایک ظلم نما آگ پھیل جاتی اور اس کے جسم کی حرارت کی کیفیت تم سے کیا بیان کروں۔ میں اس کے قریب نہیں گئی پھر بھی اس کی گرمی کا جو اثر مجھ تک پہنچ چکا ہے اس کے باعث اگر تم میرے جسم کو چھُو لو تو تم بھی اپنے جسم میں حرارت محسوس کرو گے۔

حسینہ کا نقاب

(۱) ساڑ گھُنڈ نوں کھول ویکھ نیناں۔ نی انوکھیاں سالواں والیئے نی

جلا نقاب کر دیکھ آنکھیں عجیب لباس عروسی

(۲) گھنڈ کھول کے کریں دھیان ذرا یار نظر آوے رنّے ڈاریئے نی

نقاب خاتون

(۳) ایہیں گھُنڈ وِچ بہت خرابیاں نی۔ اگ لائیکے گھُنڈ نوں ساڑیئے نی

نقاب میں آگ جلائیے

(۴) گھُنڈ حُسن دی آب چھپا لیندا۔ لمے گھُنڈ والی رڑے ساڑیئے نی

نقاب لیتا لمبے میدان جلائیے

(۵) گھُنڈ عاشقاں دے بیڑے ڈوب دیندا مینا تاڑ نہ پنجرے ماریئے نی

نقاب کے کشتی دیتا بند

(۶) تدوں ایہہ جہان سب نظر آوے۔ جدوں گھنڈ ذرا اُتاریئے نی

تب یہ آئے جب

(۷) گھنڈ انہیاں کرے سوجاکیاں نوں گھنڈ لاہ موہیں اُتوں لاڑیئے نی

اندھا آنکھوں والے کر آثار منہ حسینہ

(۸) وارث شاہ نہ دبئیے موتیاں نوں پھُل اگ دے وِچ نہ ساڑییے نی

دبائیے موتیوں کو پھول آگ جلائیے

ترجمہ :- (۱) اے لباس عروسی پہننے والی حسینہ اپنے اس نقاب کو جلا دے جس نے تیرے حُسن کو مجھ سے چھپا رکھا ہے اور اپنی حسین آنکھیں کھول کر میری قابل رحم حالت دیکھ ۔ (۲) تو نقاب اٹھا ۔ مجھے دیکھ اور میری حالت پر غور کر کیونکہ تو میری محبوبہ ہے ۔ (۳) میری محبوبہ اگر تو میرے دل سے پوچھے اور مجھ سے متفق ہو جائے تو ہم دونوں اس نقاب کو جلا کر خاک کر دیں جس نے مجھ خستہ حال کے دل کو خراب کیا ۔ (۴) یہ نقاب جس نے حُسن کو چھپا رکھا ہے اسے تو کھُلے میدان میں جلا کر ذلیل کرنا چاہیئے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو ۔ (۵) اے حسینہ ! تو غور کر نہ صرف اس تیرے نقاب نے مجھ جیسے محبت کرنے والے عاشق کی کشتی کو غرق کر دیا بلکہ تو نے بھی اپنے حُسن کو نقاب میں چھُپا کر اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو صیاد ایک پنجرہ میں ڈال کر مینا کے ساتھ کرتا ہے ۔ (۶) میری محبوبہ تو اس نقاب کو تھوڑا سا اُلٹ دے اور پھر اپنی آنکھوں سے میری اُس دُنیا کو دیکھ جو میرے لئے ماتم کدہ بن رہی ہے ۔ (۷) اے حسینہ ! اپنے چہرہ پر سے اس نقاب کو اُتار دے جس نے تجھے آنکھیں رکھتے ہوئے بھی مجھے دیکھنے سے محروم کر رکھا ہے ۔ (۸) تیرا اس نقاب کے ساتھ اپنے حسین چہرہ کو چھپانا ایسا ہی ظلم ہے جیسے کوئی شخص قیمتی موتیوں کو مٹی میں دبا دے ۔ یا خوشبودار حسین پھولوں کو آگ میں جلا دے ۔

حسینہ کے خط کی کیفیت

تر جھُرسی اُوپر گری ۔ کجّل جل چھڑکائے

نیچے جُھلسی گلی کاجل پانی چھڑک

پیا پاتی بِن ہی لکھی باچی برہ بلائے

شوہر خط بغیر لکھے پڑھی دِل بیماری

ترجمہ :- شوہر پردیس میں ہیں ۔ قاصد حسینہ کا خط لے کر پہنچا تو خط کی یہ کیفیت دیکھ کر کہ وہ کچھ تو جُھلسا سا ہے ۔ کچھ گلا سا ہے اور اُس پر کاجل والے آنسوؤں کے سیاہ دھبے سے ہیں ۔ اس خط کو پڑھے بغیر ہی حسینہ کے دل کی دردناک کیفیت کا اندازہ لگا لیا اور خط کھولنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ۔

بیکار

(۱) سسی بن سُن رین گیان بن ہردا سُنا

چاند بغیر بیکار رات علم بغیر ذہن بیکار

(۲) کُل سُن بِن پُوت ۔ پات بِن تربر سُنا
خاندان بیکار بغیر بیٹا پتّے بغیر درخت بیکار

(۳) سُنّی ہے سنگرانت پُن بِن سُن گھٹاں بِن دامنی
ناکارہ خیرات بغیر بجلی

(۴) کہے بتاؔل سُن بکرما ۔ گرہ سُنا بِن کامنی
گھر بیکار عورت

ترجمہ :- (۱) چاند کے بغیر رات بیکار ۔ اور علم کے بغیر ذہن ۔
(۲) بیٹے کے بغیر خاندان بیکار ۔ اور پتّوں کے بغیر درخت ناکارہ ۔
(۳) سنگرانت (مہینہ کی پہلی تاریخ جب ہندو پُوجا پاٹ اور خیرات کرتے ہیں) بغیر خیرات کے بیکار اور گھٹاؤں کے بغیر بجلی ۔
(۴) بتاؔل کہتے ہیں ۔ اے بکرماجیت ان کے علاوہ عورت کے بغیر گھر بھی بیکار رہے ۔

گھر میں دوزخ

کیکر گھر کپت گھر ۔ اور کلچھن نار
نالائق بیٹا بدچلن عورت

گھوڑیاں اگے بھجنا ۔ چار نرگ سنسار
آگے بھاگنا دوزخ دُنیا

ترجمہ :- اگر گھر میں کیکر کا درخت ہو (کیونکہ اُس کے باعث گھر والوں کے پاؤں میں کانٹے چبھیں گے) نالائق لڑکا ہو ۔ بدچلن عورت ہو یا امیروں کے گھوڑوں کو پکڑ کر ان کے ساتھ آگے آگے دوڑنا پڑے (کیونکہ گھوڑے کے پاؤں سے کچل جانے کا خطرہ ہوتا ہے) یہ چاروں ہی دوزخ کی ایک سزا ہیں ۔

سری کرشن کی آنکھیں

(۱) سوہت سُد سُدھارے ہیے سُندر
خوبصورت اچھے بنے حسین

جوبن جوت سوبھائے بھرے ہیں
شباب آفتاب تعریف

(۲) سارس سوم سُرا ار سری سس
آبحیات شراب چاند

کنج کورنگن کرانت ہرے ہیں
کنول آہو تعریف چھین

(۳) کھنجن او مکرندھوج مین
ممولے عشق کا دیوتا مچھلی

نہار سبھے من لاج مرے ہیں
دیکھ کر سب دل شرمندہ

(۴) لوچن سری نندنندن کے بدھ
آنکھیں کرشن قُدرت

مانوں بان بنائے دھرے ہیں
سمجھئے تیر رکھے

ترجمہ:۔ (۱) سری کرشن کی آنکھیں خوبصورت ہیں۔ قُدرت نے ان کو حسین بنایا ہے اور ان کا آفتاب جیسا شباب قابل تعریف ہے۔

(۲) آنکھوں کا یہ سارس کا ساجوڑا اپنے اندر آبحیات۔ شراب اور چاند کی سی خصوصیات رکھتا ہے۔ اور یہ کنول سی آنکھیں ہرن کی آنکھوں کی خوبصورتی کو بھی مات کر رہی ہیں۔

(۳) ان آنکھوں کو دیکھ کر ممولہ۔ مچھلی اور عشق کا دیوتا بھی دل میں شرمندہ ہیں۔

(۴) سری کرشن کی آنکھیں قدرت نے ایسی بنائی ہیں گو یا دلوں میں اُترنے کے لئے تیر رکھ دیئے ہیں۔

شمشیر کی فضیلت

میر کرو تِرِن تے مرہے جائے
پہاڑ تنکا مجھ جیسے

گریب نواج نہ دوسر تو سو
غریب نواز دُوسرا تجھ سا

بھُول چھمو ہمری پربھ آپن
خطاؤں معاف ہماری آقا

بھُولن ہار کہوں کوؤ مو سو
خطاوار کیا کوئی مجھ سا

سیو کری تمری تن کے
خدمت کی تمہاری اُن

سبھ ہی گرہ دیکھیت داب بھروسو
سب گھر دیکھا دولت بھروسہ

یا کل میں سب کال کرپان کے
اس کلجگ موت شمشیر

بھاری بھوجان کو بھاری بھروسو
مضبوط ہاتھوں بھروسہ

ترجمہ :- مجھ جیسے تنکے کو پہاڑ کی طرح بلند کرنے والی۔ تجھ جیسا دُنیا میں کوئی غریب نواز نہیں۔ تو میری آقا ہے۔ میری خطاؤں کو معاف کر دے۔ مجھ جیسا کوئی خطاوار نہیں۔ تیری خدمت کرنے والے کا گھر دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اس کلجگ کے موجودہ زمانہ میں موت کا جام پلانے والی تو تلوار ہے جسے مضبوط ہاتھوں میں لے کر انسان کے دل میں قوت اور ارادہ میں یقین پیدا ہوتا ہے۔

عشق کی رسوائی سے بچنے کا طریقہ

(۱) اساں عشق دے مارے نی
ہم کے

او ہردم پئے چلدے ہجراں دے آرے نی

چل رہے جُدائی

(۲) اسی حُسن دے مُٹھے دے

ہم گھائل

او درد فراق دیاں چھُریاں دے کُٹھے دے

کی کے ذبح

(۳) لِگراں نوں سیکھاں نی

کانٹے

او تیرے نال نہیوں لاکے لیاں جدّ دیاں لیکاں نی

ساتھ عشق لگا کر لیں خاندان کی رسوائی

(۴) وے کوٹھے تے منجی نہ ڈاہ

پر چارپائی بچھا

او میں ساری تُدے دی آں جگتاں وِچ بھنڈی نہ پا

تم ہی کی ہوں دُنیا میں بدنامی کر

(۵) اساں اُٹھ اُٹھ بیندے آں

بیٹھتے ہیں

او کدی تاں آ اڑئیے پئے سِکدے رہندے آں

کبھی تو محبوبہ جلتے رہتے ہیں

(۶) مینوں تیریاں تانگاں دے

مجھے انتظار

او درد فراق دیاں سینے لگیاں پھانگاں دے

پھانس

(۷) سانوں روز اوڈیکاں نی

ہمیں انتظار

او سخن کنواریاں دے پتھراں تے لیکاں نی

کے لکیریں

(۸) چن لوئیے پھیرے دے

چاند لیں شادی کے پھیرے

او میریا وے ماہیا - مُک جاسن جھیڑے وے

میرے اے محبوب ختم جائیں گے جھگڑے

(پنجاب کے لوگ حُسن وعشق کے متعلق سوال وجواب کی صورت میں گایا کرتے ہیں جسے ماہیا کہا جاتا ہے۔ یہ ماہیا وہاں بے حد مقبول ہے۔ چنانچہ اوپر کا یہ ماہیا بھی سوال وجواب کی صورت میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے)

ترجمہ:۔ عاشق (۱) ہم عشق کے مارے ہوئے ہیں اور اس محبت کے آزار کا اس سے اندازہ کرو کہ تمہاری جدائی کے باعث ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دل پر ہر وقت آرہ چل رہا ہے۔

حسینہ (۲) یہ سچ ہے۔ مگر کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ میں بھی تمہارے حُسن کی گھائل ہوں اور تمہارے فراق کے درد کی چھُریوں نے مجھے بھی ذبح کر دیا ہے۔

عاشق (۳) میری محبوبہ جس طرح کیکر کے درخت کے کانٹے جسم کو چبھتے ہوئے تکلیف کا باعث ہوتے ہیں تیری محبت اس طرح میرے لئے دُکھوں کا باعث ہو رہی ہے اور تو دیکھ کہ تیرے اس عشق کے باعث میرے ساتھ میرا تمام خاندان بھی رسوا ہو گیا۔

حسینہ (۴) تو مکان کی چھت پر بے خوف ہو کر چارپائی نہ بچھا اور اس طرح محبت کا اعلان نہ کر۔ ہم تمام دُنیا میں رسوا ہو جائیں گے۔ تو اس محبت کو ابھی رازداری میں ہی رکھ۔ میں تجھ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں تیری ہوں اور میرا سب کچھ تیرا ہے۔

عاشق (۵) کیا تم میری بے قراری سے واقف ہو۔ میں رات کو سو بھی نہیں سکتا اور تمہارے تصور میں کروٹیں لیتا رہتا ہوں۔ میری محبوبہ کبھی تو میرے پاس آ۔ اور مجھ عشق کی آگ میں جلتے ہوئے کو دیکھ۔

حسینہ ۔(۶) تمہاری یہ کیفیت ہے۔ مگر تمہارے اس انتظار اور اس فراق کے درد کے باعث میرے دل میں بھی ایک پھانس سی لگی ہوئی ہے جو مجھے ہر وقت بے چین رکھتی ہے۔

عاشق (۷) میں سُنتا تھا کہ کنواری لڑکیاں اپنے وعدہ کی بہت پابند ہوتی ہیں اور ان کا عہد اس طرح قائم رہتا ہے جیسے پتھر پر لکیر۔ مگر تو نے آنے کا وعدہ کبھی پورا نہ کیا اور مجھے ہمیشہ ہی تیرا انتظار رہا۔

حسینہ (۸) میرے [illegible] بے بس ہوں۔ آ اس جھگڑے

کو ہمیشہ کے لئے ہی ختم کر دیں۔ علانیہ طور پر مذہبی رسوم کے مطابق پھیرے لے کر شادی کر لیں۔ تاکہ ہماری راہ میں کوئی مخل نہ ہو اور ہم عشق و محبت کا لطف آزادی کے ساتھ لے سکیں۔

سیاہ بندی کا اُلٹا اثر

لَونے مُکھ ڈیٹھ نہ لگے یوں کہہ دینوں اِیٹھ

حسین پیشانی نظرِ بد دیا سہیلی

دونی ہے لاگن لگی دیئے ڈیٹھونا ڈیٹھ

دوگنی کشش سیاہ بندی نظر

ترجمہ:۔ سہیلی نے حسینہ کی خوبصورت پیشانی پر اس خیال سے سیاہ بندی لگادی کہ یہ چاندسا مُکھڑا لوگوں کی بُری نظر سے محفوظ رہے۔ مگر اس سیاہ بندی کے باعث خوبصورتی میں اور اضافہ ہو گیا اور دیکھنے والوں کے دل میں دوگنی کشش پیدا ہو گئی۔

خمارِ شباب

بام تماسو کر رہی۔ بس بارونی سیہ

حسینہ تماشہ جبراً شراب پی

جُھکت ہنست ہنس ہنس جُھکت جُھک ہنس ہنس دیہ

کھلکھلا ہنستی کھل کھل

ترجمہ:۔ ہندی کا مشہور شاعر بہاری خمارِ شباب کی تصویر کھینچتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے اس حسینہ کو کسی نے جبراً شراب پلادی ہے اور اس کے نشہ کے باعث یہ عجیب تماشہ کر رہی ہے۔ کبھی کھلکھلا کر ہنستی ہے۔ کبھی مُسکراتی ہے۔ پھر مُسکراتی ہوئی کھلکھلاتی ہے پھر کھلکھلا کر ہنس دیتی ہے اور اس پر ہر وقت یہی کیفیت طاری ہے۔

محبوب کے دل سے چلے جانے کا خوف

موہے دیو میرو بھیو۔ رہت جو مل جیے ساتھ

مجھے دیا زندگی میرا رہتا وہ

سو من باندھ نہ سونپیو ۔ پیا سوتن کے ساتھ

وہ دل جبراً محبوب

ترجمہ :۔ شوہر نے دوسری شادی کر لی اور وہ نئی بیوی سے محبت کرنے میں مصروف ہے۔ پہلی بیوی کو قدرتی طور پر یہ ناگوار گزرا تو اپنے شوہر سے شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے ۔ اپنا دل آپ نے مجھے دیا تھا۔ وہ اس روز سے ہی میرا ہو چکا اور میری زندگی کے ساتھ مل کر وہ اور میرا دل ایک ہیں۔ اب اس میرے ہو چکے دل کو جبراً علیحدہ کر کے سوتن کے ہاتھوں میں نہ سونپ دیجئے۔

حُسن کے لئے گداگری

کن دیو و سونپیو سسر بہو تھر ہتھی جان

خیرات دینا سونپ دیا چھوٹے ہاتھوں والی

رُوپ رہنچٹ لگ لگیو۔ مانگن سب جگ آن

حُسن لالچ لگ گیا مانگنے آنا

ترجمہ :۔ خسر کفایت شعار تھے۔ نئی دُلہن کے چھوٹے ہاتھ دیکھ کر خیرات کا کام اس کے سپرد کیا گیا تاکہ جب یہ خیرات کرتے ہوئے آٹا یا اناج غریبوں کو دے تو تھوڑی مقدار میں دیا جائے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اس نئی دُلہن کے حُسن کو دیکھنے کے لئے اس لالچ میں تمام لوگوں نے ہی گداگری کا پیشہ اختیار کر لیا اور دُنیا مانگنے چلی آرہی ہے۔

کھُلے اور بندھے بالوں میں فرق

چھُٹے چھٹادیں جگت تیں سٹکارے سُکمار

کھُلے تارک دُنیا سے لمبے ملائم

من باندھت بینی بندھے نیل چھبیلے بار

دل باندھ لیتے چوٹی سیاہ حسین بال

ترجمہ :۔ عاشق اور محبوبہ خلوت میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ عاشق نے حسینہ کے بالوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ تمہارے بال بہت خوبصورت۔ بہت ملائم۔ بہت لمبے اور بہت سیاہ ہیں۔ اس حسینہ

نسوانی ادا کے ساتھ پوچھتی ہے کہ اچھا یہ بتاؤ تم ان بالوں کو کھُلے ہوئے زیادہ پسند کرتے ہو یا چوٹی کی حالت میں گُندھے ہوئے۔ تو عاشق جواب دیتا ہے۔ کہ جب یہ چوٹی کی حالت میں بندھے ہوتے ہیں تو ساتھ دل کو بھی باندھ لیتے ہیں اور جب کھُلے ہوتے ہیں تو یہ دل کو دُنیا سے ہی تارک کر دیتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مصیبت ہیں۔

دِل کی خوشی کا اظہار آنکھوں اور رُخساروں سے

چالے کی باتیں چلی۔ سُنت سُکھن کے ٹول

گونا — سُن کر — سہیلیوں — مجمع

گوئے او لوین ہنست بِکست جات کپول

چھُپائے — بھی — آنکھیں — ہنستی — ظاہر — ہوتے — رُخسار

ترجمہ :- حسینہ کی شادی کے بعد گونے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور جب اس کا ذکر حسینہ نے اپنی سہیلیوں کے مجمع میں سُنا تو دل میں خوشی و مسرت کے جذبات کا تلاطم سا پیدا ہو گیا۔ حسینہ ان جذبات کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے مگر اس کی آنکھیں چھپتی ہوئی بھی ہنس رہی ہیں اور اس کے رخساروں کی مسرت اس کے اس راز کو ظاہر کر رہی ہے۔

حسینہ کے بالوں کا اثر

سہج سچکن سیام رچ سُچ سوگندھ سُکمار

ویسے ہی — چکنے — سیاہ چمک — پاکیزہ — خوشبودار — ملائم

گنت نہ من پتھ اپتھ لکھ بتھرے سُتھرے بار

دیکھتا — نہیں — دل — راہ — غلط راہ — دیکھنا — بکھرے — صاف — بال

ترجمہ :- عاشق اپنی محبوبہ کی یاد میں دن رات بے قرار رہتا ہے۔ ناصح اس کو سمجھاتے ہیں کہ یہ غلط راستہ اختیار نہ کر۔ تباہ ہو جائے گا۔ ان نصیحتوں کو سُن کر عاشق کہتا ہے۔ کیا کروں۔ اس کے بال بغیر روغن کے ویسے ہی چکنے ہیں۔ سیاہ ہیں۔ چمکدار ہیں اور ملائم۔ پاکیزہ خوشبو والے ہیں۔ آخر میں انسان ہوں۔ تم ہی بتاؤ۔ ان حسین بکھرے ہوئے بالوں میں اُلجھ کر دل کا غلط راہ اختیار کرنا کون سا تعجب انگیز ہے۔

آنکھوں کی بے بسی

دوؤ چاہ بھرے کچھو چاہت کہو کہیں نہ

دونوں خواہش کچھ چاہتے کہنا کہتے

نہیہ جانچک سُن سوم لوں باہر نِکسن بین

نہیں گداگر ـــــ کنجوس آواز نکلتی بات

ترجمہ :- حسینہ سے محبوب ایک طویل عرصہ بعد ملے ہیں۔ جوش محبت کے باعث حسینہ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ یہ آنکھیں دل کی کیفیت کا اظہار کرنا چاہتی ہیں مگر ڈبڈبائی ہوئی ہونے کے باعث کر نہیں سکتیں اور ان کے اظہارِ جذبات نہ کر سکنے کی بالکل وہ کیفیت ہے جیسے گداگر کی آواز کو سُن کر کنجوس گھر سے باہر نہیں نکلتا۔

حسینہ کے گھر کی روشنی

پترا ہی تتھ پائیے واگھر کے چہوں پاس

جنتری تاریخ اُس چاروں طرف

نت پرت پنیو ہی رہت آنن اوپ اوجاس

ہمیشہ پورنماشی رہتی چہرہ چمک روشنی

ترجمہ :- کسی نے حسینہ کے پڑوس سے پوچھا کہ آج کون سی تاریخ ہے تو پڑوسن جواب دیتی ہے کہ اس قریب رہنے والی حسینہ کے چہرہ کی خوبصورتی۔ چمک اور روشنی کے باعث قریب کے تمام گھروں میں ہمیشہ ہی پورنماشی (پورے چاند کی روشنی) رہتی ہے اور معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اصلی چاند کب نکلا اور کب غروب ہوا۔ اس لئے تاریخ دیکھنے کے لئے ہمیں ہمیشہ ہی جنتری کی ضرورت رہتی ہے۔

سلونے رنگ میں حُسن کی مٹھاس

رہی لٹو ہے لال ہوں۔ لکھ وہ بال انوپ

فریفتہ حسینہ

کِتوں مٹھاس دِیہ دیئی اِتے سلونے رُوپ

کتنا دیا دینے والے اس کے حُسن

ترجمہ :۔ ہونے والے شوہر نے اپنی آئندہ بیوی کی سہیلی سے پوچھا کہ دُلہن کا رنگ روپ کیسا ہے تو سہیلی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے ۔ میں عورت ہوں اور عورت ہوتے ہوئے بھی اس کُسن حسینہ کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہوں ۔ تمہارے مرد ہونے کی صورت میں نہ معلوم تمہاری کیا کیفیت ہو گی ۔ جب تم دیکھو گے کہ اس کے سلونے رنگ میں بھی خدا نے کس قدر مٹھاس دی ہے ۔

عاشق کے ہاتھوں کا اثر

دِرگ مینچت مِرگ لوچنی بھریو اُلٹ بُھج باتھ

آنکھیں بندکیں آہو چشم ڈال دیئے ہاتھ گلے میں

جان گئی تے ناتھ کے ۔ ہاتھ پرم ہی ہاتھ

محبوب اُن

ترجمہ :۔ حسینہ بیٹھی ہے ۔ عاشق نے پیچھے سے آکر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا کہ آیا پہچانتی ہے یا نہیں آہو چشم حسینہ نے اپنے ہاتھ اُلٹ کر محبوب کے گلے میں ڈال دیئے جسم چھُوتے ہی جسم میں سنسناہٹ پیدا ہوئی اور فوراً محسوس کر لیا کہ یہ میرے محبوب کے ہی ہاتھ ہیں ۔

دل کی چکناہٹ اور آنکھوں کا رُوکھاپن

کور جتن کریئے توُ ناگر نہیوں ڈرے نہ

کروڑ کوشش کریں تو چالاک محبت چھُپتی

کہے دیت چت چیکنو نئی روکھائی نین

کہہ دیتی دل چکناہٹ بناوٹی رُوکھاپن آنکھیں

ترجمہ :۔ حسینہ اپنے محبوب سے ناراض ہے اور اپنی سہیلی سے اس ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی بے اعتنائی کا یقین دلانا چاہتی ہے ۔ مگر سہیلی جانتی ہے کہ یہ ناراضی بالکل بناوٹی اور عارضی ہے اور اس کا دل اپنے محبوب کو چھوڑ نہیں سکتا چنانچہ سہیلی کہتی ہے تم کروڑ کوشش کرو

تو پھر بھی تمہاری چالاکی تمہاری محبت کو چھپا نہیں سکتی اور تمہارے دل کی محبت کی چکناہٹ ہی کہہ رہی ہے کہ تمہاری آنکھوں کا روکھا پن بالکل بناوٹی ہے۔

عاشق کی شام

شام پئی شمع روشن ہوئی جاگن لگے پروانے

ہوئی ہوئے بیدار

لوکاں خوشیاں تے موت پتنگیاں جنہاں اگ دے نال پرانے

لوگوں کو اور پتنگوں کو جنہیں آگ کے ساتھ عشق

ترجمہ:۔ شام ہونے پر شمعیں روشن ہوئیں اور قربانی کے لئے پروانے بیدار ہوئے۔ اب شام کے بعد دنیا کے لوگوں کو تو خوشی نصیب ہو گی مگر ان پتنگوں کو موت جن کا آگ کے ساتھ عشق ہے۔

مرنے کے بعد عشق

منکر تے نکیر سسی نوں وِچ کبرے پچھن آئے

اور کو میں قبر پوچھنے

دس خاں سسئے توں وِچ دُنیا کی کی عمل کمائے

بتا دو تو نے میں کیا کیا

نعرہ مار اُٹھی وِچ کبرے وے میں نین پنوں سنگ لائے

میں قبر اے آنکھیں ساتھ لگائے

دسو خاں میرے پنوں دیاں خیراں تُسی کدوں کیچ توں آئے

بتا دو کی خبریں تم کب سے

ترجمہ:۔ منکر اور نکیر دونوں فرشتے پنوں کی معشوقہ سسی کی قبر پر پہنچے اور دریافت کیا کہ دُنیا میں تمہارے اعمال کیا تھے۔ سسی مرنے کے بعد بھی پنوں کے عشق سے محروم نہ ہوئی اور منکر و نکیر کو دیکھ کر خوشی کا نعرہ مارتے ہوئے کہا کہ کیا تم پنوں کے وطن کیچ سے آئے ہو۔ تم بتاؤ میرے اس محبوب کا کیا حال ہے جس کی آنکھوں کی میں عاشق ہوں۔

دیکھنے کا اثر

کون وکیل گھلاں در اُس دے اوتھے جا وکیلاں دی ناہیں

بھیجوں کے وہاں جگہ وکیلوں کی نہیں

جے ماہی تُساں بولن چھڈیا تے اساں ویکھن چھڈنا ناہیں

اگر محبوب تم نے بولنا چھوڑا مگر ہم نے دیکھنا چھوڑنا نہیں

ترجمہ:- حسینہ ناراض ہوگئی۔ عاشق کہتا ہے کہ عشق و محبت میں کسی وکیل کا کام نہیں۔ اس لئے کسی وکیل یا قاصد کو تمہارے دروازے پر نہیں بھیج سکتا۔ مگر میرے محبوب تم نے اگر بولنا چھوڑ دیا تو میں نے تمہیں دیکھنا تو نہیں چھوڑا۔ تمہارے دیکھنے میں ہی میری زندگی ہے۔

نیک لوگوں کا شعار

(۱) دھرتی اندر جل وسے جل بورنگی رسیں ملندا

زمین پانی میں پانی متعدد رنگ رس ملتا

(۲) جیوں جیوں کوئے چلاندا نیواں ہوئے نواں چلندا

جوں جوں کوئی چلائے نیچے ہو کر نیچی جگہ چلتا

(۳) دھوپے تتّا ہوے کے چھاویں ٹھنڈا ہوئے رہندا

دھوپ میں گرم ہو کر سایہ میں رہتا

(۴) نہاون جیوندیاں مویاں پیتے شانت سنتوکھ ہووندا

نہاتے جیتے مرے پئے اطمینان قرار ہوتا

(۵) نرمل کردا میلیاں نیویں سرور جائے ٹکندا

صاف کرتا میلے نیچے جگہ جاکر ٹھیرتا

(۶) گورمکھ سُکھ پھل بھو بھاؤ سہج ویراگ سدا بگسندا

نیک دل خوف محبت اطمینان اداسی ہمیشہ مطمئن

پُورن پر اُوپکار کرندا

پورے طور سے دوسرے احسان کرتا

ترجمہ :- (۱) پانی زمین کے اندر رہتے ہوئے بھی متعدد رنگ اور رس رکھتا ہے۔

(۲) اس پانی کو کوئی شخص جہاں بھی چاہے لے جائے۔ مگر خود یہ نیچی جگہ ہی آتا ہے۔

(۳) دھوپ میں اسے رکھو تو گرم ہو جاتا ہے۔ اور سایہ میں رکھو تو اس کے اندر ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے۔

(۴) لوگ جب زندہ ہوں تب اس سے نہاتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی اس سے مُردے کو نہلایا جاتا ہے۔ اس کے پینے سے دل کو اطمینان و قرار نصیب ہوتا ہے۔

(۵) میلے لوگوں کو تو صاف کرتا ہے مگر خود نیچی جگہ جا کر بیٹھتا ہے۔

(۶) اس پانی کی طرح ہی نیک دل لوگ اُداسی۔ خوف۔ محبت۔ اطمینان اور سُکھ وغیرہ ہر حالت میں مطمئن رہتے ہیں۔

(۷) اور دوسروں پر احسان کرتے ہیں۔

ناآشنائے محبّت کا عشق

کچی کلی کچنار دی رُوپ تھوڑا رنگ بہتا

کی زیادہ

ایسی پریت گنوار دی سُکھ تھوڑا دُکھ بہتا

محبت کی زیادہ

ترجمہ :- جس طرح کچنار کے پھول کی کلی دیکھنے میں خوبصورت نہیں ہوتی اور رنگ زیادہ دیتی ہے محبت سے ناآشنا گنوار کے عشق میں راحت اور سُکھ کم مگر تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔

حسینہ کے پوشیدہ تیر

سُکچ سرک پئے نکٹ تیں مُلک کُچھک تن تور

چھاتیاں محبوب قریب سے مُسکرا کچھ جسم انگڑائی

کر آنچر کی اوٹ کر جمہائی مُکھ مور

آنچل منہ جمائی موڑ کر

ترجمہ :- چھاتیوں پر سے تھوڑا سا کپڑا سرکا۔ محبوب کے قریب ہو۔ کچھ مُسکرا۔ انگڑائی لے کر آنچل کی اوٹ میں جمائی لی اور مُنہ موڑ لیا۔

غصّہ میں محبّت

انرس ہوں رس پایئے رسک رسیلی پاس

غصّہ میں بھی محبّت طالب لُطف

جیسے سانٹھے کی کٹھن گانٹھوں بھری مٹھاس

گنّا سختی

ترجمہ :- حسینہ ناراض ہے۔ تیور بدلے ہوئے ہیں۔ غصہ ہے اور عاشق کو جرأت نہیں کہ وہ معافی کا طالب بھی ہو۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حسینہ کی سہیلی کہتی ہے۔ تم گھبراؤ نہیں۔ وہ غصہ میں بھی محبت سے محروم نہیں ہوئی۔ تم اس رسیلی کے پاس چلے جاؤ۔ اس کی حالت تو ایسی ہی ہے جیسے گنّے کی سخت گانٹھوں میں بھی مٹھاس بھری ہوتی ہے یعنی اس غصّہ میں بھی اس کے دل میں تمہارے لئے محبّت ہے۔ صرف آنکھیں چار ہونی چاہئیں۔

طوائفوں کی محبّت

کھری پاتری کان کی ۔ کون بہاؤ بان

بالکل پتلی۔ کچی طبیعت بُری

آک کلی نہ رلی کرے الی الی جیسے جان

رنگ رلی حسینہ بھنورا

ترجمہ :- حسینہ سے کسی نے شکایت کی کہ تمہارا شوہر طوائفوں کے ہاں جاتا ہے۔ شوہر جب گھر آئے تو حسینہ نے عدم تعاون شروع کیا۔ بگڑی بیٹھی ہیں۔ شوہر اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ تم کانوں کی بالکل ہی کچی ہو۔ ایسی بُری طبیعت رکھتی ہو کہ جو کوئی تم سے غلط کہہ دے یقین کر لیتی ہو۔ بھلا یہ تو بتاؤ کوئی بھنورا آک کی کلیوں سے بھی رنگ رلیاں منا سکتا ہے۔ یہ طوائفیں تو محبّت سے اس طرح ہی خالی ہیں جیسے آک کا پودا خوشبو سے محروم ہوتا ہے۔

محبّت کی آگ پر پانی کا اثر

لال تہارے برہ کی اگن انوپ اپار
محبوب تمہارے محبت آگ عجیب پُراسرار

سر سے برسے نیر ہوں مِٹے نہ جھر ہوں جھار
بڑھے پانی جھڑی آگ

ترجمہ :- حسینہ جدائی کے باعث بے قرار ہے اور اپنی اس کیفیت کے متعلق اپنے محبوب کو لکھتی ہے کہ تمہاری محبت کی آگ بھی عجیب اور پُراسرار ہے کہ اگر آسمان سے بارش ہو تو یہ اور سلگتی ہے۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جائے تو پھر بھی نہیں بجھتی۔ یعنی اس آگ پہ پانی کا اثر ہی نہیں۔

دلوں کی چور آنکھیں

چِت بت بچت نہ ہرت ہٹھ لالن دِرگ برجور
دل دولت بچ کر چھین مضبوطی محبوب آنکھیں زبردست

ساودھان کے بٹپرا ئے جاگت کے چور
ہوشیار ڈاکو جاگتے

ترجمہ :- حسینہ نے اپنی سہیلی سے شکایت کی کہ محبوب کو دیکھتے ہی کس طرح آنکھوں کا اس کے دل پہ اثر ہوا۔ اس شکایت کو سُن کر سہیلی کہتی ہے کہ ان پُراثر آنکھوں سے دل کی دولت کا بچانا ممکن نہیں کیونکہ ان کی گرفت بہت مضبوط ہوتی ہے۔ اور یہ آنکھیں تو ہوشیار کے لئے بھی ڈاکو ہیں جو روز روشن میں لوگوں کے جاگتے ہوئے بھی دلوں کو چرا کرلے جاتی ہیں۔

ملہار کا اثر

پوس ماس سُن سکھن سوں سائی چلت سبار
مہینہ سہیلیوں سے محبوب جائیں گے علی الصبح

گہہ کر بین پربین تئے راگیو راگ ملہار
اٹھا بجا گایا

ترجمہ :- پوس (دسمبر کی سردی) کا مہینہ ہے۔ سہیلیوں سے معلوم ہوا کہ محبوب اگلے روز علی الصباح پردیس جائیں گے۔ جُدائی گوارا نہ تھی۔ بہت سوچا کہ کیونکر سفر ملتوی ہو۔ آخر بین بجاکر ملہار گانا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسمان پر گھٹائیں چھا گئیں۔ بارش شروع ہوئی اور سفر ملتوی ہو گیا۔

احمق چھپ نہیں سکتا

(۱) انھے اگے آرسی نائی دھر نہ ودھائی پاوے

اندھے سامنے آئینہ رکھ انعام پائے

(۲) بولے اگے گاویئے سُوم نہ ڈوم گوائے پہناوے

بہرے سامنے گایا جائے کنجوس پوشاک پہنائے

(۳) پُچھے مسلت گونگیوں وگڑے کم جباب نہ آوے

پوچھے مسئلہ گونگے سے بگڑے کام جواب آئے

(۴) پھلواڑی وڑ گنگنا مالی نوں نہ انعام دواوے

داخل مفلس کو دلوائے

(۵) لُولے نال وواہیئے کو گل مل کامن گل لاوے

اپاہج ساتھ بیاہ دیں کس طرح گلے شوہر گلے لگائے

(۶) سبھنا چال سہاونی لنگڑا کرے لکھاؤ لنگاوے

سب کو اچھی ظاہر کرے لنگڑائے

(۷) لُکے نہ مورکھ آپ لکھاوے

چھپے احمق ظاہر ہو

ترجمہ :- (۱) اگر دستور کے مطابق حجام اندھے کے سامنے بھی آئینہ رکھے تو اندھے سے انعام حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲) اگر بہرے کے سامنے کوئی گویا گائے یا کوئی ڈوم کنجوس آدمی کی مدح سرائی کرے تو گویئے یا ڈوم کو انعام میں پوشاک نصیب نہ ہو گی۔

(۳) اگر گونگے سے کسی مشکل مسئلہ کا حل پوچھا جائے تو یہ گونگا اس مسئلہ کا جواب تو کیا دے گا بلکہ مسئلہ کو زیادہ پیچیدہ اور خراب بنانے کا باعث ہوگا۔

(۴) اگر مفلس شخص کسی پھلواڑی میں چلا جائے تو مالی کو انعام نہ دے سکے گا۔

(۵) اگر اپاہج کے ساتھ لڑکی کا بیاہ کر دیا جائے تو شوہر کیونکر اپنی بیوی کو گلے لگا سکتا ہے۔

(۶) جب بہت سے لوگ اکٹھے چل رہے ہوں تو ان میں لنگڑا شخص خود ہی اپنی چال سے ظاہر ہو جاتا ہے

(۷) اسی طرح ایک احمق چھپ نہیں سکتا۔ خود ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دیتا ہے۔

شباب کی معصومیت اور بےگناہی

اِک بھیجے چھلے پرے ڈُبے بہے ہجار

کوئی بھیگتا دلدل پھنسے ڈُوبتا بہہ جاتے ہزاروں

کِتوں نہ اوگن جگ کرت۔ نے وے چڑھتی بار

کسی نے الزام دُنیا لگایا ندی جوانی

ترجمہ:۔ کوئی بھیگتا ہے۔ کوئی دلدل میں پھنستا ہے۔ کوئی ڈُوبتا ہے اور ہزاروں لوگ بہہ جاتے ہیں۔ مگر اُٹھتی جوانی اور چڑھتی ہوئی ندی کی اس تباہ کاری کو دُنیا میں کبھی کسی نے ملزم نہ ٹھیرایا۔

دل کو باندھنے کی ادا

کچ سمیٹ کر بھُج اُلٹ۔ کھئے سیس پٹ ڈار

بال ہاتھ باندو کندھے جسم آنچل ڈال

کاکو من باندھے نہ یہ جُوڑو باندنہار

کس کا دل جُوڑا باندھنے والی

ترجمہ:۔ بالوں کو سمیٹ کر۔ ہاتھوں اور بازوؤں کو پچھلی طرف اُلٹ کر اور اپنے جسم (چھاتیوں) پر سے آنچل ہٹا کر کندھوں پر ڈالتے ہوئے جب حسینہ بالوں کا جوڑا کرتی ہے تو بتائیے وہ کون سنگدل ہوگا جس کا اس ادا کے باعث بالوں کے جوڑے کے ساتھ دل بھی نہ باندھ لیا جائے۔

حسینہ کی آنکھیں

ہر جھب جل جب میں پرے تب تیں چھن بچھرے نہ

محبوب حُسن دریا سے پڑے سے لمحہ بچھڑے

بھرت۔ ڈرت۔ بُڈت۔ ترت۔ رہٹ گھری لوں نین

بھر جاتے گرتے ڈوبتے تیرتے گھڑی طرح آنکھیں

ترجمہ :۔ سہیلی حسینہ کا پیغام لے کر محبوب کے پاس پہنچی تو سہیلی نے حسینہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب سے اُس کی آنکھیں تمہارے حُسن کے دریا میں غوطہ زن ہوئی ہیں یہ اس آب حیات سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدائی برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہ آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ آنسو ان میں سے گرتے ہیں۔ آنسوؤں میں ڈوبتی ہیں اور آنسوؤں میں ہی تیرتی ہیں۔ چنانچہ ان کی کیفیت رہٹ کے اُن بندھے ہوئے لوٹوں کی طرح ہے جو پانی سے الگ ہوتے ہیں مگر ہو نہیں سکتے۔

محبّت کا اثر

اُر اُرجھیو چِت چور سوں گورو گُرجن کی لاج

دل اُلجھا دل سے بڑے بزرگوں

چڑھے ہنڈورے سے ہیئے گئے بنے گِرہ کاج

پنگھوڑا دل کیسے ہو گھر

ترجمہ :۔ حسینہ کو اپنے شوہر سے محبت ہے۔ دل ہر وقت شوہر کے خیال میں غرق رہتا ہے۔ گھر کا کام کاج کرنے کو جی نہیں چاہتا اور گھر کی بزرگ عورتیں (جٹھانی اور ساس وغیرہ) کام نہ کرنے کو محسوس کرتی ہیں تو حسینہ اپنی سہیلی سے دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتی ہے کہ مجھے گھر کے بڑے بزرگوں کے ادب کا پاس تو ہے اور میرا فرض ہے کہ میں ان کی خدمت کروں۔ مگر دل اس دلربا کی یاد میں اُلجھا ہے۔ میں ایسا محسوس کرتی ہوں جیسے پنگھوڑے میں بیٹھے ہوئے ہوا میں اڑ رہی ہوں۔ اس حالت میں مجھ سے گھر کا کام کاج گیا ہو۔

محبوب کے رہنے کی جگہ

سکھی سکھاوت مان بِدھ سینن برجیت بال

سہیلی [illegible] طریقہ [illegible] حسینہ

ہرے کہے مو ہیئے میں بست بہاری لال

آہستہ کہو میرے دل بستے محبوب

ترجمہ :- حسینہ کو شوہر سے بے حد محبّت ہے اور جب یہ اپنے شوہر سے باتیں کرتی ہے تو خود فراموش سی ہو جاتی ہے ۔ اس کیفیت کو دیکھ کر سہیلی نے حسینہ سے خود دار رہنے کی تلقین کی ۔ اس تلقین کو سُن کر حسینہ نے اُنگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے سہیلی کو منع کیا اور کہا ۔ چپکے سے آہستہ آہستہ کہو ۔ کیونکہ میرے محبوب میرے دل میں بستے ہیں ۔ دل اور کانوں کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ اس تیری تلقین کو سُن لیں ۔

حُسن کا آنکھوں پر اثر

لال تہارے رُوپ کی کہو ریت یہ کون

محبوب تہارے حُسن دستور کیسی

جاسوں لاگے پلک درگ لاگے پلک پلو نہ

جس سے لگے لمحہ آنکھیں لگے لمحہ

ترجمہ :- حسینہ نے جس روز سے محبوب کو دیکھا ہے اسے چین نصیب نہیں ۔ راتیں جاگتے بسر ہو جاتی ہیں ۔ چنانچہ حسینہ اپنے محبوب کو اس کے حُسن کی شکایت کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ تہارے حُسن کی سرکار میں یہ کیا دستور ہے کہ اگر اس کو کسی کی آنکھوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی دیکھ لیا تو پھر ان آنکھوں کا ایک لمحہ کے لئے بھی پلک لگنا غیر ممکن ہے ۔

آنکھوں کی بے بسی

لاج لگام نہ مانہی ۔ نینا مو بس ناہیں

حیا مانتے آنکھیں میرے نہیں

یہ مونہہ جور ترنگ لوں ۔ اینچت ہوں چل جاہیں

مُنہ زور گھوڑے طرح کھینچتے ہی چلے جاتے ہیں

ترجمہ :- سہیلی نے حسینہ سے تاکید کی کہ جب تہارے محبوب آئیں تو حیا کا اظہار کرتے ہوئے آنکھیں نیچے رکھنا ۔ مگر حسینہ سے یہ نہ ہو سکا ۔ اور جب محبوب نظر آئے تو آنکھیں چار ہو ہی گئیں ۔ اس بے بسی کی کیفیت کو بیان

کرتے ہوئے حسینہ کہتی ہے ۔میں کیا کروں میری آنکھیں میرے بس میں نہیں۔ یہ حیا کی لگام سے قابو میں نہیں آتیں یہ تو منہ زور گھوڑے کی طرح بے قابو ہو کر محبوب کی طرف کھنچتی ہی چلی جاتی ہیں۔

حُسن کا قلعہ

چلت نہ پاوت نِگم مگ جگ اُپجی ات تراس

رواں ہو رہا وید راستہ دُنیا پیدا ہوا انتہائی کہرام

کُچ اُتنگ گرور گھیوں مینا یَن مکاس

چھاتیاں بلندی پہاڑ قایم کیا لیٹری قوم حُسن قلعہ

ترجمہ :۔ (راجپوتانہ کی مشہور لُٹیری قوم) مینا کی طرح حُسن نے بھی اپنا قلعہ (پہاڑ کی بلندی یعنی) چھاتیوں پر قایم کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دُنیا میں ایک کہرام پیدا ہو گیا ہے اور ویدوں کی راہ (ویدوں میں لکھا ہے کہ ہر غیر عورت کو اپنی ماں بہن کے برابر سمجھو) بھی اس (دلوں کے ڈاکو حُسن) نے بند کر دی۔

آنکھوں کے تیروں کا اثر

دِرگن لگت بیدھت ہیو۔ بِکل کرت انگ آن

آنکھیں چھید دل بے قرار کرتے جسم کے حصّے سب

یہ تیرے سب تیں وِشم ایچھن تیچھن بان

سے نرالے آنکھیں تیز نوکدار تیر

ترجمہ :۔ عاشق حسینہ سے اس کی آنکھوں کے اثر کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تیری آنکھوں کے تیروں کا اثر دُنیا کے تمام نوکدار ہتھیاروں (تلوار۔ نیزہ۔ برچھی۔ کٹار وغیرہ) سے بالکل نرالا ہے۔ دوسرے ہتھیار تو جہاں لگیں صرف وہیں اثر کرتے ہیں مگر تیری آنکھوں کے تیر زخمی تو دل کو کرتے ہیں۔ مگر اس سے بے قرار جسم کا ہر حصّہ ہوتا ہے۔

آنکھوں کا اثر دِل پر

میں تو سوں کے بار کہیو، تُو جن نہیں پتیائے

تجھ سے کی بار کہا بھروسہ

لگا لگی کر لوئین ۔ اُر ہیں لائی لائے

محبت کی رگڑ آنکھیں دِل لگائی آگ

ترجمہ :۔ محبت کی تکالیف نے جب انتہائی صورت اختیار کی تو حسینہ نے اپنی اس مصیبت کی سہیلی سے شکایت کی ۔ اس شکایت کو سُن کر سہیلی کہتی ہے ۔ میں نے تم سے کئی بار کہا کہ تم جن آنکھوں پر بھروسہ کرتی ہوئی ان کو تسکین اور قرار کا باعث سمجھ رہی ہو یہی آنکھیں تمہارے لئے بے چینی اور بے قراری کا سبب ہوں گی ۔ مگر تم نے میرا کہا نہ مانا ۔ اور اب نتیجہ دیکھ لیا کہ محبت کی رگڑ تو آنکھوں میں لگی اور آگ تمہارے دل میں سُلگ گئی ۔

سُہاگ کی رات

چمک تمک ہانسی سِسک مُسک جھپٹ لِپٹان

چونکنا غصّہ ہنسنا سسکی لینا مُسکراہٹ لپٹنا

یہ جہیں رت سورت مُکت اور مُکت اتی ہان

اگر رات تو رات بہشت دوسرے بہشت انتہائی ذلیل

ترجمہ :۔ سُہاگ کی رات کو حسینہ کا چونکنا ، غصّہ ہونا ۔ ہنسنا ۔ سسکیاں لینا ، مُسکرانا اور جھپٹ کر لپٹ جانا اس کے لئے بہشت کے برابر ہیں ۔ اس کے مقابلہ پر دُنیا کے دوسرے تمام بہشت عورت کے لئے ذلیل ترین حیثیت رکھتے ہیں ۔

نِسوانی تیر اندازی

تر بلی نابھ دکھائے کے ۔ سِر ڈھک سُکچ سماہے

تین لکیریں ناف دکھا کر حیا سمٹ کر

الی الی کی اوٹ ہوے ۔ چلی بھلی بِدھ چلاہے

سہیلی سہیلی عجیب طریقہ دیکھ کر

ترجمہ :۔ ناف کے اوپر پیٹ کی تین لکیریں اس طرح دکھا کر کہ کوئی دیکھ نہیں رہا ۔ پھر سر کے کپڑے کو آگے سرکا ۔ بناوٹی حیا میں سمٹ اور سہیلی کی اوٹ میں ہو کر اشارہ کرتے عجیب طریقہ سے دیکھ کر چلی دی ۔

سلونہ پن کا اثر

تیوں تیوں پیاسے ہی رہت۔ جیوں جیوں پیّت اگھائے

تول تول رہتے جوں جوں پیتے سیر ہو کر

سُگن سلونے رُوپ کی۔ جو نہ چکھو تشہ بُجھائے

تعریف نمکین حُسن آنکھوں کی پیاس

ترجمہ :- اگر اس نمکین حُسن والی حسینہ کو بار بار دیکھنے پر بھی آنکھوں کی پیاس نہیں بجھتی تو اس میں آنکھوں کا کیا قصور ہے۔ یہ تو سلونہ پن کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ آپ کو پیاس لگی ہو نمکین پانی کتنا سیر ہو کر پی لیجئے۔ پھر بھی پیاس لگے گی۔

عورت کی بادشاہت

سن کجل چکھ جھکھ لگن اپجیو سُدن سنیہہ

سنیچر کاجل آنکھیں مین گھر پیدا اچھی ساعت محبت

کیوں نہ نرپت ہے بھوگوے لہہ سودیس سب دیہہ

بادشاہ استعمال کرنا پاکر حسین ملک جسم

ترجمہ :- جوتش کے مطابق مین یعنی دسویں گھر میں اگر سنیچر پڑے تو انسان راجہ ہوتا ہے۔ سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ تیرے مین لگن (یعنی آنکھوں) میں سنیچر (یعنی کاجل) پڑا ہے اور اچھی ساعت میں تجھے محبوب سے محبت ہو گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تو ایک حسین ملک (یعنی جسم) کی بادشاہ ہے تو پھر تو ان بادشاہت کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اپنے محبوب کے دل پر حکومت کیوں نہیں کرتی۔

شوہر کی تعریف

سُندر گُن۔ مندر یُوبا۔ یووت باوکیں جا ہے

اچھی سرشت حُسن و جوانی بہادری آزمائش ہو چکا

کوتا راگ۔ رسِک جو ناک کیے تا ہے

شاعری موسیقی واقف شوہر اس کو

ترجمہ :- شوہر وہ قابل تعریف ہے جس کی سرشت اچھی ہو جس کا حُسن وجوانی مندروں کی طرح خوبصورت ہو۔ جو بہادری اور شجاعت کی آزمائش میں پُورا اُتر چکا ہو اور جس کو شاعری اور موسیقی کی واقفیت ہو تاکہ وہ اپنی محبوبہ کے حُسن اور جذبات کی قدر کر سکے۔

بازو پھڑکنے کے بعد اگر ملیں

بام باہو پھرکت ملیں جو ہر جیون مُور

بائیں بازو پھڑکتی آقا زندگی میرے

تو توہیں سوں بھیٹیوں راکھ داہنی دُور

تم کو ملاؤں گی رکھ کر

ترجمہ :- محبوب پردیس میں ہیں۔ حسینہ کا بایاں بازو پھڑک رہا ہے اور چونکہ بازو کا پھڑکنا دوست کے ملنے کا شگون ہے۔ حسینہ اپنے بائیں بازو سے کہتی ہے کہ تمہارے پھڑکنے کا نتیجہ اگر میری زندگی کے مالک یعنی میرے محبوب آ جائیں تو میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ تمہارے رقیب (داہنے بازو) کو دُور رکھ کر سب سے پہلے تمہیں ہی محبوب کے گلے میں ڈال کر ملاؤں گی۔

نسوانی ترکش کا ایک تیر

سُن پگ دُھن چتئی اِتے نہات دیئے ای پیٹھ

پاؤں آہٹ دیکھا کیونکہ نہارہی دے کر طرف

چکی جُھکی سُکچی ڈری ہنسی لجیلی ڈیٹھ

حیران حیا شرمیلی نگاہ

ترجمہ :- حسینہ دریا کے کنارے راستہ کی طرف پیٹھ کئے نہار ہی تھی تو محبوب بھی وہاں آ گئے۔ ان کے پاؤں کی آہٹ سُن کر دیکھا۔ حیران ہوئی۔ جسم کو چھپانے کے لئے جُھکی۔ حیا کے ساتھ سُکڑنے کی کوشش کی۔ کچھ خوفزدہ سی ہوئی۔ اور پھر شرم و حیا والی مُسکراہٹ کے ساتھ ایک نگاہ سے دیکھ لیا۔

اہلِ وطن کا زخم غیروں کے مرہم سے اچھا

اگر تو زخم زنی بہ کہ دیگرے مرھم

لگے بہتر دوسرے

وگر تو زہر دہی بہ کہ دیگری تریاک

دے بہتر دوسرے

ترجمہ :۔ شاعر اہلِ وطن سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ اگر تمہارے ہاتھوں سے زخم بھی لگے تو وہ غیروں کے مرہم سے بہتر ہے ۔ اگر تم زہر بھی دو تو غیر وطن والوں کے تریاق سے اچھا ۔

تاج و تخت سے گدائی اچھی

خوش فرش بوریا و گدائی و خوابِ امن

کایں عیش نیست درخور اورنگ خسروی

کہ نہیں ہے حصہ میں تخت شاہی

ترجمہ :۔ انسان کو بوریئے کے پُر لطف فرش گدائی اور پُر سکون خواب میں وہ راحت ہے جو بادشاہوں کے تخت پر بھی نصیب نہیں ہو سکتی ۔

حاجت۔ حاجت نواز کے دروازہ پر

حافظ آبِ رُخ خود بر در ہر سفلہ مزاج

آبرو اپنی پہ دروازہ کمینہ

حاجت آں بہ کہ بر قاضی حاجات بریم

وہ بہتر پہ لے جائیں

ترجمہ :۔ حافظ فرماتے ہیں کہ اپنی آبروریزی ہر کمینہ کے دروازہ پر مت کر۔ حاجت وہی بہتر جو

حاجت نواز کے پاس لے جائیں۔

حسینہ کے گھر کے بھیدی

جدپ ناہیں ناہیں نہیں۔ بدن لگی جک جات

گو مُنہ سے رٹ لگاتی

تدپ بھوئیں ہانسی بھرن ہاں سُیے ٹھیرات

تب بھی ہنسی بھری سا انکشاف

ترجمہ:- سہیلی نے حسینہ سے رات کی کیفیت پوچھی تو حسینہ نے "نہیں" کہا۔ اس "نہیں" کو دیکھ کر سہیلی کہتی ہے کہ گو مُنہ سے تو تم "نہیں" "نہیں" کی رٹ لگا رہی ہو اور انکار کر رہی ہو مگر تمہاری مُسکراہٹ بھری بھوئیں تمہارا انکشاف کرتے ہوئے "ہاں" کہہ رہی ہیں۔

حیا کا قلعہ

لکھ دَورت پیا کر کٹک باس چھوڑاون کاج

دیکھا دوڑتے شوہر ہاتھ فوج لباس چھوڑنے کے لئے

بُرنی بَن دِرگ گڈن میں رہی گڈو کر لاج

پلک جنگل آنکھیں قلعہ چھپ حیا

ترجمہ:- رات کو شوہر نے حسینہ سے لباس اُتارنے کے لئے کہا تو حیا کے باعث حسینہ نے انکار کیا۔ اس شرمیلے انکار کے بعد شوہر نے خود کوشش کی تو حسینہ نے اپنی نسوانی قوت کے مطابق تھوڑا بہت ستیہ آگرہ بھی کیا مگر بے چاری عورت تھی کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر جب دیکھا کہ شوہر کے ہاتھ فوج کی طرح اس کی حیا پر جھپٹ رہے ہیں تو اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنی حیا کو آنکھوں کے قلعہ اور پلکوں کے جنگل میں چھپا لے۔ یعنی حیا کے ساتھ آنکھیں بند کر لیں۔

پازیب کی خاموشی کا نتیجہ

پرلیو جور پریت رت پُرتی رن چھیر

جاری ہے زور وشور غیر سے محبت رات مسلسل طوریہ فضا خاموشی

کرت کُلاہل کِنکنی گیہو مون منجیر

کرتی شور کمربند تھیں خاموش پازیب

ترجمہ :۔ شوہر رات کو گھر واپس نہیں آئے۔ باہر کسی دوسری عورت کے ساتھ جھک مار رہے تھے گھر میں خاموشی کا عالم تھا۔ حسینہ غور و فکر میں کروٹیں لے رہی تھی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر صبح کو سہیلی نے ازراہ ہمدردی حالات پوچھے تو شوہر پرست بیوی نے کہا "کچھ نہیں"۔ اس مہر سکوت پر سہیلی کہتی ہے۔ تو نہ بتا۔ تیری خاموشی اور غور کا تسلسل ظاہر کرتا ہے کہ تیرے محبوب رات کو غیروں کی محبت میں مصروف تھے اور اس کا ثبوت ایک اور ہے کہ ہمیشہ رات کو تو تیری پازیب شور پیدا کرتی تھی مگر پچھلی رات تیری پازیب تو خاموش تھی اور پازیب کے شور کی جگہ کروٹیں لینے کے باعث تیرے کمربند کے طلائی گھنگرو شور کر رہے تھے۔

عرقِ گلاب جلانے کا باعث

مار سو مار گری گھری۔ مری مرہے نہ مار

محبت کی چوٹ لگائی گہری مری ہوئی

سینچ گلاب گھری گھری۔ اری برہیں نہ بار

چھڑک گھڑی گھڑی اے مہجورہ جلا

ترجمہ :۔ حسینہ محبوب کی جُدائی کے غم میں نڈھال تھی۔ غش آگیا۔ سہیلی نے غش کو دُور کرنے کے لئے عرق گلاب کے چھینٹے دیئے۔ جب ہوش آیا تو سہیلی سے کہتی ہے کہ محبت کی گہری چوٹ کے باعث پہلے ہی مری ہوئی ہوں مجھے اور نہ مارو کیونکہ تمہارا گلاب کا عرق بار بار چھڑکنا اور اس کی خوشبو آنا مجھے میرے محبوب کی یاد دلاتا ہے اس طرح گلابِ پاشی کر کے مجھ مہجورہ کو اور نہ جلاؤ۔

گنوارن کے تیر

گدرانے تن گورئی۔ ایپن آڑ رللار

شباب جسم حسینہ قشقہ پیشانی

ہُٹھیو دَے اِٹھلائے وِرگ کرے گنوار سومار

گنوارپن سے اٹھلانا آنکھیں اچھانشانہ

ترجمہ :۔ شباب کے زمانہ میں گنوارن حسینہ کا اپنی پیشانی پر اپہن (گیلے چاول اور ہلدی ملاکر ٹیکہ لگانے کی سامگری کا نام اپہن ہے) کا قشقہ لگانا اور گنوارپن کے ساتھ اٹھلانا (یعنی انگڑائیاں لینا) اور دیہاتی انداز کے ساتھ آنکھوں سے مُسکرانا بھی حُسن پرستوں کے دل پر خوب نشانہ لگاتا ہے۔

اندھیری رات کا چاند

سگھن کُنج گھن گھنتمر اَدھک اندھیری رات

گھنا جنگل بادل سیاہ زیادہ

تَوُ نہ دُرہے شیام یہ دیپ سِکھا سی جات

تو بھی چھُپے عاشق چراغ لَو کی جاتی

ترجمہ :۔ گھنے جنگل کا سماں ہے۔ اور آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ رات اور زیادہ سیاہ ہو گئی۔ اس منظر سے متاثر ہو کر عاشق نے چاہا کہ حسینہ کو اپنے ساتھ لے جائے اور حسینہ بھی چلنے کے لئے تیار ہے۔ مگر حسینہ کی سہیلی عاشق سے کہتی ہے تو اس اندھیری رات میں بھی اس چاند سی حسینہ کو کہاں چھپائے گا یہ تو راستہ میں چراغ کی لو کی طرح خود روشنی کا سبب ہوگی اور راز افشا ہو جائے گا۔

عشاق کا دوزخ اور بہشت

جو نہ جُگت پیا مِلن کی۔ دُھور مُکت مُکھ دین

اگر ذریعہ محبوب ملنے خاک بہشت مُنہ دیجئے

جو لہے سنگ سجن توں۔ دھرک نرک ہوں کین

ملے رفاقت محبوب کی خوف دوزخ کیوں کیجئے

ترجمہ :۔ اس بہشت پر خاک ڈالئے جہاں محبوب سے ملنے کی کوئی صورت نہ ہو اور اس دوزخ کا کیا خوف جہاں پیارے کی رفاقت نصیب ہو۔

نمکین رنگ کا دل پر اثر

کینے ہوں کوٹن جتن۔ اب کہے کاڈھے کون

کئے ہیں کروڑوں کوششیں کہو نکالے

بھوَ من موہن رُوپ رل ۔ پانی میں کوَ لوَن

ہوا دل کرشن حُسن کا نمک

ترجمہ :۔ سانولے رنگ کے محبوب کا حُسن دل پر ایسا اثر کر گیا کہ حسینہ باوجود کوشش کے بھی اس کو نہ بُھول سکی ۔ اس کیفیت کو دیکھ کر سہیلی نصیحت کرتے ہوئے کہتی ہے کہ کیوں اپنی جان کھو رہی ہے ۔ کیوں اس کی یاد کو دل سے نکال نہیں دیتی ۔ اس نصیحت کو سُن کر حسینہ جواب دیتی ہے " سانولے کرشن کے نمکین حسُن کو دیکھ کر دل کی کیفیت اس پانی کی سی ہوگئی ہے جس میں نمک ملا ہوا ہو ۔ اور پھر کروڑوں بار کوشش کرنے پر بھی اس پانی میں سے نمک الگ نہ کیا جا سکے ۔

سینہ کی بے نقابی

دُرت نہ کُچ رنچ کنچکی ۔ چُپری ۔ سادی ۔ سیت

چُھپ سینہ میں انگیا معطر سفید

کوَ انکن کے ارتھ لوں ۔ پرگٹ دکھائی دیت

شاعر شعر مطلب طرح ظاہر دیتے

ترجمہ :۔ حسینہ کے جسم کے ساتھ لگ کر معطر ہو چکی سادہ اور سفید انگیا میں حسینہ کا سینہ باوجود چھپانے کے بھی نہ چھُپ سکا ۔ اور یہ اس طرح نمایاں ہو رہا ہے جس طرح اچھے شاعر کے کہے ہوئے شعر کا مطلب سُننے والوں پر خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے ۔

عشق کا نشہ

چھک رسال سوربھ سنے ۔ مدُھر مادھوی گندھ

مخمور رسیلی خوشبو معطر نشہ بسنت خوشبو

ٹھور ٹھور جھُومت جھپت بھنور جھنور مدھو اندھ

جگہ جگہ جھومتی گرتی بھنورا لڑکھڑاتی شراب اندھی

ترجمہ :۔ بسنت کا زمانہ ہے ۔ سرسوں کے پھُولوں کے باعث تمام کھیت زرد بسنتی رنگ کا لباس پہن لیا ہے ۔ درختوں کی کونپلیں نکل رہی ہیں ۔ حسینہ نے پیغام دے کر قاصد کو محبوب کے پاس بھیجا ۔ تو قاصد اس بدنصیب

فراق زدہ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:۔" وہ رسیلی تیرے عشق کے رس میں مخمور۔ بسنت کے پھولوں کی خوشبو میں معطر۔ تیری محبت کے نشہ میں چور اور اندھی ہو کر بھنورے کی طرح جگہ جگہ جھومتی۔ گرتی اور لڑکھڑاتی ہوئی تجھے یاد کر رہی ہے۔

طویل مفارقت کا اثر

کہہ لانے ایکت بست۔ اہ میور مِرگ باگھ

کس طرح ایک جگہ رہتے سانپ مور ہرن شیر

جگت تپوبن سو کیئو دیر گھ درگھ ندا گھ

دُنیا سا ہو طویل گرمی گرم موسم

ترجمہ :۔ اگر عشق و محبّت کی گرمی کا زمانہ بہت طویل ہو جائے۔ مفارقت کے باعث دُنیا تپوبن (جنگل جہاں سادھو عبادت کرتے ہیں) دکھائی دے۔ چاروں طرف آگ ہی آگ لگی ہوئی محسوس ہو اور اس کیفیت کے باعث اپنی جان کی کوئی قیمت نہ سمجھی جائے تو سانپ مور سے اور ہرن شیر سے بھی بے خوف ہو کر اپنے دشمنوں کے پاس چلا جاتا ہے اور موت کو لبیک کہہ دیتا ہے۔

محبّت کا خط

بِرہ بِکل بِن ہی لکھی پاتی دیئی پٹھائے

مفارقت حواس باختہ بغیر خط دیا بھیج

آنک بہنیو سوچت۔ سُونے بانچت جائے

حروف بغیر باہوش ساکت پڑھے

ترجمہ :۔ مفارقت کی آگ نے حسینہ کو حواس باختہ کر دیا ہے۔ اپنے محبوب کو خط بھیجا تو جذبات کے جوش کے باعث کاغذ بغیر لکھے ہی لفافہ میں ڈال دیا۔ اُدھر عاشق کی حالت یہ ہے کہ ذہن اپنی محبوبہ کی یاد میں مصروف ہے عالمِ خیال میں باتیں ہو رہی ہیں۔ اس خط کو دیکھا تو ہوش و حواس کی موجودگی میں بھی ساکت ہے اور کورا کاغذ پڑھ رہا ہے۔

حسینہ کی دو آتشہ محبّت

بِہنس بُلائے باوک اُت پروڈ تیا رس گھوم

ہنس کر بُلا کر دیکھ کر اُس طرف پُرشباب حسینہ محبت مستانہ وار

پُلک پسیجت پُوت کو پیے چُومیو مُکھ چُوم

غرورِ محبت اظہارِ مسرت بچہ شوہر چومے ہوئے مُنہ

ترجمہ :- ایک تو شوہر سے محبت ہے۔ دوسرے شوہر سے پیدا ہوئے بچہ سے۔ اس محبت کی دو آتشہ شراب سے مخمور ہو کر پُرشباب حسینہ غرورِ محبت کے ساتھ اظہارِ مسرت کرتی ہوئی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے شوہر کو مستانہ وار دیکھتی ہے اور پھر اپنے بچہ کی طرف دیکھ کر۔ ہنس کر اور بُلا کر شوہر کے چومے ہوئے اُس کے مُنہ کو بار بار چومتی ہے۔

محبّت کی بے اعتنائی

نیہہ نہ نینن کو کچھو۔ اُپجی بڑی بلائے

محبت آنکھوں کچھ پیدا ہوئی مصیبت

نیر بھرے نِت پرت رہیں تو نہ پیاس بُجھائے

آنسو ہمیشہ ہروقت پھر بھی

ترجمہ :- حسینہ آنکھوں سے محبت کی بے تعلقی و بے اعتنائی کی شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے کہ سب سے بڑی مصیبت یہ پیدا ہوگئی۔ آنکھوں کا محبت پر کوئی اثر نہیں۔ آنکھیں ہمیشہ اور ہر وقت آنسوؤں سے بھری رہتی ہیں مگر پھر بھی محبت کی پیاس بجھنے میں نہیں آتی۔ حالانکہ پانی کی خاصیت ہے کہ پیاس کو بجھائے۔

حسینہ کی بے بسی

جَو لوں لکھو نہ کُل کتھا تَو لوں ٹھِک ٹھہرائے

جب تک دیکھوں خاندان وقار تب تک درست معلوم ہوتا ہے

دیکھے آوت دیکھو ہی کیوں ہوں رہیو نہ جائے

دیکھنے پر دیکھنا کسی طرح رہا جاتا

ترجمہ :- سہیلی حسینہ سے باربار تاکید کرتی ہے کہ جب تم اپنے شوہر سے ملو تو شرم وحیا کا ثبوت دیتے ہوئے خاندانی وقار کے خیال سے نگاہیں نیچی رکھا کرو تاکہ شوہر پر بے حیائی۔ بے شرمی یا بے باکی کا اثر نہ ہو اور تمہیں وہ شرمیلی اور حیا پرور سمجھا کریں۔ اس نصیحت کو سُن کر حسینہ جواب دیتی ہے۔ تمہارا کہنا درست اور تمہاری نیک نیتی واخلاص سے انکار نہیں کرسکتی۔ مگر میری حالت یہ ہے کہ جب تک میں اُن کو دیکھتی نہیں مجھے بھی خاندانی وقار۔ حیا اور شرم کا خیال رہتا ہے اور دل سے یہی کہتی ہوں کہ ملنے پر نگاہوں کو نیچے رکھوں گی۔ مگر جب اُن کو دیکھ لیتی ہوں تو پھر بے بس ہو کر کسی طرح رہا نہیں جاتا اور جی چاہتا ہے کہ دیکھتی ہی رہوں۔

طوائف

(۱) آرس سَول آرت سنبھارت نہ ریس پٹ

کاہلی سے نفرت سنبھالتی سر دوپٹہ

گجب گجَارت گریبن کی دھار پر

ڈاکہ ڈالتی غریبوں دولت

(۲) کہے پدٔماکر سَوگندھ سرساوے سُبھ

خوشبو پھیلائے اچھی

بتھر براجیں بار ہیرن کے ہار پر

بکھر لہرا رہے بال ہیروں

(۳) چھاجت چھبیلی چُھت چھہر چُھرا کو چھور

چھاگئی حسینہ زمین دُبلی پُتلی وسیع

جَھور اُٹھ آئی کیل مندر کے دوار پر

سمٹ کر عشرت کدہ دروازہ

(۴) ایک پگ بھیتر سو ایک دہیری پہ دھرے

پاؤں اندر ہے دہلیز رکھے

ایک کر کنج ایک کر ہے کیوار پر

ہاتھ دروازہ

ترجمہ :۔ چالاک وچالباز ہونے کے باعث کاہلی وسستی سے طوائف کو نفرت ہوتی ہے۔ اپنے بالوں کے حسن کی نمائش کرنے کیلئے سر پر دوپٹہ نہیں اوڑھتی۔ غریبوں کی دولت پر ڈاکہ ڈالتی ہے۔ فضا میں اچھی خوشبوئیں پھیلاتی ہے۔ اس کے بال اس کی گردن میں پہنے ہوئے ہیروں اور موتیوں کے ہار پر بکھر کر لہراتے ہیں۔ یہ دبلی پتلی ہوتے ہوئے بھی زمین کی بہت بڑی وسعت پر چھا جاتی ہے سمٹ کر چوروں کی طرح پوشیدہ طور پر دوستوں کے عشرت کدوں پہ جاتی ہے۔ وہاں آہستہ سے اس کا ایک پاؤں دہلیز پہ ہوتا ہے۔ اور ایک دہلیز کے اندر۔ اور اس کا ایک ہاتھ سر کے بالوں پہ ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھولتی ہے۔

محبّت کی چوری کا ثبوت

کِت بیکاج چلائیت چترائی کی چال

کیوں لاحاصل چلتے چالاکی روِیّہ

کہے دیت یہ راورے سب گُن بِن گُن مال

کہہ دیتے شوہر حقیقت بغیر اصل مالا

ترجمہ :۔ شوہر رات بھر باہر رہے۔ واپس آئے اور بیوی نے جواب طلب کیا تو بہانہ سازی شروع ہوئی اس بہانہ سازی کو سن کر بیوی کہتی ہیں آپ کی یہ چالاکی وچالبازی لاحاصل ہے۔ آپ کے رات بھر کسی دوسری عورت کے ساتھ مصروف رہنے کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اس سے لپٹ کر سونے کے باعث اس کی مالا کا تمہاری چھاتی پر بھی (بغیر ڈوری کے) نشان پڑ گیا۔ کیا اب بھی انکار کر سکتے ہو۔

اقرار کا نسوانی طریقہ

رمن کہیو ہٹھ رمن سوں۔ رت بپریت بلاس

شوہر کہا ضد حسینہ سے رات وصل لطف اندوز

چتئی کر لوچن ستر سلج سروکھ سہاس

دیکھا آنکھیں ٹیڑھی شرمیلی غصّہ مسکراہٹ

ترجمہ :۔ شوہر نے رات کو وصل سے لطف اندوز ہونے کے لئے حسینہ سے کہا۔ مگر انکار ہوتا گیا۔ آخر جب ذرا ضد اور سختی کے ساتھ مطالبہ ہوا تو حسینہ نے غصّہ اور مسکراہٹ کے ساتھ ترچھی اور شرمیلی نظروں سے شوہر کو دیکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ بہت اچھا۔

بالوں اور اچھے انسانوں میں مناسبت

سنیپت کیس سو دیس نر۔ نمت دُوہن اک بان

بڑھنے بال اچھے انسان نرم دونوں خصلت

وِبھو ستر کُچ نیچ نر۔ نرم وِبھو کی ہان

بڑھنا سخت چھاتیاں کمینہ انسان بڑھنا ضائع

ترجمہ:۔ اچھے انسانوں اور بالوں کی ایک ہی خصلت ہے۔ یہ دونوں بڑھنے اور بلند ہونے کی صورت میں نرم ہوتے ہیں۔ مگر عورت کی چھاتیوں اور کمینہ لوگوں کی فطرت یہ ہے کہ یہ بڑھنے پر سخت ہوتے ہیں۔ اور جب ان دونوں کے بڑھنے میں زوال پیدا ہو جائے تو پھر ان میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔

شیریں جھوٹ

"تنک جھُوٹ نسوادلی۔ کون بات پر جائے

تھوڑا بے مزا کہاوت بے معنی

رتیا مُکھ رت آرمبھ کی۔ "نہ" جھُوٹیے مٹھائے

حسینہ مُنہ رات شروع جھوٹ بھی مٹھاس

ترجمہ:۔ سہاگ کی رات کے بعد حسینہ کو سہیلیوں نے گھیر لیا۔ مذاق اُڑایا جا رہا ہے اور گزشتہ رات کی کیفیت طلب ہو رہی ہے۔ حسینہ سر ہلا کر انکار کرتی ہے۔ اس انکار کو دیکھ کر ایک سہیلی کہتی ہے۔ دیکھ تو انکار نہ کر۔ ایک کہاوت ہے کہ "تھوڑا جھوٹ بے مزا ہوتا ہے"۔ تمہارے سر ہلا کر نیم دلی کے ساتھ انکار کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ تو جھوٹ بولنا چاہتی ہے مگر کفایت شعاری کے ساتھ۔ کہاوت غلط اور بے معنی نہیں۔ تو یہ تھوڑا سا جھوٹ چھوڑ دے۔ اس کے بعد دوسری سہیلی حسینہ کے چٹکی لیتے ہوئے کہتی ہے۔ تھوڑا جھوٹ بے مزا ہوگا تو اور جگہ ہوگا۔ مگر سہاگ کی رات کو شروع کے وقت حسینہ کا "نہ" کہتے ہوئے دل کی خواہش کے خلاف جو جھوٹ بولا جاتا ہے۔ وہ تو بے مزا نہیں ہوتا۔ اس میں تو مٹھاس ہی مٹھاس ہوتی ہے۔

عشق کی بہانہ سازی

جُھک جُھک جھپکوں ہیں پلکن بِھر بِھر مُڑ جمو ہائے

جھپک پلکیں مڑ کر جمائیاں

بید پیا گم نیند مس دی سب سکھی اُٹھائے

محسوس محبوب آنے بہانہ دیا سہیلیوں اُٹھا

ترجمہ :- شام کا وقت ہے۔ آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ شوہر کے پردیس سے آنے کا انتظار ہے۔ سہیلیاں میٹھی باتیں کر رہی ہیں۔ ان کو جانے کے لئے کہنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مگر حسینہ چاہتی ہے کہ یہ چلی جائیں۔ چنانچہ نیند کا بہانہ بنا کر حسینہ بناوٹی غنودگی میں بار بار جھک جاتی ہے۔ پلکوں کو جھپکاتی ہے۔ بار بار اکڑاتی ہوئی جمائیاں لیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سہیلیوں نے نیند کا غلبہ سمجھ لیا اور کہا۔ اچھا اب تم سو جاؤ ہم جاتی ہیں۔

بیمارِ محبت کا آبِ حیات

دوسہہ برہ دارُن دسا رہو نہ اور اُپائے

ناقابل برداشت مفارقت خطرناک حالت رہا صورت

جات جات جئے راکھئے پیئے کی بات سُنائے

زندگی زندہ رکھیں محبوب

ترجمہ :- محبوب کی ناقابل برداشت مفارقت کے باعث حسینہ کو غش آ رہے ہیں۔ حالت خطرناک ہے علاج معالجہ کیا جا رہا ہے۔ کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ اس غلط علاج کو دیکھ کر حسینہ کے راز سے واقف سہیلی حکیم سے کہتی ہے۔ تمہاری ادویات سے اس کو فائدہ نہ ہوگا۔ اس بیمار کی اگر زندگی چاہتے ہو تو اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اس کو اس کے محبوب کی باتیں سُناؤ۔ وہی اس کے لئے آبِ حیات ہے۔

پریم نگر کے بے گُناہ قاتل

چھٹن نہ پیّت چھنک بس۔ نہیہ نگر یہ چال

چھٹکارا حاصل لمحہ اختیار پریم دستور

مار یو پھر پھر ماریئے۔ کھُونی پھرت کھُسیال

مرا ہوا مارا جاتا قاتل پھرتا ہے خوشحال

ترجمہ :- پریم نگر (وادیٔ محبت) کا یہ قدیمی دستور ہے کہ جو ایک بار اس میں داخل ہو گیا۔ پھر ایک لمحہ کے لئے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ان پریم کے ایک سابق مقتول محبت کو بار بار مارا جاتا ہے اور مارنے والے قاتل

بے قصور سمجھے جاکر خوش و خرم پھرتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی تعزیر نہیں۔

انکساری

نر کی اور نل نیر کی ۔ گت ایکے کر جوئے

انسان فوارہ خصلت ایک سی دیکھئے

جیتو نیچو ہے چلے ۔ تیتو اونچو ہوئے

جتنا نیچے اتنا اونچا

ترجمہ :۔ انسان اور فوارہ کی ایک ہی خصلت ہے۔ یہ دونوں جتنے انکساری کے ساتھ نیچے ہو کر چلتے ہیں۔ اتنے ہی بلندی پر پہنچتے ہیں۔

محبت ناقابلِ فراموش

بڑھت بڑھت سمپت للت من سروج بڑھ جائے

دولت محبوب جڑ کنول

گھٹت گھٹت سو نہ پھر گھٹے۔ برو سمول کملائے

گھٹتے گھٹتے وہ اگر تمام

ترجمہ :۔ کنول کے متعلق روایت ہے کہ تالاب میں جوں جوں پانی بڑھتا جائے کنول کی جڑیں بھی ویسے ہی طویل ہوتی چلی جاتی ہیں تاکہ کنول آسانی کے ساتھ پانی کے اوپر تیر سکے۔ مگر پانی کے سوکھنے پر یہ جڑیں کم نہیں ہوتیں ویسے ہی رہتی ہیں۔ چاہے کنول کملا بھی جائے۔ اسی طرح محبوب کی دولت یعنی محبت بھی کنول کی جڑ کی طرح تعلقات کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مگر تعلقات کے ختم ہونے پر بھی یہ کنول کی جڑ کی طرح قائم رہتی ہے چاہے عاشق کنول کی طرح سوکھ کر بالکل ہی مردہ کیوں نہ ہو جائے۔

دل کی گرد

جو چاہو چک نہ گھٹے۔ میلو ہوئے نہ مت

اگر چمک میلا محبوب

رج راجس نہ چھوو ائیے ۔ نہیہ چیکنے چِت

گرد حکومت محبت چکنے دل

ترجمہ :۔ عاشق کا دل محبت کی چکناہٹ سے چکنا اور چمکیلا ہوتا ہے ۔ اگر اس کی چمک اور چکناہٹ کو معشوق قایم رکھنا چاہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ اس دل پر حکومت کی گرد نہ بیٹھنے دے یعنی دل پر حکومت نہ کرے بلکہ محبت سے کام لے ۔

مفارقت میں جُگنو کا اثر

بِرہ جَری لکھ جگینن ۔ کہی نہ وہے کئے بار

مفارقت جلی دیکھ جُگنو کو اُس کتنی

اری آؤ بھج بھیترے ۔ برست آج انگار

بھاگ اندر برس رہے

ترجمہ :۔ برسات کا موسم ہے بادل چھا رہے ہیں ۔ حسینہ اپنے محبوب کی جدائی میں بے قرار ہے ۔ اور برسات کی پُر لطف ہوا میں بھی اپنے جسم میں آگ سی محسوس کر رہی ہے ۔ اس جلن کی کیفیت میں جب اس نے جگنوؤں کو دیکھا تو اپنی سہیلی سے کہتی ہے ۔ میں تم سے کئی بار کہہ چکی ہوں کہ آسمان سے آگ برس رہی ہے مگر تم نے کبھی یقین نہ کیا ۔ اب دیکھ وہ سامنے آگ کے انگارے (جگنو) بھی نظر آ رہے ہیں ۔ ان سے بچنے کے لئے اندر بھاگ آ ۔

حُسن سے محروم ہونے کا صدمہ

جِن دِن دیکھے وے سُمن ۔ گئی سو بیت بہار

وہ پھول وہ ختم

اب ال رہی گُلاب کی ۔ اپت کنٹیلی ڈار

بھونرا بغیر پتوں کے کانٹے دار شاخ

ترجمہ :۔ محبوب کو پردیس گئے کئی برس کا طویل عرصہ گذر گیا ۔ مفارقت کی تکلیف برداشت کرتے کرتے حسینہ کمزور اور نڈھال ہو گئی ۔ [illegible] پہرے [illegible] جسم پر پژمردگی ۔ اس تبدیلی

کے بعد جب محبوب کے آنے کی اطلاع ہوئی اور حُسن کے چلے جانے کا خیال آیا تو آنکھوں میں آنسو بھر کر اپنے پریتم کو خط لکھتی ہے۔ جس بہار کے موسم میں تم نے پھُول دیکھا تھا وہ بہار ختم ہو چکی اور خزاں آگئی میرے بھنورے اب تو تمہارے گلاب کی صرف ایک بغیر پتیوں کے کانٹے دار شاخ سی باقی ہے۔

پیاسے کا سمندر

ات اگادھ ات اوتھرے ندی کُوپ سر بائے
بہت عمیق بہت کم گہرے کنواں تالاب باولی

سو تا کو ساگر جہاں۔ جاکی پیاس بجھائے
مگر اس سمندر جس جگہ

ترجمہ:۔ دُنیا میں لاتعداد ندیاں۔ کنوئیں۔ تالاب اور باؤلیاں ہیں اور ان میں بہت گہری بھی ہیں۔ اور کم گہری بھی مگر پیاسے کے لئے تو وہی سمندر ہے جس جگہ یہ اپنی پیاس بجھائے۔

حسینہ کے چہرہ پر سیاہ داغ

پیا تئے سوں ہنس کے کہیو۔ لکھے دِھٹونا دین
شوہر حسینہ سے کر کہا دیکھ کاجل کا نشان دے کر

چندر مکھی مکھ چندر تیں بھلو۔ چند سم کین
ماہ رُو چہرہ چاند سے اچھا چاند طرح کیا

ترجمہ:۔ نوجوان حسینہ نے سنگار کیا۔ کپڑے پہنے اور بن سنور کر اپنے شوہر کے پاس جانے کے لئے تیار ہوئی تو سہیلی نے پیشانی پر کاجل کا ہلکا سا سیاہ نشان لگا دیا (جو بچوں کو بُری نظر سے محفوظ رکھنے کے لئے لگایا جاتا ہے) شوہر نے اس نشان کو دیکھ کر اپنی محبوبہ سے ہنس کر کہا۔ کاجل کے اس سیاہ نشان سے پہلے تو چاند سے بھی زیادہ حسین تھی۔ مگر اس نشان نے تمہیں چاند کی صف میں کھڑا کر دیا۔ اور اب معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی چاند کی طرح داغدار ہو۔

حسینہ کی ٹھوڑی

کُچ رگر چڑھ ات تھکت ہے۔ چلی ڈیٹھ مُکھ چاڈ
چھاتیاں پہاڑ انتہائی تھکاوٹ دیکھنے چہرہ خواہش

پھر نہ ٹری پریو رہی ۔ پری چیٹک کی گاڈ

چلی ٹھوڈی گڑھا

ترجمہ :۔ عاشق کی نگاہیں چھاتیوں کی پہاڑ جیسی بلندی پر پہنچ گئیں ۔ وہاں ان کو تھکاوٹ محسوس ہوئی تو حسین چہرہ کے نظارہ کے لئے آگے بڑھیں ۔ راستہ میں ٹھوڈی کا گڑھا ملا ۔ اس گڑھے میں ایسی گریں کہ سنبھل نہ سکیں اور وہاں ہی پڑی رہیں ۔

پازیب کا شکار

رہیو ڈیٹھ ڈارس گہے ۔ سس ہر گیو نہ سُور

رہا بے خوف حوصلہ ساتھ خوف زدہ ہُوا شجاع

مُریو نہ من مُروان چُبھ ۔ بھُو چورن چپ چُور

پیچھے ہٹا دل پاؤں جم کر ہوا پازیب چپک

ترجمہ :۔ حسینہ کی سہیلی حسینہ کی پازیب کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اُس کے عاشق نے گھونگھٹ کے باعث ابھی تو وہ چاند سا مکھڑا دیکھا ہی نہیں اور صرف پازیب کی آواز ہی سُن کر اُس کا دل پازیب والے پاؤں پر ایسا جم گیا ۔ حوصلہ کے ساتھ بے خوف ہو کر اسے دیکھتا رہا ۔ اور بہادروں کی طرح اس میدان میں قائم رہا کہ پازیب سے چپک کر چکنا چور ہو گیا مگر پیچھے نہ ہٹا ۔

حُسن کا نشہ

ڈر نہ ٹرے نیند نہ پرے ۔ ہرے نہ کال بِپاک

اُترے پڑے اُترے وقت گزرنا

چھنک چھاک اُچھکے نہ پھرے ۔ کھرو بَشم چھب چھاک

تھوڑا پینا اُترے بہت مشکل حُسن نشہ

ترجمہ :۔ شراب ۔ بھنگ اور افیون کا نشہ خوف سے ۔ کچھ وقت گزر جانے سے یا سو جانے سے اُتر جاتا ہے مگر حُسن کے نشہ میں مشکل یہ ہے کہ نہ خوف اس پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ نہ وقت گزرنے پر اُترتا ہے ۔ نیند اس میں حرام ہی ہو جاتی ہے اور اگر یہ (حُسن کا) نشہ تھوڑا سا بھی پی لیا جائے تو اس کا اثر ہمیشہ قائم رہتا ہے ۔

عشق کی آگ کا اثر

گو جانے وے ہے کہا۔ جگ اُبجی ات آگ

کون وہ ہو کیا دُنیا پیدا ہوئی خوفناک

مَن لاگے نین لگے۔ چلے نہ مگ لگ لاگ

دل لگے آنکھیں راستہ قریب محبّت

ترجمہ :- حسینہ عشق سے متاثر ہوکر بے چین ہے۔ نہ کھاتی ہے نہ سوتی ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اس کی سہیلی کہتی ہے۔ میں تم سے کہتی تھی کہ عشق کی آگ خوفناک ہوتی ہے۔ نہ جانے اس کا نتیجہ کیا ہو۔ اس آگ کے تو راستہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے۔ کیونکہ محبت کی آگ شروع تو آنکھوں سے ہوتی ہے مگر اس کا اثر دل کے اندر ہوتا ہے۔

ایک نسوانی تیر

دیکھیو ان دیکھیو کیو۔ انگ انگ سبھے دکھائے

دیکھ کر نہ دیکھا کیا حصہ حصہ سب دکھا کر

پیٹھت سی تن میں سُکچ۔ بیٹھی چِت ہیں سجائے

سکڑتی ہوئی جسم حیا دل میں شرمیلی

ترجمہ :- ایک غلط نگاہ کے ساتھ دیکھ کر کہ گویا دیکھا ہی نہیں اور اپنے جسم کے ہر حصہ کو شوخی کے ساتھ نمایاں کرتے ہوئے حیا کی ادا کے ساتھ سُکڑتی ہوئی شرمیلی سی بن کر بیٹھ گئی۔

عشق کی خلافِ آئین فضا

کیوں بسے کیوں نبھے۔ نیت نہیہ پُر ناہیں

رہیں نباہ ہو انصاف محبّت دیار

لگا لگی لوین کریں۔ ناحق من بندھ جائیں

جُرم قصور آنکھیں دل گرفتار

ترجمہ :۔ عاشق حسینہ کے گھر میں پہنچے۔ دل بے چین و بے قرار ہے۔ دیکھتے ہیں اور آہ کھینچتے ہیں اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیئے چلے جانا ہی مناسب سمجھا۔ حسینہ نے ادا کے ساتھ نہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر فرماتے ہیں۔ محبت کی اس خلاف آئین فضا میں کیا رہیں اور یہاں عشق کا کیا نباہ ہو۔ جہاں حسینوں کو دیکھنے کا جرم و قصور تو آنکھیں کریں اور گرفتاری بے گناہ دلوں کی ہو۔

بحرِ دُنیا

تنتری ناد کوت رس سرس راگ رت رنگ

ساز آواز شاعری لُطف لذّت عشق کیفیت

ان بُوڈے بُڈے ترے جے بُوڈے سب انگ

نہ غرق ڈوبے پار ہوئے اگر غرق ہوئے حصّے

ترجمہ :۔ اس بحرِ دُنیا سے وہ لوگ پار ہوئے جو موسیقی کے سازوں کی آواز۔ شاعری کے لُطف۔ راگ کی لذّت اور عشق و محبت کی کیفیت میں بالکل ہی ڈوب گئے۔ اور وہ لوگ اس متلاطم دُنیا میں غرق ہوئے جو ان کیفیات میں پورے طور سے ڈوب نہ سکے۔

حسینہ کا غسل

مُنہ پکھار مُنڈھر بجھے سیس سجل کر چھوائے

دھو کر سر کے سامنے بھگو کر سر داہنا ہاتھ

مَور اوچے گھنٹین نے نار سرووَر نہائے

سر اوپر گھٹنے جُھک حسینہ تالاب

ترجمہ :۔ مُنہ دھو کر۔ سر کے سامنے کے حصے کو بھگو کر۔ داہنے ہاتھ سے بالوں کو سنوار کر۔ سر کو اونچا کیئے اور گھٹنوں کے بل جُھکی ہوئی۔ تالاب کے کنارے نہاتی ہوئی حسینہ اپنے عاشق پر نسوانی تیر پھینک رہی ہے۔

محبوب کے آنے کے شگون

مرگ نینی درِگ کی پھرک اُر اچھاہ تن پھول

آہو چشم آنکھیں دل اُچھلے سینہ ابھر

بِن ہی پییٔ آگم اُمنگ پلٹن لگی دکول

بغیر محبوب آئے بدلنے لباس

ترجمہ :۔ آہو چشم حسینہ کی آنکھ پھرک رہی ہے۔ اور دل اُچھل رہا ہے اور سینہ جوش شباب کے باعث اُبھر رہا ہے۔ ان تمام کیفیات سے متاثر ہو کر اس نے اپنے محبوب کے آنے کی اِطلاع کے بغیر ہی یہ سمجھ لیا کہ پریتم آرہے ہیں۔ چنانچہ لباس بدلنا اور سنگار کرنا شروع کر دیا۔

پریم رس آنکھوں کے راستہ

تَچیو آنچ اَت بِرہ کی۔ رہیو پریم رس بِھیج

گرم انتہائی مفارقت رہا بھیگا

نینن کے مَگ جل بہے۔ ہیو پسیج پسیج

آنکھیں راستہ پانی دل سے بہہ کر بہہ کر

ترجمہ :۔ حسینہ غم مفارقت کے باعث زار و قطار رو رہی ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اس کی سہیلی دوسری سہیلی سے کہتی ہے۔ اس کا دل پریم رس میں بھیگا ہوا تھا۔ مفارقت کی آنچ نے اس دل کو گرم کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ محبت کے جذبات بھاپ کی طرح اُڑ کر پانی کی شکل میں آنکھوں کے راستہ بہے چلے جا رہے ہیں۔

مفارقت کے لئے محبوب کا خط

رنگ راتی راتے ہیئے۔ پریتم لِکھی بنائے

سُرخ محبت دِل محبوب بھیجی

پاتی کاتی برہ کی۔ چھاتی رہی لگائے

خط تلوار مفارقت

ترجمہ :۔ محبوب پردیس میں ہیں۔ ایک طویل عرصہ کے بعد خط آیا جو سُرخ روشنائی سے لکھا ہوا تھا۔ اس خط کو محبت بھرے دل کے ساتھ اس لئے لگا لیا کہ یہ مفارقت کی تکلیف کے لئے تلوار کا کام دے اور جُدائی کا دُکھ دُور ہو۔

دلوں کا سنکلپ

سوید سلل روما نچ کُس۔ گہہ دُلھی ار ناتھ

پسینہ پانی رونگٹے پوجا کی گھاس وقت دلہن اور شوہر

ہیو دیو سنگ ہاتھ کے ہتھلیوا ہی ہاتھ

دل دیا ساتھ ہاتھ میں ہاتھ

ترجمہ :۔ ہندو مائیتھولوجی کے مطابق جب کبھی کوئی چیز وقف (سنکلپ) کی جائے تو وقف کرنے کی رسم ادا کرتے وقت پوجا کے لئے پاک گھاس اور صاف پانی ہونا ضروری ہے۔ حسینہ اور محبوب کی جب شادی ہوئی۔ تو ہندو رسم کے مطابق ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ گویا کہ ایک نے دوسرے کے لئے اپنے دل کو وقف (سنکلپ) کیا۔ اب یہ سنکلپ مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ پاک گھاس اور صاف پانی نہ ہو۔ اس دوہے کے مصنف بہاری لال جی فرماتے ہیں کہ سنکلپ کو مکمل ہی سمجھنا چاہیئے کہ گھاس کا فرض تو دُلہن اور شوہر کے رونگٹوں نے (جو میاں بیوی کے ہاتھ ملتے ہی کھڑے ہوگئے تھے) اور پانی کا پسینہ نے (جو ہاتھ میں ہاتھ دینے کے باعث آگیا تھا) ادا کر دیا۔

سانولے رنگ کا دِل پر اثر

یا انوراگی چت کی گت سمجھے نہیں کوئے

محبت والے دِل حالت کوئی

جیوں جیوں بُوڑے شیام رنگ تیوں تیوں اُجل ہوئے

جوں جوں ڈوبتا سانولے توں توں نکھار ہوتا

ترجمہ :۔ حسینہ کا محبوب سانولے رنگ کا ہے۔ اس کی سہیلی نے چٹکی لیتے ہوئے طعنہ دیا کہ دولہا بھائی تو سیاہ رنگ کے ہیں۔ اس چٹکی کے جواب میں حسینہ اپنے دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتی ہے۔ محبت والے دلوں کی حالت ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتی [illegible] ڈوبتا [illegible] میں محبت کا نکھار زیادہ پیدا

ہوتا چلا جاتا ہے۔

آنکھوں کی کھٹک

میں ہو جانیو لونین جُرت باڈھ ہے جوت
تھی جانتی آنکھیں ملنے بڑھتی روشنی

کو ہو جانت ڈیٹھ کو۔ ڈیٹھ رکرکٹی ہوت
کون تھا جانتا آنکھیں آنکھیں کھٹک ہوتی

ترجمہ :۔ حسینہ کہتی ہے۔ دُنیا میں اپنی ذات۔ اپنا مذہب۔ اپنی نسل اور اپنی قوم سب کو عزیز ہے اس خیال سے ہی میری آنکھوں نے محبوب کی آنکھوں سے محبت کی اور میرا یقین تھا کہ میری آنکھیں پیارے کی آنکھوں سے مل کر زیادہ روشن اور مطمئن ہوں گی۔ مگر یہاں تو حالت بالکل مختلف ہے۔ محبوب کی آنکھوں کی یاد ہی میری آنکھوں کے لئے کھٹک کا باعث بن رہی ہیں۔ نہ رات کو چین۔ نہ دن کو آرام۔ نیند حرام ہے اور بے چینی میں تڑپ رہی ہوں۔ گویا کہ محبوب کی آنکھوں نے میری آنکھوں سے ہم ذات اور ہم قوم ہوتے ہوئے بھی ظلم کیا۔

عشق اور خودداری

بچھرے جئے سکوچ یہ۔ بولت بنے نہ بین
جُدائی زندہ ندامت الفاظ نکلتے زبان

دوؤ دور لگے ہیئے۔ کیئے نیچو ہیں نین
دونوں دوڑ دل نیچے آنکھیں

ترجمہ :۔ حسینہ اپنے محبوب سے ناراض ہو کر چلی گئی۔ جُدا ہونے بعد چین کہاں نصیب اپنی خودداری اور وقار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے واپس آگئی۔ اپنی اس کیفیت کو محسوس کرتی ہوئی اپنے محبوب سے کہتی ہے کہ سب سے بڑی شرمندگی اور ندامت کا اقرار تو یہ ہے کہ جدائی میں بھی زندہ رہی اب زبان سے الفاظ نہیں نکلتے۔ آنکھیں نیچی ہیں سامنے دیکھ نہیں سکتی۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے دونوں دل تو دوڑ کر آپس میں مل رہے ہیں اس لئے رحم کی مستحق ہوں۔

آنکھوں کی غدّاری

لوبھ لگے ہر رُوپ کے کری سانٹ جُر جائے

لالچ محبوب حُسن کرے سودا مل

ہوں اِن بیچی بیچ ہی لوین بڑی بلائے

مجھے فروخت کی بغیر پوچھے آنکھیں

ترجمہ :- حسینہ اپنی آنکھوں کی شکایت کرتے ہوئے اپنی سہیلی سے کہتی ہے کہ میری آنکھیں بھی بُری بلا ہیں جس طرح کوئی دلال سودا کرتے ہوئے روپیہ کے لالچ میں دوسرے سے مل جاتا ہے۔ یہ میری آنکھیں بھی میرے محبوب کے حُسن کے لالچ میں محبوب کی آنکھوں سے مل گئیں اور انھوں نے بغیر میری مرضی اور مجھ سے پوچھے ہی مجھے فروخت کر دیا۔

عشق کا حواس پہ اثر

چلت گھیرو گھر گھر تئو گھری نہ گھر ٹھہرائے

جاری ہے چرچا اس کی گھڑی ٹھہرتی

سمجھ وہے گھر کو چلے۔ بھول وہی گھر جائے

وہی

ترجمہ :- حسینہ کو محبوب سے محبت ہے۔ اپنے گھر میں اطمینان اور صبر سے بیٹھ نہیں سکتی۔ اور اپنے محبوب کو دیکھنے کے لئے محبوب کے گھر کے سامنے سے بار بار گزرتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں چرچا ہونے لگا۔ اس بدنامی کے بعد بھی عشق کے ہاتھوں اس قدر حواس باختہ ہے کہ جاتی تو اپنے گھر کو ہے مگر پہنچ جاتی ہے محبوب کے کوچہ میں۔

گھر کی حُور

ٹٹکی دھوئی دھووتی۔ چٹکیلی مُکھ جوت

بالکل نئی دُھلی ہوئی سفید ساڑھی چمکدار چہرہ نُور

پھرت رسوئی کے بگر جگر مگر دُت ہوت

باورچی خانہ صحن جگمگا اُجالا ہورہا

ترجمہ :- بالکل نئی دھلی ہوئی سفید ساڑھی باندھے ۔ چہرہ شرافت اور نیکی کے نور سے چمکدار اور گھر کا کام کاج کرتے ہوئے باورچی خانہ کے صحن میں پھرتی ہوئی یہ گھر کی حُور تمام گھر کو اپنے اُجالے سے جگمگا رہی ہے ۔

دولت کا نشہ

کنک کنک تین سو گُنی مادکتا ادھکائے

سونا دھتورا سے گُنا نشہ زیادہ ہو

وا کھائے بورات ہے ۔ یا پائے بورائے

وہ پاگل یہ پاگل

ترجمہ :- ہندی کے لفظ کنک کے دو معانی ہیں ۔ سونا اور دھتورا ۔ شاعر کہتا ہے کہ گو الفاظ دونوں ایک ہی ہیں مگر معانی کے اعتبار سے اس قدر فرق ہے کہ سونا دھتورے کے مقابلہ پر سو گُنا زیادہ نشہ آور ہے ۔ دھتورا تو کھانے سے انسان پاگل ہوتا ہے ۔ مگر سونا صرف حاصل ہو جائے تو وہ پاگل کر دیتا ہے ۔

حسینہ غسل کے بعد

بِھنست سُکچت سی ہیئے کُچ آنچر بِچ بانہہ

مُسکراتی حیاسے کانپتی دِل چھاتیاں آنچل درمیان بازو

بھیجے پٹ تٹ کو چلی نہائے سروور مانہہ

بھیگے کپڑے گھر نہاکر تالاب میں

ترجمہ :- حسینہ تالاب میں نہا کر بھیگے ہوئے کپڑے پہنے حیا کے ساتھ مُسکراتی مگر کانپتی ہوئی کہ کوئی دیکھ نہ لے گیلے کرتے کے نیچے چھاتیوں کو آنچل اور بازوؤں میں چھپاتی ہوئی گھر کو چلی جا رہی ہے ۔

حسینہ کے دل کا داغ

بلکھی لکھے کھری کھری ۔ بھری آنکھ بیراگ

بے قرار دیکھ کر دُور دُور غصہ مایوسی

مرگ نینی سین نہ بھجے ۔ لکھ بینی کے داگ

آہو چشم سیج بیٹھے دیکھ چوٹی داغ

ترجمہ :- آہو چشم حسینہ اپنے محبوب کی سیج پر جا رہی تھی کہ دیکھا ۔ سفید چادر پر کسی دوسری عورت کی چوٹی کا داغ موجود ہے ۔ یہ دیکھ کر دل چھلنی ہو گیا ۔ بے قراری ۔ غصہ اور مایوسی کی مجموعی حالت میں دُور کھڑی رہ گئی سیج پر بیٹھ نہ سکی اور سیج پر چوٹی کا داغ دل کا داغ ہو کر رہ گیا ۔

حسینہ کی غلط خودداری

چِتون روکھے دِرگن کی ۔ بِن ہانسی مُسکان

روکھی آنکھیں ہنسی مُسکراہٹ

مان جنائیو مانی ۔ جان لیئو پیئے جان

غرورِ حُسن ظاہر کیا مغرور حسینہ لیا محبوب واقف

ترجمہ :- حسینہ کو اپنے محبوب سے بے حد محبت ہے مگر وہ اس محبت کا اظہار کرنا نہیں چاہتی بلکہ اس کوشش میں ہے کہ اپنے غرورِ حُسن اور خودداری کا سکہ جمائے رکھے ۔ اس کی روکھی (بغیر محبت) آنکھوں والی چِتون اور ضبط کی ہوئی بغیر ہنسی کے مُسکراہٹ کو دیکھ کر حسینہ کے غرورِ حُسن ظاہر کرنے پر بھی شوہر سمجھ گئے کہ یہ خودداری اور غرورِ صرف بناوٹی ہے ۔ دل ہتھیار پھینک چکا ہے ۔

حسینہ کی رُوکھی آنکھیں

ہنس ہنسائے اُر لائے اُٹھ کہہ نہ روکھوں ہیں بین

ہنسا دل لگا روکھی باتیں

جکت تھکت سے ہویں رہے تکت تلونچھے نین

بُت بےحس ہو دیکھ کر بغیرتیل یعنی روکھی آنکھیں

ترجمہ :- حسینہ ناراض ہوگئی۔ محبوب منا رہا ہے مگر غصہ دُور نہیں ہوتا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ یہ روکھی (بغیر محبت کی چکناہٹ کے) باتیں نہ کر۔ دیکھ تیری ناراضی سے متاثر ہوکر تیرا محبوب بےحس و حرکت بُت بنا کھڑا ہے اور اس کے دل پر تیری روکھی (بغیر محبت) نگاہوں کا بھی بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ غصہ چھوڑدے اور اُٹھ پیار و محبت کے ساتھ مسکرا۔ اُسے ہنسا۔ اور گلے سے لگالے۔

حسینہ کی چوٹی

تاہے دیکھ من تیرتھن۔ بکٹن جائے بلائے

اُس تیرتھوں مصیبت بلا

جا مرگ نینی کے سدا۔ بینی پرست پائے

جس آہو چشم ہمیشہ چوٹی چھوئے پاؤں

ترجمہ :- ہندی کے کوی بہاری لال جی حسینہ کے بالوں کی خوبصورتی اور چوٹی کی طوالت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جس آہو چشم کے پاؤں کو چھُو کر سر کی چوٹی بھی ہمیشہ سجدہ کرتی ہے۔ اُس حسینہ کو چھوڑ کر تیرتھوں کی یاترا کرنے کی مصیبت میری بلا اُٹھائے۔

عاشق کے قدموں کو تیرتھ کا درجہ

تج تیرتھ ہر رادھکا تن دُت کر انوراگ

چھوڑ کرشن وجود حسین کیجئے محبت

جہیں برج کیل نکنج مگ پگ پگ ہوت پریاگ

جس زمین مقدس جگہ راستہ قدم قدم ہے

ترجمہ :- ایک صاحب تیرتھ یاترا کے لئے جارہے تھے۔ انھوں نے اپنے ارادہ کا اظہار عشق و محبت کے ایک پرستار سے کیا تو یہ عاشق نصیحت کرتے ہیں۔ تیرتھ یاترا کو چھوڑ اور عشق و محبت کے فرشتہ یعنی رادھکا والے کرشن کے حسین وجود سے محبت کر جس کے برج دلیں کی زمین اور اس کے مقدس راستوں کے قدم قدم کو عشق و

محبت کے باعث پریاگ یعنی تربینی کے بڑے تیرتھ کا درجہ حاصل ہے۔

چرخے کے ساتھ رقص

جیوں کر تیوں چوہنٹی چلے۔ جیوں چوہنٹی تیوں نار

جیسے ہاتھ ویسے چٹکی جیسے چٹکی ویسے گردن

چھب سوں گت سی لے چلے۔ چاتر کاتن ہار

خوبصورتی سے پھرتیلی کاتنے والی

ترجمہ:۔ حسینہ جب چرخہ کاتتی ہے تو ہاتھ کے ساتھ ساتھ اُس کی چٹکی بھی روئی پکڑے ہوئے اُوپر اُٹھتی ہے اور اس کے ساتھ ہی گردن حرکت میں آتی ہے۔ گویا کہ یہ کاتنے والی پھرتیلی حسینہ اس خوبصورتی کے ساتھ چرخہ کاتتے ہوئے بھی رقص کی گت بتا جاتی ہے۔

نقشِ قدم کا اثر آنکھوں پر

جہاں جہاں ٹھاڈو لکھیو سیام سوبھگ سرمور

کھڑے دیکھا سانولے خوش نصیب سرتاج

اُن ہوں بن چھن گہہ رہت درگن اجوہوں وہ ٹھور

کے بغیر لمحہ گڑھ جاتی ہیں آنکھیں اب بھی اُس مقام

ترجمہ:۔ حسینوں کے اس خوش نصیب سرتاج اور سانولے رنگ کے محبوب کو جہاں جہاں کبھی کھڑے دیکھا تھا اب بھی جب اس مقام پر سے گزر ہوتا ہے تو اس مقام کو محبوب کے بغیر دیکھ کر بھی آنکھیں لمحہ بھر کے لئے گڑھ جاتی ہیں اور قدم رُک جاتا ہے۔

محبوب کی جُدائی

سُگھن کُنج چھایا سُکھد سیتل مند سمیر

گھنا جنگل سایہ پُرلطف ٹھنڈی آہستہ چلنا ہوا

من ہوے جات اجوں وہے وا جمنا کے تیر

دِل ہوا جاتا ہے اب بھی باہر اُس کنارے

ترجمہ :- گھنے جنگل میں پُرلطف سایہ، ٹھنڈی ہوا کا آہستہ آہستہ چلنا اور دریائے جمنا کا کنارہ۔ اس تمام راحت بخش سامان اور منظر کی موجودگی میں بھی جب محبوب پاس نہ ہو تو دل بے چین ہو کر تڑپتا ہے۔

شباب کا اثر سوتنوں پر

دہ دولھیا کی بڑھے جیوں جیوں جوبن جوت

جسم دلہن جوں جوں شباب حُسن

تیوں تیوں لکھ سوتوں سبھے بدن ملن دُت ہوت

ویسے دیکھ سوتنیں تمام چہرہ میلی چمک ہو رہے

ترجمہ :- نئی دُلہن کے جسم کے بڑھنے کے ساتھ جوں جوں شباب کے حُسن میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے توں توں اس کی سوتنوں کے چہرہ کی چمک اس کے شباب کو دیکھ دیکھ کر میلی ہوتی جا رہی ہے۔

عاشق کے لئے مرنے کی بددُعا

کہا کہوں وا کی دِسا۔ ہر پرانن کے اِیس

کیا اُس حالت محبوب زندگی آقا

بِرہ جوال جروہ لکھے مردہ بھیّو اسیس

مفارقت آگ جلتے دیکھ کر مر جانا دُعا

ترجمہ :- حسینہ کو مفارقت کی آگ میں جلتے اور ناقابل برداشت دُکھ اُٹھاتے دیکھ کر سہیلی حسینہ کے محبوب سے کہتی ہے۔ اے اُس کی زندگی کے محبوب و آقا۔ میں تم سے اُس مہجورہ کی حالت کیا بیان کروں۔ اُسے آتش مفارقت میں اس طرح جلتے دیکھ کر اب تو اُس کو مر جانے کی بددُعا دینا بھی اُس کے لئے دُعا ہی ہے کیونکہ اگر مر جائے تو اُسے اس مُفارقت کی ناقابل برداشت تکلیف و مصیبت سے نجات مل جائے گی۔

آنکھوں کا اُلٹا اَثر

ساجے موہن موہ کو موہی کرت کچین

حسین بنائے　محبوب　مسخر　مجھے　کرتے　باعث تکلیف

کہا کروں اُلٹے پہرے ٹونے لونے نین

کیا　پڑے　جادو　حسین　آنکھیں

ترجمہ:۔ حسینہ نے اپنے محبوب کو مسخر کرنے کے لئے اپنی حسین آنکھوں میں کاجل لگایا۔ اور چاہا تھا کہ اس طرح حسن سے مسلح ہو کر محبوب کے دل پہ فتح پائے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ خود ہی اسیر محبت ہوگئیں۔ اس اُلٹے اثر کو دیکھ کر اپنی سہیلی سے کہتی ہے۔ اپنی آنکھیں حسین تو اس لئے بنائی تھیں کہ محبوب کو مسخر کروں گی۔ مگر کیا کروں میرے جادو اُلٹے پڑ گئے جب سے محبوب کو دیکھا ہے میری آنکھیں میرے لئے ہی تکلیف و مصیبت کا باعث ہوگئیں اور ہر وقت پریتم کی تلاش میں بے قرار ہیں۔

دوج کو چودھویں کا چاند

دئیو ارگھ نیچے چلو، سنکٹ بھانیں جائے

دے کر　برت۔روزہ　توڑو　جاکر

سُوچیتی ہوئے اوروں سبھے سس ہیں بلوکیں آئے

باحواس　ہوکر　اور　تمام　چاند　کو　دیکھیں　آکر

ترجمہ:۔ چاند کی دوسری تاریخ ہے حسینہ نے چاند کو دیکھنے اور ارگھ دینے (ہندوؤں میں چاند کو دیکھ کر ہاتھوں سے پانی نذر کیا جاتا ہے اسے ارگھ کہتے ہیں) کے لئے چھت پر گئی۔ تو حسینہ کے حسن کی چمک دیکھ کر پڑوس کی عورتیں حیران ہوئیں کہ آج دوج کو چودھویں کا چاند کس طرح نکل آیا۔ پڑوسنوں کی اس حیرانی کو محسوس کرکے سہیلی حسینہ سے کہتی ہے کہ ارگھ دے کر اب نیچے چلو اور برت (روزہ) کھولو تاکہ دوسری عورتیں بھی باحواس ہو کر نئے چاند کو دیکھیں جو دوج کو چودھویں سمجھ رہی ہیں۔

کاجل والی آنکھوں کا اثر

لکھ لوین لوینن کو۔ کو اِن ہوئی نہ آج

دیکھ　حسین　آنکھیں　کون　ہوگا

کون گریب نواجو کِت ٹھُٹو رت راج

غریب نوازین گے کس پر مہربان عشق دیوتا

ترجمہ:۔ حسینہ نے کاجل لگا کر آنکھوں کو مسلح کیا ہے تاکہ محبوب کے دل پر قبضہ کرے۔ آنکھوں کے اس فاتحانہ انداز کو دیکھ کر سہیلی کہتی ہے۔ ان حسین آنکھوں کو دیکھ کر کون ہے جو ان کے سامنے سرنگوں نہ ہو جائے گا۔ یہ تو فرمایئے کہ آج کس خوش نصیب کو غریب نوازی کا فخر حاصل ہوگا اور عشق کے دیوتا آج کس پر مہربان ہیں۔

نابالغ حسینہ سے محبّت

نہ پراگ نہ مدھر مد نہ وکاس ایہہ کال

خاکِ گل مٹھاس رس کھِلی اس وقت

الی کلی ہی سوں بندھیو آگے کون حوال

بھنورا سے بندھا کیا حال

ترجمہ:۔ ہندی کے مشہور شاعر بہاری لال جی مہاراجہ جے سنگھ والیٔ جے پور کے ہاں درباری شاعر تھے۔ مہاراجہ جے سنگھ کو ایک نابالغ حسینہ کے ساتھ اس قدر محبت ہوگئی کہ آپ نے ریاست کا تمام کام کاج چھوڑ دیا۔ دن رات اس حسینہ کے ساتھ محل میں ہی رہتے۔ تمام اہلکار تنگ آگئے۔ بہت کوشش کی گئی کہ مہاراجہ محل سے باہر آکر اپنی رعیت کے دُکھ درد سُنیں اور ریاست کا کام دیکھیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر بہاری لال جی نے یہ دوہا لکھ کر مہاراجہ کے پاس بھیجا۔ مہاراجہ دوہے کو پڑھتے ہی محل سے باہر نکل آئے اور ریاست کا کام شروع کر دیا۔ چنانچہ یہ دوہا ہی بہاری لال جی کو بام شہرت پر پہنچانے کا باعث ہوا) اس دوہے کا ترجمہ یہ ہے:۔ ابھی تک نہ تو پھول کی کلی کھلی ہے نہ اس میں پراگ (پراگ پھول کی اس خوشبودار خاک کو کہتے ہیں جو پھول کے اندر ہوتی ہے اور جس کو حاصل کرنے کے لئے بھونرا اس سے ہم آغوش ہوتا ہے) ہی موجود ہے نہ مٹھاس ہے اور نہ رس ہی مگر بھنورا کلی کے ساتھ ابھی سے چمٹ رہا ہے۔ اس بھنورے کا آئندہ جب کہ پھول کھل جائے گا تو کیا حال ہوگا۔

آنکھوں کا بے خطا نشانہ

پیئے من رچ ہیو کٹھن تن رچ ہوت سنگار

محبوب دل کشش ہونا مُشکل جسم خوبصورتی بڑھتی

لاکھ کرو آنکھ نہ بڑھے بڑھیں بڑھاے بار

بال بڑھیں بڑھانے

ترجمہ :۔ سوتن سنگار کر رہی ہے۔ سوتن کے سنگار کو دیکھ کر حسینہ متفکر ہے کہ کہیں محبوب کے دل پر سوتن کا قبضہ نہ ہو جائے۔ حسینہ کی اس تشویش کو دیکھ کر سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ تم فکر نہ کرو محبوب کے دل میں تمہاری سوتن کے لئے کشش پیدا ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ تمہاری آنکھوں سے تمہارے محبوب کو محبت ہے۔ اور ان تمہاری حسین آنکھوں کے باعث ہی وہ مسخر ہے۔ تمہاری سوتن سنگار کے باعث جسم کو خوبصورت بنالے گی۔ اور بالوں کو بھی سنوار کر طویل اور حسین کر لے گی۔ مگر تمہاری آنکھوں کی طرح اس کی آنکھوں کا بڑھنا تو ممکن نہیں۔ ان تمہاری آنکھوں کے تیر کا نشانہ کیوں کر خالی جائے گا اور تمہاری سوتن کس طرح تمہارا مقابلہ کر سکے گی۔

سفید ساڑھی کی خوبصورتی

سہج سیت پچ تو سیا پہرے ات چھب ہوت

معمولی باندھ باریک ریشمی ساڑھی پہنے انتہائی سجاوٹ ہوتی

جل چادر کے دیپ لوں جگمگات تن جوت

پانی چراغ جگمگاتا جسم روشن

ترجمہ :۔ حسینہ معمولی باریک ریشمی ساڑھی پہن کر ایسی خوبصورت معلوم ہوتی ہے اور اس کا روشن جسم ساڑھی کے اندر سے اس طرح جگمگاتا ہے جیسے پانی کی باریک سفید چادر (جھرنے) کے پیچھے چراغوں کی دیپ مالا ہو رہی ہو۔

گلے کی مالا کا بلند مرتبہ

پائے ترن کچ اُچ پد چرم ٹھگیو سبھ گانوں

پاکر شباب چھاتیاں بلند مرتبہ مالا ٹھگ لیا سب

چھُٹے ٹھور رہ ہے وہے جُو ہے مول چھب ناؤں

محروم مقام رہے گا وہی جو قیمت خوبصورتی نام

ترجمہ :۔ عاشق حسینہ کے گلے میں لکڑی کی معمولی مالا کو رشک کی نگاہوں سے دیکھ کر مالا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ حسینہ کی پُر شباب چھاتیوں پر جگہ حاصل کر کے تم نے یہ قابل رشک مرتبہ حاصل کیا۔ بے قیمت ہو کر بھی تمام گاؤں کو دھوکا دیتے ہوئے بیش قیمت بن رہی ہو۔ اور تمام لوگوں کی نگاہیں تم پر جم جاتی ہیں۔ اس حسین مقام سے محروم ہو گی تو تمہاری قیمت تمہاری خوبصورتی اور تمہارا انداز ... دوسری معمولی مالاؤں کی طرح مستحق ہو۔

حسین چہرے پر زری کے کنارے والی ساڑھی

جری کور گورے بدن - بری کھری چھب دیکھ

زری کنارہ بڑھی اصلی خوبصورتی

لست منو نجری گیئے سارد سس پرولیش

ساکن مانے بجلی سرد موسم چاند حلقہ

ترجمہ:- حسینہ کے گورے رنگ کے چہرے پر سنہری زری کے کنارے والی ساڑھی حسینہ کی اصلی خوبصورتی میں بھی اضافہ کا باعث ہو رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سردیوں کے موسم کے چاند کے اردگرد بجلی کی شعاعیں حلقہ کئے ساکن ہیں۔

حسینہ کی آنکھیں

(۱) کجلے دی دھار لاکے اکھیاں نے پھٹیا

کاجل کی لگاکر آنکھوں زخمی کیا

اکھیاں وچ اکھیاں پاکے اکھیاں نے پٹیا

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آنکھوں تباہ کیا

(۲) دیکھ دیکھ بے وفائیاں اجے بھی نہ باز آئیاں

ابھی آئیں

آپے ہتھیں رادھ لاکے اکھیاں نے چٹیا

اپنے ہاتھوں ہٹھاس لگاکر آنکھوں چاٹا

(۳) دنے راتے رو رو کے نشر سارے ہو ہو کے

دن رات کو سب جگہ کر

چاننی تے چھج پاکے اکھیاں تے چھٹیا

چاندنی چھاج ڈال کر آنکھوں پھٹکا

(۴) بولیاں تے پیاریاں نے نِکیاں نِکیاں آریاں نے

باتیں تو پیاری پیاری ہیں چھوٹی چھوٹی ہیں

بوٹا سکھاں والا لاکے اکھیاں نے کٹیا

لگا کر آنکھوں کاٹ لیا

(۵) نہ میں موئیاں نہ میں جیواں گوتے کھاواں بکل تھیواں

مری زندہ غوطے کھاؤں دیوانہ ہوگئی

شرف ایسے کھوہ وچ جاکے اکھیاں نے سٹیا

کنوئیں میں کر آنکھوں پھینکا

ترجمہ :۔ (۱) دُنیا کے لوگ ہاتھوں میں تلوار پکڑ کر دھار سے قتل کرتے ہیں مگر حسینہ نے اپنی آنکھوں میں کاجل کی باریک سی دھار لگا کر مجھے زخمی کیا۔ اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آنکھوں نے ہی تباہ کر دیا۔

(۲) میری آنکھیں حسینہ کی بیوفائیوں کو دیکھ کر بھی باز نہ آئیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے سٹھاس لگا کر خود ہی نکھی بن کر اس سٹھاس میں پھنس گئیں۔

(۳) دن رات رو رو کر یہ آنکھیں خود ہی تمام دُنیا میں رسوا ہوئیں۔ گویا انھوں نے چاندنی کی چاندنی رات میں دُنیا کے سامنے اپنی آبرو کو خود ہی اس طرح بے نقاب کیا جیسے چھاچ کے ساتھ مٹی کٹھلی جاتی ہے۔

(۴) حسینہ کی باتیں پیاری بھی ہیں اور دلوں کے لئے چھوٹی چھوٹی آریوں کا کام بھی کرتی ہیں۔ گویا کہ سُکھ اور راحت کا پودا خود ہی ان آنکھوں نے لگایا اور خود ہی کاٹ رہی ہیں۔

(۵) میری حالت اس وقت اس شخص کی طرح ہے جو نہ مرتا ہے نہ زندہ ہے۔ غم و تفکر کے دریا میں غوطے کھا رہا ہے اور لوگ اُسے دیوانہ سمجھ رہے ہیں۔ تباہی کے اس کنوئیں میں گرنے کا سبب حسینہ کی آنکھیں ہی ہیں جنھوں نے قطعی برباد کر دیا۔

نسوانی اقرار

بِنتی رت بپریت کی ۔ کری پَرس پیے پاے

درخواست رات وصل کی چھو کر حسینہ پاؤں

ہنس ان بولے ہی دیُو ۔ اُترّ دیُو بُتاے

بغیر بولے دیا جواب چراغ بجھا کر

ترجمہ :۔ عاشق نے حسینہ سے وصل کے لئے کہا۔ تو ہندوستانی نسوانی کیریکٹر کے مطابق انکار ہوتا گیا۔ آخر عاشق نے حسینہ کے پاؤں چھو کر درخواست کی۔ تو اس درخواست کے جواب میں حسینہ بغیر مُنہ سے کچھ بولے ہنس دی۔ اور چراغ بجھا دیا (یعنی بغیر مُنہ سے کچھ بولے ہنس دینے اور چراغ بجھانے کا مطلب یہ تھا کہ درخواست منظور ہے)۔

پنکھے کا اُلٹا اثر

ہِت کر تم پٹھیو لگے ۔ وا بجنا کی وائے

محبت بھیجا اس پنکھا ہوا

ٹری تپن تن کی تئو ۔ چلی پسینے نہائے

مٹ گئی تپش اُس کے

ترجمہ : محبوب نے حسینہ کو پنکھا بھیجا۔ اس پنکھے کے پہنچنے پر حسینہ پر جو اثر ہوا۔ اس اثر کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے حسینہ کی سہیلی پیغام بھیجتی ہے۔ تم نے محبت کے ساتھ جو پنکھا بھیجا تھا۔ اُس پنکھے کی ٹھنڈی ہوا لگنے سے حسینہ کے جسم کا تپش تو مٹ گئی مگر تمہاری محبت کے جوش میں پنکھے کو دیکھ کر پسینہ کے ساتھ شرابور بھی ہو گئی۔

نیا عشق اور خاندانی وقار

نئی لگن کُل کی سُکچ بِکل بھئی اکولائی

عشق خاندان حیا بے چین ہوئی گھبرائی

دوہوں اور اینچی پھرت پھرکی لوں دن جائی

دونوں طرف کھینچتی پھرتی طرح جاتا

ترجمہ :۔ حسینہ نئے عشق میں مبتلا ہے۔ دل کو صبر نہیں۔ اُدہر خاندانی وقار و عزت مانع ہے۔ اپنے محبوب کے پاس جا نہیں سکتی۔ اس کشمکش کی حالت میں گھبرائی ہوئی بے چین اُس پھرکی (پھرکی اُس کھلونے کو کہتے ہیں جو ٹین یا چپڑے کا گول ہوتا ہے۔ اس میں دو سوراخ ہوتے ہیں بچے ان سوراخوں میں ڈورا ڈال کر دونوں سروں کو کبھی کھینچتے ہیں۔ کبھی ڈھیلا چھوڑتے ہیں جس کے باعث یہ پھر گھومتی ہے) کی طرح دن بسر کرتی ہے جو دونوں طرف کھینچی جاتی ہو۔

دل کی سیمابیت

نیہہ انہائے نیہہ جائے چت چھہوٹیو لکھ تیر
نہ نہائے نہ دل جوش محبت دیکھ کنارہ

پرس پھرہری لے پھرت بہنست وھنست نہ نیر
چھوتی کانپتی پھرکر مسکراتی بیٹھتی پانی

ترجمہ :- حسینہ تالاب پر نہانے گئی۔ وہاں دیکھا کہ محبوب بھی موجود ہیں۔ دل نہیں چاہتا کہ وہاں سے واپس گھر آئے۔ اور اب کیفیت یہ ہے کہ نہ نہاتی ہے نہ گھر واپس جاتی ہے۔ محبوب کو تالاب کے کنارے دیکھکر جوش محبت کے باعث دل سیماب بنا ہوا ہے۔ کبھی پانی کو چھوتی ہے کبھی سردی کا بہانہ بناکر مصنوعی طور پر کانپتی ہے۔ کبھی گردن پھیر کر محبوب کو دیکھتی ہے۔ کبھی مسکراتی ہے اور پانی میں نہیں بیٹھتی (کیونکہ نہالیتی تو پھر وہاں ٹھیرنے کا کوئی بہانہ نہ ہوتا)۔

زخم۔ محبّت کی یادگار

پِیئے نج ہیئے جو لگی چلت پیئے نکھ ریکھ کھرونٹ
حسینہ اپنے سینہ چلتے محبوب ناخون لکیر خراش

سُوکھ نہ دیت نہ سرسئی کھونٹ کھونٹ کھٹ کھوٹ
خشک دیتی گیلاپن کھرنڈ زخم نوچتی

ترجمہ :- محبوب پردیس گئے۔ جاتے ہوئے حسینہ کو گلے لگاکر پیار کیا تو جلدی میں سینہ پر ناخون کی خراش آگئی۔ اب حسینہ جدائی میں ناخون کی اس خراش کو خشک نہیں ہونے دیتی۔ اس کو تازہ رکھنے کے لئے جب کھرنڈ آتے ہیں نوچ دیتی ہے کیونکہ یہ زخم پریتم کے جاتے ہوئے گلے سے لگانے کی یادگار ہے۔

عاشق کی محبّت

چٹک نہ چھانڈت گھٹت ہوں سجن نیہوں گمبھیر
چھوٹتی گھٹتے ہوئے عاشق محبت گہری

پھیکو پرے نہ برُو چھٹے رنگیو چول رنگ چیر

پھیکا پڑے چاہے رنگا مجیٹھ کپڑا

ترجمہ :- عاشق کی محبت اس قدر گہری ہوتی ہے کہ اگر وہ کم بھی ہو جائے تو اس کی چٹک نہیں جاتی جس طرح مجیٹھ کے رنگ میں رنگا ہوا کپڑا چاہے پھٹ جائے مگر اس کا رنگ پھیکا نہیں پڑتا۔

نسوانی تیر

پھیر کچھو کر پَور تیں پھِر چِتئی مُسکیائے

بہانہ کچھ دہلیز سے لوٹ کر دیکھا مُسکرا کر

آئی جامن لین تیئے نیھے گئی جمائے

لینے کے لئے محبت جما

ترجمہ :- جامن کا ایک بہانہ بنا کر آئی ۔ دہلیز پر قدم رکھتے ہی واپس لوٹ گئی ۔ مڑ کر پھر دیکھا اور مُسکرائی گویا کہ آئی تھی وہی جمانے کا جامن لینے کیلئے اور جما گئی دل پر محبت کا سکہ ۔

آنکھوں کے ملنے کا اثر دلوں پر

اُن ہر کی ہنس کے اِتے اِن سونپی مُسکائے

روکی کر اس طرح مُسکرا کر

نین مِلت من مل گیئو دوؤ مِلوَت گائے

آنکھیں ملتے دل گیا دونوں ملاتے

ترجمہ :- سری کرشن گائیں چرانے کے لئے جا رہے ہیں۔ رادھکا اپنی گائے کو اس گلہ میں شامل کرنا چاہتی ہیں۔ سری کرشن نے ہنس کر کہا کہ یہ گلہ تمہاری گائے شامل کرنے والا نہیں۔ دوسرا ہے۔ اس گلہ میں اپنی گائے شامل مت کرو۔ اس پر رادھکا نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مُسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کوئی حرج نہیں۔ اس گلہ میں ہی ہماری گائے کو لے جاؤ۔ ہم چرانے کی اُجرت دے دیں گے۔ چنانچہ گائے سری کرشن کو سونپ دی گئی اور گلہ میں گائے ملاتے ملاتے سری کرشن اور رادھکا کی آنکھوں کے ملتے ہی دونوں کے دل بھی مل گئے۔

کم سن ساقی

ڈھیٹو دے بولت ہنست پروڈ بلاس اپوڈ
ڈھٹائی سے بولتی ہنستی بڑی عورت باتیں کم سن

تیوں تیوں چلت نہ پیٔے نین چھکیٔے چھکی نبوڈ
توں توں پھرتی شوہر آنکھیں متوالا کیا ساقی کم سن

ترجمہ :- شوہر نے ایک کم سن حسینہ سے شادی کی ہے۔ شوہر اس حسینہ سے دن رات مصروف ہیں۔ نئی سوتن اور اپنے شوہر کی اس مصروفیت کو دیکھ کر پہلی بیوی اپنی سہیلی سے شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے :- جوں جوں یہ کم سن حسینہ کم عمر ہوتے ہوئے بھی بڑی عورتوں کی طرح چالاکی سے باتیں کرتی ہے۔ اور ڈھٹائی کے ساتھ بیباک ہو کر شوہر سے بولتی اور ہنستی ہے توں توں شوہر کی آنکھیں اس کے حسن پر جمتی چلی جا رہی ہیں۔ گویا کہ اس کمسن ساقی نے شوہر کو متوالا بنا دیا ہے۔

گاؤں کی چھوری

پھولا ہار ہیٔے لسے سن کی بینڈی بھال
پرپھولا دل چمکائے بندی پیشانی

راکھت کھیت کھری کھری کھرے اروجن بال
نگرانی کھڑی کھڑی اُبھری چھاتیاں حسینہ

ترجمہ :- پرپھولا (جنگل کا ایک خودرو پھول) کا ہار چھاتیوں پر ڈالے اور پیشانی پر سن کے پھول کی چھوٹی سی پتی بندی کی طرح چمکائے۔ اُبھرے ہوئے سینہ والی حسینہ کھڑی کھڑی اپنے کھیت کی نگرانی کر رہی ہے یہ گاؤں کی چھوری ہے۔

حسن کا پرتو

اُٹھ ٹھک ٹھک اِتو کہا پاوس کے ابھیسار
پس و پیش کیوں کہتی برسات محبوب کا گھر

جان پرنگی دیکھیو دامنی گھن اندھیار
[illegible] دیکھ پڑیگی [illegible] سیاہ

ترجمہ :- برسات کا موسم ہے بادل چھا رہے ہیں۔ رات کا وقت ہے اور چاروں طرف اندھیرا ہے۔ حسینہ اپنے محبوب کے گھر جانا چاہتی ہے مگر حیا مانع ہے۔ حسینہ کے دل کی اس کیفیت کو دیکھ کر اسکی سہیلی کہتی ہے۔ اُدھیڑ بن وپیش کیا کرتی ہے۔ اپنے محبوب کے گھر جا۔ اگر کوئی تجھے دیکھ بھی لے گا تو سمجھے گا کہ سیاہ بادلوں میں سے بجلی چمک رہی ہے۔

شوہر کی آبرو

پاریو سور سوہاگ کو ان بن ہی پئے نیہہ

پھیلا دی شہرت کی بغیر محبوب محبت

اُنیدو ہی انکھیا گگے السوں ہی دیہہ

شب بیداری آنکھیں سُست جسم

ترجمہ :- شادی کے بعد جب حسینہ اپنے محبوب کے پاس گئی تو کسی وجہ سے شوہر حسینہ سے راغب نہ ہوئے۔ صبح سہیلیوں نے حسینہ سے رات کی کیفیت پوچھی تو اپنی اور اپنے شوہر کی بدنامی کے خیال سے حسینہ نے بغیر شوہر سے ملے ہی آنکھوں کی بناوٹی شب بیداری اور جسم میں سستی کا بہانہ کر کے سہاگ کی رات کی کامیابی کی شہرت پھیلا دی۔

عشق وحیا کا مشترکہ شکار

سمرس سمر سکوچ بس بِبس نہ ٹھک ٹھہرائے

مساوی عشق حیا بے قابو قرار رہتا

پھر پھر اُجگھت پھر دُرت دُر دُر جھمکت جائے

بار بار اُٹھ کر دیکھتی چھُپتی چھُپ چھُپ دکھتی جاتی

ترجمہ :- حسینہ ایک طرف عشق کے ہاتھوں نالاں ہے۔ دوسری طرف خاندان وقار کا خیال ہے اس کشمکش کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے حسینہ کی سہیلی ایک دوسری سہیلی سے کہتی ہے کہ عشق وحیا کے ہاتھوں مساوی طور پر تباہ ہونے کے باعث اس کو قرار نہیں۔ نہ اپنے محبوب کو بھول سکتی ہے نہ حیا کو چھوڑتی ہے چنانچہ بار بار اٹھ کر اپنے محبوب کو دیکھتی ہے پھر چھپ جاتی ہے کہ لوگ دیکھ نہ لیں۔ پھر چھپ چھپ کر دیکھتی ہے اور اسی طرح سے عشق وحیا دونوں کا شکار ہو رہی ہے

خواب میں محبوب

دیکھوں جاگ تا بیسیئے سانکر لگی کپاٹ

دیکھتی ہوں ویسی ہی زنجیر دروازہ

کِت ہوئے آوت جات بھج کو جانے کوئے باٹ

کس طرح آتے جاتے بھاگ گیا کونسا راستہ

ترجمہ :- دن بھر محبوب کا خیال رہنے کے باعث حسینہ کو رات کو بھی اپنے پریتم کے ہی خواب آتے ہیں۔ ان خوابوں کو نہ یقین کرتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ واقعات ہیں۔ صبح اپنی سہیلی سے شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے کہ صبح جاگنے پر دیکھتی ہوں تو دروازہ کی زنجیر اندر کی طرف سے ویسے ہی لگی ہوتی ہے۔ جیسے میں نے سوتے وقت لگائی تھی۔ نہ معلوم میرے سونے کے بعد کیس طرح اندر آتے ہیں اور جاگنے پر کس طرح جاتے ہیں۔ اور انھوں نے اندر آنے کا کون سا دوسرا راستہ بنالیا ہے۔

آئین محبت کے خلاف محبت

نِردیئے ! نیہہ نیو نرکھ بھیو جگت بھیئے بھیت

بے رحم محبت نئی قسم ہُوا خوفزدہ

یہ ابلوں نہ کہوں سُنی مر ماریئے جو میت

کبھی بات محبوب

ترجمہ :- محبوب ناراض ہوگئے۔ حسینہ نے بہت کوشش کی مگر غصہ فرو نہ ہوا اور یہ دیکھ کر کہ اس ناراضی میں محبوب کی صرف خودداری مانع ہے۔ ورنہ وہ بھی تعلقات کو خوشگوار بنانا چاہتے ہیں۔ حسینہ اپنے پریتم کو مناتے ہوئے کہتی ہے۔ تمہاری اس بغیر رحم کے نئی قسم کی محبت کو دیکھ کر تمام دُنیا لرز گئی ہے۔ کیونکہ آج تک یہ تو دیکھا تھا کہ خود تکلیف اٹھا کر محبت کرنے والوں کو آرام پہنچایا جاتا ہے۔ مگر یہ کبھی نہ سنا تھا کہ خود دُکھ سے مرنا اور اپنے پرستار کو بھی تکلیف دے کر مارنا۔

آنکھوں کی بے بسی

جس اُپجس دیکھت نہیں۔ دیکھت سانول گات

عزت بے عزتی صورت

کہا کروں لالچ بھرے چپل نین چل جات

کیا ... بے چین ... چلے ... جاتے

ترجمہ :۔ حسینہ جب محبوب کو دیکھتی ہے۔ تو اس کی آنکھیں محبوب کے حُسن پر جم جاتی ہیں اور کوشش کرنے پر بھی نگاہیں نہیں اُٹھتیں۔ حسینہ کی اس کیفیت کو دیکھ کر حسینہ کی سہیلی شرم و حیا کی تلقین کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اس طرح نگاہیں جما کر دیکھنا تمہیں بدنام کر دے گا۔ تم احتیاط سے کام لو۔ اس تلقین کو سُن کر حسینہ اپنی بے بسی اور اپنی آنکھوں کی بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیتی ہے۔ میری آنکھیں عزت اور بے عزتی کو نہیں دیکھتیں ان کو تو محبوب کی سانولی صورت ہی نظر آتی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ میرا اس طرح محبوب کو پیار کی نظر سے دیکھنا مجھے رسوا کر دے گا۔ مگر کیا کروں یہ آنکھیں اس قدر للچائی ہوئی ہیں کہ باوجود میرے روکنے کے بھی بے چینی اور بے بسی کے عالم میں محبوب کے پاس چلی جاتی ہیں۔

پنجابی مہجورہ کی مصروفیت

چھبّی دیاں چُنیاں میں مَل مَل دھونی آں

چھبیس ... کے ... چھوٹے دوپٹے ... دھوتی ... ہوں

ماہی گیا پردیس نی میں چھم چھم رونی آں

محبوب ... زار ... زار ... روتی ... ہوں

ترجمہ :۔ چھبیس نمبر کی ململ تمام قسم کی ململوں سے زیادہ باریک اور نفیس ہوتی ہے۔ پنجاب کی لڑکیاں اور عورتیں اس کے دوپٹے بناتی ہیں۔ پنجاب میں چُنیاں اوڑھنے کے اُن چھوٹے دوپٹوں کو کہتے ہیں جو نوعمر لڑکیاں استعمال کرتی ہیں۔ چنانچہ پنجاب کی نوجوان حسینہ کا محبوب پردیس گیا ہے۔ جدائی کے صدمہ کے باعث وہ رونا چاہتی ہے تاکہ دل ہلکا ہو۔ مگر اسے تنہائی میں رونے کا کوئی موقع نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے چھبیس کی ململ کے دوپٹوں کو دھونے کا بہانہ تلاش کیا ہے۔ ایک کنارہ پر جا کر ان دوپٹوں کو مل مل کر دھو رہی ہے (تاکہ زیادہ وقت صرف ہو حالانکہ چھبیس کی باریک اور نفیس ململ کو صاف کرنے کے لئے زیادہ محنت اور وقت کی ضرورت نہیں ہوتی) اور اس مصروفیت میں ہی آنکھوں سے زار زار رو کر اپنا جی ہلکا کر رہی ہے۔

پہاڑی لوگوں کا عشق

پاپی لوگ پہاڑ دے پتھر جنہاں دے چِت

گنہگار ... کے ... جن ... کے ... دل

انگ ملاوا کدہی تے نہن ملاوا نت

جسم وصل کبھی کبھی آنکھیں وصل ہر روز

ترجمہ :- پہاڑ سامنے نظر آتے ہیں مگر انسان کے ایک پہاڑ سے دوسرے تک پہنچنے کی صورت میں فاصلہ بہت ہوتا ہے۔ پہاڑ کی حسینہ اپنے محبوب کو پہاڑ کے دوسرے ٹیلہ پر دیکھتی تو ہر روز ہے مگر فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث ہر روز مل نہیں سکتی۔ اپنی اس بے بسی کا خیال کرتے ہوئے حسینہ کہتی ہے۔ پہاڑ کے لوگ جرم کئے بغیر ہی محبت کے گنہگار ہیں اور ان کے دل جدائی کا صدمہ برداشت کرتے کرتے پتھر ہو جاتے ہیں کیونکہ پہاڑ کے عاشق کو اپنے معشوق کا وصل تو (فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث) کبھی ہی نصیب ہوتا ہے۔ مگر آنکھوں سے آنکھیں (پہاڑ پر سامنے نظر آنے کے باعث) ہر روز مل جاتی ہیں۔

کرشن پر رادھا کے حُسن کا اثر

کہا لڈوتے درگ کرے پرے لال بے حال

کیا لاڈلی آنکھیں پڑے محبوب

کہوں مُرلی کہوں پیت پٹ کہوں مکٹ بن مال

کہیں بنسری کہیں زرد کپڑے کہیں

ترجمہ :- رادھا کی سہیلی سری کرشن کی حالت بیان کرتے ہوئے رادھا سے کہتی ہے۔ تم نے اپنی آنکھوں کو کتنا حسین۔ خوبصورت اور قابل محبت بنا لیا ہے کہ تمہارے سری کرشن اس قدر بے حال ہو گئے ان کو اپنے جسم کی بھی کوئی خبر نہیں۔ کہیں تو بنسری پڑی ہے۔ کہیں زرد رنگ کا لباس (سری کرشن ہمیشہ زرد رنگ کا لباس پہنتے تھے اس لئے ہی آپ کو پیتمبر (زرد پوش) کہا جاتا ہے) پڑا ہے۔ کہیں سر کا مکٹ رکھا ہے اور کہیں گلے کی مالا الگ پڑی ہے۔

عاشق پر محبوب کے دیکھنے کا اثر

جو وا کے تن کی دشا دیکھیو چاہت آپ

اگر اس جسم حالت دیکھنا چاہتے

تو بل نیک بلو کیئے چل آچکاں چُپ چاپ

ترجمہ :۔ محبوب کی جُدائی کے باعث حسینہ کی صحت گر گئی ہے۔ کمزور ہو چکی ہے۔ ہڈیاں نکل آئی ہیں اور کھانا پینا ترک ہے۔ حسینہ کی سہیلی حسینہ کے محبوب سے اس قابل رحم حالت کو بیان کرتے ہوئے کہتی ہے۔ اگر تم اس کے جسم کی اصلی حالت دیکھنا چاہتے ہو تو چپکے چپکے بغیر خبر کے وہاں اچانک جا کر دیکھو (کیونکہ حسینہ نے تمھیں دیکھ لیا یا تمہارے آنے کی اُسے اطلاع ہو گئی تو اس خوشی کے باعث اس کے جسم میں زندگی پیدا ہو جائے گی۔ اور تم اس کی موجودہ اصلی حالت سے واقف نہ ہو سکو گے)

محبت کرنا دوسرے کے ہاتھ میں زندگی دینا

من نہ دھرت میرو کہو تو اپنے سیان

خیال کرتی میرے کہنے پر عقلمندی

اہے پرن پر پریم کی پر ہتھ پارن پران

اے پڑنا دوسرے محبت دوسرے ہاتھ دینا زندگی

ترجمہ :۔ حسینہ عشق و محبت میں بُری طرح سے گرفتار ہے۔ رات کو نیند نہیں آتی۔ دن بھر بے چینی کا عالم ہے۔ کھانا پینا سب ترک ہو چکا ہے۔ گوشہ نشین ہو کر روتی رہتی ہے حسینہ کی اس عشق زدہ حالت کو دیکھ کر گھر کی ایک معمر عورت نصیحت کرتے ہوئے کہتی ہے۔ تم اپنی عقلمندی کے زعم میں میری نصیحت پر دھیان نہیں دیتیں اور تباہ ہو رہی ہو۔ تم سوچو اور سمجھو کہ کسی دوسرے سے محبت کرنا بالکل ایسا ہے جیسے دوسرے کے ہاتھ میں اپنی زندگی سونپ دی جائے۔

نیلے گھونگھٹ میں حسینہ

چھپیو چھبیلو مکھ لسے نیلے آنچر چیر

چھپا ہوا حسین چہرہ زیب دیتا آنچل کپڑا

منو کلانِدھ جھلملے کالندی کے نیر

یقیناً چاند جمنا پانی

ترجمہ :۔ حسینہ نے نیلے رنگ کی باریک ساڑھی پہنی ہوئی ہے۔ اس نیلے رنگ کے باریک کپڑے کے گھونگھٹ میں گورے رنگ کا حسین چہرہ ایسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے جیسے جمنا کے پانی میں چاند جھلملا رہا ہے۔

پازیب کی آواز کا اثر

کیئے حائل چت چائے لگی بج پائل تو پائے

کیا محو دل محبت پازیب تیرے پاؤں

پُن سُن سُن مُکھ مدُھر دُھن کیوں نہ لال للچائے

پھر مُنہ نشیلی آواز عاشق

ترجمہ :- عاشق حسینہ پہ بہت بُری طرح فریفتہ ہے۔ اسے ایک لمحہ کی جُدائی بھی گوارا نہیں۔ ہر وقت چاہتا ہے کہ حسینہ سامنے رہے حسینہ نے لوگوں میں چرچا ہونے کے خیال سے اس غیر مناسب مطالبہ کی اپنی سہیلی سے شکایت کی تو سہیلی کہتی ہے۔ اس کا دل تمہاری محبت میں محو ہے۔ اس محویت کے عالم میں جب تمہاری خوبصورت پازیب کی آواز ہی اس کو بے خود بنا دیتی ہے تو پھر تمہارے ہونٹوں سے نکلی ہوئی نشیلی آواز کیوں نہ تمہاری باتیں سننے کے لئے عاشق میں بے قراری اور لالچ کے جذبات پیدا کرے۔

شباب کا اثر چھاتیوں اور کمر پر

جیوں جیوں جوبن جیٹھ دِن کُچ مِت اتی اِدھکات

جوں جوں شباب سینہ دن زیادہ بڑھتا

تیوں تیوں چھن چِھن کٹ چھپا چھین پرت سی جات

توں توں لمحہ کمر رات پتلی ہوتی جاتی

ترجمہ :- عورت کے شباب کے زمانہ کو شاعر نے جیٹھ کے مہینہ (مئی اور جون میں جب دن بڑھ جاتے ہیں اور راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں) کے ساتھ تشبیہ دی ہے یعنی جس طرح جیٹھ کے مہینہ میں دن ہر روز بڑھتے جاتے ہیں اور راتیں چھوٹی ہوتی جاتی ہیں۔ شباب کے زمانہ میں حسینہ کی چھاتیاں تو دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اور اس کی کمر لمحہ بہ لمحہ پتلی ہوتی جاتی ہے۔

حسینہ کی زلف

کُٹل الک چھُٹ پرت مُکھ بڑگو اتو ادوت

ٹیڑھی لٹ چھوٹا پڑی چہرہ اضافہ اس طرح حُسن

بَنک بکاری دیت جیوں دام روپیہ ہوت

ٹیڑھی رقموں کی لکیر دی گئی جس طرح پیسہ ہوگیا

ترجمہ :- (ہندی رقموں میں اگر صرف ہندسہ ہو تو پیسہ سمجھا جاتا ہے اور اگر اس ہندسہ کے داہنی طرف اس طرح (ٹیڑھی لکیر (جسے بکاری کہتے ہیں) ہو تو اس ہندسہ کو روپیہ سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً اگر چار کا ہندسہ ۸ اس طرح ہو تو یہ چار پیسے ہیں اور اگر یہ ہندسہ اس لائن کے بائیں طرف اس طرح ۸) ہو تو یہ چار روپیہ ہوتے ہیں) غسل کے بعد حسینہ کی زلف (لٹ) چہرہ پر ٹیڑھی گر پڑنے سے حُسن میں اس طرح اضافہ ہوگیا جیسے بکاری (رقموں کی ٹیڑھی لکیر) پیسہ کے ساتھ لگا دی جائے تو وہ روپیہ ہو جاتا ہے۔

دوشیزہ شادی کے بعد

نَوناگر تن مُلک لَہے جوبن عامل جور

دوشیزہ جسم حاصل کر شباب حاکم زبردست

گھٹ بڑھ تے بڑھ گھٹ رقم کری اور کی اور

کا کردیا

ترجمہ :- زبردست اور پُرشباب حاکم (محبوب) نے دوشیزہ کے جسم (ملک) پر قبضہ حاصل کرکے مالیانہ کی رقمیں کہیں بڑھا دیں کہیں گھٹا دیں۔ گویا کہ کچھ کا کچھ کر دیا۔ (یعنی جسم کے حصہ میں کوئی چیز بڑھ گئی۔ کوئی کم ہوگئی۔ کوئی بڑی ہوگئی کوئی چھوٹی ہوگئی) اس دوہا میں اس فرق کو بیان کیا گیا ہے جو ایک حسینہ کے جسم میں شادی کے بعد پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ دوہا گو کچھ عریاں سا ہے مگر ادبی اعتبار سے اسے ایک بہترین شاہکار قرار دیا جا سکتا ہے۔

محبّت اور خودداری

سُکچ نہ رہے سیام سُن۔ یہ ستروہیں بین

شرما محبوب غصہ والی باتیں

دیت رچوں ہیں چِت کہے نِہیہ نچوں ہیں نین

کررہے ظاہر دل بات محبت بیقرار ہوئی آنکھیں

ترجمہ :- حسینہ اپنے محبوب سے ناراض ہے مگر ... آخر محبوب نے بھی

خوشامد کرنی چھوڑ دی تو حسینہ کی سہیلی محبوب سے کہتی ہے۔ تُم حسینہ کی غصّہ والی باتوں سے متاثر ہو کر اور شرما کر اس کی خوشامد نہ چھوڑ دو۔ تھوڑی دیر اور کوشش کر دو یہ مان جائے گی کیونکہ اس کی محبت کے لئے بے قرار آنکھیں اس کے دل کی خواہش کا اظہار کر رہی ہیں۔ صرف تھوڑی سی خودداری مانع ہے۔

نِسوانی ادا

سہت سنیہہ سکوچ سُکھ سوید کنپ مُسکان

ساتھ محبت حیا خوشی پسینہ کپکپی مُسکراہٹ

پران پان کر اپنے پان دھرے مو پان

زندگی ہاتھ دیا میرے ہاتھ

ترجمہ :۔ محبوب نے سہیلیوں کی موجودگی میں حسینہ سے پان طلب کیا۔ حسینہ کے لئے ایک طرف حیا دامنگیر ہے۔ دوسری طرف انکار کرنا مشکل۔ اس کشمکش میں پان دیا گیا۔ اس کیفیت کو بیان کر کے محبوب کہتے ہیں۔ محبت۔ خوشی اور مُسکراہٹ کے ساتھ حیا کی کپکپی سے پسینہ میں شرابور ہو کر میری زندگی اپنے ہاتھ میں لی اور میرے ہاتھ میں پان دیا۔

کاجل والی آنکھیں

پِھر پِھر دَورت دیکھیت نِچلے نیک رہیں نہ

دوڑتے دیکھتے قرار تھوڑا سا

یہ کجرارے کون پہ کرت کجاکی نین

کاجل والی کس کریں گی قزاقی آنکھیں

ترجمہ :۔ حسینہ نے اپنی خوبصورت آنکھوں میں کاجل لگا کر ان کو مسلح کیا ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ تمہاری نگاہیں ادھر اُدھر دوڑتی بھی ہیں اور کسی کی تلاش میں بھی ہیں اور ان کو تھوڑا سا بھی قرار نہیں۔ یہ تو بتاؤ کہ یہ کاجل والی قزاقی آنکھیں کس بے گناہ پر ڈاکہ ڈالنے کی فکر میں ہیں۔

محبّت کے بوسے

اُونگرن اُچ بھر بھیت دے اُلم چتے چکھ لول

اُنگلیوں پر اُٹھ کر بوجھ دیوار جھک کر خیال کر دیکھ چنچل

رچ سوں دوہوں دوہن کے چُومے چار کپول

محبت کے ساتھ دونوں نے دونوں بوسے لیے رخسار

ترجمہ:۔ حسینہ کی محبت پڑوس کے ایک نوجوان سے ہے۔ دونوں کے مکان کے درمیان پردہ کی دیوار ہے حسینہ کا محبوب سے ملنا ممکن نہیں اور جدائی ناقابل برداشت ہے۔ چنانچہ اس مشکل مسئلہ کے حل کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ پاؤں کی انگلیوں پر اٹھ کر جسم کا بوجھ دیوار پر ڈال کر دوسری طرف جھک کر اور چنچل آنکھوں سے یہ دیکھ کر کہ کوئی دیکھتا تو نہیں محبت اور پیار کے ساتھ دونوں نے ایک دوسرے کے چاروں رخساروں کے بوسے لئے۔

شباب کی آمد

(۱) کُجھ چہرہ چوہ چوہ کردا اے

کچھ دمک رہا ہے

کُجھ نیناں مدھ پلائی اے

کچھ آنکھوں نے شراب ہے

کُجھ جوبن گھٹاں چڑھایاں نے

کچھ گھٹائیں چڑھ آئیں ہیں

کُجھ مُنہ تے زلف سجائی اے

کچھ پر ہے

کُجھ دانے سُٹے خالاں نے

کچھ پھینکے خالوں

کُجھ زلفاں پھاہی لائی اے

کچھ زلفوں نے پھانسی لگائی ہے

کُجھ شوخی پھیرے پاوندی اے
کُچھ پھر واپس آرہی ہے

کُجھ شرم حیا بھی چھائی اے
کُچھ ہے

کُجھ بھولاپن پُرانا اے
کُچھ ہے

کُجھ نویں جوانی آئی اے
کچھ نئی ہے

کُجھ اگے نین کٹاراں سن
کُچھ پہلے آنکھیں کٹاریں تھیں

کُجھ سُرمے دھاری لائی اے
کُچھ سُرمہ نے دھار لگائی ہے

(۲) ایہہ اوہدے مٹک ہُلارے نہیں
یہ اس کے جھومنا

ہُن شُحل ہواواں چھڑیاں نے
اب لطیف ہوائیں شروع ہوئیں ہیں

ہُن اوہدے رُوپ جوانی دیاں
اب اس کے حُسن کی

نازک کلیاں کھڑیاں نے
ہیں

اوہ لچھے کھلے والاں دے
وہ بالوں کے

ہُن بن گئے طوطے چڑیاں نے
اب ہیں

ہُن گورے گورے ہتھاں تے
اب ہاتھوں پہ

آ مہندی پایاں پِٹڑیاں نے
ڈال دیئے نقش ہیں

کُجھ ہوٹھاں لنبوُ بالے سن
کچُھ ہونٹوں شعلے جلائے تھے

کُجھ ہتھاں اگ لگائی اے
کچُھ ہاتھوں ہے

(۳) ہُن اوہدی اڈی چمُن نوں
اب اس کی ایڑی چوُمنے کے لئے

آ گیسو پلمے سر دے نے
طویل کے ہیں

اوہ فرفر کردے وانگ بھمیری
وہ پھڑپھڑا طرح

اُچی وا وچ پھردے نے
اونچی ہوا میں پھر رہے ہیں

ہُن اوہدے مُکھ گلابی چھوہل
اب اس کے چہرہ میں سے

جد سِپ بُلاں دے چِردے نے
جب سیپ ہونٹوں کے کِھلتے ہیں

تد چنبے ورگے منداں چوں
تب چنبہ جیسے دانتوں میں سے

پیئے ہیرے موتی کردے نے
برستے ہیں

گجھ نوری نوری مکھڑا اے
کچھ ہے

گجھ ہس ہس جھاتی پائی اے
کچھ ہنس ہنس جھانک رہی ہے

(۴) کجھ بالے پن دیاں ضداں نے
کچھ بچپن کی ضدیں ہیں

کجھ شوخی کجھ نادانی اے
کچھ کچھ ہے

کجھ ڈورے سوہے اکھاں دے
کچھ سُرخ آنکھوں کے

کجھ سیتل اکھ مستانی اے
کچھ راحت آنکھ ہے

کجھ لاٹ جوالامکھی دی
کچھ لپٹ آگ کی دیوی کی

کجھ گنگا جی دا پانی اے
کچھ کا ہے

کُجھ بچپن ٹُریا جاندا اے
کچھ ... چلا جارہا ... ہے

کُجھ آوندی پئی جوانی اے
کچھ آ رہی ہے

کُجھ لشکر چڑھے اداواں دے
کچھ اداؤں کے

کُجھ کیتی حُسن چڑھائی اے
کچھ کی ہے

ترجمہ :- (۱) حسینہ کے شباب کی آمد ہے۔ اس شباب کے خیر مقدم کے لئے حسینہ کے چہرہ میں کچھ دمک سی پیدا ہو گئی ہے۔ کچھ خوبصورت آنکھوں نے شراب پلا کر اس کو متوالا بنا دیا۔ کچھ جوبن کی گھٹائیں چڑھ آئی ہیں۔ کچھ زلفیں چہرہ پر بکھر کر حسن میں اضافہ کر رہی ہیں۔ کچھ اس کے خالوں نے عشاق کے لئے دانہ پھینکا ہے۔ کچھ زلفوں نے پرستاران حُسن کے لئے پھانسی کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ کچھ شوخی جانے کے بعد پھر واپس آ رہی ہے۔ کچھ شرم و حیا چھا رہی ہے۔ بھولا پن کچھ پُرانا سا ہو گیا اور کچھ نئی جوانی آ رہی ہے۔ کچھ تو آنکھیں پہلے ہی تلوار کی طرح تیز تھیں اور اب کچھ سرمہ لگا کر ان کی دھار اور تیز کر دی گئی ہے۔

(۲) حسینہ کا یہ مٹک مٹک کر جھومنا گویا کہ مستی پیدا کرنیوالی لطیف ہوائیں ہیں۔ اب اس کے حُسن و شباب کی نازک کلیاں کھِل رہی ہیں۔ شباب سے پہلے اس کے بال کھُلے اور لچھے دار ہوا کرتے تھے۔ اب شباب کی آمد میں ان بالوں کے طوطے اور چڑیاں (پنجاب میں جب کوئی حسینہ بالوں کو چہرہ پر خوبصورت طریقہ کے ساتھ جماتی ہے تو اس کو وہاں طوطے اور چڑیاں بنانا کہا جاتا ہے) بنائی جا رہی ہیں۔ گورے گورے ہاتھوں پر اب مہندی کے ساتھ نقش ڈالے جا رہے ہیں۔ چنانچہ کچھ تو خوبصورت ہونٹوں نے عشاق کے دلوں میں شعلے بلند کئے تھے۔ اور کچھ اب ان رنگین ہاتھوں نے آگ لگا دی ہے۔

(۳) اب حسینہ کے شباب کی آمد میں حسینہ کے پاؤں کی ایڑیاں چومنے کے لئے اس کے گیسو طویل و دراز ہو گئے ہیں یہ گیسو ہوا میں بلند ہو کر بھمبیری کی طرح پھڑ پھڑا رہے ہیں۔ اس حسینہ کے گلابی چہرہ کے سیب نما خوبصورت ہونٹ جب کھُلتے ہیں تو چنبیلی کے پھولوں جیسے سفید دانتوں میں سے اس کا ہنسنا ایسا ہے جیسے ہیرے اور موتیوں کا برسنا۔ اس حسینہ کے نورانی مکھڑے کا کچھ ہنس ہنس کر بار بار جھانکنا شباب کی آمد کا پتہ دے رہا ہے۔

(۴) شباب کی آمد کے باعث حسینہ میں کچھ بچپن کی ضدیں ہیں۔ کچھ شوخی ہے کچھ نادانی ہے۔ اس کی آنکھوں میں کچھ سُرخ ڈورے ہیں اور کچھ راحت بخش مستانہ پن بھی ہے۔ ان میں کچھ جوالا مکھی (آگ کی دیوی) کی لپٹیں یعنی قہر بھی ہے اور کچھ گنگا کا پانی یعنی آنسو بھی ہیں۔ کچھ تو بچپن چلا جا رہا ہے اور کچھ جوانی آ رہی ہے۔ گویا کہ عشاق کے دلوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے حُسن نے شباب کے لشکر کو ساتھ لے کر چڑھائی شروع کر دی ہے۔

مفارقت کی بجلی اور ابر

آٹھوں جام اچھے دِرگ جو برت برست رہت

پہر مسلسل آنکھیں جلتی برستی رہتی

سیوں بجری جن مینہہ آن یہاں برہا دھریو

ساتھ بجلی آکر مفارقت رکھا

ترجمہ :- آنکھوں میں آٹھوں پہر مسلسل انتظار کی جلن اور آنسوؤں کے برسنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا مفارقت نے آنکھوں کے اندر بجلی اور ابر دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

نِسوانی تیراندازی پر شک

مُنھ مِٹھاس دِرگ چِکنے بھویں سرل سُبھائے

آنکھیں چکناہٹ سیدھی حسب معمول

تئو کھرے آدر کھرو کِھن کِھن ہیو سکائے

پھر بھی کھُلے اظہار محبت صاف لمحہ لمحہ دل شک

ترجمہ :- تم مُنھ سے میٹھی مِٹھی باتیں کر رہی ہو۔ تمہاری آنکھوں میں بھی محبت کی چکناہٹ معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھویں بھی حسب معمول سیدھی ہیں (یعنی ان میں ناراضی کا ٹیڑھا پن نہیں) مگر پھر بھی میرا دل لمحہ بہ لمحہ تمہارے اس کھُلے اور صاف اظہار محبت کو شک کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ نسوانی کیریکٹر کے مطابق تمہاری یہ تیراندازی مجھے صرف بے وقوف بنانے کے لئے ہی ہو (نسوانی کیریکٹر ہے کہ عورتیں اظہار تموج اور اظہار حُسن کرتی ہیں۔ مگر اس کا جواب مرد کی طرف سے اظہار محبت کی صورت میں دیا جائے تو اپنی معصومیت کا یقین دلاتے مرد پر برس پڑتی ہیں)۔

شکوہ محبت

آج کچھ اورے بھئے چھئے نئے ٹھکٹین

کچھ اور ہی بنے ہوئے بناؤ سنگار

چِت کے ہِت کے چُگل یہ نِت کے ہو ہیں نَین

دل محبت چُغل ہر روز آنکھیں

ترجمہ:۔ محبوب نے ایک دوسری عورت سے محبت شروع کردی جس کے باعث کچھ تو حسینہ سے وہ پہلا سا جوش محبت نہ رہا اور محبوب کچھ پہلے سے زیادہ بناؤ سنگار میں مصروف رہتے ہیں۔ حالات کی اس تبدیلی کو محسوس کرکے حسینہ محبوب سے شکوۂ محبت کرتے ہوئے کہتی ہے۔ آج تو نئے بناؤ سنگار کے باعث کچھ اور ہی بن رہے ہو۔ یہ نگاہوں کی تبدیلی بھی محبت والے دل کی چغلی کھا رہی ہیں اور ان میں وہ ہر روز والا جوش بھی نہیں۔ اس تغیر کا کیا سبب ہے۔

نسوانی انکار

ناک مور ناہیں کگے نار نیہورے لے

سکوڑ نہ کیئے حسینہ انکار کیئے

چھووت اونٹھ پیئے آنگرن بری بدن تیئے دے

چھُوکر ہونٹ محبوب انگلیاں بیڑی منہ حسینہ

ترجمہ:۔ محبوب چاہتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے حسینہ کے منہ میں پان کی بیڑی دے تاکہ انگلیاں ہونٹوں کو چھو سکیں۔ حسینہ اس عاشقانہ شرارت کو محسوس کرتے ہوئے ناک سکوڑ کر نہ نہ کرتے ہوئے انکار کیے جا رہی ہے اور پان منہ کے قریب آنے نہیں دیتی۔ حالانکہ دل حسینہ کا بھی چاہتا ہے کہ وہ اس شرارت سے لطف اندوز ہو۔

نیم خفتہ و نیم بیدار آنکھیں

لیہہ رت سُکھ لگیئو گرے لکھی لجوں ہی نیٹھ

پاکر رات راحت لگی گلے دیکھا حیا رہے بمشکل

کھُلت نہ مو من بندھ رہی وہے ادھکھلی ڈیٹھ

کھُلتی میرے دل وہ آدھی کھلی آنکھیں

ترجمہ:۔ حسینہ محبوب کے آغوش محبت میں انتہائی لطف وسرور حاصل کر رہی ہے۔ محبوب نے چاہا کہ

وہ باتیں بھی کرے۔ چنانچہ بار بار مطالبہ کرنے پر حسینہ نے حیا کے باعث بمشکل ایک بار اپنی ادھ کھلی آنکھوں کے ساتھ محبوب کو دیکھا۔ اس نیم خفتہ و نیم بیدار آنکھوں کی کبھی نہ بھولنے والی کیفیت کو یاد کرکے محبوب کہتے ہیں کہ وہ پوری نہ کھلنے والی آنکھیں میرے دل میں بھی ایسی بند ہوئی ہیں کہ وہاں بھی نہیں کھلتیں۔

آرسی کا استعمال

کر مُندری کی آرسی پرت بنب پیو پائے

ہاتھ انگوٹھا آئینہ سامنے عکس محبوب

پیٹھ دیئے ندھرک لکھے اکٹک ڈیٹھ لگائے

بے کھٹکے دیکھتی ٹکٹکی لگاکر نگاہ

ترجمہ:۔ حسینہ کی نئی شادی ہوئی ہے۔ ہندو رسم و رواج کے مطابق وہ کسی کے سامنے اپنے شوہر کو نہ دیکھ سکتی ہے نہ بات کرسکتی ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو پیٹھ کرکے بیٹھے یا گھونگھٹ میں منہ چھپا کر۔ مگر وہ اپنے محبوب کو دیکھنے کیلئے بے قرار بھی ہے۔ آخر اس نے شوہر کی طرف پیٹھ کرلی۔ آئینہ کی اس آرسی کو جو اس نے ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنی ہوئی تھی سامنے رکھ کر اس آرسی کے عکس میں سے اپنے محبوب کی صورت دیکھ رہی ہے اور بغیر کسی کھٹکے کے دوسروں سے بے خوف ہوکر پیٹھ کے پردہ میں ہی ٹکٹکی باندھے نگاہیں جما رہی ہے۔

مفارقت کا اثر محبّت پر

برہ سُکھائی دہ نہیہ کیو اَت ڈھڈھو

مفارقت سوکھ کر جسم محبت کیا انتہائی سرسبز

جیسے برسے مینہ جرے جواسو جیو جمے

جلے جڑھ مضبوط

ترجمہ:۔ دریا کے کنارے جواسہ ایک پودا ہوتا ہے جس کے پتے بارش ہونے پر جل جاتے ہیں مگر اس کی جڑیں بارش کے پانی سے بہت مضبوط ہوجاتی ہیں۔ اس دوہے کے مصنف فرماتے ہیں۔ مفارقت میں جسم تو سوکھ کر کانٹا ہوجاتا ہے مگر دل میں محبت سرسبز اور زندہ ہوتی چلی جاتی ہے جیسے بارش میں جواسہ کی پتیاں تو جل جاتی ہیں مگر اس پودے کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔

حُسن کا اثر دل پر

کرت جات جیتی کٹن بڑھ رس سرتا سوت

کئے جاتا جتنا کاٹتا حُسن دریا بہاؤ

آلبال اُر پریم ترو تیتو تیتو دردڑھ ہوت

گملہ دِل محبت پودا اُتنا اتنا مضبوط ہوتا ہے

ترجمہ:۔ حُسن کے دریا کا بہاؤ بڑھ کر جتنا زیادہ کاٹتا ہے۔ دل کے گملے (جہاں پودا لگایا جاتا ہے) میں لگا ہوا یہ محبّت کا پودا اتنا ہی زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

آنکھوں کے لڑنے کا اثر جسم پر

ہوں سیئے رہت ہئی چھئی نئی جگت جگ جوئے

دل سے حیرانی چھائی نیا طریقہ دُنیا دیکھ کر

آنکھن آنکھ لگے کھری دہ دُبری ہوئے

آنکھ سے لڑتی جسم دُبلا ہوتا

ترجمہ:۔ دُنیا کے اس نئے خلاف قانون قدرت طریقہ کو دیکھ کر دل پر حیرانی سی چھا رہی ہے کہ لڑتی تو ہے آنکھ سے آنکھ اور اس کا نتیجہ بے چارے بے گناہ جسم کو بھگتنا پڑتا ہے۔ جو اس لڑائی کے باعث دُبلا اور کمزور ہوا جاتا ہے۔

وحشت کی کیفیت

لٹک لٹک لٹکت چلت ڈٹت مُکٹ کی چھانہہ

جھوم جُھوم جُھکے ہوئے چلتا دکھتا چہرہ سایہ

چٹک بھرو نٹ ہِل گیو اٹک بھٹک بن مانہہ

پھرتیلے جسیم محبوب گئے اُلجھا ہوا گنجان جنگل میں

ترجمہ :- محبوب حسینہ سے ناراض ہو گئے۔ اس ناراضی کی حالت میں ہی وحشت کے زیر اثر جنگل میں چلے گئے۔ حسینہ بھی تلاش میں گئی اور تلاش کر کے واپس آئی تو سہیلی پوچھتی ہے۔ یہ کہاں ملے۔ اس پر حسینہ کہتی ہے۔ یہ پُھرتیلے جسم والے محبوب جُھک کر گردن نیچی کئے جُھوم جھوم کر اپنے چہرہ کے سایہ کو دیکھتے چلے جا رہے تھے اور اُلجھے ہوئے گنجان جنگل میں اس حالت میں ہی مل گئے۔

محبّت کے مرکز کی تبدیلی

نہیہ نچائے چِتوت چکھن نہیہ بولت مُسکائے

نہ چنچل آنکھوں سے دیکھتی نہ بولتی مُسکرا کر

جیوں جیوں روکھو روکھ کرت تیوں تیوں چِت چکنا ئے

جوں جوں روکھا کرتی توں توں دل چکنا ہے

ترجمہ :- حسینہ کی ایک سہیلی سے محبت تھی۔ اس کے بعد حسینہ کی شادی ہوئی تو بجائے سہیلی کے محبت کا مرکز شوہر ہو گئے۔ کیونکہ محبت پرست دل صرف ایک چوکھٹ پہ ہی سجدہ کر سکتا ہے۔ اس نمایاں تبدیلی کو محسوس کر کے سہیلی کہتی ہے کہ اب نہ تو مجھے محبت بھری چنچل آنکھوں سے دیکھتی ہے اور نہ ہی پہلے کی طرح باتیں کرتے ہوئے تیرے لبوں پر مسکراہٹ آتی ہے۔ چنانچہ جوں جوں میرے ساتھ روکھا پن کا سلوک بڑھ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ توں توں تیرے دل پہ تیرے محبوب کی محبت کی چکناہٹ کا اثر زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔

نسوانی تیر اندازی

ڈگ ڈگت سی چل ٹھٹک چِتئی چلی سنبھار

قدم ڈگمگاتی دیکھا سنبھل کر

لیئے جات چِت چورٹی وہے گورٹی نار

جاتی دل چوٹی وہ گورا رنگ حسینہ

ترجمہ :- وہ گورے رنگ کی حسینہ اپنے قدموں کو ڈگمگاتی ہوئی چلی آئی۔ پھر ٹھٹک کر دیکھا اور پھر سنبھل کر واپس چل دی۔ اس طریقہ سے میرے دل کو چرا کر لے گئی۔

بھنورے کی مجبوری

سَرس کُسُم منڈرات ال نہ جُھک جھپٹ لپٹات

رسیلا پھول منڈلاتا بھنورا جُھکتا جھپٹتا لپٹتا

درست ات سُکمارتا پرست من نہ پتیات

دیکھتے انتہائی نزاکت چھُونا دل گوارا کرنا

ترجمہ :۔ بھنورا رسیلے پھُول کے ارد گرد بے قرار ہو کر منڈلاتا ہے مگر نہ اس پھُول پر جُھکتا ہے۔ نہ اس پر جھپٹتا ہے اور نہ اُس سے لپٹتا ہے۔ کیونکہ پھُول کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اس کا دل گوارا نہیں کرتا کہ اسکو چھُو کر اس کے حُسن کو ذلیل کرے۔

نالائق۔ لائق نہیں ہوسکتا

گُنی گُنی سب کوُ کہے۔ نِگُنی گُنی نہ ہوت

لائق لائق کوئی نالائق لائق ہوتا

سُنیو کہوں ترو ارک تے ارک سمان اُدوت

سُنا کبھی پیڑ آک سُورج طرح شعاعیں

ترجمہ :۔ (ہندی کے لفظ ارک کے دو معنی ہیں۔ آک کا پیڑ اور سورج) اگر دُنیا کے تمام لوگ بھی نالائق کو لائق کہیں تو نالائق لائق نہیں ہو سکتا کیونکہ کبھی نہیں سُنا گیا کہ ارک (آک کے پیڑ) کو ارک (جس کے معنی سورج کے بھی ہیں) کہتے ہوئے اس میں سے روشنی کی شعاعیں نکلتی ہوں۔

موسم برشگال

دے ای چر جیوی امر نِدھرک پھرو کہائے

وہ ہی طویل عمر حیات جاودانی بلاشبہ کہلائے

چھِن بچھڑے جن کی نہ یہ پاوس آیو سرائے

لمحہ بچھڑے عمر موسم برسات گذری

ترجمہ :۔ بلاشبہ وہ لوگ ہی طویل عمر اور حیات جاودانی کے مستحق ہیں جو موسم برسات کے زمانہ میں اپنے محبوب سے ایک لمحہ بھی جُدا نہ ہوں اور موسم برشگال آغوش محبت میں بسر کریں۔

آنسوؤں کی مسکراہٹ

چلت دیت آبھار سُن وہی پردوسن ناہ

چلتے ہوئے　دیا　نگرانی　شوہر

لسی تماسے کی دِرگن ہانسی آنسوّں ماہ

حیرت انگیز　آنکھوں سے　ہنسی　آنسوؤں　میں

ترجمہ :۔ حسینہ کی پڑوسی سے بھی محبت ہے اور اس کا شوہر پردیس جا رہا ہے۔ شوہر کے پردیس جانے کی خبر سُن کر حسینہ کے آنسو نکل آئے مگر جب شوہر نے چلتے ہوئے گھر کی نگرانی اُس پڑوسی کے (جس سے حسینہ کو محبت تھی) سپرد کی۔ تو اس خبر کو سُن کر حسینہ کے آنسوؤں میں ایک حیرت انگیز ہنسی کی جھلک سی پیدا ہو گئی۔

حسینہ کی شگفتگی کا راز

کیٹو سیانی سکھن سوں نہ سیان یہ بھُول

کی　چالاکی　سہیلیوں　سے　عقلمندی　غلطی

دُرے دُرائی بھُول لوں کیوں پیٹے آگم پھول

چھُپے　چھپائے　طرح　محبوب　آمد　شگفتگی

ترجمہ :۔ محبوب پردیس سے واپس آئے تو حسینہ کے چہرہ پہ خوشی کے باعث ایک شگفتگی سی پیدا ہو گئی سہیلیوں نے اس شگفتگی کا مذاق اُڑایا۔ تو حسینہ اپنے دل کی مسرت سے انکار کر رہی ہے۔ اس انکار پہ ایک سہیلی کہتی ہے۔ سہیلیوں کے سامنے دل کی محبت سے انکار کرتے ہوئے تمہارا چالاکی کا ثبوت دینا عقلمندی نہیں بلکہ غلطی ہے۔ کیونکہ جس طرح خوشبودار پھُول کی خوشبو چھپائے سے چھُپ نہیں سکتی۔ اس شگفتگی کا چھپنا بھی ممکن نہیں جو ایک حسینہ کے چہرے پہ محبوب کے آنے کی صورت میں قدرتی طور پہ پیدا ہوا کرتی ہے۔

عورت کے متضاد خیالات

بالم باری سوت کے سن پر نار بہار

محبوب غیر عورت ملنت

بھو رس انرس رس رلی رنجھ کھیجھ اکبار

ہُوا راحت تکلیف غصہ مذاق اطمینان تشویش یکلخت

ترجمہ:۔ حسینہ کی ایک سوتن بھی ہے اور اس کے محبوب ایک روز اس کے ہاں رہتے ہیں۔ دوسرے روز اس کی سوتن کے ہاں۔ جس روز سوتن کے ہاں رہنے کی باری تھی حسینہ نے سُنا کہ محبوب بجائے سوتن کے کسی تیسری عورت کے ہاں شب باش ہوئے۔ اس خبر کو سُن کر حسینہ پر یکلخت ایک ہی وقت میں متعدد اور متضاد اثرات ہوئے یعنی راحت بھی ہوئی کہ سوتن محبوب سے محروم رہی۔ دُکھ اور تکلیف اس لئے کہ ایک سوتن تو پہلے تھی۔ اب ایک اور موجود ہے۔ غصہ اس لئے کہ اگر محبوب سوتن کے ہاں نہ گئے تھے تو میرے ہاں کیوں نہ چلے آئے اور سوتن کے لئے مذاق کے جذبات اس لئے پیدا ہوئے کہ اس کو اپنے حُسن کا غرور تھا مگر آج اس غرور کی قیمت بھی دیکھ لی۔ اطمینان اس لئے کہ محبوب اس غیر عورت کے پاس اس روز گئے جس روز سوتن کی باری تھی اور تشویش اس لئے کہ آئندہ کہیں اس روز نہ چلے جائیں جس روز اس کی اپنی باری ہو۔

ہونٹوں کا خوشنما۔ خوش نصیب اور خوش شکل نشان

پٹ کے ڈِگ کت ڈھانپیت سوبھیت سُبھگ سُبیکھ

کپڑا قریب کیوں ڈھانپتی ہے خوشنما خوش نصیب خوش شکل

حد رد چھد چھب دیت یہ سد رد چھد کی ریکھ

انتہائی ہونٹ خوبصورتی دیتا تازہ دانت زخم نشان

ترجمہ:۔ حسینہ وصل کی رات کے بعد صبح بیدار ہوئی۔ تو اس کے ہونٹوں پر دانتوں کا نشان تھا۔ جسے وہ اپنے رومال سے بار بار چھپا رہی ہے۔ اس رازداری کو دیکھ کر حسینہ کی سہیلی کہتی ہے۔ رومال کو بار بار ہونٹوں کے قریب لاکر دانتوں کے زخم کے اس تازہ نشان کو کیوں چھپاتی ہے۔ تم خیال نہ کرو۔ یہ نشان خوشنما ہے۔ خوش نصیب ہے اور خوش شکل ہے۔ اس لئے انتہائی خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

دل کے لُٹنے کا ماجرا

بڈت نکیس کچھ کور رُچ کڈت گور بھج ہوُل

بڑھی نکلی چھاتیاں کنارہ حُسن کھُلے گورے کندھے

من لنگو لوُٹن چڈت چُنٹت اونچے پھوُل

دل لٹ گیا پیٹ کے شکن چڑھتے چُنتے ہوئے

ترجمہ :- حسینہ اپنے قدسے کچھ بلندی پہ لگے ہوئے پھولوں کو توڑ رہی ہے۔ اس کیفیت میں بازوؤں پر پڑا آنچل اوپر اُٹھ گیا۔ گورے گورے خوبصورت کندھے بغیر آنچل کے ننگے ہو گئے۔ انگیا کے کچھ اوپر چڑھ جانے سے بڑھی اور نکلی ہوئی چھاتیوں کے گول کنارہ کے حُسن میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور پیٹ کے شکن بھی نظر آنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان تمام نے دل لوٹ لیا یعنی دل پہ بیہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔

غلط سنگار

پلن پیک انجن ادھر دھرے مہاور بھال

پلک کاجل ہونٹ لگی ہوئی مہندی پیشانی

آج ملے سو بھلی کری بھلے بنے ہو لال

اچھا کیا محبوب

ترجمہ :- محبوب رات کو کسی دوسری عورت کے ہاں رہے۔ صبح حسینہ نے ناراضی کا اظہار کیا تو محبوب الزام سے انکار کر رہے ہیں۔ اس پر حسینہ کہتی ہے۔ آپ کا صفائی پیش کرنا لاحاصل ہے کیونکہ دُنیا میں پان کی سُرخی ہونٹوں کو لگائی جاتی ہے۔ مہندی پاؤں میں اور کاجل آنکھوں میں۔ مگر آپ کا جُرم تو اس سے ثابت ہے کہ آپ کی پلکوں میں پیک (یعنی سُرخی) ہے۔ (رات بھر جاگنے کے باعث آنکھیں سُرخ ہیں) ہونٹوں میں کاجل لگا ہے (کسی دوسری حسینہ کی آنکھیں چومنے کے باعث اُس کی آنکھوں کا کاجل آپ کے ہونٹوں کو لگا ہے) اور پیشانی پر مہندی کی سُرخی (کسی حسینہ کے پاؤں پر پیشانی رکھنے سے اس کی مہندی کے داغ آپ کی پیشانی پر لگ گئے) ہے خیر اچھا کیا۔ تشریف لے آئے۔ اس اُلٹے سنگار میں بھی آپ ہمیں حسین اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔

برسات کا اثر مہجورہ پر

برکھت مینہ اچھہہ اَنت اَون رہی جل پور

برستا لگاتار انتہائی زمین پانی پُر

پتھک تہو تو گیہے تبں اُٹھت بھبھورن دھور

مسافر تب بھی تمہارے گھر میں اُڑ رہے بگولے خاک

ترجمہ :- محبوب سفر میں گئے ہیں۔ برسات کا موسم ہے اور بارش زوروں پہ ہے۔ تمام زمین پر پانی ہی پانی پھر رہا ہے۔ موسم کی اس حالت میں مہجورہ حسینہ اپنے محبوب کو خط لکھتی ہے۔ مینہ لگاتار برس رہا ہے اور تمام زمین پانی سے تربتر ہے۔ مگر میرے مسافر موسم برشگال کی اس حالت میں بھی تمہارے گھر میں تو تمہاری جدائی کے باعث خشک خاک کے بگولے ہی اُڑ رہے ہیں۔

حیا اور محبت کا اجتماع

چُھٹے نہ لاج نہ لالچوں پیو لکھ نیہر گیہہ

حیا لالچ محبوب دیکھنے میکہ آئے

سٹپٹات لوچن کھرے بھرے سکوچ سنیہہ

سٹپٹاتے (بیچین) آنکھیں کھڑی حیا محبت

ترجمہ :- محبوب اپنے سُسرال (حسینہ کے باپ کے گھر) گئے ہیں۔ محبوب کے وہاں پہنچنے پر حسینہ کی آنکھیں اپنے محبوب کو دیکھنے کے لئے سٹپٹا رہی ہیں۔ مگر دل میں حیا اور محبت کا اجتماع ہے یعنی نہ تو حیا کے باعث یہ اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے نہ محبت کی بے قراری کے سبب دیکھنے سے محروم ہی رہا جاتا ہے (گویا نہ حیا کو چھوڑ سکتی ہے نہ محبت کو)

ترچھی چتون کے تیر کا اثر

لاگت کُٹل کٹاچھ سر کیوں نہ ہویں بے حال

لگے ترچھی چتون تیر

کڈت جو ہیو دوسار کر تؤ رہت نسٹال

نکلے اگر دل آرپار پھربھی رہتی چُبھن

ترجمہ :۔ ترچھی چتون کے تیر لگنے سے عاشق کیوں نہ بے حال ہو۔ جس صورت میں کہ تیر کے دل سے آرپار نکلنے پر بھی اس تیر کی چبھن دل میں قائم رہتی ہے۔

شباب کا نشہ

کھلت بچن ادھ کھُلت درگ للت سوید کن جوت

بہکی باتیں آدھی کھُلی آنکھیں خوبصورت پسینہ بوند جھلک

اُرن بدن چھب مد چھکی کھری چھبیلی ہوت

سُرخ چہرہ حُسن شراب پی ہوئی زیادہ ہوجاتی

ترجمہ :۔ پُرشباب حسینہ کی شراب عشق کے نشہ کے باعث بہکی بہکی باتیں۔ اس کی نیم خفتہ و نیم بیدار آنکھیں۔ پیشانی پر پسینہ کی بوندوں کی دلکش جھلک اور چہرہ پر حُسن کی سُرخی گویا یہ شراب میں مخمور ہے۔ یہ تمام باتیں حسینہ کو اور زیادہ چھبیلی اور خوبصورت بنانے کا باعث ہو جاتی ہیں۔

حسینہ کی گالیاں غصّہ اور ناراضی

ماریو منوہارن بھری گاریو کھری مٹھائیں

ناراضی محبت گالیاں اچھی مٹھاس

واکو ات انکھاہٹوں مُسکاہٹ بن ناہیں

اس انتہائی غصہ مُسکراہٹ بغیر نہیں

ترجمہ :۔ حسینہ کی ناراضی بھی پیار و محبت سے بھری ہوئی ہے۔ اور اس کی گالیوں میں بھی مٹھاس۔ کیونکہ جب اس کو انتہائی غصہ آتا ہے تو وہ بھی مُسکراہٹ سے خالی نہیں ہوتا۔

جُرم کے تین گواہ

نکھ ریکھا سوہیں نئی ارسوں ہیں سب گات

ناخن نشان موجود نئے سُست جسم

سوں ہیں ہوت نہ نین یہ تم سوہیں کت کھات

سامنے ہوتی آنکھیں قسمیں کیوں کھاتے

ترجمہ :- شوہر رات کو دوسری عورت کے ہاں رہے۔ صبح واپس آئے۔ جواب طلب ہوا۔ تو یقین لانے کے لئے قسمیں کھائی جا رہی ہیں۔ ان جھوٹی قسموں کو سُن کر حسینہ کہتی ہے۔ جھوٹی قسمیں کیوں کھاتے ہو۔ اس سے کیا حاصل۔ تمہاری کرتوتوں کی شہادت میں تین بہت بڑے ثبوت موجود ہیں۔ اول تمہارے جسم پہ ناخون کے تازہ نشان۔ دوئم تمہارا تمام جسم سُست سا ہے اور سوئم تمہاری آنکھیں ندامت کے باعث سامنے نہیں ہوتیں۔

گدڑی کا لعل

مَلن دیہہ وئی بسن مَلن برہ کے رُوپ

میلا جسم ویسا لباس میلا مفارقت شکل

پیے آگم اورے چڈی آنن اوپ انوپ

محبوب آنے اورہی چڑھی چہرہ چمک تعجب انگیز

ترجمہ :- حسینہ اپنے محبوب کی مفارقت میں میلے جسم کے ساتھ میلا لباس پہنے پریشانی کے عالم میں بیٹھی تھی۔ اتنے میں محبوب آ گئے۔ پریتم کو دیکھتے ہی اس میلے لباس اور میلے جسم والی حسینہ کے چہرہ پہ ایک تعجب انگیز چمک پیدا ہو گئی۔ گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گدڑی میں لعل ہے۔

عشق کی آخری منزل

پیے بچھرن کو دسہہ دُکھ ہرش جات بیوسال

محبوب بچھڑنے ناقابل برداشت مسرت جانے بیکہ

دُرجودھن لوں دیکھیت تجت پران یہ بال

حسینہ   زندگی   چھوڑ رہی   دیکھتی ہوں   کی طرح

ترجمہ :۔ حسینہ میکے جانے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ ایک طرف تو اسے اپنے محبوب سے جُدا ہونے کی ناقابل برداشت تکلیف نظر آرہی ہے۔ دوسری طرف میکہ جانے کی مسرت ہے۔ حسینہ کی اس حالت کو دیکھ کر حسینہ کی سہیلی ایک دوسری سہیلی سے کہتی ہے کہ میں دیکھتی ہوں کہ یہ دُرجودھن (درجودھن کو بددعا دی گئی تھی کہ اس کی جان جسم سے تب نکلے گی جب اس کو خوشی و مسرت دونوں ایک ہی لمحہ نصیب ہوں گے) کی طرح اپنی زندگی چھوڑ رہی ہے۔ اور اس کا آخری وقت قریب ہے۔

محبّت کے ناکام حاسد

کھل بڈئی بل کر تھکے گٹے نہ کُبت کھٹار

کلہاڑی   چغل   زور   بڑھئی   چغل خور

آلبال اُر جھالری کھری پریم ترو ڈار

شاخ   شجر   محبت   اور زیادہ   پھیلتی   دل   گملا

ترجمہ :۔ حسینہ کے عشق و محبت کے قصّے لوگوں کی زبان پر ہیں۔ حاسد اور چغل خور بدنام اور رُسوا کر رہے ہیں اس بدنامی اور رسوائی کا بھی جب حسینہ پہ کوئی اثر نہ ہوا۔ تو حسینہ کی رازدار سہیلی اپنی دوسری سہیلی سے کہتی ہیں چغل خوروں نے بڑھئی کا کام کرتے ہوئے اپنی چغل کلہاڑی سے اس شجر محبت کو کاٹنے کی کوشش کی۔ مگر ان کی اس کمینہ حرکت کا شجر محبت پہ کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اس محبت کے پیڑ کی شاخیں اپنے دل کے گملے میں ہی محدود رہ کر دن بدن پھیلتی چلی گئیں۔

ریاکاری

تن اُجرو من کوئلہ بگلا کا سا بھیس

صاف

تو سے تو کاگا بھلو باہر بھیتر ایک

باطن   اچھا   کوّا

ترجمہ :- شاعر ریاکار انسان سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے سفید جسم اور سیاہ دل کے مالک تو نے بگلے کا سا بھیس بدل رکھا ہے تجھ سے تو کوا کہیں بہتر ہے جس کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہے۔

کردار

جو تو آیا جگت میں جگت سراہے تو ئے
دُنیا — دُنیا — تعریف کرنا — تجھے

ایسی کرنی کر چلو پاچھے ہنسی نہ ہوئے
کردار — بعد

ترجمہ :- شاعر ہر بنی نوع انسان کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر دنیا میں ہر شخص تیرے سامنے تیرے گُن گاتا ہے تو یہ کوئی قابل فخر چیز نہیں۔ کیونکہ دنیا کا یہ قدیمی دستور ہے اس لئے ایسا دویہ اختیار نہ کر کہ تیرے مرنے کے بعد دنیا تیرا تمسخر اُڑائے (بلکہ تیرا کردار زندہ و پائندہ ہو)۔

طعن

ہاتھ چھُڑائے جات ہو نربل جان کے موئے
جاتے — کمزور — سمجھ — مجھے

ہردے میں سے بھاگ جاؤ مرد کہوں گی تو ئے
دل — تجھے

ترجمہ :- حسینہ اپنے محبوب کو طعنہ دیتی ہے کہ مجھے کمزور سمجھتے ہوئے دامن چھُڑا کر جا رہے ہو اور اسے شہ زوری خیال کرتے ہو۔ میرے دل میں سے فرار ہو جاؤ تو تمہیں مرد سمجھوں۔

وصل کے بعد

رنگی سُرت رنگ پیئے ہیئے لگی جگی سب رات
وصل — محبوب — سینہ — جاگتی رہی — تمام

پینڈ پینڈ پر ٹھٹھک کے اینڈ بھری اینڈات

قدم قدم غرور انگڑائی لیتی

ترجمہ :۔ شب بھر اپنے محبوب کے سینے سے لگے رہنے ۔ جاگنے اور وصل و محبت کے رنگ میں رنگے جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ صبح حسینہ کا جسم سُست ہے ۔ اس کے قدم ٹھٹھک کر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور غرور حُسن کے باعث بار بار انگڑائی لیتی ہے ۔

حسینہ کی نزع کا زمانہ

رہے بروٹھے میں مِلت پیئے پرانن کے ایسو

مالک رُوح محبوب ملتے مردانہ بیٹھک

آوت آوت کی بھئی بُدھ کی گھری سو

وہ گھڑی گھڑی نزع محسوس ہوئی آتے آتے

ترجمہ :۔ محبوب پردیس سے واپس آئے ہیں ۔ حسینہ کو اطلاع ہوئی کہ اُس کی روح کے آقا مردانہ بیٹھک میں بیٹھے دوستوں سے مل رہے ہیں ۔ چنانچہ زنانہ میں اندر آنے کے انتظار کے وہ لمحے نزع کے لمحے تھے ۔ جب نگاہیں منتظر تھیں مگر وہ نہ آتے تھے ۔

محبُوب کا خط

کر لے چُم چڑھائے سر اُر لگائے بُھج بھینٹ

ہاتھ چُوم دل ہاتھوں رکھ کر

لہہ پاتی پیئے کی تیا بانچت دھرت سمیٹ

دیکھا خط محبوب حسینہ پڑھا رکھا لپیٹ

ترجمہ :۔ حسینہ کو اپنے محبوب کا خط ملا تو اس نے بے قراری کے عالم میں اس کو اپنے ہاتھ میں لیا ۔ ہونٹوں سے چُوما ۔ عزت و احترام کے خیال سے پیشانی سے چھُوا ۔ چھاتی سے لگایا اور پھر ہاتھوں میں رکھ کر بار بار دیکھا پڑھا اور لپیٹ کر رکھا ۔

جُدائی میں پھُول۔ خوشبو اور چاندنی

اودے بھانت بھئے وئے چوسر چندن چند

اودہی شکل وصورت ہوئے وہ چومالا صندل چاند

پت بن ات پارت بپت مارت ماروَت مند

محبوب بغیر انتہائی پیدا کرتے مصیبت ماردیتی ہوا ظالم

ترجمہ :۔ محبوب پردیس میں ہیں۔ ہجور حسینہ چنبیلی کے پھُولوں کی چارلڑیوں والی گلے کی چومالا۔ صندل کی خوشبو اور چاند کی چاندنی کے متعلق شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے کہ محبوب کی جُدائی میں یہ تینوں نہ صرف انتہائی مصیبت پیدا کرتی ہیں۔ بلکہ ان کی شکل وصورت بھی بُری معلوم ہوتی ہے۔ اور جب جُدائی کی کیفیت میں موسم برشگال کی ٹھنڈی ہوا چلے تو پھر ان تینوں کی موجودگی میں یہ ہوا ظالم دُشمن بن کر ہلاک کرنے کا باعث ہوتی ہے۔

موسم برشگال میں مہجورہ

کون سُنے کا سوں کہوں سُرت بساری ناہ

کس سے یاد محبوب

بدا بدی جیئے لیت ہیں یہ بدرا بدراہ

شرط باندھ کر زندگی لیتے بادل غلط راہ والے

ترجمہ :۔ موسم برشگال ہے۔ بادل چھا رہے ہیں۔ برساتی ہوائیں چل رہی ہیں اور محبوب پردیس میں ہیں۔ برسات کی اس کیفیت سے متاثر ہو کر مہجور حسینہ کہتی ہے۔ بادلوں نے غلط راہ اختیار کی۔ ان کو تو وہاں جانا چاہیئے جن کے پیا پردیس نہ ہوں۔ یہ بادل شرط باندھ باندھ کر (یعنی بڑھ بڑھ کر) میری زندگی لینے پر کیوں آمادہ ہیں۔ آہ میں کس سے فریاد کروں اور میری اس بیچارگی پر کون رحم کرے جب کہ میرے محافظ محبوب نے ہی مجھے بسار دیا اور وہ پردیس سے واپس نہ آئے۔

حسینہ کی فقیر آنکھیں

کوڈا آنسو بوند کرے سانکر برُنی سجل

کوڑیاں زنجیر پلکیں تر

رکین ہے بدن رُمُنڈ دِرگ ملنگ ڈارے رہت

کئے مُنہ کھُلا آنکھیں پڑے رہتے

ترجمہ :۔ ملنگ فقیر گلے میں کوڑیوں کی مالا پہنتے ہیں جسم پر لوہے کی زنجیریں باندھتے ہیں۔ عبادت کرتے ہوئے ان کے مُنہ ہر وقت کھُلے رہتے ہیں (یعنی مُنہ کھولے اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں) اور جہاں پڑ گئے وہیں پڑے رہتے ہیں۔ ہندی کے شاعر اعظم بہاری لال جی حسینہ کی منتظر آنکھوں کو اس ملنگ فقیر سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ان آنکھوں کے آنسوؤں کی بوندیں کوڑیوں کی مالا ہیں اور آنسوؤں سے تر پلکیں زنجیریں۔ اور یہ ملنگ آنکھیں ان کوڑیوں اور زنجیروں کو پہنے اپنے محبوب کے انتظار میں مُنہ کھولے (یعنی ٹکٹکی لگائے) ہر وقت پڑی رہتی ہیں۔

عشق کا خمار

لکھ لکھ انکھین ادھکھُلن آنگ مور انگرائے

دیکھ دیکھ آنکھوں آدھی کھُلی اعضا مروڑ انگڑائی لیتی

آدھک اُٹھ لیٹت لٹک آلس بھری جمائے

آدھی لیٹتی جُھکتی کاہلی جمائی

ترجمہ :۔ رات اپنے محبوب کے ساتھ بسر کرنے کے بعد صبح نصف کھُلی اور نصف بند آنکھوں کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتی ہے جسم کے اعضا کو مروڑ مروڑ کر انگڑائیاں لیتی ہے۔ کبھی تھوڑا سا اُٹھتی ہے۔ پھر لیٹتی ہے پھر جھک کر دیکھتی ہے اور پھر سستی و کاہلی کے ساتھ جمائی لیتی ہے۔

جبریہ جُدائی

نیٹھ نیٹھ اُٹھ بیٹھ کے پیو پیاری پربھات

خلاف مرضی محبوب حسینہ علی الصباح

دوُ نیند بھرے کھرے گرے لاگ گرجات

دونوں کھڑے گگے گر جاتے

ترجمہ :۔ محبوب و حسینہ کے درمیان رات کو بہت دیر تک پیار و محبت کی باتیں ہوتی رہیں۔ صبح دن نکلنے والا ہے مگر آنکھوں میں نیند کا خمار موجود ہے۔ ادھر حیا کا تقاضا ہے کہ اپنے اپنے پلنگ پر الگ ہو جائیں

تاکہ گھر میں کوئی دیکھ نہ لے اور الگ ہونے کو جی بھی نہیں چاہتا۔ چنانچہ محبوب و حسینہ علی الصباح خلاف مرضی مجبوراً اٹھتے ہیں۔ بیٹھتے ہیں۔ دونوں نیند بھری آنکھوں سے کھڑے ہونے کا قصد کرتے ہیں مگر گلے سے لپٹ کر یہ کہتے ہوئے پھر لیٹ جاتے ہیں کہ ابھی کچھ تاریکی ہے تھوڑی دیر اور سولیں۔

شباب کے خیر مقدم میں

دوٗ چورمیچنی کھیل نہ اگات

دونوں آنکھ مچولی انتہائی

دُرت ہیئے لپٹائے کے چھووت ہیئے لپٹات

دل چھوتے دل لپٹا کر

ترجمہ :- نوجوان لڑکے اور لڑکی کا بچپن جا رہا ہے۔ شباب کا آغاز ہے اور دلوں میں عشق و محبت کی آگ سلگ چکی ہے۔ دونوں آنکھ مچولی کھیل رہے ہیں۔ مگر یہ آنکھ مچولی عشق و محبت کی انتہائی لذت کے لئے کافی نہیں۔ چنانچہ نوجوان نے حسینہ سے کہا کہ تم آنکھ مچولی میں اچھی طرح چھُپ نہیں سکتیں۔ آؤ میں تمہیں اپنے ساتھ لپٹا کر چھپاؤں۔ چنانچہ دونوں لپٹ گئے اور اس طرح جسم کے چھونے سے دل بھی بغل گیر ہوئے۔

نسیم

لپٹین پوہپ پراگ پٹ سُنی سید مکرند

لپٹی ہوئی پھول زرگل لباس بھیگی پسینہ پھولوں کا رس

آوت نار نبوڑ لوں سُکھد بائے گت مند

آرہی حسینہ دلہن طرح راحت ہوا چال خراماں

ترجمہ :- ہندی کے شاعر اعظم بہاری لال جی صبح چلنے والی ہوا نسیم کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ پھولوں کے اندر کے زرد رنگ کے ذرات (زرگل) کے لباس میں لپٹی ہوئی خوشبودار پھولوں کے پسینہ یعنی رس میں بھیگی ہوئی۔ نئی شادی شدہ دلہن کی طرح خراماں چال کے ساتھ چلنے والی دل و دماغ کو راحت پہنچا رہی ہے۔

نسوانی حیا

کہت نہ دیور کی کُبت کُل تیئے کلھہ ڈرات
کہتی بُری بات خاندان عورتیں چرچا ڈرتی

پنجرگت منجار ڈِگ سُک لوں سوکت جات
پنجرہ میں بند بلی قریب طوطا طرح سوکھتی جاتی

ترجمہ :۔ دیور حسینہ سے ناجائز تعلقات پیدا کرنا چاہتا ہے مگر شوہر پرست حسینہ اسے ناپسند کرتی ہے۔ چنانچہ خاندان کی عورتوں کے چرچا سے خوفزدہ ہوکر وہ دیور کی اس کمینہ خواہش کا کسی سے ذکر بھی نہیں کرتی اور خاموشی کے ساتھ اپنا خون جگر پی رہی ہے جس طرح پنجرہ میں بند طوطا بلی کے قریب رکھ دیا جائے تو وہ سوکھ جاتا ہے۔

گاؤں کی چھوری

گوری گدکاری پریں نہست کپوسن گاڈ
گدازہ ہنستے ہوئے رخسار گڑھا

کیسی لست گنوار یہ سُن کِروا کی آڑ
چپکائے سنہری کیڑا بندی

ترجمہ :۔ یہ گورے رنگ کی گداز جسم والی دیہاتی لڑکی ہنستے ہوئے جس کے رخسار میں گڑھا (چاہ ذقن) پڑ جاتا ہے۔ کیڑے کے سنہری چمک دار پر (برسات کے موسم میں پروں والے کیڑے نکلتے ہیں۔ اور دیہاتی لڑکیاں ان چمکدار پروں کو خوبصورتی کے لئے اپنی پیشانی پہ لگا لیتی ہیں) اپنی پیشانی پہ بندی کی طرح کس خوبصورتی کے ساتھ چپکائے ہوئے ہے۔

حسینہ سفید ساڑھی میں

سوہت دھوتی سیت میں کنک برن تن بال
پہنتی ساڑھی سفید سونا رنگ جسم حسینہ

سارد بارد بیجری بھا رد کیجت لال

موسم سرما بادل بجلی چمک مات کرتی ہے محبوب

ترجمہ:- پیغام لے جانے والی عورت محبوب سے حسینہ کے حسن کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے کہ وہ سنہری رنگ کے جسم والی حسینہ جب سفید ساڑھی پہنتی ہے تو موسم سرما کے بادلوں میں سے چمکنے والی بجلی کو بھی مات کر دیتی ہے۔

ایک غلط نگاہ کا اثر

بارون بل تو دگن پہ ال کھنجن مرگ مین

نچھاور کروں مندر تیری آنکھوں بھنورا ہرن مچھلی

آدھی ڈیٹھ چیتون جن کئے لال آدھین

غلط نگاہ محبوب مسخر

ترجمہ:- سہیلی حسینہ کی آنکھوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے۔ تیری ان حسین آنکھوں پر بھنورا (جو پھول کے عشق میں مبتلا ہوتا ہے) کھنجن (ایک پرندہ جو زمانہ برسات سے موسم سرما تک ہندوستان میں رہتا ہے اور اس کی آنکھیں بے حد حسین ہوتی ہیں) ہرن (جس کی آنکھیں تمام چوپایوں سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں) اور مچھلی (جس کی آنکھیں پانی کے تمام جانوروں سے زیادہ حسین سمجھی گئی ہیں) ان تمام کی آنکھوں کو قربان کر دوں کیونکہ تیری ایک غلط نگاہ والی چیتون (حالانکہ پورے طور سے تونے دیکھا بھی نہیں) نے ہی اپنے محبوب کے دل کو مسخر کر لیا۔

محبوب کی آنکھیں

جات سیان ایان ہے وے ٹھگ کاہے ٹھگے نہ

ہو جاتی عقلمندی نادانی وہ کس کو

کو للچائے نہ لال کے لکھ للچوں ہیں نین

کون للچاتا محبوب دیکھ قابل لالچ آنکھیں

ترجمہ:- حسینہ اپنے محبوب کی محبت میں گرفتار ہے۔ اس کی بے قراری اور اضطراب کو دیکھ کر اس کی سہیلیاں بطور ناصح اسے سمجھا رہی ہیں کہ یہ محبت کی راہ چھوڑ دے۔ اس نصیحت کو سن کر حسینہ اپنی سہیلیوں کو جواب دیتی ہے محبوب کی ان قابل لالچ (محبت بھری) آنکھوں کو دیکھ کر کون ہے جو للچا نہ جائے۔ کون ہے جس کی عقلمندی

اس راہ میں نادانی ثابت نہ ہوئی اور وہ کون ہے جو ان ٹھگ آنکھوں کے ہاتھوں ٹھگ نہ لیا گیا۔

ہونٹوں کی حرکت کا اثر

چھن چھن میں کھٹکت سو ہیئے کھری بھیر میں جات

لمحہ لمحہ کھٹکتی میں دل بڑا مجمع جاتے

کہہ جو چلی ان ہی بِچتے اوٹھن ہی بیچ بات

بغیر دیکھے ہونٹوں میں

ترجمہ :۔ محبوب سے حسینہ مجمع میں ملی اور اس خیال سے کہ مجمع ہیں کوئی شخص باتیں کرتے دیکھ نہ لے۔ اس نے دوسری طرف منہ کر کے محبوب سے کچھ کہا۔ جو سُنائی نہ دیا۔ اس نہ سُننے کی دل کی کھٹک کو بیان کرتے ہوئے حسینہ کی سہیلی سے محبوب کہتے ہیں۔ اُس دن بڑے مجمع میں جاتے ہوئے بغیر میری طرف دیکھے آہستہ سے اپنے ہونٹوں میں ہی اُس نے کچھ کہا۔ جسے میں سُن نہ سکا۔ میرا نہ سُننا (کیونکہ نہ معلوم اُس نے کیا کہا تھا) اب تک میرے دل میں کھٹک پیدا کر رہا ہے۔

نگاہِ اوّلین کی یاد

چِتون بھورے بھائے کی گورے مُکھ مُسکان

بھولے پن مُسکراہٹ

لگن لٹک آلی گرے چِت کھٹکت نت آن

لگ کر سہیلی گلے دل کھٹک ہر وقت آکر

ترجمہ :۔ عاشق نے حسینہ کو ایک بار دیکھا۔ مگر ان چند لمحوں کو عمر بھر بھول نہ سکا۔ عاشق اس اثر کے متعلق حسینہ کی سہیلی سے کہتا ہے۔ وہ بھولے پن کی چتون۔ گورے مکھڑے کی مسکراہٹ۔ اور اس کا اپنی سہیلی سے لٹک لٹک کر گلے ملنا ہر وقت ہی دل میں اس کی یاد کی کھٹک پیدا کرتا رہتا ہے۔

عاشق اور چکور

چِت دے بِچتے چکور تیوں تیجے بھجے نہ بھوکھ

دیکھتا دیکھتا طرف تیسرے جانے بھوک

چنگی چُگلے انگار کی چگلے کہ چند میوکھ

چنگ — چاند — شعاعیں

ترجمہ :۔ حسینہ کی خودداریٔ حُسن کا اثر کچھ محبوب پر بھی ہے۔ اس غیر ضروری بے اعتنائی کو محسوس کرتے ہوئے حسینہ سے سہیلی کہتی ہے۔ تم اپنے عاشق کی حالت کو نہیں دیکھتیں جس کو چکور سے مشابہت دی جاسکتی ہے (چکور کے متعلق روایت ہے کہ وہ چاند کا عاشق ہے اور جب وہ اندھیری رات میں چاند کی کرنوں سے محروم ہو جاتا ہے تو پھر حُسن کی تشنگی کو دُور کرنے کے لئے یہ آگ کے انگارے کھاتا ہے) کیونکہ تمہارا حُسن اس کے لئے چاند ہے اور چکور کی طرح یہ بھی یا تو تمہارے چاند جیسے مکھڑے کو دیکھتا ہے یا پھر تمہاری جُدائی کی آگ کے انگاروں پہ لوٹتا ہے۔ اس کو چکور کی طرح ان دو چیزوں کے سوا کسی تیسری چیز کی ضرورت نہیں۔

حُسن کے چراغ کا تیل

جدپ سُندر سُگھٹ پُن سُگنو دیپک دیہہ

گو — حسین — اچھا بنا ہوا — مگر — بتی۔صفات — چراغ — جسم

تئو پرکاش کرے تِتو بھریئے جِتوں سنیہہ

تب — روشنی — تم — بھرا جائے — جب — محبت یا تیل

ترجمہ :۔ ہندی زبان کے لفظ "سگنوُ" کے دو معنی ہیں۔ ایک ڈورا یعنی بتّی دوسرے اچھے گُن والا یعنی صفات والا۔ اس طرح ہی لفظ "سنیہہ" ذو معنی ہے جو محبت اور تیل دونوں جگہ استعمال ہوتا ہے۔ اس دوہے میں ان دونوں ذو معنی الفاظ کو دونوں معنی میں بہت خوبصورتی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی محبوب حسینہ کے غرورِ حُسن کی شکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ گو تیرا حسین جسم چراغ کی طرح روشن ہے۔ اس کی بناوٹ بھی بے حد خوبصورت ہے اور اس میں بتی یعنی صفات بھی موجود ہیں۔ مگر اس بات کو بھی یاد رکھ کہ تیرے حُسن کا یہ چراغ تب ہی تک روشن ہے جب تک کہ اس چراغ میں تیل یعنی محبت موجود ہے۔

جھروکہ کی حسین روشنی

جال رندھ مگ اگن کو کچھو اُجاس سو پائے

جالی — چھید — راستہ — چمکدار — کچھ — اجالا — سا — پاکر

پیٹھ دیئے جگ تیوں رہے ڈیٹھ جھروکن لائے

دنیا — طرف — نگاہیں — جھروکہ کی طرف

ترجمہ :- پڑوسی حسینہ نے دیوار کے جالی دار روشندان میں سے پڑوسی پریتم کو دیکھا۔ گورے جسم کا جالی کے قریب آنا روشندان کو زیادہ روشن کرنے کا باعث ہوا اور جھانکنے کی ایک نئی راہ بھی معلوم ہوگئی۔ چنانچہ محبوب کہتے ہیں کہ جالی کے چھیدوں کے راستے سے آنے والا جب سے نیا چمکدار اُجالا دیکھا ہے۔ اس وقت سے ہی میری نگاہیں اس جھروکے سے لگی ہیں اور تمام دنیا کو میں نے پیٹھ دے دی (یعنی تمام دنیا سے بے نیاز ہوگیا)

آنکھوں کے تیر

اے ان لوین سرن کو کھرو بکھم سنچار

اے آنکھیں تیر بڑا عجیب انداز

لگے لگائے ایک سے دوہو انی کرت سو مار

دونوں نوک کرتے اچھی

ترجمہ :- ان آنکھوں کے تیروں کا بھی عجب انداز ہے۔ عام تیر تو صرف وہاں ہی مار کرتے ہیں جہاں یہ لگیں۔ مگر یہ آنکھوں کے نوک دار تیر وہاں بھی مار کریں جہاں یہ لگیں اور وہ بھی گھائل جو ان تیروں کو چلائے۔

شاعری

(۱) کوتا تا کو کہیں ہردے پرتھوی جب ہالے

شاعری اُس دل زمین ہلادے

گہن گہن بن گوہا گگن جیوں گیند اُچھالے

گھنے گھنے جنگل غار آسمان جس طرح

---

(۲) کوتا تا کو کہیں ہردے رمنی جب روٹھے

شاعری اُس دل معشوقہ

مدھر مدھر جگ کو نول مرلی دُھن توٹھے

میٹھی میٹھی دنیا نئی بانسری آواز منائے

---

(۳) کوتا سو ست کلپنا دے سپندھیا پرات

شاعری وہ اچھا خیال الہام علی الصباح

کوتا جیئے کو جاگرن بھون بھون کی رات

شاعری دل بیدار تمام دنیا تاریکی

(۴) مھر لِلت سس سِلا سِکھر ہموت سی بہریں

آفتاب مل کر مہتاب کرنیں بلندی پر ہمالیہ پر بکھریں

پرلے سمد کی بردہ ہلوریں دُرمد لہریں

قیامت سمندر دل میں حرکت کریں ناقابل عبور

(۵) مکھ مکند کے لسے للت رکھیا گوروچن

پیشانی وشنو لگے حسین قشقہ زرد خوشبودار

کِدھوں رام کو ہِردے کِدھوں سیتا کے لوچن

جس طرح دل جس طرح آنکھیں

(۶) بل بل کلا اکھنڈ کی کیو امر اُجیار

قربان قربان جلال نہ مٹنے والا کی غیر فانی روشنی

جگے دِوانِس کلپنا جگت جگاون ہار

بیدار دن رات تخیل دُنیا بیدار کرنے والا

ترجمہ:- (۱) شاعری اُسے کہا جا سکتا ہے جو سرزمین دل کو اس طرح ہلا دے جس طرح زلزلے کے وقت گھنے جنگل اور پہاڑی غاریں گیند بن کر آسمان میں اُچھلتی ہیں۔

(۲) شاعری اُسے کہا جا سکتا ہے کہ اگر دل کی معشوقہ روٹھ جائے تو اس کو اشعار کی دُنیا میں بنسری کی میٹھی میٹھی رسیلی آواز کے ساتھ منالیا جائے۔

(۳) یہ شاعری ہی ہے جس سے انسان بلند خیال ہوتا ہے اور جس کے باعث علی الصباح الہام نازل ہوا کرتا ہے اس شاعری نے ہی دلوں میں بیداری پیدا کی اور اس نے ہی دُنیا کی تاریکی کو دُور کیا۔

(۴) شاعری وہ ہے کہ بلندی کے اعتبار سے اس کو اُن سُنہری کرنوں سے تشبیہ دی جا سکے جو آفتاب اور مہتاب دونوں

مل کر ہمالیہ کی بلند ترین چوٹیوں پر بکھیرتے ہیں اور دل میں تلاطم پیدا کرنے کے لحاظ سے قیامت خیز سمندر کی ناقابل عبور لہروں کا مقابلہ کر سکے۔

(۵) شاعری وہ ہے کہ جس کو حُسن و خوبصورتی کے لحاظ سے وشنو جی کی پیشانی پہ لگے ہوئے زرد رنگ کے خوشبودار قشقہ سے تشبیہ دی جا سکے یا جیسے رامچندر جی کا محبت بھرا دل یا سیتا جی کی جادو اثر آنکھیں۔

(۶) شاعری ہی وہ شے ہے جس کے نہ مٹنے والے جلال اور اس کی غیر فانی روشنی پہ انسان کو قربان ہو جانا چاہیئے کیونکہ اس شاعری سے ہی انسان کا تخیل دن رات بیدار ہوتا ہے اور یہ شاعرانہ تخیل ہی دُنیا کو بیدار کرتا ہے۔

حسینہ کی قسم کا انداز

ناسا مور نچائے درگ کری ککا کی سونہہ

ناک سکوڑ مٹکا کر آنکھیں کھائی چچا قسم

کانٹے سی کسکت ہیئے وہ ہے کٹیلی بھونہہ

چُبھن دل ترچھی بھنویں

ترجمہ :۔ حسینہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے ہوئے جب باتیں ہو رہی تھیں تو عاشق نے کسی بات کے متعلق قسم کھانے کو کہا۔ حسینہ نے اپنے چچا (یو پی میں باپ کو پکارتے ہوئے عام طور پہ چچا کہا جاتا ہے) کی قسم کھائی۔ اس قسم کے انداز کو یاد کرتے ہوئے عاشق کہتا ہے۔ ناک کو سکوڑ کر۔ آنکھیں مٹکا کر اور بھنویں ترچھی کر کے جس انداز سے اس نے اپنے چچا کی قسم کھائی تھی وہ منظر اب بھی میرے دل میں نہ نکلنے والے کانٹے کی چبھن کی طرح موجود ہے۔

زرّیں جسم پر سونے کا زیور

ڈیٹھ نہ پرت سمان دُت کنک کنک سے گات

دکھائی دیتا پڑتے طرح چمک سونا سونا جسم

بھوکھن کر کرکس لگت پرس پچھانے جات

زیور ہاتھ سخت محسوس ہوتے چھُو کر پہچانے جاتے

ترجمہ :۔ زریں رنگ کے جسم والی حسینہ کے سونے کے زیور جسم پہ پہنے ہوئے نگاہوں کو محسوس نہیں ہوتے کیونکہ جسم اور زیور دونوں کی چمک ایک برابر ہے ان میں فرق صرف اس وقت معلوم ہوتا ہے جب زیور کو ہاتھ سے چھوا جائے

اور وہ سخت محسوس ہو۔

حسینہ کی بندی کا رنگ

سبے سوہائے ای لگیں بست سوہائے ٹھام

سب خوبصورت ہیں ہی رہنے سے خوبصورت ہیں جگہ

گورے مُکھ بیندی لسے اُرن پیت سِت سیام

چہرہ بندی نظر آئے سُرخ زرد سفید سیاہ

ترجمہ :- حسینہ اپنے ماتھے پر کسی رنگ کی بندی لگالے وہی خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے۔ جس طرح کسی اچھی جگہ پر کوئی چیز رکھ دی جائے وہ چیز خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح حسینہ کے گورے رنگ اور خوبصورت چہرہ پر سُرخ رنگ کی بندی ہو یا زرد اور سفید ہو یا سیاہ تمام ہی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں۔

حسینہ کی آنکھیں

رس سنگار منجن کیئے کنجن بھنجن دین

شراب حُسن غسل کنول توڑ دینے والے

انجن رنجن ہوں بنا کھنجن گنجن نین

کاجل لگائے ہوئے بغیر ممولا شکست آنکھیں

ترجمہ :- اُس عاشق نے جس نے ابھی حسینہ کو نہیں دیکھا حسینہ کے حُسن کے متعلق حسینہ کی سہیلی سے دریافت کیا۔ تو سہیلی حسینہ کی آنکھوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے۔ اُس کی آنکھیں حُسن کی شراب کا غسل کئے ہوئے۔ کنول کے پھول کے غرورِ حُسن کو توڑ دینے والی۔ بغیر کاجل لگائے ہی قدرتی طور پر کجراری یعنی سیاہی مائل۔ اور ممولا (ممولا ایک حسین آنکھوں والا پرندہ ہوتا ہے جو ہر وقت بیقرار رہتا ہے اور چین سے ایک جگہ بیٹھتا نہیں) کی چنچلتا و بے قراری کو بھی شکست دینے والی ہیں۔

ناک کے چھید کا شکوہ

بیدھک انیارے نین بیدھت کر نہ نشیدھ

چھیدتی ہیں نوکدار آنکھیں چھیدنے دے منع

بربس بیدھت مو ہیو تو ناسا کو بیدھ

زبردستی چھیدتا ہے میرے دل تیری ناک کا چھید

ترجمہ :- عاشق حسینہ کی ناک کے چھید کا شکوہ کرتے ہوئے حسینہ سے کہتا ہے کہ تمہاری نوکدار آنکھیں میرے دل کو چھیدتی ہیں تو اس کی مجھے کوئی شکایت نہیں۔ ان کو منع نہ کر۔ چھیدنے دے۔ کیونکہ ہر نوکدار شے کا کام ہے کہ وہ چھید کرے۔ مگر مجھے تعجب تو یہ ہے کہ تیری ناک کا چھید بھی بلاوجہ میرے دل کو چھیدتا ہے حالانکہ یہ نوکدار نہیں۔ اور نوکدار نہ ہونے کے باعث اس کو حق حاصل نہیں کہ یہ چھید کرے۔

آنکھوں کی شہادت

جھوٹھے جان نہ سنگرہے من موںہہ نِکسے بین

جھوٹے سمجھ کر قابل قبول دل منہ نکلے وعدے

یا ہی تے مانو کیئے باتن کو بِدھ نین

اس لئے یقین سمجھے باتیں قدرت آنکھیں

ترجمہ :- صرف منہ یعنی زبان سے نکلے ہوئے وعدے کبھی کبھی جھوٹے بھی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہی ان کو دل سے نکلے نہ سمجھ کر جھوٹے اور نا قابل قبول قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر قدرت نے آنکھیں صرف اس لئے بنائی ہیں کہ جب زبان بات کرے۔ تو آنکھیں اس بات کے دل سے نکلنے کی تصدیق کریں۔ چنانچہ زبان سے بات نکلتے وقت اگر آنکھیں بھی اپنی شہادت دیں تو پھر اس بات کو دل سے نکلی سمجھ لینا چاہیئے۔ آنکھوں کی گواہی کے بعد شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

مفارقت میں مسرت

نئے بِرہا بڑھتی بنھا کھری بِکل جئے بال

مفارقت [illegible] حالت بہت سہیلیں حسینہ

بِلکھی دیکھ پروسن یو ہرکھ ہنسی تہ کال

بیقرار ٹپروسن کو مسرّت اُس وقت

ترجمہ :۔ حسینہ کی شادی کے بعد شوہر پہلی بار سفر میں گئے ہیں اور حسینہ کو مفارقت کی تکلیف کا پہلا سابقہ ہے۔ چونکہ پہلے مفارقت کی تکلیف کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا اس لئے یہ جدائی حسینہ کے لئے زیادہ بے چینی پیدا کرنے کا باعث ہوئی۔ مگر حسینہ نے جب دیکھا کہ اس کی پڑوسن بھی (جس کا تعلق اس کے شوہر سے تھا) بے قرار ہے تو حسینہ مسرت کے ساتھ مسکرا دی (یعنی اس تکلیف کا یہ روشن پہلو تھا کہ اس کے شوہر سے تعلق رکھنے والی پڑوسن کو بھی تو تکلیف ہوئی)

لجاجت آمیز آنکھیں

گہک گانس اورے گھے رہے ادھ کہے بین

فخر خودداری اور ہی کہے آدھے باتیں

دیکھ کھسوہیں پرپیا نین کیئے رسوہیں نین

لجاجت آمیز محبوب آنکھیں غصہ والی آنکھیں

ترجمہ :۔ شوہر رات کو کسی دوسری عورت کے ساتھ گلچھرے اُڑاتے رہے۔ واپس آئے تو جواب طلب ہوا۔ شوہر نے اپنا ڈیفینس پیش کرتے ہوئے رات کو تھیٹر وغیرہ دیکھنے کا بہانہ بنایا۔ اس پر حسینہ نے زیادہ محبت کی باتیں شروع کیں تاکہ شوہر آئندہ کبھی رات باہر نہ رہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں اور شکوہ محبت کی داستان جاری تھی کہ حسینہ نے شوہر کی آنکھوں میں کچھ لجاجت اور شرمندگی سی محسوس کی۔ یہ محسوس کرتے ہی حسینہ سمجھ گئی کہ تھیٹر کا بہانہ غلط ہے درصل میاں رات بھر کسی دوسری عورت کے ساتھ جھک مارتے رہے چنانچہ اس لجاجت کو محسوس کرتے ہی حسینہ کے تیور بدل گئے۔ حسینہ کی وہ آنکھیں جو زیادہ محبت کرنے کی کوشش میں تھیں غصہ سے سُرخ ہوگئیں اور ساتھ ہی محبت کا شکوہ بھی ختم ہوگیا۔

آنکھوں کا جُرم

کت سُکچت نِدھرک پھرو رتیو کھور تمہیں نر

کیوں شرماتے نڈھرک رتی بھر قصور

کہا کرو جو جائے یہ لگیں لگو ہیں نین

کیا اگر لگ جائیں محبت کرنیوالی آنکھیں

ترجمہ:۔ حسینہ کو معلوم ہوا کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت کے ساتھ تعلق ہے۔ شوہر سے جواب طلب ہوا تو وہ محجوب ہوئے۔ شوہر کی اس ندامت اور لجاجت کو دیکھ کر حسینہ کہتی ہے۔ آپ سے کیا گلہ اور کیا شکایت۔ کیوں شرماتے ہیں۔ بے خوف اور ندھڑک پھریں۔ آپ کا تو ایک رتی بھر بھی قصور نہیں۔ قصور تو آپ کی مسخر کرنے والی آنکھوں کا ہے۔ اگر یہ کسی سے لگ جائیں تو آپ کو بے بس اور مجبور ہونا ہی پڑتا ہے۔

آنکھوں سے آنکھیں ملنے کا راستہ

کھری بھیر ہوں بھید کے کت ہوں ہو بے اُت جائے

بھاری مجمع چیر کر کہیں سے کہیں کر وہاں جاکر

بھرے ڈیٹھ جُر ڈیٹھ سوں سب کی ڈیٹھ بچائے

نگاہ ملاکر نگاہ سے نگاہ بچاکر

ترجمہ:۔ مجمع بہت کافی ہے۔ حسینہ اپنے محبوب کو دیکھنا چاہتی ہے مگر خوف یہ ہے کہ کوئی دوسرا محسوس نہ کرے۔ چنانچہ حسینہ کی نگاہیں اس بھاری مجمع کو چیر کر اِدھر سے اُدھر اور کہیں سے کہیں ہوتے ہوئے اپنے پریتم کے پاس پہنچ کر محبوب کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر اور دوسروں کی نگاہوں سے بچ کر پھر واپس آجاتی ہیں۔

ترچھی چتون کا اثر آنکھوں پر

سنگت دوش لگے سبھے کہے جو سانچے بین

صحبت گناہ سب کو سچی کہاوت

کُٹل بنک بھُرو سنگ تے بھئے کُٹل گت نین

ترچھی ٹیڑھی بھنویں صحبت سے ہوئے ترچھی چال آنکھیں

ترجمہ:۔ یہ کہاوت کہ "بُری صحبت کا اثر سب پہ ہوتا ہے" بالکل ہی سچ ہے اور حسینہ کی ترچھی اور ٹیڑھی بھنوؤں کی صحبت کا ہی یہ اثر ہے کہ اُن کے ساتھ رہنے والی آنکھوں کی چال بھی ٹیڑھی اور ترچھی

ہوگئی۔ اور اسی وجہ سے یہ آنکھیں نہ صرف سامنے بلکہ داہنے اور بائیں دیکھنے والوں پر بھی تیراندازی کرتی چلی جاتی ہیں۔

حسینہ کی بندی کی قیمت

کہت سبھے بیندی دیئے آنک دس گنو ہوت
کہتے تمام بندی دی جائے ہندسہ گنا ہوتا ہے

تیئے للار بیندی دیئے اگنت بڈت اوووت
حسینہ پیشانی بندی دی جائے بےشمار بڑھتا جلال

ترجمہ :۔ تمام لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی ہندسہ کے ساتھ بندی (نقطہ) لگا دی جائے تو اس ہندسہ کی قیمت دس گنا بڑھ جاتی ہے (یعنی ایک کے ساتھ نقطہ لگا دیا جائے تو دس گنا ہو جاتے ہیں۔ دو کے ساتھ لگا یا جائے تو بیس اور تین کے ساتھ لگانے سے تیس) مگر حسینہ کی پیشانی پر بندی لگا دی جائے تو اس کے حسن اور چہرہ کے جلال میں دس گنا نہیں بلکہ بے شمار گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

حسینہ کی شفق نما آنکھیں

سانجھ سم مائک نین رنگے تربدھ رنگ گات
شام طرح جادوگر آنکھیں تین طرح کا وجود

جھکھو بلکھ دُر جات جل لکھ جل جات لجات
مچھلی بے قرار چھپ جاتی پانی دکھائی دیتا کنول شرمیلا

ترجمہ :۔ اس دوہے کے فاضل مصنف نے آنکھوں کو شفق شام سے تشبیہ دی ہے اور جس طرح شفق میں سیاہ۔ سفید اور سرخ تین رنگوں کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ آنکھوں میں بھی سیاہ (پتلیاں) سفید (پتلیوں کے اردگرد سفیدی) اور سرخ (آنکھوں کے سرخ ڈورے) تین رنگ موجود ہیں۔ چنانچہ اس دوہے میں مصنف فرماتے ہیں کہ اس حسینہ کی جادوگر آنکھیں شام کی طرح ہیں اور اس کے وجود میں شفق کی طرح تین رنگ ہیں چنانچہ اس کا ہی نتیجہ ہے کہ شفق سے شرمندہ ہو کر مچھلی (جس کی آنکھیں بے حد حسین سمجھی گئی ہیں) شام کو پانی کی تہ کے اندر چلی جاتی ہے اور کنول کا پھول (جس کو حسین آنکھوں سے تشبیہ دی جاتی ہے) حیا کے باعث شام کے وقت بند ہو جاتا ہے (کھلا نہیں رہتا)

حسینہ کی پیشانی کا زیور

نیکو لست للاٹ پر ٹیکو جٹت جرائے

حسین نظر آتا پیشانی ٹیکا (زیور) جڑاؤ جواہرات

چھب ہیں بڈھاوت روی منو سسں منڈل میں آئے

خوبصورتی بڑھاتا سُورج سمجھو چاند گھر

ترجمہ :- حسینہ کا پیشانی پر پہنا ہوا جواہرات سے جڑاؤ ٹیکا (پیشانی کا زیور) ایسا حسین معلوم ہوتا ہے گویا چاند کی خوبصورتی کو بڑھانے کے لئے سورج بھی چاند کے گھر آگیا ہے۔

دلوں کا راستہ

ڈیٹھ برت باندھی اٹن چڑھ آوت نہ ڈرات

نگاہیں رسی اٹاری آتی ڈرتے

اِت اُت تیں چِت دوہن کے نٹ لوں آوت جات

اس پر اُن دِل دونوں بازیگر طرح آتے جاتے

ترجمہ :- حسینہ اور محبوب نے نگاہوں کی رسی اپنی اپنی اٹاریوں پر باندھ لی ہے (یعنی اپنے اپنے مکان کی چھت پر ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں) ان دونوں کے دل بازیگر کی طرح اس رسی پر کبھی اِدھر آتے ہیں کبھی اُدھر جاتے ہیں۔ اور گرنے کا ان کو خوف نہیں۔

حسین چہرے پر بکھرے ہوئے بال

جھال لال بینڈی دیئے چھُٹے بار چھب دیت

پیشانی سُرخ بندی لگا کر بکھرے بال خوبصورتی دیتے

گہیو راہو ات آہ کر منو سسں سور سمیت

پکڑا ہے انتہائی ہمت کرکے معلوم ہوتا ہے چاند سورج ساتھ

ترجمہ :- حسینہ کی پیشانی کی سُرخ بندی بکھرے ہوئے سیاہ بالوں میں بھی حسین دکھائی دیتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند (حسینہ کا چہرہ) اور سورج (پیشانی کی سُرخ بندی) دونوں نے مل کر اور انتہائی ہمت کر کے راہو (سیاہ بالوں) کو پکڑا ہے جس کے باعث راہو کا لشکر شکست کھا کر بکھر رہا ہے (جوتش کے علم کے مطابق سورج۔ چاند اور راہو تینوں گرہ اپنی اپنی جگہ بہت طاقتور تسلیم کیئے گئے ہیں اور یہ ایک دوسرے کے اثر کو مغلوب کرتے رہتے ہیں)

دل کی چوری کے اسباب

بھرکوٹی مٹکن پیت پٹ چٹک لٹکتی چال

بھنویں مٹک زرد لباس چمک

چل چکھ چتون چور چت لیو بہاری لال

چنچل نگاہیں دل لیا سری کرشن

ترجمہ :- اس دوہے کے مصنف بیان کرتے ہیں کہ سری کرشن نے رادھکا جی کے دل پر کیونکر قبضہ کیا۔ بھنوؤں کی مٹک۔ زرد لباس کی چمک (سری کرشن ہمیشہ زرد رنگ کا لباس پہنتے تھے اس لئے ہی آپ کا ایک نام پیتمبر (زرد لباس والا) بھی ہے) لٹکتی ہوئی چال اور چنچل نگاہوں کی چتون سے دل کو چرا لیا۔

عاشق کی آنکھیں

پہنچت ڈٹ رن سُبھٹ لوں روک سکیں سب ناہیں

پہنچتی ہے میدان جنگ بہادر طرح نہیں

لاکھن ہوں کی بھیر میں آنکھ اُتے چل جاہیں

لاکھوں ہی بھیڑ وہاں چلی جاتی ہے

ترجمہ :- جس طرح ایک بہادر سورما میدان سے ہٹ کر پھر میدان جنگ میں جا پہنچتا ہے اور روکنے سے نہیں رُکتا۔ عاشق کی آنکھیں بھی لاکھوں کی بھیڑ کو چیر کر پھر وہاں جا پہنچتی ہیں۔ جہاں اس کا مطلوب ہو۔

دوج کا چاند

مرکت بھاجن سلل گت اِن دو کلا کے ویش

نیلم برتن پانی بھرے دوج کا چاند عکس

جھین جھنگا میں جھلملت سیام گات نکھ ریکھ

باریک کُرتہ جھلمل جسم ناخن نشان

ترجمہ :- شوہر رات کو کسی دوسری عورت کے ساتھ رہے اور وہاں کہیں ہاتھا پائی میں شوہر کے جسم پہ ناخن کا نشان بھی لگ گیا جسے بیوی نے دیکھ لیا۔ شوہر اپنے جُرم سے انکار کر رہے ہیں۔ اس انکار پہ بیوی کہتی ہیں۔ میرے محبوب باریک کرتے کے اندر آپ کے سیام رنگ کے جسم پہ ناخن کا نشان ایسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے جیسے نیلم کے برتن میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس میں دوج کے چاند کا عکس پڑ رہا ہے (ناخن کے نشان کو دوج کے چاند سے اور سیام رنگ کے جسم کو نیلم کے برتن میں بھرے ہوئے پانی سے کیا خوب تشبیہ دی گئی ہے)۔

نگاہوں کی مخبری

تُرت سُرت کیسے دُرت سُرت نین جُر نیٹھ

تازہ وصل چھپتا دیکھو آنکھیں ملتی بصد مشکل

ڈونڈی دے گُن راورے کہت کنوڈی ڈیٹھ

ڈھنڈورہ اعمال محبوب ظاہر کرتی شرمیلی نگاہیں

ترجمہ :- شوہر رات بھر کہیں دوسری جگہ جھک مارتے رہے۔ صبح گھر واپس آئے تو ندامت کے باعث نگاہیں بھی اوپر نہیں اُٹھتیں۔ بیوی نے جواب طلب کیا تو بہانہ سازی کی جا رہی ہے۔ اس پوزیشن میں بیوی کہتی ہے۔ یہ آپکی تازہ جھک (یعنی وصل) چھپائے چھپ نہیں سکتی۔ دیکھئے آپکی نگاہیں میری نگاہوں سے اول تو بصد مشکل ملتی ہیں اور ملتی ہیں تو فوراً پھر جاتی ہیں۔ آپکی نگاہوں کی یہ شرم و حیا خود ہی آپکے اعمالنامہ کا ڈھنڈورہ پیٹ کر آپکی کرتوت کا اظہار کر رہی ہے۔

انسانی خودداری

رہی پکہ پاٹی سُرس بھرے بھوین چت نین

رہ گئی پکڑ پٹی غصہ دل آنکھیں

لکھ سپنے پیئے آن رت جگت ہوں لگت ہیئے نہ

دیکھا خواب محبوب دوسری رات جاگنے پربھی لگتی دل

ترجمہ :۔ حسینہ رات کو شوہر کے ساتھ سوئی ہے خواب میں دیکھا کہ اس کا محبوب کسی دوسری عورت کے ساتھ رات بسر کر رہا ہے۔ جاگنے پر اس خواب کے باعث غصہ کے ساتھ دل کباب ہوا۔ آنکھیں سُرخ ہوئیں اور بھویں تن گئیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ خواب تھا شوہر کے دل کے ساتھ دل (یعنی جسم کے ساتھ جسم) نہیں ملاتی اور پلنگ کے ایک طرف کی پٹی پکڑ رکھی ہے۔

سوتن کے شباب کا اثر

باڈت تو اُر اُرج بھُرد بھر ترونئی وکاس

بڑھی تیرے سینہ چھاتیاں اُبھری ہوئی بھرے شباب نمایاں

بوجھن سوتن کے ہیئے آوت روندھی اوساس

بوجھ دل آتی رُکی ہوئی سانس

ترجمہ :۔ شوہر نے ایک کمسن حسینہ سے شادی کی تھی۔ یہ حسینہ جب جوان ہوئی اور اس کے شباب کا جو اثر اس کی سوتن پر ہوا۔ اس دوہے میں ان جذبات کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حسینہ کی سہیلی کہتی ہے۔ تیرے سینہ پر بڑھی اور اُبھری ہوئی چھاتیوں اور بھرے ہوئے نمایاں شباب کا اثر تیری سوتن کے دل پر یہ ہوا ہے کہ ان کے بوجھ سے اس کا سانس رُک رُک کر آتا ہے (یعنی تمہارا شباب تمہاری سوتن کے لئے تکلیف کا باعث ہے)

صدمہ کی خاموشی

للن چلن سُن چُپ رہی بولی آپ نہ ایٹھ

محبوب چلنے سہیلی

راکھیو گہہ گاڈے گرو منو گلگلی ڈیٹھ

رکھا پکڑ مضبوط گلے گویا کہ آنسو بھری آنکھیں

ترجمہ :۔ محبوب کے پردیس روانہ ہوتے وقت حسینہ کی جو حالت ہے اس کیفیت کو اس کی سہیلی ایک دوسری سہیلی سے بیان کرتی ہے کہ محبوب کی روانگی کو سُن کر بالکل خاموش ہوگئی۔ بول نہ سکی۔

گویا کہ اس کی آنسو بھری آنکھوں نے اس کے گلے کو بھی مضبوطی سے پکڑ لیا اور آواز نکلنے نہ دی۔

محبّت کی لذّت

تو رس راچیو آن بس کہیں کٹل مت کور
تمہارے محبت رنگا ہوا غیر قبضہ کہتے چغلخور جھوٹے

جیبھ نیبوری کیوں لگے بوری چاکھ انگور
زبان نیم کا پھل باؤلی چکھے

ترجمہ :- افواہ ہے کہ شوہر کا تعلق کسی غیر عورت کے ساتھ ہے حسینہ کی سہیلی اطمینان دلاتے ہوئے کہتی ہے کہ تمہارے شوہر تمہاری محبت کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ یہ جھوٹے اور چغلخور لوگ غلط کہتے ہیں کہ وہ کسی غیر کے قبضہ میں ہیں۔ تو باؤلی یہ نہیں جانتی کہ جب زبان ایک بار انگوروں کا مزا چکھ لے تو پھر وہ کسی قیمت پر بھی نیم کے پھلوں کو پسند نہیں کرتی (یعنی تمہاری محبت سے لذت آشنا ہونے کے بعد یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ دوسری طرف دیکھ بھی سکے)۔

کنجوس کی دولت

جیتی سمپت کرپن کو تیتی سُمت جور
جتنی دولت کنجوس اتنا کنجوسی زور

بڑھت جات جیوں جیوں اُرج تیوں تیوں ہوت کٹھور
بڑھتی جاتی جوں جوں چھاتیاں توں توں ہوتی سخت

ترجمہ :- کنجوس کو جتنی زیادہ دولت ملے اتنی ہی اُس میں کنجوسی بڑھتی ہے۔ اس طرح جوں جوں چھاتیاں بڑھتی ہیں ان میں اسی رفتار سے سختی پیدا ہوتی ہے۔

عشق کی بدحواسی

رہی دھیڑی ڈگ دھری بھری متھنیا بار
دہی کی مٹکی قریب رکھی بلونے کا برتن

پھیرت کر اُلٹی رئی نئی بلوون ہار ۔

پھیرتی متھانی بلونے والی

ترجمہ :۔ نئی شادی شدہ حسینہ دہی بلونے کی تیاریوں میں ہے ۔ سامنے شوہر بیٹھے ہیں ۔ شوہر کی محبت میں یہ خیال ہی نہ رہا کہ دہی کس برتن میں ہے اور بلونے والا برتن کونسا ۔ چنانچہ دہی کی مٹکی تو قریب رکھی رہی اور پانی سے بھرے بلونے کے برتن میں متھانی کو اُلٹی ڈال کر متھانی چلا رہی ہے ۔

رادھا جی کے ہاتھ

بڑے کہاوت آپ کو گروے گوپی ناتھ

بڑے کہلاتے ہو بھاری

تو بدھوں جو راکھیوں ہاتھن لکھ من ہاتھ

بڑائی کا اقرار رکھ سکو اُس کے ہاتھ دیکھ دِل

ترجمہ :۔ سری کرشن سے رادھا جی کی سہیلی کہتی ہے کہ بڑے بھاری مدبّر اور بہادر کہلاتے ہو مگر میں تو آپ کی اس بڑائی کا اقرار تب کروں گی جب آپ رادھا جی کے ہاتھوں کو ایک بار دیکھ کر اپنا دل اپنے ہاتھوں میں قابو رکھ سکو گے ۔

دل کا حمام

میں تپائے تریہ تاپ سوں راکھیوں ہیو حمام

گرم کئے عورت تپ مفارقت سے رکھا ہے دل کا

مکو کبھوں آوے ایہاں پُلک پسیجے شیام

شاید کبھی آئے یہاں تر عرق ندامت محبوب

ترجمہ :۔ شوہر رات کو کسی دوسری عورت کے ہاں شب باش ہو کر صبح گھر واپس آئے ۔ پیشانی عرق ندامت سے تر ہے ۔ اس حالت کو دیکھ کر حسینہ کہتی ہے ۔ میں نسوانی تپ مفارقت کی آگ سے اپنے دل کا حمام گرم کئے منتظر تھی کہ شاید میرے محبوب عرق ندامت سے تربتر ہو کر تشریف لے آئیں ۔ آئیے اس گرم حمام میں غسل کیجئے (نسوانی تپ مفارقت کی آگ سے دل کے حمام کو گرم کرنا کتنا پاکیزہ خیال ہے)

شوہر کے ہرجائی ہونے کا اثر حسینہ پر

پھِرت جو اُنگت کٹن بن رسک سُرس نہ خیال

پھرتے　اُلجھتے　عشق　بغیر　بھنورا　سچی محبت

انت انت نت ہتن کرت سکوچاوت لال

جگہ　جگہ　ہرروز　ہرروز　محبت　کیوں　شرمندہ کرتے ہو　محبوب

ترجمہ :- شوہر کا تعلق دوسری عورتوں سے بھی ہے حسینہ شوہر کے ہرجائی ہونے کا شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے کہ تم جو سچی محبت کے لطف کو سمجھے بغیر ایک جگہ عشق نہیں کرتے اور جگہ جگہ اور ہرروز بدل بدل کر غیر عورتوں سے محبت کرتے ہو۔ تمہارا ایسا کرنا میرے لئے شرمندگی اور ندامت کا باعث ہے کیونکہ تمہارے اس فعل کو دیکھ کر میری سہیلیاں خیال کرتی ہوں گی کہ میں اپنے شوہر سے محبت کرنا نہیں جانتی جو تم جگہ جگہ جھک مارتے ہو۔

آنکھوں کی سُرخی کا اثر

پٹ سوں پونچھ پرے کرو کھری بھیانک بیش

کپڑے　سے　دُور　بہت　خوفناک　صورت

ناگن ہوئے لاگت درگن ناگ بیل کی ریکھ

سی　معلوم دیتی　آنکھیں　پان　لکیر

ترجمہ :- شوہر رات کو باہر رہا ہے۔ صبح واپس آئے تو شب بیداری کے باعث آنکھیں سُرخ ہیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حسینہ اپنے شوہر کو شرمندہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔ اپنی آنکھوں کی سُرخی (ناگ بیل پان کو کہتے ہیں۔ ناگ بیل کی ریکھ کے معنی پان کی سُرخی ہے) کو کپڑے سے پونچھئے۔ اس کی شکل بہت ہی خوفناک ہے۔ اور مجھے یہ ناگن سی معلوم ہوتی ہے (ناگ بیل (پان) کو ناگن سے تشبیہ دینا بہت دلچسپ تخیل ہے)۔

ہندوستانی عورت کا ایثار

دچھن پیا ہے بام بس بسرائی تیئے آن

ہرجائی　چالاک عورت　بسار دیا　عورتوں　تمام

اکیے باسر کے برہے لاگے برش بھان

دن مفارقت اگے برس گزرنے

ترجمہ :- شوہر کا تعلق متعدد عورتوں سے تھا مگر ایک چالاک عورت (طوائف) نے اپنے بس میں کرلیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو بیوی کی پرواہ ہے نہ دوسری عورتوں کی۔ بیوی شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔ تم ہرجائی ہوکر بھی ایک طوائف کے بس میں ہوگئے اور تمام عورتوں کو بھول گئے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک ہی دن کی مفارقت تمام کو ایک برس کے برابر محسوس ہورہی ہے (اس دوہے کے مطابق ہندوستانی بیوی یہ تو برداشت کرسکتی ہے کہ اس کا شوہر متعدد شریف عورتوں کے پاس جائے تاکہ اس کے ساتھ بھی تعلق رکھے مگر یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ وہ کسی طوائف کے بس میں ہوکر اپنی بیوی کو بالکل ہی بھول جائے)۔

خودداری کی بے بسی

رات دِوس ہوسیں رہت مان نہ ٹھک ٹھہرائے

دن خواہش رہتی خودداری ٹھیک معلوم ہوتا

جیتوں اوگن ڈھونڈھیئے گنے ہاتھ پڑ جائے

جتنے نقائص تلاش کیجئے صفات پڑتی ہیں

ترجمہ :- سہیلی حسینہ سے خودداری اور غرور حسن کی تلقین کرتی ہے مگر شوہر حسینہ سے بے حد محبت کرتے ہیں حسینہ اس تلقین کا جواب دیتے ہوئے کہتی ہے کہ میں بھی دن رات یہی چاہتی ہوں کہ خودداری اور غرور حسن کا ثبوت دوں تاکہ میرے محبوب مجھ سے اور زیادہ محبت کریں مگر کیا کروں اپنے محبوب میں جس قدر نقائص تلاش کرتی ہوں اتنی ہی صفات ملتی ہیں۔ اس حالت میں غرور۔ خودداری اور ناراضی کا اظہار کیا کروں۔

گھٹا کا اثر حسینہ پر

چِھنک چلت ٹھٹھکت چِھنک بھُج پریتم گر ڈار

لمحہ چلتی رُکتی لمحہ بازو محبوب گلے ڈال

چڑھی اٹا دیکھت گھٹا بجّ چھٹا سی نار

چڑھی مکان کی چھت دیکھتے بجلی روشن حسینہ

ترجمہ :۔ بجلی کی طرح روشن اور چمکدار جسم والی حسینہ برسات کے موسم میں گھٹا کو دیکھ کر بے قرار ہو جاتی ہے۔ مکان کی چھت پر چڑھ کر کبھی چلتی ہے۔ کبھی رُکتی ہے اور کبھی اپنے محبوب کے گلے میں باہیں ڈال دیتی ہے۔

بارش کی آگ

پاوک جھر تے مینھ جھر داہک دُسہہ وشیش

آگ۔ لپٹ سے بارش جھڑی جلانے زیادہ بہت

دہے دیہہ واکے پرس یا ہے دِرگن ہی دیکھ

جلے جسم اس کے چھونے اس کے آنکھوں دیکھے

ترجمہ :۔ ہندی کا لفظ جھر ذو معنی ہے (۱) آگ کی لپٹ اور (۲) بارش کی جھڑی۔ اس لفظ کو ہندی کے شاعر اعظم بہاری نے کس خوبی کے ساتھ دونوں جگہ استعمال کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ آگ کی لپٹ سے بارش کی جھڑی زیادہ جلانے والی ہے کیونکہ آگ تو چھونے سے جسم کو جلاتی ہے مگر بارش کی جھڑی کو تو آنکھوں سے دیکھتے ہی جسم جلنا شروع ہو جاتا ہے۔

موسم برشگال کا اثر ضدّی حسینہ پر

ہٹھ نہ ہٹھیلی کر سکے یہ پاوس شُرت پائے

ضد ضدی حسینہ برسات موسم

آن گانٹھ گُھٹ جات جیوں مان گانٹھ چُھٹ جائے

عام مضبوط ہو جاتی جس طرح خودداری کُھل جاتی ہے

ترجمہ :۔ غرور حسن۔ ضد اور خودداری نسوانی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ اور عورت کو چاہے کوئی شکایت نہ ہو وہ اپنے محبت کرنے والے کے ساتھ بلا وجہ بھی ضد۔ غیر ضروری خودداری اور غرور حسن کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ برسات کے موسم میں عام گانٹھیں (یعنی مونج۔ سن وغیرہ رسیّوں کی گانٹھیں) برسات کی نمی کے باعث زیادہ سخت اور مضبوط ہو جاتی ہیں۔ مگر اس کے خلاف خودداری اور غرور حسن کی گانٹھ برسات کے موسم میں ڈھیلی ہو کر بالکل ہی کُھل جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضدی حسینہ موسم برشگال میں اپنی ضدی فطرت کو بھول جاتی ہے اور ضد نہیں کرتی۔

آنکھوں میں سُرخی صبح کے وقت

رہیو چکت چوندھا چیتے چت میرو مت بھول
ہورہا حیران چاروں طرف دیکھ دل میرا حواس کھوئے ہوئے

سُور اودے آئے رہی دِرگن سانجھ سی پھُول
سُورج طلوع آنکھیں شام

ترجمہ :- صبح بیدار ہونے کے بعد آنکھیں سفید ہوتی ہیں اور شام کو جب نیند کا غلبہ ہو تو سُرخ۔ شوہر رات بھر گھر سے باہر رہے۔ صبح واپس آئے اور جواب طلب ہوا تو بہانہ سازی ہوئی۔ اس پر بیوی کہتی ہیں۔ آپ کے غلط جواب اور بہانہ سازی کو دیکھ کر (کیونکہ ہندوستانی عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی بات پر یقین نہ کرے اور اسے جھوٹا سمجھے) میرا دل حیران ہے۔ دماغ پریشان ہے اور میرے حواس کھوئے ہوئے ہیں کیونکہ اس کی وجہ کیا ہے کہ اب اس وقت آفتاب طلوع ہونے پر آپ گھر واپس آئے ہیں۔ مگر آپ کی آنکھیں پھول کر ایسی سُرخ ہو رہی ہیں جیسی شام کو ہونی چاہیئے تھیں۔ کیا یہ شب بیداری کا باعث نہیں۔

سفید کُرتے کی مخبری

ویسی یو جانی پرت جھنگا اُجرے مانہہ
ہی دیکھ پڑتی کُرتہ اُجلے میں

مرگ نینی لپٹی جو ہیئے بینی اُپٹی بانہہ
ہرن آنکھوں والی لپٹی دل چوٹی نمایاں بازو

ترجمہ :- شوہر رات کو کسی دوسری عورت کے ہاں شب باش ہوئے۔ صبح گھر واپس آئے جواب طلب ہوا تو بہانہ سازی سے کام لیا جا رہا ہے۔ بیوی کہتی ہیں۔ کیوں جھوٹ بولتے ہوئے آپ اپنے گناہوں سے انکار کرتے ہیں۔ جو آہو چشم حسینہ آپ کے دل (سینہ) سے رات کو لپٹی تھی۔ اس کے بالوں کی چوٹی کے نشان آپ کے بازو پر اب تک نمایاں ہے (اس حسینہ کو اپنی آغوش میں لے کر پیار کیا اور پیار کرتے وقت اس کی چوٹی کا نشان آپ کے بازو پر لگا) چنانچہ غور کے ساتھ خود ہی دیکھ لیجیئے کہ آپ کے سفید اُجلے کرتہ میں یہ نشان ویسے ہی اب تک موجود ہے۔

شوہر کی ندامت کا اثر

انت بسے نس کی رسن اُر بر رہی بسیکھ

دوسری جگہ رہے رات غصہ دل جل انتہائی

تئو لاج آئی اُجھک کھرے لجوہیں دیکھ

تب حیا جوش بہت نادم

ترجمہ:- شوہر رات کو کسی دوسری عورت کے ہاں رہے۔ شوہر کی اس حرکت کو دیکھ کر حسینہ انتہائی غصہ میں تھی۔ مگر صبح شوہر واپس آئے تو بغیر جواب طلب کئے ہی حسینہ نے معاف کر دیا اور کچھ نہ کہا اگلے روز سہیلی نے حسینہ سے اس فیاضی۔ فراخدلی اور رحم کا سبب پوچھا تو حسینہ نے جواب دیا۔ میں اپنے پریتم کے شب بھر باہر رہنے کے باعث غصہ میں تو بہت تھی اور میرا دل بھی انتہائی طور پر جل رہا تھا مگر صبح کو جب میں نے دیکھا کہ وہ خود ہی ندامت محسوس کر رہے ہیں۔ تو میرا غصہ دب گیا۔ میری حیا میرے غصہ پر غالب آ گئی اور مجھ میں ہمت نہ رہی کہ میں کچھ کہہ سکتی۔

آہوں کا سبب

پر جرتیو آگ بیوگ کی ابیہو بلوچن نیر

بہت گرم مفارقت بہہ رہا دونوں آنکھیں پانی

آٹھوں جام ہیو رہے اُٹھیو اُساس سمیر

پہر سینہ رہا اُٹھ سانس ہوا

ترجمہ:- آتش مفارقت کے باعث حسینہ کا دل بہت گرم ہے اور آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے۔ اس آگ اور پانی کے ملنے کا نتیجہ یہ ہے کہ آٹھوں پہر (دن رات) اس کے سینہ سے گرم اور مرطوب ہوا (یعنی بھاپ۔ آہیں) نکلتی ہے۔

فطرت کی مجبوری

کور جتن کوؤ کرو پرے نہ پرکرت ہیں بیچ

کروڑ کوشش کوئی کرے پڑے فطرت میں فرق

نل بل جل اونچے چڑھے تؤ نیچ کو نیچ

زور پانی چڑھے ترھبی پست پست

ترجمہ :- کوئی کروڑ کوشش کرے مگر فطرت نہیں بدلتی ۔ جس طرح نل کے ذریعہ پانی کو چاہے کتنے زور کے ساتھ بلندی پہ لے جائیے مگر نل سے نکلنے کے بعد یہ پانی پھر پستی کی طرف آئیگا ۔

سردی سے بچاؤ کی صورتیں

رتن تیج تاپن تپن تول تولائی ماہ

آفتاب دھوپ آگ تپش روئی لحاف

سِسر سیت کیوں ہوں نہ مٹے بن لپٹے تیئے ناہ

موسم سرما سردی کس طرح ہی ہم آغوش حسینہ شوہر

ترجمہ :- موسم سرما کی سردی سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ۔ چاہے آفتاب کی دھوپ ہو ۔ آگ کی تپش یا روئی کا لحاف ۔ اور اگر کوئی صورت ہے تو صرف یہ کہ شوہر اور حسینہ ہم آغوش ہوں ۔

نسوانی اقرار

بھویں اُوچے آنچر اُلٹ مور مور منہ مور

اُٹھاکر آنچل سر جھکا سکوڑ

نیٹھ نیٹھ بھیتر گئی ڈیٹھ ڈیٹھ سوں جور

بصد مشکل اندر آنکھوں آنکھیں سے ملا

ترجمہ :- شوہر نے حسینہ سے خلوت کی خواہش کا اظہار کیا تو اس درخواست کے جواب میں انکار اور اقرار ، غصہ اور خوشی ۔ خودداری اور بے خودی ان سب کا ایک مرکز پر اس طرح اجتماع ہوا ۔ یعنی بھویں اُٹھاکر (بھوؤں سے کچھ اشارہ کرکے) آنچل کو اُلٹ کر ۔ سر جھکا کر ۔ منہ کو سکوڑ کر اور آنکھوں سے آنکھیں ملاکر آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے کمرے کے اندر چلی گئی ۔

ایک نسوانی ادا

سٹپٹات سی سس مکھی مکھ گھنگھٹ پٹ ڈھانک

خوفزدہ — چاند صورت والی — چہرہ — گھونگھٹ — کپڑا — چھپاکر

پاوک جھر سی جھمک کے گئی جھروکے جھانک

آگ — چنگاری — چمک

ترجمہ :- ماہ رو حسینہ حیا کے باعث خوفزدہ سی آگ کی چنگاری کی چمک کی طرح جلدی سے اپنے خوبصورت چہرے کو گھونگھٹ کے ساتھ چھپاتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے جھروکے میں سے جھانک کر چلی گئی ۔

عاشق کی بے بسی

انیارے دیرگھ درگن کِتیٔ نہ تُرن سمان

نوکدار — بڑی — آنکھیں — کتنی — شباب — طرح

وہ چتون اورے کچھو جہیں بس ہوت سجان

اور ہی — کچھ — جس کے — ہوتے — ہوشیار

ترجمہ :- عاشق سے ناصح کہہ رہے ہیں کہ اگر حسینہ کا ملنا ممکن نہیں تو اپنی محبت کا مرکز کسی دوسری جگہ قایم کیا جائے ۔ اس کے جواب میں عاشق کہتا ہے ۔ دنیا میں نوکدار ۔ بڑی اور پُرشباب آنکھوں والی تو بہت ہیں مگر اس حسینہ کے چتون کی کیفیت کچھ اور ہی ہے جس نے ہوشیار سے ہوشیار اور چالاک سے چالاک بھی اپنے بس میں کر لئے ۔

غرورِ حُسن کا نتیجہ

اہے کہے نہ کہا کہیو تو سوں نند کشور

اری — بتاتی — کیا — کہا ہے — تجھ — سے — محبوب

بڈبولی کت ہوت ہل بڈے دِرگن کے جور

زبان دراز کیوں ہوتی بڑی آنکھیں زور

ترجمہ :- حسینہ غرورِ حسن کے باعث اپنے محبوب سے ناراض ہوئی اور محبت کے زعم میں کچھ زباں درازی بھی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محبوب ناراض ہو گئے۔ اب محبوب کی اس بے اعتنائی کے باعث حسینہ غمگین ۔ اُداس ۔ خاموش اور پریشان ہے۔ حسینہ کی اس بے چینی و بے قراری کو دیکھ کر حسینہ کی سہیلی حسینہ سے ناراضی کا سبب پوچھتے ہوئے کہتی ہے۔ اری تو بتاتی کیوں نہیں۔ تجھ سے تیرے محبوب نے کیا کہا تھا جو اتنی ناراض ہو کر زباں درازی پہ اُتر آئی تھی۔ کیا اپنی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں کا تجھے اتنا ہی غرور ہو گیا ہے کہ تو نے اپنے محبوب کو بھی ناراض کر لیا۔

شرابِ حُسن کا اثر

رُوپ سدھا آسو چکھیو آسو پیت سنہ

حُسن آبِ حیات شراب پیئے ہوئے شراب پی

پیالے اوٹھ پیہ بدن رہیو لگائے نین

جام ہونٹ حسینہ چہرہ رہا آنکھیں

ترجمہ :- وصل کی شب محبوب نے شراب کو پینا چاہا۔ شراب سے جام بھرا اور ہونٹوں کے قریب لے گیا تو نگاہیں حسینہ کے چہرہ پر پڑیں۔ اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے۔ حُسن کی آبِ حیات کا اثر رکھنے والی شراب پیئے ہوئے عاشق سے بدمست کرنے والی شراب پی نہ جا سکی۔ جام ہونٹوں کے قریب پہنچ کر ہی رہ گیا اور عاشق کی آنکھیں حسینہ کے خوبصورت چہرہ پر جم گئیں۔

ناراضی کا اثر حسینہ پر

بال بیل سُوکھی سُکھد یہ سُوکھے روکھ گھام

حسینہ راحت بخش خشک روکھاپن دھوپ

پھیر ڈھڈھئی کیجئے سُرس سینچ گھنشیام

سرسبز محبوب

ترجمہ :- محبوب ناراض ہیں۔ اس ناراضی کا اثر حسینہ کی صحت پر پڑ رہا ہے۔ اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے حسینہ کی سہیلی محبوب سے کہتی ہے۔ میری سہیلی کے باعث تسکین اور راحت بخش محبوب اِتمہاری خشک روی اور روکھاپن کی دھوپ کے باعث بیل جیسی خوبصورت حسینہ سوکھتی چلی جارہی ہے۔ مہربانی فرماکر ناراضی کو چھوڑیئے اور اپنی محبت کے آبحیات سے اس بیل کو سینچیئے۔

شباب کی فوج

اپنے تن کے جان کے جوبن نرپت پربین

طرفدار شباب راجہ چالاک

ستن من نین نتمب کو بڑو اضافہ کین

چھاتیاں دل آنکھیں سُرین بڑا کیا

ترجمہ :- دلوں کے حکمراں یعنی شباب کی چالاکی دیکھئے کہ اپنے طرفداروں میں اضافہ کرنے کے لئے چھاتیوں۔ آنکھوں۔ دل اور سُرین میں وسعت کردی۔

زرد پوش کرشن کا سانولہ رنگ

سوہت اوڑھے پیت پٹ شیام سلونے گات

خوبصورت ہے اوڑھے زرد لباس کرشن سانولے جسم

منو نیلمن سیل پر آتب پریو پربھات

جیسے نیلم پہاڑ دھوپ پڑ رہی صبح

ترجمہ :- سری کرشن کا رنگ سانولہ تھا اور آپ زرد رنگ کا لباس پہنتے تھے۔ اس لباس کی خوبصورتی کے متعلق شاعر کہتا ہے۔ سانولے رنگ کے خوبصورت کرشن کو زرد رنگ کا لباس ایسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے جیسے نیلم کے پہاڑ پر صبح ہی صبح دھوپ چمک رہی ہو۔

حسن کا مرتبہ

مورچندرکا شیام سر چڑھ کت کرت گمان

موروں کا مکٹ کرشن چڑھ کیوں کرتے غرور

لکھوی پاین لُٹھت سُنیت رادھا مان

دیکھیں گے — پاؤں — لوٹتے — سُنا ہے — روٹھنا

ترجمہ :- سری کرشن موروں کے پروں کا خوبصورت مکٹ (تاج) پہنتے تھے۔ آپ کے ایک بھگت اس مکٹ سے شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ سری کرشن کے سر پہ چڑھ کر غرور کیا کرتا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ تو پاؤں میں لوٹتا ہے کیونکہ سُنا ہے کہ رادھا جی کچھ روٹھی سی ہیں (یعنی چونکہ رادھا ناراض ہیں۔ سری کرشن رادھا کو منانے کے لئے رادھا کے پاؤں پڑیں گے اس لئے تجھے (یعنی مکٹ کو) پاؤں میں لوٹنا پڑیگا)

چنچل آنکھیں

سُوریہ چھپے اوری بدری چندر چھپے اماوس آئے

سورج — معمولی ٹکڑا — بدلی — چاند

بھور بھئے پر چور چھپے مور چھپے پھاگن رُت آئے

علی الصباح — ہونے — موسم

پُن پرگٹ پر پاپ چھپے مین چھپے اچھیا جل پائے

خیرات — ظاہر — گناہ — مچھلی — خواہش — پانی

سو گھونگھٹ کی اوٹ کرو پر چنچل نین چھپیں نہ چھپائے

پردہ — آنکھیں

ترجمہ :- بادل کا معمولی سا ٹکڑا بھی سورج کے سامنے آجائے تو سورج چھپ جاتا ہے۔ چاند اماوس (جب رات بالکل اندھیری ہو) کے آتے ہی چھپ جاتا ہے اور نظر نہیں آتا۔ علی الصباح ہوتے ہی چور اپنے گھروں میں واپس جا کر چھپ جاتے ہیں۔ مور پھاگن (موسم خزاں) کے دنوں میں درختوں کے جھنڈ کے اندر چھپ جاتے ہیں اور باہر نہیں نکلتے۔ خیرات کی جائے تو انسان کے گناہ خیرات کے اثر سے چھپ جاتے ہیں یعنی گناہ کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اور مچھلی کو خواہش کے مطابق گہرا پانی مل جائے تو وہ اس کی تہ میں بیٹھ کر چھپ جاتی ہے۔ سطح پر نہیں آتی۔ مگر سو گھونگھٹ کا پردہ کر کے بھی اگر چنچل آنکھوں کو چھپایا جائے تو وہ چھپ نہیں سکتیں۔ ظاہر ہو جاتی ہیں۔

مفارقت اور موت کا مقابلہ

مَرن بھلو بُرو برہ تیں یہ وچار چِت جوئے

مرنا بھلا بہتر مفارقت سے غور دل کیا

مَرن مٹے دُکھ ایک کو برہ دوہوں دُکھ ہوئے

مرنے کا مفارقت دونوں ہوتا ہے

ترجمہ :- مہجورہ نے خودکشی کا فیصلہ کیا۔ سہیلی ناصح کے طور پر منع کرتی ہے تو حسینہ کہتی ہے۔ میں نے اپنے دل میں بہت غور کیا ہے۔ مفارقت کی آگ میں جلنے کے مقابلہ پر تو مرنا ہی بہتر ہے کیونکہ مفارقت میں تو مہجورہ اور محبوب دونوں کو دُکھ ہو رہا ہے مگر میرے مرنے پر ان میں سے ایک کا (یعنی مجھ مہجورہ کا) دکھ تو ختم ہو جائیگا۔

برسات کی خوشبودار ہوا کا اثر دل پر

بگست نو بلی کُسم نِکست پرمل پائے

نکلی ہوئی نئی بیل پھول نکلتی خوشبو

پرس پرجارت برہی ہئے برس رہے کی وائے

چھوکر جلاتی ہے مفارقت زدہ دل برستے وقت ہوا

ترجمہ :- موسم برشگال میں نئی نکلی ہوئی بیلوں کے نئے پھولوں اور نئی کونپلوں میں سے نکلتی ہوئی خوشبودار ہوا جب برستے ہوئے پانی میں سے ہو کر مفارقت زدہ لوگوں کے جسم سے چھوتی ہے تو اس کا نتیجہ دل کو جلانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

حُسن قابل پرستش

جھینے پٹ میں جھلملی جھلکت روپ اپار

باریک لباس کانوں کے سنہری پتے جھلکتی دمک غیر محدود

سر ترو کی منو سندھو میں لست سیلو ڈار

کلپ برکش یقین کیجئے سمندر دکھائی دیتی پتوں کے ساتھ شاخ

ترجمہ :- ہندو مایتھالوجی میں کلپ برکش اُس درخت کو کہتے ہیں جس کے سائے میں رشی اور دیوتا رہتے ہوں اور اس درخت کے نیچے بیٹھ کر رشی لوگ جو بھی کسی کے لئے دعا کریں یا منہ سے کہہ دیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔ باریک کپڑے کے گھونگھٹ میں حسینہ کانوں میں سونے کے پتوں والے دمکدار کانٹے (یعنی کانوں کے ایرنگ جن کے ساتھ سونے کے پتے بنے ہوئے تھے) پہنے ہوئے ایسی خوبصورت معلوم ہوتی ہے گویا کہ صاف اور شفاف سمندر کے پانی میں کلپ برکش کی شاخ پتوں کے ساتھ لہرا رہی ہے (کلپ برکش (جس کے سائے میں رشی رہتے ہوں) کے ساتھ ایک حسینہ کو تشبیہ دینا حُسن کے قابل پرستش ہونے کا اقرار ہے)

حُسن کے معمولی تیر

بیندی جھال تنبول مُکھ سیس سلسلے بار

بندی پیشانی پان مُنہ سر چکنے بال

درگ آنجے رانجے کھری اہی سہج سنگار

آنکھیں کاجل خوبصورت دکھائی دیتی یہی سادہ

ترجمہ :- پیشانی پہ بندی مُنہ میں پان۔ سر کے لمبے اور چکنے بال اور آنکھوں میں کاجل سنگار کے یہ چار سادہ تیر ہی حسینہ کے حسن میں اضافہ کر کے عشاق کو گھائل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حُسن اور میلا لباس

تیج پرب سوتن سجے بھوکن بسن سریر

تیوہار پہن زیور لباس جسم

سبے مرگجے منہ کری وہے مرگجے چیر

سب میلا کیا اس کے میلی ساڑھی

ترجمہ :- تیج کا تہوار ہے۔ نئی بیاہی حسینہ غریب گھر سے ہے مگر بہت حسین۔ اس حسینہ کی سوتن نے (جو خوبصورت نہ تھی مگر امیر گھرانہ کی تھی) بہت خوبصورت لباس اور قیمتی زیورات پہن کر سنگار کیا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شاعر کہتا ہے۔ غریب گھر کی حسینہ کی میلی ساڑھی کا امیر گھر کی سوتن پہ یہ اثر ہوا کہ اس میلی ساڑھی کا اثر سوتن کے منہ پہ پڑا۔ یعنی میلی ساڑھی میں بھی غریب گھر کی نئی بیاہی حسینہ اپنی امیر گھرانہ کی سوتن سے زیادہ حسین معلوم ہوتی ہے۔

زمین کا چاند

دوج سُدھا دیدھت کلا ویہہ لکھ ڈیٹھ لگائے

چاند کرن ہالہ وہ دیکھئے نگاہ لگاکر

منو اکاس اگستیا اِکے کلی لکھائے

مانئے آسمان ایک روشن ستارہ ایک گوشہ نظر آتی

ترجمہ :۔ حسینہ نے گھونگھٹ نکالا ہوا ہے اور عاشق گھونگھٹ کے نیچے کے حصہ (ٹھوڑی) کو جو گھونگھٹ سے باہر ہے دیکھ رہے ہیں۔ اس نظارہ بازی کو محسوس کرتے ہوئے حسینہ کی سہیلی عاشق سے کہتی ہے گھونگھٹ میں کیا دیکھ رہے ہو۔ ابھی تو آسمان کے ستارہ (اگست) کا ایک گوشہ ہی نظر آتا ہے۔ نقاب اُلٹ کر اچھی طرح غور سے دیکھو۔ ہالہ میں دوج کے چاند کی کرنیں جمع ہو گئی ہیں۔

صبح کی ہوا

رُکیو سانکرے کُنج مگ کرت جھانجھ جُھکرات

رُکا گھنے جنگل کرتا شرارت جھونکے لیتا

مند مند مارت تُرنگ کھوندن آوت جات

چال گھوڑا اچھل کود آتا جاتا

ترجمہ :۔ درختوں کے گھنے جنگل میں رُکی ہوئی۔ شرارت کرتی۔ خمار آلود۔ جھونکے لیتی۔ اچھلتی کودتی اور مند چال (گھوڑے کی ایک چال کا نام) سے چل کر کبھی اِدھر آتی ہے کبھی اُدھر جاتی ہے۔

عشق کی بہانہ سازیاں

مُنہ دھووت اڑی گھِنست ہنست انگوت تیر

دھوتی گھِستی ہنستی کامنی (عشق کی دیوی) کنارہ

دھنست نہ اندریو نین کالندی کے نیر

داخل ہوتی آنکھیں جمنا کنارہ پانی

ترجمہ :۔ حسینہ نہانے کے لئے جمنا کے کنارہ پرگئی وہاں اس کے محبوب بھی نہا رہے تھے۔ اپنے پیارے کو دیکھ کر وہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا۔ چنانچہ سردی کے موسم میں دریا کے کنارے بیٹھی کبھی مُنہ دھوتی ہے۔ کبھی ایڑی کو گھس کر صاف کرتی ہے۔ کبھی ہنستی ہے اور کنول کے پھول جیسی آنکھوں والی یہ کامنی (عشق کی دیوی) دریا میں غسل نہیں کرتی (اس لئے کہ نہانے کے بعد بیٹھنے کا کوئی بہانہ نہ ہوگا)

عشق کی بےبسی

نینا نیک نہ مانہیں کتوں کہوں سمجھائے

آنکھیں کچھ مانتی ہیں کس طرح سمجھاؤں

تن من ہارے ہوں ہنسیں تن سوں کہا بسائے

جسم دل ہارنے پر بھی ہنستی ہوں ان سے کیا بس ہے

ترجمہ :۔ سہیلی حسینہ کو محبت سے باز رکھنے کے لئے نصیحت کرتی ہے۔ حسینہ اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہے۔ آنکھیں ذرا نہیں مانتیں۔ ان کو کس طرح سمجھاؤں اور کیا کہوں۔ جسم اور دل کے میدان عشق میں ہار جانے پر بھی یہ کمبخت آنکھیں ہنستی ہیں (یعنی ہنستے ہوئے کہتی ہیں کچھ پروا نہیں)۔ ایسی حالت میں میرے بس میں کیا ہے۔

موسم بہار کی مفارقت

ناہن یہ پاوک پربل لُوئیں چلت چونہہ پاس

نہیں آگ سخت چلتی چاروں اطراف

مانو برہ بسنت کے گریشم لیت اُساس

یقین کیجئے مفارقت موسم گرما لیتی لمبا سانس

ترجمہ :۔ موسم گرما میں یہ چاروں طرف سخت گرم لُو نہیں چل رہی اور نہ ہی آگ برس رہی ہے۔ یہ تو موسم گرما۔ بسنت بہار (جو موسم لُو کے زمانہ سے پہلے تھا) کی مفارقت میں لمبے سانس لے رہا ہے۔

حمل کی کیفیت

درگ تھرکوں ہیں ادھ کھلے دیہہ تھکو ہیں ڈھار
آنکھیں چنچل آدھے جسم تھکا گرتا

سُرت سکھت سی دیکھیت دکھت گربھ کے بھار
بیدار نیند دکھائی دیتی تکلیف ہیں حمل بوجھ

ترجمہ:- چنچل آنکھیں غنودگی میں نیم کھلی سی ہیں۔ جسم تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے گر رہا ہے۔ گویا کہ حسینہ نیند سے ابھی بیدار ہوئی ہے۔ حسینہ کی اس کیفیت کا باعث حمل اور حمل کے بوجھ کی تکلیف ہے۔

عاشق کا محل

گھام گھریک نواریئے کلت للت الی پُنج
دھوپ گھڑی بسر کیجئے حسین خوبصورت بھنورا بھرا ہوا

جمنا تیر تمال ترو ملت مالتی کنج
کنارہ درخت ملتی ہے جھنڈ

ترجمہ:- حسینہ اپنے محبوب سے کہتی ہے۔ دھوپ بہت تیز ہے۔ چلو گرمی کی یہ گھڑی خلوت میں بسر کریں۔ اس حسین و خوبصورت مالتی کے پھولوں کے جھنڈ میں جو جمنا کے کنارے تمال (ایک درخت کا نام ہے) کے بڑے سایہ دار درخت کے نیچے ہے۔ جو بھنوروں سے بھرا پڑا ہے اور جہاں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔

پھولوں کے حسن میں اضافہ

اپنے کر گہے آپ اُٹھ ہیئے پہرائی لال
ہاتھ گوندھنا بھاتی پہنائی محبوب

نولسری اورے چڑھی مولسری کی مال
نیا حُسن اور ہی چڑھا مالا

ترجمہ:- عاشق نے مولسری کے پھولوں کو اپنے ہاتھوں سے گوندھا اور خود اٹھ کر اس مالا کو حسینہ کی خوبصورت چھاتیوں پر پہنایا جس کے باعث اس مالا میں ایک نیا حُسن پیدا ہو گیا۔

عشق کی ندامت

نہ کرو نہ ڈرو سب جگ کہت کت بکاج لجات

دُنیا کہتی کیوں بیکار شرماتے

سوہیں کیجے نین جو سانچی سوہیں کھات

سامنے آنکھیں سچی قسمیں کھائے

ترجمہ :۔ شوہر رات بھر باہر کسی دوسری عورت کے پاس رہے ۔شب بیداری کے باعث آنکھیں سُرخ ہیں ۔صبح واپس آئے جواب طلب ہوا تو بہانہ سازی کی جارہی ہے اور بیگناہی کی قسمیں کھائی جارہی ہیں ۔ بیوی کہتی ہے دنیا میں کہاوت ہے کہ نہ کرو نہ ڈرو ۔ اگر آپ نے گناہ کیا نہیں تو خواہ مخواہ نادم کیوں ہورہے ہیں اور شرم کیوں محسوس کی جارہی ہے اور یہ قسمیں اگر سچی کھائی جارہی ہیں تو آنکھوں کو (جو سُرخ تھیں) سامنے کیوں نہیں کرتے ۔

میراں بائی سے خطاب

(ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جو میراں بائی کے نام سے واقف نہ ہو ۔ یہ خاتون راجپوتانہ کے شاہی خاندان میں پیدا ہوئیں ۔سری کرشن کی پرستار تھیں ۔ زندگی بھر سری کرشن کی تصویر کے سامنے رقص کرتی رہیں ۔آپ کے عزیزوں نے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے ۔اس وقت کروڑوں کی تعداد میں ہندو عورتیں اور مرد میراں بائی کے کلام کو پڑھتے اور گاتے ہیں ۔ہندی کے شاعر منوج نے میراں بائی سے خطاب کرتے ہوئے ذیل کے اشعار کہے ہیں) ۔

(۱) تور کُل کان او ریتھور لوک لاج سب

تیرے خاندان تمام چھوڑکر دنیا حیا

آن ایک مان مانی سوں من مانجی تو

عزت توقیر قابل احترام تھی دل تباہ کیا

(۲) آتپ برہ تاپ تپ سوں تپائی تو

آتش مفارقت گرمی آگ سے گرم کیا توبھی

لیک ہوں الیک منڈلیک ماہیں کھانچی تو

راستہ راستے سے باہر درست راستہ میں چلی

(۳) سمپت تلوک کی سپن سی نہ کھوئی پائی
دولت دُنیا خواب طرح
سمپت سنجوگ کی سنجوئی سب سانچی تو
دولت وصل مل گئی سچّی

(۴) شیام رنگ رانچی میراں جانچی جگ پریت کانچی
معشوقی محبّت دنیا معلوم کیا محو
لاج سوں اودھاری نار ایسی کھل ناچی تو
حیا کو چھوڑ دیا عورت علانیہ رقص کیا

(۵) اچل سچل ہیئے دھیر او ادھیر جون
غیر مستقل دل اطمینان بے چین جو
سوئی کر اچل ہماچل بنائی تو
اس غیر فانی ہمالیہ کی طرح

(۶) سوکوے منوج برہ تاپ سوں تپائے تائے
اچھا شاعر مفارقت آگ سے گرم
سرس سبھوئے سُدھا دھار سرسائی تو
بے ریا طبیعت آب حیات رکھ کر بہا دیا

(۷) اگم نِگم کر کُولن سرمئے دِبوئے
عمیق ناقابل بیان دل کا گوشہ اچھا لاجواب
لوک لیک میٹ پریم سندھو سموہائی تو
دُنیا عزت مٹا کر محبت سمندر لہرائی

(۸) اے ری میراں بائی شیام رنگ کی نکائی یہ

سرشار

بھگتی جنوں جائی جگ ہیت اپجائی تو

عبادت پیدا کرنے کے لئے دنیا کے لئے پیدا ہوئی

ترجمہ :۔ (۱) سری کرشن کی محبت میں تونے اپنے قابل احترام خاندان کی عزت و توقیر کو تباہ کر دیا اور
دنیا کی نگاہوں میں تو حیا سے بھی محروم ہوگئی ۔ (۲) تونے اپنے دل کو سری کرشن کی مفارقت کی آگ میں جلایا
اور وہ راہ اختیار کی جسے نیک لوگ درست راستہ سمجھ کر ہمیشہ اختیار کرتے رہے۔ (۳) دنیا کے لوگ دنیاوی دولت
کو خواب کی طرح کبھی کھوتے ہیں اور کبھی پاتے ہیں مگر تم کو سری کرشن کے روحانی وصل کی وہ دولت نصیب ہوئی جو سچی
ہے (۴) اے میراں! تو شیام (سری کرشن) کی محبت کے رنگ میں محو ہوگئی اور تونے محسوس کر لیا کہ دنیا کی محبت مصنوعی
ہے۔ اے پاکباز خاتون! دنیا والوں کی غلط حیا اور شرم کو چھوڑ کر تونے سری کرشن کے سامنے علانیہ رقص کیا کہ اظہار
عقیدت ہو۔ (۵) تونے غیر مستقل اور بے چین دل کے لئے سچا اطمینان حاصل کر لیا اور اپنے غیر فانی وجود کو ہمالیہ
کی طرح لازوال حیثیت دی۔ (۶) (منوج جیسے اچھے شاعر کہتے ہیں) اے میراں! مفارقت کی آگ میں جل کر
اپنی بے ریائی کے باعث تونے دنیا میں محبت کے آبحیات کا دریا بہا دیا۔ (۷) تونے عمیق اور ناقابل بیان جذبات
محبت کے لئے اپنے دل کا بہترین اور لاجواب گوشہ نذر کیا۔ (۸) اے میراں بائی! تو خود سری کرشن کی محبت
میں سرشار ہے اور دنیا کے لوگوں کے دلوں میں محبت اور عبادت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے ہی اس دنیا
میں پیدا ہوئی۔

آنکھیں

(۱) آنکھن میں پریت رس ریت سب آنکھن میں

آنکھوں محبت شیریں راہیں آنکھوں

آنکھن میں اچھر لکھے ہیں سگھرائی کے

آنکھوں نقش ونگار خوبصورتی

(۲) آنکھن میں کام اور ڈھٹائی سب آنکھن میں

آنکھوں عشق آنکھوں

آنکھن میں سیل لسے سرسرنائی کے

آنکھوں نمی گنگا

(۳) عالم سو کوی کہیں امرت ہے آنکھن ہیں

آنکھوں   آبحیات   اچھا شاعر

آنکھن میں جگ جوت دوئی ہیں سوہائی کے

آنکھوں   دنیا   تجلی   دونوں   خوبصورت

(۴) کام کے نت چھن سب لچھن ہیں آنکھن ہیں

عشق   فوراً   لمحہ   آثار   آنکھوں

آنکھن میں بھید ہیں بھلائی اور برائی کے

آنکھوں   راز   اور

ترجمہ :- (۱) آنکھوں میں محبت پوشیدہ ہے اور ان آنکھوں میں ہی محبت کی میٹھی و شیریں راہیں ہیں۔ اور ان آنکھوں میں ہی حُسن و خوبصورتی کے نقش و نگار ہیں۔ (۲) آنکھوں میں عشق ہے اور عشق کی ڈھٹائی بھی آنکھوں میں ہی ہے اور انہی آنکھوں میں محبت کی گنگا (آنسو) رہتی ہے۔ (۳) عالم کہتے ہیں۔ ان آنکھوں میں آبحیات ہے اور ان دونوں آنکھوں میں ہی دنیا کی خوبصورتی اور تجلی ہے (۴) ان آنکھوں کو دیکھتے ہی ایک لمحہ کے اندر عشق میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور ان آنکھوں میں ہی بھلائی اور بُرائی کے راز پوشیدہ ہیں۔

بے بس آنکھیں

نین ہمارے نردئی سب کُل کان لُٹائی

آنکھیں   بے رحم   خاندان   آبرو   لُٹا دی

ملیں رہیں اور نہ ملیں تن سوں کہا بسیائی

اور   اِن   سے   کیا   بس ہے

ترجمہ :- ہماری آنکھیں کس قدر بے رحم ہیں۔ جنھوں نے خاندان کی عزت و آبرو کو بھی لُٹا دیا۔ اِن آنکھوں پر ہمارا کیا بس ہے جو محبوب سے ظاہرا طور پر نہ ملتے ہوئے بھی ملتی ہیں۔

مستحق اور غیر مستحق

موڈ چڑھائے ہو رہے پرو پیٹھ کچھ بھار

سر — پڑتا — بال — بوجھ

رہے گرے پر راکھیے تو ہیئے پہ ڈار

گلے — رکھئے — توبھی — دل — ڈال

ترجمہ :- سیاہ بال سر چڑھانے پر بھی یہ پیٹھ پر ہی پڑے رہتے ہیں (یعنی پیچھے رہتے ہیں) اور موتیوں کے سفید ہار کو اس کے گلے پڑنے پر بھی سینہ پر جگہ دی جاتی ہے (غیر مستحق شخص کو محبت کرنے پر بھی بلند مرتبہ نہیں دیا جاتا اور مستحق شخص کو محبت نہ کرنے پر بھی اس کی عزت کرنی پڑتی ہے۔ یعنی ایک طوائف سے محبت کی جائے پھر بھی سوسائٹی میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ مگر بدمست بیوی سے محبت نہ بھی ہو پھر بھی سوسائٹی میں اس کا مرتبہ بلند ہے)

حسینہ کا شکوہ

بھئے بٹاؤ نہیہ تج باد بکت بیکاج

ہوئے — مسافر — محبت — چھوڑ — بحث — کہنا — لاحاصل

اب الی دیت اوراہنو اُر اُپجت اتی لاج

سہیلی — دیتے — شکوہ — دل — پیدا ہوتا — انتہائی — حیا

ترجمہ :- شوہر اکثر رات بھر غائب رہتے ہیں اور گھر میں کشیدگی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے حسینہ کی سہیلی نے حسینہ کے شوہر کو ملامت کی تو اس پر حسینہ کہتی ہے۔ یہ (یعنی شوہر) تو محبت کی درست راہ چھوڑ کر آوارہ مسافروں کی طرح دربدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اب تو ان سے شکوہ کرتے ہوئے بھی مجھے حیا محسوس ہوتی ہے (کیونکہ شکوہ اُن سے کیا جاتا ہے جو اپنے ہوں)

بادلوں سے آگ

دُھروا ہوہیں نہ الی ایہہ دھواں دھرن چوحد کوُ

ابر — ہیں — یہ — سہیلی — پھیلا — چاروں — اطراف

جاَرت آوت جگت کو پاوس پرتھم پپود

جلاتے آتے دُنیا موسم برشگال آغاز بادل

ترجمہ :- مون سون کی ہوائیں چلنی شروع ہوگئی۔ ابر چھایا ہوا ہے۔ بادل دھوئیں کی شکل میں اُڑتے چلے آرہے ہیں۔ اس پُرکیف حالت کو دیکھتے ہوئے حسینہ اپنی سہیلی سے کہتی ہے۔ یہ جو چاروں طرف پھیلا ہوا بادلوں کا دھواں سا نظر آرہا ہے۔ یہ ابر نہیں۔ یہ تو موسم برشگال کے آغاز کی آگ ہے۔ جسے لوگ غلطی سے بادل کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ بادل ہر سال ہی مہجوروں کی دنیا کو جلانے کے لئے آیا کرتے ہیں۔

عورت کا حُسن

یا بھَو پاراوار کو اولنگھ پار کو جائے

اس دنیا سمندر تیر

تئے چھب چھایاگرہنی گہے بیچ ہی جائے

عورت حُسن پکڑتی راستہ

ترجمہ :- (چھایاگرہنی سمندر کی اُس راکشنی کا نام ہے جس نے ہنومان کے لنکا جاتے ہوئے سمندر میں ہنومان کو پکڑ لیا تھا) دنیاداری کے اس سمندر کو تیر کر کون پار جا سکتا ہے جب کہ عورت کا حُسن چھایاگرہنی بن کر راستہ میں ہی پکڑ لیتا ہے (یعنی عورت کا حُسن اس دُنیا میں نیکی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے)

آنکھیں

(۱) کارے کجرارے رتنارے اربند سم

سیاہ کاجل والے سُرخ کنول طرح

چپل دراج انیارے سُکھ کاری ہیں

چنچل بڑے انوکھے دینے والے

(۲) بھنت دواگر کورنگ بان کھنجن سے

کہتا ہرن تیر

گنجن کرت سیام انجن کناری ہیں

گھائل کرتے سیاہ کاجل حلقہ

(۳) جُھک جُھک جھانکت جھروکھا لگے سان بھرے

جھانکتے دھار والی

لاگے بنواری کیں لوہ کی کٹاری ہیں

لگتی محبوب کو لوہے

(۴) موڑ موڑ لیت مُسکائی دِرگ گھونگھٹ میں

مُڑ مُڑ دیکھتی مُسکراتی آنکھیں

مار کیں پھِرت جیوں سِکار کو سِکاری ہیں

کر پھرتی جس طرح شکار شکاری

ترجمہ :- (۱) یہ آنکھیں سیاہ کاجل والی۔ سُرخ۔ کنول نما۔ انتہائی چنچل اور انوکھی راحت بخش ہیں۔ (۲) دوا کر کہتے ہیں۔ ہرن جیسی آنکھیں تیر کی طرح تیز۔ کھنجن (خوبصورت آنکھوں والا پرندہ) کی آنکھوں کی طرح خوبصورت کاجل کے سیاہ حلقوں میں دیکھنے والوں کو گھائل کرتی ہیں (۳) گھونگھٹ کے جھروکے میں سے جھک جھک کر جھانکتی ہوئی محبوب کے دل کے لئے تیز دھار لوہے کی کٹاری ثابت ہوتی ہیں (۴) مُڑ مُڑ کر دیکھتی اور مُسکراتی ہوئی آنکھیں گھونگھٹ میں سے ایسی مار کرتی ہیں جیسے شکار کو شکاری مارتا ہے۔

محبّت کی راہ میں چھڑکاؤ

پیتم آوت جان کے بِھستی نین سِتاؤ

محبوب آنا اطلاع بہشتی آنکھیں جلدی

ہت مگ میں کر دیت ہیں انسوؤں کو چھڑکاؤ

محبت راہ دیتی آنسوؤں چھڑکاؤ

ترجمہ :- محبوب پردیس میں ہیں۔ واپس آنے کی خبر سُن کر جوش مسرت سے حسینہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے ہندی کے شاعر کہتے ہیں۔ محبوب کے آنے کی اطلاع پاکر بہشتی

آنکھوں نے محبت کی راہ میں جلدی سے آنسوؤں کا چھڑکاؤ شروع کر دیا۔

حسینہ کی صبح

(۱) اڈھ کھُلی کنچکی اورو ج اڈھ آدھے کھُلے

نصف انگیا چھاتیاں نصف نصف برہنہ

اڈھ کھُلے بیس نکھ رکھین کے جھلکیں

نصف سُرخ ناخن لکیریں چمک رہیں

(۲) کہے پدماکر بنیں اڈھ نیبیٔ کھُلی

نئی ساڑھی کے بل

اڈھ کھُلے چھہر چھرا کے چھور چھلکیں

نصف دوپٹہ کمربند سرا نکلتا

(۳) بھور جگ پیاری اڈھ اُردھ اِتے کی اوَ

علی الصباح جاگتی حسینہ اونچائی ایک طرف

بھاکھی جِھکھ جِھرک اوچار اڈھ پلکیں

دیکھتی جھانکنا باتیں نصف

(۴) آنکھیں اڈھ کھُلی اڈھ کھڑکی ہے کھُلی

نصف کھڑکی

اڈھ کھُلے آنن پہ اڈھ کھُلی الکیں

نصف چہرہ نصف بال

ترجمہ:۔ (۱) آدھی انگیا کھُلی ہے اور اس میں سے چھاتیاں نصف برہنہ حالت میں دکھائی دیتی ہیں۔ ناخن نصف سُرخ ہیں اور نصف سفید اور اُن ناخنوں کی لکیریں چمک رہی ہیں۔ (۲) پدماکر کہتے ہیں۔ نئی ساڑھی کے بل جو کمر کے ارد گرد ہیں نصف کھُلے ہیں۔ دوپٹہ نیم کھُلی حالت میں ہے اور ساڑھی کے نیچے

کمربند کا سرا لٹک رہا ہے (۳) علی الصباح جاگنے والی حسینہ ایک طرف کروٹ لئے اور نصف پلکیں کھولے دیکھتی اور جھانکتی ہوئی باتیں کر رہی ہے (۴) نیم بیدار آنکھیں آدھی کھلی کھڑکی کی طرف ہیں، اور کچھ کھلے بالوں میں نصف کھلے ہوئے چہرے پر روشنی پڑ رہی ہے۔

مقوی غذا کا اثر بیوہ پر

تِتر کھمبی بدلی رانڈ ملائی کھا

تیتر پروں والی بادل بیوہ بالائی کر

اوہ برسے اوہ اُدلے کدی نہ برتھا جا

وہ نکل جائے کبھی غلط

ترجمہ :- اگر آسمان پہ بادل تیتر کے پروں جیسے دھبے دار ہوں اور بیوہ عورت بالائی وغیرہ مقوی اغذیہ کھائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ بادل تو ضرور برسیں گے اور بیوہ کسی کے ساتھ گھر سے بھاگ جائیگی یہ دونوں باتیں غلط نہیں ہوسکتیں۔

بڑوں کی غلطی

کو کہہ سکے بڈین سوں لکھے بڈی ہوں بھُول

کون سکتا بڑوں سے دیکھ بڑی بھی غلطی

دینے دئی گلاب کوں اِن ڈارن یہ پھُول

دینے والا دیا کو شاخوں

ترجمہ :- بڑوں کی غلطی دیکھ کر بھی کوئی ان سے باز پرس کیونکر کرسکتا ہے۔ خدا نے گلاب کے ساتھ شاخوں کو کانٹے دے دیئے۔ اس غلطی پہ خدا سے شکوہ کون کرے۔

آنکھوں کا کانوں سے تعلق

یہ بوجھن کوں نین اے لگ لگ کانن جات

پوچھنے کو آنکھیں کانوں سے جاتی

کاہو کے مُکھ تم سُنی پیئے آون کی بات

کس مُنہ محبوب آنے

ترجمہ :- یہ میری آنکھیں محبوب کو پوچھنے کے لئے کانوں سے لگی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ محبوب کے آنے کی خبران کانوں نے کس مُنہ سے سنی تھی۔

سری کرشن کی آنکھیں

(۱) تیرے رے نیناں کارے انیارے متوارے پیارے

کالے نوکیلے متوالے

رتنارے کجرارے مین مرگ چھونا وارے

سُرخ کاجل والے مچھلی ہرن بچہ قربان

(۲) انجن سنوارے کھنجن ڈارے وارے

کاجل ڈال

نند کے دُلارے موہے لینی بنسی وارے

مسحور کیا والے

(۳) پیارے ایسے رے انوکھے نیناں کاہے سوں سنوارے

آنکھیں کیوں ایسے

کرشن داس بلہاری تن من دھن واری سب

قربان جسم دل دولت قربان

(۴) بدھنا سنوارے نیک ٹرت نہ ٹارے

قدرت ٹلتی ٹالنے

ترجمہ :- میرے محبوب تیری کالی نوکیلی متوالی سُرخ کاجل والی آنکھوں پہ قربان۔ جن کو مچھلی اور ہرن کے بچہ کی آنکھوں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ (۲) اس بنسی والے نند کے دُلارے (سری کرشن)

کی ان آنکھوں نے مجھے مسخر کر لیا جو کاجل کے ساتھ سنواری گئیں اور جو کھنجن (انتہائی خوبصورت آنکھوں والا ایک پرندہ) نما ہیں۔ (۳) میرے محبوب ایسی انوکھی اور حسین آنکھوں کو کاجل سے سنوارنے اور زیادہ حسین بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارے عاشق کا دل جسم۔ جان اور دولت تو ویسے ہی ان پر قربان ہے۔ (۴) ان کو قدرت نے ہی حسین بنایا ہے اور ایسی اچھی ہیں کہ دلوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں اور نہ ٹالنے سے ٹلتی ہیں۔

آنکھوں کی گھٹا

کجرارے ڑرگ کی گھٹا جب اُنیے او ہے اور

کاجل والے آنکھوں پچھائے اُن طرف

برس ہیرابیں پُوہم اُر رُوپ جھلان جھکور

ختم ہوں زمین دل حُسن ہوا جھونکا

ترجمہ:۔ کاجل والی آنکھوں کی کالی گھٹا جب اُن کے ہاں چھا جاتی ہے تو حُسن کی ہوا کے جھونکوں کے ساتھ دل کی زمین پر برس کر وہاں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

شجاعت کی دیوی (تلوار)

بھان تے جیو تَم پَون تے جیو گھن

سُورج سے جس طرح اندھیرا ہوا سے جس طرح بادل

مور تے جیو پھن تیو سکوچانے

سے جس طرح سانپ اس طرح خوفزدہ

شور تے کاتر کُور تے چاتر

بہادر سے بُزدل جھُوٹ سے عاقل

سِنگھ تے ساشر این ڈرانے

شیر سے خرگوش ہرن ڈرتے

سوم تے جیو جس ہوگ تے جیو رس

کنجوس سے جس طرح عزت مفارقت سے جس طرح محبت

پوت کپوت تے جیو بنس ہانے

بیٹے نالائق سے جس طرح خاندان ذلت

دھرم جیو کرو تے بھرم سو بدھ

فرض جس طرح غصہ سے وہم سے عقل

تے چنڈ کے جدھ تے دیت پرانے

اس طرح تلوار جنگ سے ظالم بھاگ جاتے

ترجمہ :- جس طرح سورج کی روشنی سے اندھیرا۔ ہوا سے بادل۔ مور سے سانپ۔ بہادر کو دیکھ کر بزدل۔ عاقل سے جھوٹ۔ شیر سے ہرن اور خرگوش۔ کنجوس سے عزت اور توقیر۔ مفارقت سے محبت۔ نالائق اولاد سے خاندان کی عزت۔ غصہ سے فرض اور عقل سے وہم دور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح شجاعت کی دیوی (چنڈی) یعنی تلوار کو دیکھ کر ظالم اور بدقماش بھاگ جاتے ہیں۔

چنچل آنکھوں کا اثر

درگن کھبھی کھوٹی کھبھی نسرائی نسرین

آنکھیں چُبھی کیل چُبھی یاد آئیں دن رات

چل چیکھ چتون چت چبھی بسرائی بسرین

چنچل دل بھول گئی آرام وراحت

ترجمہ :- محبوب کی آنکھیں دل میں ایسی گڑ گئیں جیسے تیز نوکدار کیل کسی شے میں گڑ جاتی ہے۔ اور اب دن رات یاد آ رہی ہیں۔ اس چنچل چتون کے دل میں اُتر جانے پر آرام وراحت سے بھی محروم ہوں۔

آنکھوں کی بیخودی

تب سوں بھئے پرائے ہر سوں

سے ہوئے غیر محبوب سے

جب سوں جائے جُرے

سے جاکر ملے

گوہن کے رس بس ہیں ڈولت

عدم موجودگی محبت سرشار

تلھپت تُنک دُرے

تڑپتے لمحہ چھپے

میری سیکھ پرِیت سب چھانڈی

سمجھانا محبت چھوڑی

ایسے ایہہ نِگُرے

یہ بے پیر

جگ کھیجیو برجیو پہ یہ نہینہ

دنیا ناراض باز آئے مگر نہیں

ہٹ سوں ہٹک مُرے

ضد سے منع بیٹھے

امرت بھرے دِکھوں کملن پہ

آبحیات دکھائی دیں کنول جیسے

وِش کے بھرے چھُرے

زہر چھُریاں

ترجمہ :۔ میری آنکھیں تب سے میرے ساتھ غیریت اور دشمنی کا سلوک کر رہی ہیں۔ جب سے یہ محبوب کی آنکھوں سے جا ملیں۔ محبوب کی غیر حاضری اور عدم موجودگی میں بھی محبوب کی محبت کے نشہ میں ہو کر سرشار ہیں اور چھپ چھپ کر ہر لمحہ روتی اور تڑپتی ہیں۔ نہ میرا ان کو سمجھانا کام آرہا ہے۔ نہ یہ میری محبت کی پرواہی کرتی ہیں۔ محبوب کی محبت میں ایسی بے پیرو بے مرشد ثابت ہوئیں۔ دنیا کی ناراضی اور مخالفت کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں اور یہ باز نہیں آتیں۔ ان کو زور اور ضد کے ساتھ منع کر کے بھی دیکھ لیا۔ یہ دیکھنے میں تو کنول کی طرح خوبصورت اور آبحیات کی طرح راحت بخش ہیں۔ مگر دراصل یہ زہر کی چھریاں ہیں۔ جن کا کام قتل کرنا ہے۔

ہمدرد آنکھیں

کیسے کیسے ہتو ایں نین ہمارے بام
(ہمدرد — ہیں — آنکھیں — دشمن)

دھیر دھرم گرہ سمپدا دے راتے رنگ سیام
(صبر — ایمان — گھر بار — دولت — سُرخ — سانولہ)

ترجمہ :۔ سانولے رنگ کے محبوب کی سُرخ اور نشیلی آنکھیں میری کس قدر "ہمدرد" ہیں۔ جنھوں نے دشمن بن کر میرا صبر، میرا ایمان، میرا گھر اور میری دولت سب کچھ تباہ کر دیا۔

موسم سرما

گلگلی گلمے گلیچہ ہے۔ گنی جن ہے
(نرم — قالین — غالیچہ — لائق — دوست)

چاندنی ہے چک ہے چراگن کی مالا ہے
(چمک — چراغوں — سلسلہ)

کہے پدماکر تیوں گجک گجا ہے سجی
(ایسے — گزک — غذا — ترتیب)

سیج ہے صراحی ہے۔ سُرا ہے اور پیالہ ہے
(بستر راحت — شراب)

سسر کے پالا کو نہ بیاپت کسالا تنہیں

موسم سرما سردی محسوس ہوتی تکلیف اُن کو

جن کے ادھین اپتے اُدت مسالہ ہے

ماتحت اتنے ظاہر لوازمات

تان تک تالہ ہے بنود کے رسالہ ہے

موسیقی ساز تفریح بہتات

سو بالا ہے دوسالہ ہے بسالا چتر مالا ہے

حسینہ دو شالہ مرصع تصویر سلسلہ

ترجمہ :- نرم قالین اور غالیچے ہیں - قابل تعریف دوستوں کی رفاقت ہے. چاندنی ہے - چمک ہے چراغاں ہے - گزک (شراب کے ساتھ تھوڑی تھوڑی کھاتے والی اشیا) اور لذیذ غذائیں ترتیب سے چُنی ہیں - بستر راحت ہے - صراحی ہے - شراب ہے - پیالہ ہے - موسیقی ہے - ساز ہیں - تفریح کا بہت کافی سامان بھی ہے - حسینہ ہے - گرم دوشالہ ہے اور خوبصورت تصویروں سے مرصع مکان ہے - ان تمام اشیا کی موجودگی اور لوازمات کے ہوتے ہوئے موسم سرما کی سردی کیا تکلیف دے سکتی ہے -

---

سہیلی کی صفات

جن سو نائک نائیکا راکھے کچھو نہ دراؤ

وہ محبوب حسینہ رکھے کسی سے عداوت

سکھی کہاویں تے سُدھر سانچی سرل سوبھاؤ

سہیلی کہلائے وہ نیک سچی نیک خصلت عادت

کاج سکھن کے چار یہ منڈن سکھشا دان

کام سہیلیوں سنگار طریقہ دینا

او پالنبھ پر ہاس پُن برنت سُکت سُجان

شکایت [illegible] عقلمند

ترجمہ :۔ اے محبوب اُس حسینہ کو سہیلی سمجھنا چاہیئے جو کسی سے عداوت نہ رکھے ۔ نیک ہو۔ حق پرست ہو اور اچھی عادت والی نیک خصلت ہو۔ ان چار صفات کے علاوہ سہیلی کا فرض ہے کہ وہ اپنی سہیلی کو سنگار کرنے اور خوبصورت بننے کا طریقہ بتائے ۔ ترتیب دے کسی دوسرے سے سہیلی کی شکایت نہ کرے ۔ مذاق نہ اڑائے اور خود یہ عقلمند اور سخن فہم ہو اور بات چیت کا سلیقہ رکھتی ہو۔

گورو گوبند سنگھ اور جمہوریت

جُدھ جِتے اِن ہی کے پرساد
جنگ فتح امداد

اِن ہی کے پرساد سو دان کرے
بخششوں سے خیراتیں کیں

اگھ اوگھ ٹرے اِن ہی کے پرساد
دُکھ تکلیف ٹلے نوازش

اِن ہی کی کرپا پُن دھام بھرے
عنایت پھر گھر

اِن ہی کے پرساد سو بِدیا لئی
شفقت سے علم حاصل کیا

اِن ہی کرپا سبھ ستر مرے
امداد تمام دشمن

اِن ہی کرپا تے سجے ہم ہیں
نوازش سے بلند

نہیں موسے گریب کرور پرے
میرے غریب کروڑ پڑے

سیو کری ان کی من بھاوت

خدمت کی دل پسند

اور کی سیو سوہات نہ جی کو

خدمت مناسب دل

دان دیُو ان ہی کو بھلو

خیرات دی مناسب

ار آن کو دان نہ لاگت نیکو

اور دوسرے خیرات معلوم ہوتا اچھا

آگے پھلے اِن ہی کو دُیو

حاصل دیا

جگ میں جس اور دیُو سب پھیکو

دُنیا شہرت دیا سب پھیکا

موہ گرہ میں من تے تن تے

میرے گھر دل جسم

ہیر لو دھن ہے سبھ ہی ان ہی کو

تک دولت سب

ترجمہ :۔ میں نے جتنے میدان جنگ فتح کئے وہ سب جمہور یعنی لوگوں کی امداد سے۔ ان کی بخششوں میں سے خیراتیں کیں۔ ان کی نوازش سے ہی میرے دُکھ اور تکلیفیں آرام و راحت میں تبدیل ہوئیں۔ ان کی نظر عنایت سے ہی میرا گھر بھرا۔ ان کی شفقت سے علم حاصل کیا۔ ان کی امداد سے تمام دشمن ہلاک ہوئے اور ان کی مہربانی سے ہی بلند مرتبہ نصیب ہوا۔ ورنہ مجھ جیسے کروڑوں غریب دُنیا میں پڑے ہیں۔

ان کی خدمت کرنا ہی دل کو پسند ہے۔ کسی دوسرے کی چاکری کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ خیرات دینا بھی ان کو ہی مناسب ہے اور کسی دوسرے کو خیرات دینا دل کو اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ ان کو دینے سے ہی

آئندہ زندگی میں اس کا پھل نصیب ہوگا۔ کسی دوسرے کو خیرات دینے سے شہرت حاصل کرنا بھی لاحاصل اور بیکار ہے۔ میرے گھر میں جو کچھ موجود ہے۔ میرا دل۔ میرا جسم۔ اور میرا سر یہ تمام کچھ جمہور کی ہی دولت اور لوگوں کے لئے ہے۔

طوائف

چھاک چھکی چھتیا دھرکے

شراب پی سینہ دھڑکے

درکے انگیا اُچکیں کچ نیکے

پھٹی اُبھری چھاتیاں حسین

تیوں پدماکر چھُوٹت بار

اس طرح بکھرے بال

ہوں ٹوٹت ہار سنگار جے ہی کے

ہیں ٹوٹا جو دل

سنگ تمہارے نہ جھولوں گی پھر

ساتھ تمہارے

رنگ ہنڈورے سو جیون جی کے

لطف جھولا کے زندگی زندہ

یوں مچکی مچکو نہ ہوا لچکے

اس طرح جھولی جھولے

کرہاں مچکیں مچکی کے

کمر جھوم کر جھولنے والی

ترجمہ:۔ شراب پی کرمست ہے۔ سینہ میں جنبش ہے۔ انگیا پھٹی ہوئی ہے۔ حسین چھاتیاں

اُبھری ہیں۔ بال بکھرے ہیں۔ سینہ پہ جو ہار سنگار تھا وہ ٹوٹا پڑا ہے۔ ویسے تو جھولنے سے انکار کرتی ہے مگر زندگی کے جھولے سے لطف اندوز ہونا چاہتی ہے۔ اس کی کمر جھومتے ہوئے اس طرح لچکتی ہے جیسے وہ جھولے میں جھول رہی ہے۔ ہوا میں بھی اس انداز سے لچک پیدا نہیں ہوسکتی۔

آنکھوں کی بادشاہت

سپر سپُتری کرپان کل کجل تیوں
ڈھال بیٹی تلوار مست کاجل طرح

دَل بُرنین کے چھبیلے چھیل چھاجے ہیں
فوج پلکیں حسین خوبصورت مرصع

کہے پدماکر نہ جانی جات کون پہ دھوں
جانا ذات کس حملہ

بھوہن کے دُھنکھ چِتون سر ساجے ہیں
بھویں تیر چتون سجے

گھیر دار گھونگھٹ گھٹا کے چھانگیر تریں
کنارہ کی جھالر تاج کا چھتر لہرائے

مدن وجیر کے لئے ہی منجو مانجے ہیں
حُسن وزیر خوبصورت حسین

بخت بُلند مُکھ چند کے تخت پر
چاند

چارو چکھ چنچل چکتا ہے براجے ہیں
دلکش آنکھیں شہنشاہ مسند نشین

ترجمہ:- کاجل والی مست تلوار نما تیز اور ناقابل تسخیر جن کو ڈھال کی بیٹیاں کہنا چاہیئے

جو خوبصورت۔ مرصع اور حسین پلکوں کی فوج کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہوئے یہ نہیں دیکھتیں کہ جس پہ حملہ کریں گی کس ذات یا نسل کا ہے۔ سجی ہوئی خوبصورت بھوؤں کی چتون والی۔ جن کے اردگرد جھالر کے کنارہ والے گھونگھٹ، کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ جن کی وزارت کے فرائض خود حسن ادا کرتا ہے۔ یہ چاند جیسے مکھڑے کے تخت پہ بلند بخت چنچل اور دلکش آنکھیں شہنشاہ کی طرح وقار کے ساتھ مسند نشین ہیں۔

بسنت

(۱) گُلن میں کیل میں کچھارن میں کُنجن میں

تالاب — میدان — ندی کنارہ — گھنے جنگل

کیارن میں کلن کلین کِلکنت ہے

کیاری — پھول — کلی — مسرورہ

(۲) کہے پدماکر پراگن میں پون ہوں میں

گلُنخاک — ہوا — بھی

پانن میں پک میں پلاسن پگنت ہے

پان — کوئل — ٹیسو — چھایا

(۳) دوار میں دسان میں دُونی میں دیس دیسن میں

مکان — اطراف — دُنیا — ملک — غیر ممالک

دیکھو دیپ دیپن میں دیپت دِگنت ہے

چراغ — روشنی — چمکدار — حدنگاہ

(۴) بیتھن میں بِرج میں نبیلن میں بیلن میں

گلیوں — جوان — بیلوں

بنن میں باگن میں بگرو بسنت ہے

جنگل — باغوں — چھایا

ترجمہ :- (۱) تالاب میں کنول کے پھولوں پر۔ میدان میں۔ ندیوں کے کنارہ پر۔ گھنے جنگل میں سب جگہ بسنت کی بہار چھائی ہے۔ اور پھولوں کی کیاریوں میں کلیاں مسرور ہیں۔ (۲) پھولوں کے گلخاک میں۔ ہوا میں۔ پانوں کے کھیت ہیں۔ کوئل میں اور ٹیسو کے پھولوں میں بسنت کی بہار ہے۔ (۳) مکان میں۔ چاروں اطراف میں۔ تمام دنیا میں۔ اپنے ملک میں اور غیر ملکوں میں۔ چراغ کی چمکدار روشنی میں اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے بسنت کا جوبن نظر آتا ہے (۴) سری کرشن کے وطن برج کی گلیوں میں پُرشباب حسینوں میں۔ درختوں پر چڑھی بیلوں میں۔ جنگل میں۔ باغوں میں سب جگہ بسنت ہی بسنت چھایا ہے۔

عشق کی بے چینی

گھر نہ سوہات بن باہر ہوں

پسند جنگل ہی

باگ نہ سوہات جے کھوشال کھُسبو ہی سوں

باغ پسند جو خوشبودار خوشبو سے

گھیے پدماکر گھنیرے دھن دہام تیوں ہی

بہت دولت جگہ ویسے

چند نہ سوہات چاندنی ہوں جوگ جوہی سوں

چاند پسند قابل دیکھنے وہ

سانجھ نہ سوہات دن مانجھ کچھُو

شام پسند پسند میں کچھُ

بیاپی یہ بات سو بکھانت ہوں توہی سوں

پیش آئی تجھ وہ بیان کرتی سے

رات نہ سوہات پربھات آلی

پسند پسند علی الصباح سہیلی

جب من لاگ جات کاہو نرموہی سوں

دل لگ جاتا کسی محبت سے محروم سے

ترجمہ :- حسینہ کہتی ہے نہ گھر ہی دل کو پسند ہے نہ گھر سے باہر جنگل میں رغبت۔ نہ باغ میں جی لگتا ہے۔ نہ خوشبودار پھولوں کی خوشبو ہی پسند آتی ہے۔ بے شمار دولت اور جائیداد بھی مرغوب نہیں۔ اور نہ چاند کی چاندنی میں کشش محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ چاندنی تمام دنیا کے لئے قابلِ راحت قرار دی گئی ہے نہ شام ہی دل کو اچھی معلوم ہوتی ہے نہ دوپہر۔ نہ رات۔ نہ علی الصباح۔ جب کہ کسی بے رحم اور محبت کے جذبات سے محروم محبوب سے عشق ہو جائے۔ اے میری رازدار سہیلی! میں اپنے تجربے سے یہ کیفیت بیان کر رہی ہوں جو مجھے پیش آئی۔

ہولی

گوکل میں گوپن گوبند سنگ کھیلی پھاگ

گوپیاں کرشن ہولی

رات بھر پرات سمے ایسی چھب چھلکیں

علی الصباح وقت حُسن نمایاں

دیہوں بھری آلس کپول رس روری بھرے

جسم سُستی رخسار لطف سُرخی

نیند بھرے نین کچھوک جھپیں جھلکیں

آنکھیں کچھ جھپکتی جھلکتی

لالی بھرے ادھر بہالی بھرے مُکھ بر

سُرخی ہونٹ بہانہ منہ باتیں

گوی پدماکر بلوکے کو نہ للکیں

دیکھنے خواہش

بھاگ بھرے لال او سوہاگ بھرے سب انگ

خوش قسمتی　محبوب　اور　لطف وراحت　جسم کے حصے

پیک بھری پلکیں ابیر بھرے الکیں

رنگین ابرق　زلفیں

ترجمہ :- (سری کرشن کے وطن) گوکل میں گوپیوں نے سری کرشن کے ساتھ رات بھر ہولی کھیلی۔ اور علی الصباح گوپیوں کے حُسن کی کیفیت یہ تھی کہ جسم تھکاوٹ کے باعث چور چور تھا۔ ان کے رخساروں پر سُرخی کی لطافت تھی۔ رات بھر جاگنے کے باعث آنکھوں میں نیند تھی۔ آنکھیں کچھ جھپکتی تھیں۔ کچھ جھلکتی تھیں۔ ہونٹوں پر سُرخی تھی اور یہ مُنہ سے انکار و اقرار کی بہانہ سازیاں کر رہی تھیں۔ ان کو دیکھنے کی خواہش پوری نہ ہوتی تھی۔ یعنی ان کو بار بار دیکھنے کو جی چاہتا تھا۔ ان کے محبوب سری کرشن خوش نصیب تھے۔ اور گوپیوں کے جسم کا ہر حصہ لطف و راحت سے مسرور تھا۔ گوپیوں کی پلکوں پر (سری کرشن کے آنکھوں کو چومنے کے باعث) پان کی پیک کے نشان تھے۔ اور ان کی زلفیں رنگین ابرق کے ذرّوں سے چمک رہی تھیں۔

حیا و محبّت کا اِتّصال

مدن لاج بس تِےُ نین دیکھت بنت اِکنت

محبت　حیا　گرفتار　حسینہ　آنکھیں　دیکھتے　بنتے　اچھی طرح

اِینچے کھینچے اِت اُت پھِرت جیوں دُنار کے کنت

غیر معین　اِدھر　اُدھر　پھر رہے　جس طرح　دو بیویوں والا　شوہر

ترجمہ :- حسینہ محبت و حیا کی دوعملی میں گرفتار ہے۔ جو اپنے محبوب کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتی۔ اس کی آنکھیں حیا و محبت کے باعث غیر معین کبھی اِدھر کبھی اُدھر (کیونکہ یہ محبت کے باعث اپنے محبوب کو دیکھنا بھی چاہتی ہیں اور حیا کے باعث دیکھ بھی نہیں سکتیں) اس طرح پھر رہی ہیں جیسے دو بیویوں کا شوہر تذبذب میں رہتا ہے۔

محبّت کا سایہ

مسج سارنگ سارنگ نین سُن سارنگ بن ماہیں

سنگار　آہو　چشم　باجہ　جنگل　میں

بھر دوپہر ہر پہ چلی نرکھ نہیہ کی چھاہیں

تیز   مجبوب   پاس   دیکھ   محبت   سایہ

ترجمہ :- گرمیوں کا زمانہ۔ دوپہر کا وقت۔ گاؤں سے باہر جنگل کی طرف سے بنسری کی آواز آئی۔ تو آہو چشم حسینہ بے چین ہوگئی۔ سنگار کیا۔ دوپہر کی تیز دھوپ میں محبت کو ہی سایہ محسوس کرتے ہوئے محبوب سے ملنے جنگل کو چل دی (یعنی محبت میں دھوپ کو محسوس ہی نہ کیا)

محبت کے چرچے گلیوں میں

کوؤ کچھو اب کاہو پہ مت لگائیے دوش

کوئی   کیوں   کسی   الزام

ہون لگیو برج گلن میں ہُرہارن کو گھوش

ہونے   لگیں   گلیوں   ہولی کھیلنے والے   رسوائی کے گیت

ترجمہ :- سری کرشن اور رادھا کی محبت کے چرچے راز کی حد سے گزر کر عوام تک جا پہنچے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر رادھا سری کرشن سے کہتی ہیں۔ اب کوئی کسی پر کیا الزام لگائے جبکہ برج کی گلیوں میں ہولی کھیلنے والے بھی اپنے گیتوں میں ہمیں رسوا کر رہے ہیں۔

آنکھوں کے زہریلے تیر

اتی انیارے منو سان دے سُدھارے

انتہائی   نوکدار   گویا   تیز کئے

مہاں وِش کے بِتھارے یہ کرت پراگھات ہیں

سخت   زہر   بجھائے   کرتے   دوسرے   قتل

ایسے اپرادھی دیکھ اگم اگادھی سے ہے

گناہگار   مُشکل   بے انتہا   یہ

سادھنا جو سادھی ہر ہیئے میں انہات ہیں

عمل عامل دل نہاتے

بار بار بورے یاتے لال لال ڈورے بھئے

ڈوبتے اس وجہ ہوئے

توہو تو رحیم تھورے بدھنا سکات ہیں

تبھی تھوڑے قدرت

گھایک گھنیرے دُکھ دایک ہیں میرے نت

قاتل بڑے دینے والے ہمیشہ

نین بان تیرے اُر بیدھ بیدھ جات ہیں

آنکھیں تیر دل چھید چھید جاتے

ترجمہ :- حسینہ کی آنکھیں انتہائی نوکدار گویا کہ پتھر کی سان پر تیز کئے ہوئے اور زہر میں بجھے ہوئے تیر جن کا کام دوسروں کو قتل کرنا ہے۔ یہ سمجھ میں نہ آنے والے۔ انتہائی مشکل اور گنہگار۔ جن کی زندگی کا عمل یہ ہے کہ وہ دلوں میں غوطے لگا لگا کر خون میں نہاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سُرخ ڈورے ہیں۔ دلوں پر قادر ہیں۔ سفاک ہیں۔ ہمیشہ تکلیف دیتے ہیں اور دلوں کو چھید چھید کر ان میں اُترتے ہیں۔

محبّت کی بازی

یہ نہ رحیم سراہیئے لین دین کی پریت

محبت تعریف کیجیے

پران باجی راکھیئے ہار ہوئے کہ جیت

زندگی بازی لگایئے ہو

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں اس محبت کو محبت نہ سمجھئے اور نہ اس محبت کی تعریف کیجئے جس کی تہ میں غرض یا روپیہ کا لین دین ہو۔ محبت میں تو زندگی کی بازی لگا دیجئے۔ چاہے اس بازی میں ہار ہو یا جیت۔

عشق کی آگ

انتر دانو لگی رہے دھواں نہ پرکٹے سوئے

اندرونی دِل ظاہر ہو وہ

کے جیا جانے آپنو جا سِر بیتی ہوئے

یا دِل جانتا اپنا یا گزری ہو

ترجمہ :- عشق کی آگ دل کے اندر لگی رہتی ہے اور اس کا دھواں ظاہر نہیں ہوتا۔ اسے یا تو عشق میں مبتلا ہونے والے کا دل جانتا ہے یا وہ جس کے سر پہ کبھی یہ کیفیت گذر چکی ہو۔

سِکھوں کے پیر

اس کرپان کھنڈو کھڑگ ٹُپک تبر اور تیر

تلوار شمشیر کھنڈا تیغ بندوق کلہاڑا

سیف سروہی سیہتھی یہی ہمارے پیر

کرچ دوہری تلوار برچھی

ترجمہ :- سکھ مذہب کے بانی گورو گوبند سنگھ کہتے ہیں۔ اس (وہ تلوار جس کی پشت تیز نہ ہو) کرپان (وہ تلوار جس کی نوک کی پشت بھی دھاردار ہو) کھنڈا (سیدھا اور دونوں طرف تیز ہتھیار) کھڑگ (تیغ یعنی چپٹی تلوار)۔ بندوق۔ کلہاڑا تیر۔ کرچ۔ سروہی (وہ تلوار جو دو تلواروں کو ملا کر بنائی جاتی ہے اور لوہا کاٹنے کا اثر رکھتی ہے) اور برچھی۔ یہ سب ہمارے پیر ہیں۔

بُرے اور اچھّے کی دوستی

دُشٹا نال دوستی نال سنتا ویہ کرن

بد ساتھ ساتھ مہاتما عداوت کرتے

آپ ڈُبے کٹنب سیوں سگلے کُل ڈوبن

خود غرق

ترجمہ :- جنھوں نے بُرے لوگوں کے ساتھ دوستی کی اور نیک مہاتما لوگوں سے عداوت رکھی۔ وہ نہ صرف اپنے خاندان کی شہرت کو غرق کرنے کا باعث ہوئے بلکہ اپنی آئندہ نسل کی عزت و توقیر کو بھی انھوں نے تباہ کر دیا۔

سنیاسی

سو سنیاسی جو سنگورسیوے وچوں آپ گوائے

وہ — خدا — عبادت — نفس — غرور — پاک کرے

چھادن بھوجن کی آس نہ کرئی اچنت ملے سو پائے

لباس — کھانا — اُمید — کرے — بغیر خواہش — وہ — ملے

ترجمہ :- سنیاسی (فقیر) وہ جو خدا کی عبادت کرے اور اپنے نفس کو غرور سے پاک کر دے۔ اچھے لباس اور اچھے کھانے کی توقع نہ کرتا ہوا اسی پہ قانع رہے جو اُس کو بغیر خواہش کے مل جائے۔

آنکھوں کا اثر سینہ پر

کُٹلن سنگ رحیم کہہ سادھو بچتے ناہیں

دھوکہ باز — ساتھ — کہتے — نہیں

جیوں نیناں سیناں کریں اُرج اُٹھے جاہیں

جس طرح — آنکھیں — نظر بازی — سینہ — کرب — جاتا ہے

ترجمہ :- عبدالرحیم خان خاناں کہتے ہیں۔ اگر دھوکہ باز لوگوں کے ساتھ سادھو بھی رہیں تو وہ بُری صحبت کے اثر سے بچ نہیں سکتے۔ جس طرح آنکھیں تو نظر بازی کرتی ہیں مگر سینہ کے اندر کرب پیدا ہو جاتا ہے۔

اپنی تعریف

بڑے بڑائی نہیہ کریں بڑو نہ بولیں بول

بڑے — بڑائی — نہ — بڑے — باتیں

رحمن ہیرا کب کہے لاکھ ٹکا میرو مول

روپیہ — میرا

ترجمہ :- بڑے لوگ اپنی تعریف نہیں کیا کرتے اور نہ وہ بڑائی کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ کیونکہ ہیرا کب کہتا ہے کہ اس کی قیمت لاکھوں روپیہ ہے۔

ضرورتمند

کوؤ رحیم جن کاہو کے دوار گئے پچھتائے

کوئی شخص کسی دروازہ

سنپت کے سب جات ہیں بپت سبھے لے جائے

دولت جاتے مصیبت سب

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں۔ کوئی ضرورتمند شخص کسی کے دروازہ پر جا کر ناکامی کی صورت میں کیوں پچھتائے۔ دولت کے پاس سب جاتے ہیں اور مصیبت سب کو لے جاتی ہے۔

مہجورہ کی بے صبری

اب نہ دھیر دھارت بنت سُرت بساری کنت

صبر آتا بنتا خبر محبوب

اپک پاپی پیکن لگے بگیو بدھک بسنت

کوئل بولنے نکلا قاتل

ترجمہ :- جس صورت میں کہ محبوب نے پروا کرنی چھوڑ دی۔ خبر تک نہیں لیتے۔ پاپن کوئل باغوں میں بول رہی ہے اور بسنت کے سفاک پھول کھیتوں میں لہرا رہے ہیں۔ مہجورہ کو صبر اور اطمینان کیوں کر نصیب ہو۔

حسینہ کی پُر معنی خاموشی

رسکراج آلس بھرے کھرے درگن کی اور

محبوب سُستی کھڑے آنکھوں ایک طرف

کچھوک کوپ آدر کچھو کرت بھاوتی بھور

کچھ غصہ عزت کچھ کرتی حسینہ علی الصباح

ترجمہ :- شوہر رات بھر کسی دوسری عورت کے ہاں رہے۔ بیوی شب بھر غم و غصہ کے ساتھ منتظر رہیں۔ علی الصباح محبوب واپس آئے تو ندامت کے باعث آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا سکتے۔ اس کیفیت پر ہندی کے مشہور شاعر بہاری کر فرماتے ہیں۔ شکست اور نڈھال حال میں آکر آنکھوں سے ایک طرف کھڑے ہیں حسینہ کے دل میں اپنے محبوب کے لئے غصہ بھی ہے محبت بھی اور عزت بھی۔ ایسی حالت میں بے چاری خاموش ہے۔ کچھ کہہ نہیں سکتی۔

حسینہ کے رونگٹے

پُلکت گات انہات یوں اری کھری چھب دیت

رونگٹے جسم اس طرح حسینہ کھڑی حُسن ظاہر

اُٹھے اُنکرے پریم کے منھو ہیم کے کھیت

نوکیں محبت گویا کہ سونا

ترجمہ :- حسینہ نے راستہ میں جاتے ہوئے اپنے محبوب کو دیکھا تو حیرانی و جوش محبت میں اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جسم کے یہ سنہری رونگٹے اس طرح معلوم ہوتے تھے گویا سونے کی نوکوں کے کھیت کھڑے ہیں۔

نامہ بر کبوتر سے

جا وے پنچھی یار دیا

اے پرند محبوب کے

یار نوں آکھ سُنائیں

محبوب کو کہہ سُنانا

وے چھیتی چھیتی جائیں چن وے

اے جلدی جلدی جانا چاند میرے

راہ وچ دیر نہ لائیں

راستہ میں لگانا

اکلیاں دا ہُن جی نہیں لگدا

اکیلے کا اب لگتا

دل وچ بھانبڑ مچیا اگ دا

میں طوفان پیدا ہوا آگ کا

کدے میں لُک لُک اونسیاں پاواں

کبھی چھپ چھپ فال نکالتی

کدے میں پھڑ کے دل بہہ جاواں

کبھی پکڑ کر بیٹھ جاتی ہوں

نکلن بل بل ہائیں

نکلتی جل جل آہیں

وے پنچھی یار دیا

اے پرند محبوب کے

ترجمہ:- اے میرے محبوب کے پرند جا، میری دردناک کیفیت میرے محبوب سے بیان کرنا۔ میرے چاند جیسے خوبصورت پرند جلدی جلدی جانا۔ راستہ میں دیر نہ کرنا اور میری طرف سے کہنا کہ اکیلی کا اب تمہارے بغیر جی نہیں لگتا۔ دل میں آگ کا سا اک طوفان اٹھتا ہے۔ کبھی چھپ چھپ کر اور دوسروں کی نگاہوں سے بچ کر فال دیکھتی ہوں اور پھر دل پکڑ کر بیٹھ جاتی ہوں۔ تمہارے فراق میں میری آہیں جل جل کر دھوئیں کی صورت میں نکل رہی ہیں۔

ہونٹوں کے پھڑکنے کا سبب

وِچھڑ ملے پیئے تیئے کوں نرکھت سُکھ سروپ

بچھڑے محبوب حسینہ کو دیکھ کر خوش شکل خوبصورت

کچھو اُراہنو دین کوں پھرکت ادھر انوپ

کچھُ شکایت دینے کو پھرکتے ہونٹ حسین

ترجمہ:- محبوب طویل عرصہ کے بعد گھر واپس آئے۔ سہیلیاں حسینہ کو مبارکباد دینے کے لئے آئیں۔ ایک سہیلی نے مبارکباد دیتے اور مذاق کرتے ہوئے کہا۔ مبارک ہو بچھڑے ہوئے خوش شکل و خوبصورت محبوب مل گئے کیا طویل عرصہ کی مفارقت کا شکوہ کرنے کے لئے ہی تمہارے حسین ہونٹ پھرک رہے ہیں اور شکایت کے لئے بے قرار ہیں۔

اگر محبوب پھر نہ جائیں

آوت کنت بدیس تیں ہوں ٹھانوں مُد مان

آتے محبوب پردیس سے تب یقین مسرت انگیز فخر

مانوں گی جب کریں گے پُن نہ گمن کی آن

پھر جانے قسم

ترجمہ:- محبوب طویل عرصہ کی جدائی کے بعد واپس آئے۔ سہیلی نے مبارکباد دی۔ تو حسینہ مبارکباد کے جواب میں کہتی ہے۔ میں محبوب کے پردیس سے واپس آنے کا مسرت انگیز فخر تو تب کروں گی۔ اگر وہ پھر دوبارہ سفر میں نہ جانے کی قسم کھائیں گے اور جُدا نہ رہنے کا عہد کریں گے۔

سوتن کی مصیبت

کچھو نہ کھات انکھات اتی برہا بری بلات

کچھ کھاتی چڑچڑاتی انتہائی مفارقت جلن بلک

اری سیانی سوت کی بپت کہی نہ جات

عقلمند سوتن مصیبت بیان جاتی

ترجمہ:- شوہر کے تعلقات سوتن کے ساتھ خوشگوار نہیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر حسینہ اپنی سہیلی سے فخر و مسرت کے ساتھ کہتی ہے۔ میری سوتن عمر میں زیادہ ہونے کے باعث اپنے آپ کو بہت عقلمند سمجھتی تھی مگر شوہر چونکہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ اب سوتن نہ کچھ کھاتی ہے۔ اس کی طبیعت میں انتہائی چڑچڑا پن

پیدا ہو چکا ہے۔ آتش مفارقت میں جلتی اور بلک بلک کر روتی ہے اور اس کی مصیبت بیان نہیں کی جاسکتی۔

حسینہ

گھونگھٹ کی گھُم کے جواہر کے
گولائی

جھلمل جھالر کی بھُوم لوں جھُلت جات
زمین پر لہرا رہے

کہے پدماکر سدھاکر مُکھی کے
چاند چہرہ والی

ہیر ہارن میں تارن کے توم سے تُلت جات
ہیرا ہار ستارے تمام قابل تعریف

مند مند ہیکل مستنگ لوں چلیئی بھلے
آہستہ آہستہ پازیب ہاتھی طرح چال خوبصورت

بھُجن سمیت بھُج بھوکن ڈُلت جات
بازوؤں ساتھ بازو زیور ہلتے

گھانگھرے جھکورن چھونکھا کھور کھور ہوں میں
لہنگا ہوا کا جھونکا چاروں طرف کوچہ کوچہ

کھُوب کھسبوئی کے کھجانے سے کھُلت جات
خوب خوشبو خزانہ کھُلتے جاتے

توجمہ:۔ گھونگھٹ کی گولائی کے جواہرات جھلملاتی ہوئی جھالر اور گلے کے ہیروں کے ہار کے ساتھ ماہ روحسینہ کے اندر گرد اس طرح لہرا رہے ہیں جیسے چاند ستاروں میں گھرا ہوا ہے۔ حسینہ پازیب کے ساتھ مست ہاتھی کی چال خراماں خراماں چل رہی ہے۔ اس کے خوبصورت زیوروں والے بازو لٹک رہے ہیں۔ اس کا لہنگا ہوا کے جھونکوں کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔

اور حسینہ کی خوشبو سے وہ گلی کوچے بھی معطر ہوئے جا رہے ہیں جہاں سے یہ گذرتی ہے ۔

آنکھوں اور دل کی بے بسی

رہیو مان من کو منھ سُنت کاہن کے بین

رہو خوددار دل منع سُن کر محبوب باتیں

برج برج ہاری تئو رُکے نہ گرجی نین

منع منع ہار گئی اُن کو غرضمند آنکھیں

ترجمہ :۔ حسینہ نے بہت کوشش کی کہ خودداری قایم رہے اور محبوب پر یہ ظاہر نہ ہو کہ اس کا دل بھی عشق و محبت کی نذر ہو چکا ہے اور بغیر دیکھے بے چینی رہتی ہے مگر اس میں اس کو کامیابی نہ ہوئی اور دل کی تڑپ آخر ظاہر ہو ہی گئی ۔ چنانچہ اپنی اس بے بسی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی سہیلی سے کہتی ہے ۔ میں نے دل کو بہت منع کیا کہ تو محبوب کے بس میں نہ ہو ۔ اپنی خودداری پر قایم رہ ۔ مگر یہ باز نہ آیا اور محبوب کی پیاری پیاری باتیں اس پر اثر کر گئیں ۔ ادھر تو دل کی یہ کیفیت ہوئی اور اُدھر اپنی آنکھوں کو بار بار منع کرتی رہی اور منع کرتے کرتے ہار گئی کہ وہ محبوب کو نہ دیکھیں مگر یہ کمبخت اپنی غرض مندی کے باعث نہ رُک سکیں اور محبوب کا ان پر اثر ہو ہی گیا ۔

غرورِ حُسن

دھن مد یوبن مد مہا پربھتا کو مد پائی

دولت نشہ شباب نشہ بڑا حکومت نشہ

تا پر مد کو مد جنہیں کو تہ سکے سکھائی

اُس پہ نشہ جن کون اس کو سکھانا

ترجمہ :- جو حسینہ زر و جواہرات سے مالا مال ہو، شباب کے نشہ میں مخمور ہو اور اپنے عاشق کے دل پر پورے طور سے حکومت کر رہی ہو۔ اس حالت میں بھی اگر وہ شراب پی لے تو پھر اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ دولت شباب اور حکومت کے نشہ کو چھوڑ کر حُسن کا غرور نہ کرے۔

عشق کا چرچا

میں ترنی تُم ترن تن چُگل چبائی گاؤں

پُرشباب جوان جسم چغل بدنام کنندہ

مُرلی لے نہ بجائیے کبھوں ہمارے ناؤں

بنسری کبھی بھی نام

ترجمہ :- دیہات کا رہنے والا عاشق اپنی محبوبہ سے ملنے کے لئے اُس کے گاؤں میں جاتا ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ وہ آپہنچا۔ گاؤں سے باہر بنسری بجاتا اور اپنی محبوبہ کے نام کے گیت گاتا ہے۔ چنانچہ گاؤں میں اس عشق کا چرچا ہوا تو حسینہ اپنے عاشق سے کہتی ہے۔ میں پُرشباب ہوں اور تم بھی جوان اور خوبصورت ہو۔ اور گاؤں کے لوگ بدنام کرنے والے کمینہ اور چغل ہیں جو میرا اور تمہارا ذکر کر کے دونوں کو رسوا کرتے ہیں۔ آئندہ جب آؤ تو نہ تو کبھی بنسری بجانا اور نہ میرے نام کے گیت گانا۔ تاکہ لوگوں کو تمہارے آنے کا علم نہ ہو سکے۔

وصل کے بعد

آج لکھی مرگ نینی منوہر

دیکھی ہرن آنکھیں حسین

بینی چھُٹی چھہرے چھب چھائی

سر کی چوٹی کھُلی پھیلے حُسن

ٹوٹے ہرا ہیارہ پہ پڑے

ہار دل پڑے

پدماکر لیک سی لنک لونائی

دیکھی کمر پتلی

کے رت کیل سکیل سُکھے

اور رات وصل دونوں متحد راحت

کل کیل کے بھون تیں باہر آئی

جنگ وصل مکان سے

راج رہی رت آنکھن میں

موجود سُرخی آنکھوں

من میں دھوں کہا تن میں ستھلائی

تھکاوٹ جسم محبوب دل

ترجمہ :- آج اُس آہو چشم حسینہ کو دیکھا۔ سر کی چوٹی کھُلی تھی۔ بکھرے ہوئے بال حُسن کا ایک عجیب انداز پیش کر رہے تھے۔ اسکے گلے کا ہار ٹوٹا ہوا اس کے سینے پر پڑا تھا۔ اس کی پتلی کمر نظر آ رہی تھی۔ اور جب یہ اپنے محبوب کے وصل کی راحت کے بعد تنہائی کے کمرے سے باہر نکلی تو اس کی آنکھوں میں سُرخی تھی۔ دل میں محبوب کی یاد تھی۔ اور جسم تھکاوٹ کے باعث چور چور تھا۔

عشق زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

عشق لیلیٰ وچ مجنوں کامل کھڑا لیلیٰ یاد کریندا

میں — کرتا

باراں سال جنگل دے وِچ چم بدن کھڑا سکیندا

بارہ — کے — میں — چمڑا

سگ لیلیٰ دا باہر آیا پیا مجنوں پیر چُمیندا

کُتّا — کا — تھا — پاؤں — چوم رہا

صادق عشق فریدؔ جنہاں کوں جیندیں مویں توڑ نبھیندا

جن — کو — جیتے — مرے — آخر نبھاتے

ترجمہ:- مجنوں لیلیٰ کے عشق میں کامل تھا۔ اور اس کمال کا ثبوت یہ تھا کہ وہ بارہ برس تک جنگل میں کھڑا رہا اور اس کا جسم اس عرصہ تک موسم کی سختی اور دھوپ کی گرمی برداشت کرتا رہا مگر اس کا دل لیلیٰ کی یاد سے محروم نہ ہوا۔ اس طویل عرصہ کے بعد لیلیٰ کا کتّا جب لیلیٰ کے گھر سے باہر آیا تو مجنوں اُس کُتّے کے پاؤں چوم رہا تھا۔ کیونکہ جن کے دل میں عشق صادق ہو وہ اس زندگی میں تو کیا مرنے کے بعد بھی اپنی وضعداری پر قائم رہتے ہیں اور ان کی رُوح اپنے محبوب کو بھول نہیں سکتی۔

محبّت سے محروم حُسن

اوے اپنی عشق تیڈے دی نہر وِگے کئی تریاں کرماں والڑیاں

اے — اس قدر — تیرے — کی — چل رہی — تیرتی — قسمت والیاں

کئی کوجھیاں لنگھ پار گیّاں تے رووَن شکلاں والڑیاں

بدصورت — نکل پار گئیں — اور — روئیں — حسن — والیاں

شکلاں ویکھ نہ بُھلیں باہروں لال تے اندروں کالڑیاں

خوبصورتی دیکھ بھُولنا باہرسے سُرخ اندر سیاہ

یار فریدؔ چا بھال بھالے عیباں والیاں دے متھے لالڑیاں

کیا مطلوب تلاش کئے عیبوں والیوں پیشانی سُرخی

ترجمہ :- عشق کی نہر اس قدر گہری ہے اور تیز رفتاری کے ساتھ چل رہی ہے جس میں قسمت والیاں ہی تیر سکتی ہیں ۔ بدصورت تو پار ہو جاتی ہیں بشرطیکہ ان کے دل میں سچّا عشق ہو اور حسین حسرت کے ساتھ روتی ہیں اگر ان کے دل محبّت سے خالی ہوں۔ صرف خوبصورتی کو دیکھ کر بھُول نہ جانا ۔ یہ باہر سے سُرخ مگر ان کے دل سیاہ ہیں عشق کے لئے ایسے مطلوب کو کیا تلاش کیجئے جن کے دل خود غرضی سے گناہ آلود ہوں گر پیشانی پہ حُسن کی سرخی چمک رہی ہو۔

التجائے مہجورہ

موسم چیتر بہار وہ
آئے چیت

اللہ سجناں کوں آنے
محبوب کو لائے

چیتر موسم دیاں پینگھاں پیاں ۔ رل مل سینگیاں جھوٗن گیاں
جھولے پڑے سہیلیاں جھولنے گئیں

کر کے ہار سنگار

زیور کڑیاں تے گہنے
زیورات پازیب

چیتر موسم دیاں ٹھنڈیاں کڑیاں جھنگ سیالاں دیاں سوہنیاں جنیاں

ٹھنڈی بوندیں کی حسین عورتیں

بِسیر کالے بال

زہریلے سیاہ

زُلفاں ناگ ایانے

سانپ نابالغ

چیتر موسم دیاں مٹھیاں کڑیاں کلیاں نال نہ کلیاں رلیاں

میٹھی بوندیں ساتھ ملیں

سانگ تے شمر نہ چاہڑ

نیزہ پر چڑھا

عابد نپیاں مہاراں

تھامی مہاریں

ترجمہ :- اس وقت چیت کا مہینہ (فروری مارچ جب نہ زیادہ سردی ہوتی ہے نہ گرمی) ہے۔ جسے دُنیا موسم بہار کہتی ہے۔ اے خدا مجھ مہجورہ کے محبوب کو اس زندگی بخش موسم میں واپس لا۔ اس وقت درختوں پہ جھولے پڑے ہیں۔ سہیلیاں مل کر جھولنے گئی ہیں۔ انھوں نے گلے میں خوبصورت ہار پہنے ہوئے ہیں۔ سنگار کیا ہوا ہے۔ ان کی پازیب اور زیورات چھن چھن کر رہے ہیں۔ جھنگ سیال (رانجھا کی محبوبہ ہیر جہاں کی رہنے والی تھی) کی ان حسین عورتوں پہ بارش کی ننھی ننھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی بوندیں پڑ رہی ہیں۔ ان جوان عورتوں کے سیاہ بالوں کو زہریلے سانپوں اور ان کی زلفوں کو سانپوں کے چھوٹے نابالغ بچوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ میٹھی میٹھی بوندا باندی ہو رہی ہے۔ ہوا کے جھونکوں کے باعث پھولوں کی کلیاں ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ اے میرے محبوب! تو آ میری اس مفارقت کی حالت میں اب شمر بن کر مجھے نیزہ پہ نہ چڑھا۔ میں نے عابدؔ کی طرح اس مجروح حالت میں بھی عشق کی مہاروں کو تھام رکھا ہے۔

عشق کا نتیجہ

سُرخی کجلا ناز نہورے ساکوں ڈلوں خون کریندے
کاجل ادائیں ہمیں بار بار کرتے

کیتا قید محبّت ساکوں چا دلبر مُنہ لوکیندے
کیا ہمیں کرتے محبوب چھپاتے

سوزوں سوز تے درد پُکاراں نہ دلبر گل دلیندے
آگ جلن سے پُکاروں محبوب بات کرتے

آکھ فرید ہُن میں مُٹھڑی کوں کیوں دیس بدیس رُلیندے
کہہ اب تباہ حال کو رُلاتے

ترجمہ :- سُرخی۔ کاجل۔ ناز اور ادائیں میرا بار بار خون کر رہی ہیں۔ حسینہ نے اپنی محبت میں قید کیا اور اسیر کرنے کے بعد اپنے حسین چہرے کو چھپا لیا۔ اب جُدائی کی آگ میں جل رہا ہوں۔ درد سے بے حال ہوں۔ پکارتا ہوں۔ مگر میرا محبوب میری التجاؤں پہ متوجہ نہیں ہوتا۔ آہ! میں تباہ۔ بے وطن و بے حال پہ دیس میں در بدر پھر رہا ہوں۔

جُدائی کی تکلیف

ہر ویلے ہے تانگ دلبر دی رو رو کانگ اڈاراں
وقت انتظار محبوب کی کوے اُڑاتی

فالاں پاواں قاصد بھیجاں تھی گیا حال بیماراں
فال دیکھوں بھیجوں ہو بیماروں کا

یار باجھوں ہُن جیوں کوڑے اندر درد ہزاراں

محبوب بغیر اب زندگی لاحاصل ہزارہا

غلام فرید ہیں رووال اینویں جیویں وِچھڑی کونج قطاراں

روتی اس طرح جس طرح جُدا قطاریں سے

ترجمہ :- محبوب سے ملنے کا ہر وقت انتظار ہے۔ رو رہی ہوں۔ جب کوئی کوّا منڈیر پر بیٹھتا ہے تو اُس کو نیک شگون سمجھ کر اُڑاتی ہوں (پنجاب میں اگر کوّا منڈیر پر آ کر بیٹھے اور بولے تو اُسے مہمان کے آنے کا شگون سمجھا جاتا ہے) پھر فال دیکھتی ہوں۔ قاصد کے ذریعہ آنے کے لئے پیغام بھیجتی ہوں اور لکھتی ہوں کہ جُدائی کی تکلیف کے باعث بیماروں کی سی حالت ہے مگر وہ نہیں آتے۔ آہ! اب میں کیا کروں۔ محبوب کے بغیر زندگی لاحاصل ہے دل کے اندر ہزارہا درد ہیں۔ اور محبوب کی جُدائی میں اس طرح رو رہی ہوں جس طرح اپنی قطار میں سے کونج جُدا ہو جائے تو وہ بے چینی اور بے قراری میں تڑپتی رہے ہے۔

مفارقت کا خوف

راج رہی اُلہی چھب سوں

مطمئن خوش حُسن سے

دُلھی دُر دیکھت ہی پھلواری

سہیلی چھُپ دیکھتی پھلواڑی

تیوں پدماکر بولے ہنسے

ہنسے

ہُلسے ہلسے مُکھ چند اُجیاری

مسرت خوبصورت چہرہ چاند چمکدار

ایسے سمے کہوں جاتک کی دُھن

اس وقت کہیں پپیہا آواز

کان پیری ڈرپی وہیہ پیاری

پڑی ڈرگئی وہ

چونک چکی چمکی چت میں

حیران بیچین دل

چُپ ہوئے رہی چنچل انچل باری

ہو آنچل سنبھال

ترجمہ :- سہیلی چُھپ کر دیکھ رہی تھی کہ حسینہ پھلواڑی میں تنہا سیر کر رہی ہے۔ کبھی پھولوں کو دیکھتی ہے کبھی اپنے حُسن کو۔ کبھی اپنی خوبصورتی پر خوش مطمئن اور نازاں ہے۔ کبھی گاتی ہے۔ کبھی ہنستی ہے اور اس کا چمکدار چہرہ چاند کی طرح خوبصورت و مسرور ہے۔ اس خوشی و مسرت کے عالم میں حسینہ کے کان میں پپیہے کی آواز سُنائی دی جو غمِ مفارقت میں پی پی کہہ رہا تھا۔ اس آواز کو سُن کر مفارقت کے خوف سے یہ چونک پڑی۔ حیران ہوئی۔ بے چین ہوئی۔ اور اس چنچل طبع حسینہ نے فکر و خاموشی کے عالم میں اپنی ساڑھی کا آنچل سنبھال لیا۔

سونے میں خوشبو

سوبھت سو کیا گُن گُن گنتی میں تہاں

اوصاف شوہر پرست صفت تعریف شمار وہاں

تیرے نام ہی کی ایک ریکھا ریکھیت ہے

قسمت لکھا

کہے پدماکر پگی یوں پت پریم ہی میں

محبت شوہر اسی طرح محو

پدمنی تو سی تیا تو ہی پیکھیت ہے

دکھائی دیتی حسینہ جیسی تمہارے

سوبرن رُوپ جیسو تیسو سیل سوربھ ہے

سنہری خوشبو

یاہی تیئی تہارو تن دھنیہ لیکھیت ہے

یہی تو تمہارا جسم ناقابل بیان لکھا

سونے ہیں سوگندھ نہ سوگندھ ہیں سُنیئوری سونو

خوشبو سُنا سونا

سونو او سوگندھ تو میں دونوں دیکھیت ہے

سونا اور خوشبو تم دیکھا جاتا

ترجمہ :- عورتوں کی صفات کا جب شمار ہوتا ہے تو اے شوہر پرست حسینہ ان عورتوں میں صرف تیرے ہی اوصاف کی تعریف کی جاتی ہے ۔ اور تیرا نام ہی خوش نصیب ہستیوں میں لیا جاتا ہے ۔ تو اپنے شوہر کی محبت میں اس طرح محو ہے جیسے پدمنی ۔ جس طرح تیرا جسم سُنہری رنگ کا حسین ہے ۔ ویسے ہی تیرے وجود سے بھینی بھینی خوشبو بھی آتی ہے ۔ مصنفوں نے تمہارے حُسن کو ناقابل بیان اس لیئے قرار دیا ہے کہ سونے میں خوشبو موجود نہیں ہوتی اور خوشبو والی اشیا سونا نہیں ہوتیں ۔ مگر تو سونے اور خوشبو دونوں کا مجسمہ ہے ۔

تنہائی میں حیا

آئی کھیل ہوری گھرے نول کسوری کہوں

ہولی گھر میں نوجوان حسینہ

بوری گئی رنگ میں سوگندھن جھکورے ہے

ڈوب خوشبو جھونکے

ہے پد ماکر ایکنت چل چوکی چڈھ

تنہائی چڑھ

ہارن کے بارن تیں پھندبند چھورے ہے

ہار بال میں سے اُلجھے سُلجھاتی

گھانگھرے کی گھومن سو اوروں دو بیچے داب

لہنگا دباکر

آنگی ہوں اُتار سُکمار مُکھ مورے ہے

انگیا کو نازک بدن مُنہ موڑتی

دنتن ادھر داب دُہر بھئی سی چاپ

دانتوں میں ہونٹ دبا کر دوہری ہوئی کمان

چوور پچوور کے چونر پنچورے ہے

چار بار پانچ بار دوپٹہ نچوڑتی

ترجمہ :- نوجوان حسینہ ہولی کھیل کر گھر میں واپس آئی ہے۔ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اس کے جسم میں سے خوشبو کے جھونکے آ رہے ہیں۔ غسل خانہ کے اندر تنہائی میں جا کر اس غسل کرنے والی لڑکی کی چوٹی پہ چڑھ کر گلے کے ہاروں میں اُلجھے ہوئے لمبے اور سیاہ بالوں کو سلجھا رہی ہے۔ اپنے لہنگے کے گھیرے کو سمیٹ کر نچوڑنے کے بعد اس نے اپنی دونوں رانوں میں دبا لیا ہے۔ انگیا اپنے نازک بدن سے اُتار دی ہے اور فطرتی حیا کے باعث دانتوں سے اپنے ہونٹوں کو دبا کر اور جھک کر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے۔ تا کہ تنہائی میں بھی اس کے ننگے جسم کو کوئی دیکھ نہ لے۔ اس کیفیت میں ہی اپنے دوپٹہ کو چار پانچ بار تہہ کر کے نچوڑ رہی ہے۔

بچپن اور شباب کی جنگ

چوک میں چوکی جرائے جری تہ پہ

صحن مرصع جڑی اُس

کھری بار بگارت سونڈھے

کھڑی بال پھیلا رہی معطّر

چھور دھری ہری کنچکی نہان کوں

حاشیہ رکھی سبز انگیا غسل کو

انگن تیں جگے جوت کے گوندھے

صحن میں جلتا چراغ چمک

چھائی اروجن کی چھب یوں

چھاتیاں حُسن

پدماکر دیکھیت ہی چک چوندھے

دیکھتے چکا چوندھ

بھاج گئی لرکائی منسو

بھاگ لڑکپن گویاکہ

لرِگے کرکے دوہوں ڈوندبھ اوندھے

لڑ دونوں نقارہ اُلٹ

ترجمہ :- گھر کے صحن میں مرصع جڑی ہوئی چوکی پڑی ہے۔ اُس پر حسینہ اپنے معطّر بال کھولے کھڑی ہے۔ قریب سبز رنگ کے حاشیہ والی انگیا رکھی ہے۔ غسل کی تیاریاں ہیں۔ چھاتیوں کا حُسن اس قدر نمایاں ہے کہ دیکھنے سے چکا چوند محسوس ہوتی ہے۔ گویا کہ لڑکپن اور شباب کی جنگ تھی جس میں کہ لڑکپن دو نقاروں (جو جنگ میں بجائے جاتے ہیں) کو اُلٹ کر خود بھاگ گیا (چھاتیوں کو اُلٹے نقاروں سے تشبیہ دینا نیا خیال ہے)

حسینہ ترببنی کا مُقدّس تیرتھ

جاہرے جاگت سی جمنا جب

ظاہر جاگتی

بوڑے بہے اُمہے وہ بینی

ڈوبی بہے لہراتی ہے بالوں کی چوٹی

تیوں پدماکر ہیر کے ہارن

اسی طرح ہیرے ہار

گنگ ترنگن کوں سُکھ دینی

گنگا لہر راحت دینے والی

پاین کے رنگ سوں رنگ جات سی

پاؤں — سے — جاتی

بھانت ہی بھانت سرسوتی سینی

طرح — طرح — دھارا

پیرے جہاں ہی جہان وہ بال

تیرتی — حسینہ

تہاں تہاں تال میں ہوت تربینی

وہاں — وہاں — تالاب — ہوتی

ترجمہ :- تربینی اس مقام کو کہتے ہیں جہاں تین مقدس دریا (۱) گنگا (جس کا پانی سفید ہے) (۲) جمنا (جس کا پانی نیلگوں ہے) اور (۳) سرسوتی (جس کا پانی سرخی مائل ہے) اکٹھے ہو جائیں چنانچہ الہ آباد کو اس لئے ہی تربینی تیرتھ کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ تینوں دریا ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ ہندی کے نازک خیال شاعر پدماکر حسینہ کو تربینی کے تیرتھ سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حسینہ جب غسل کے لئے تالاب میں داخل ہوتی ہے اور اس کے سیاہ اور لمبے بال پانی میں لہراتے ہیں تو یہ جمنا کے نیلگوں پانی کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اس کے گلے میں پہنے ہوئے سفید ہیروں کے ہار گنگا کی لہروں کا راحت بخش سماں پیش کرتے ہیں۔ اور پاؤں کے مہندی والے سرخ رنگ کو دیکھ کر سرسوتی کا منظر نظر آتا ہے۔ چنانچہ یہ حسینہ جب پانی کے شفاف تالاب میں تیرتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تالاب تربینی کا مقدس تیرتھ ہے۔

غریب کے آنسو

سیتا دے اک اتھرو لنکا دتی ساڑ

کے — ایک — آنسو — سیلون — دیا — جلا

دروپتی دا اک اتھرو بھارت گیا لتاڑ

کا — ایک — آنسو — ہندوستان — کر دیا — تباہ

گڑیاں وانگوں وس رہے اج جو بن کے بمب

ژالہ باری — طرح — برس — آج — کر

ہنجو کس دے ایہہ نے؟ جو دُنیا رہے اُجاڑ

آنسو کے یہ ہیں ویران

جِمی اُتے اسمان وِچ مچ رہا گُرلاٹ

زمین اور آسمان پر پیدا آہ و فغاں

اُتے ہو رہی ہیٹھلی بدل رہے سبھ ٹھاٹ

اوپر نیچے کی سب

گدّی واری جاندی کی ہنجوآں دا بھید

تخت نشینی جانتی کیا آنسوؤں کا راز

ہنجو ڈگے گریب دا دھرتی جاندی پاٹ

آنسو گرے غریب کا زمین جاتی پھٹ

ترجمہ :- سیتا کے ایک آنسو نے (رام چندر جی کے ہاتھوں) لنکا کو جلا دیا۔ دروپدی کا ایک آنسو مہابھارت کی جنگ کا باعث ہو کر ہندوستان کے لئے تباہی کا سبب ہوا۔ آج یہ بمب جو اللہ باری کی صورت میں آسمان پر سے برس رہے ہیں اور دنیا کو ویران کر رہے ہیں۔ یہ کس کے آنسوؤں کا نتیجہ ہیں؟ زمین و آسمان پر آہ و فغاں کی آوازیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اوپر کی دنیا نیچے ہے اور تمام عالم کا ٹھاٹ بدل رہا ہے۔ یہ تخت نشین تاج والے آنسوؤں کے راز کو کیا جانیں اور ان کو کیا علم کہ غریب کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسوؤں سے زمین پھٹ جاتی ہے۔

محبوب سے ملنے کی تیاریاں

سج بھرج بال نندلال سوں ملے کے لئے

سنگار حسینہ سری کرشن کو ملنے

لگن لگالگ ہیں لمک لمک اُٹھے

عشق زیادتی اُمنگ اُمنگ

کہے پدماکر چراگ ایسی چاندنی سی

چاسبو اور چوکن میں چمک چمک اُٹھے

چاروں طرف صحن

جمک جھک جُھوم جُھوم جِھل جِھل جھیل جھیل

گھومنا گھومنا دھکیلنا دھکیلنا

جھرہری جھاپن میں جھمک جھمک اُٹھے

چھید والی چلمن

در در دیکھو دری کھان میں دور دور

جگہ جگہ کمرہ دوڑ دوڑ

دُر دُر دامنی سی دمک دمک اُٹھے

چُھپ چُھپ بجلی

ترجمہ :- برج (جہاں سری کرشن رہتے تھے) کی حسینہ (رادھکا) سنگار کرکے اپنے محبوب سے ملنے کے لئے جارہی ہے۔ وفورِ عشق کے باعث اس کے دل میں اُمنگ پیدا ہو رہی ہے۔ بے قراری کے باعث یہ چراغ جیسی روشن اور چاند جیسی منور حسینہ اپنے گھر کے صحن میں کبھی بجلی کی طرح چمکتی ہے۔ خمارِ شباب میں کبھی جھکتی ہے کبھی جھومتی ہے۔ کبھی پھرتی ہے۔ کبھی لڑکھڑاتی ہے اور کبھی چلمن کی جھریوں میں سے اسکی جھمک نظر آتی ہے۔ چنانچہ گھر میں یہ جگہ جگہ کمروں کے اندر اور باہر دوڑ دوڑ کر اور چُھپ چُھپ کر بجلی کی طرح دمک رہی ہے اور اسے چین نصیب نہیں۔

کوئل کی کو

(۱) تریل نال رات ہے بِھجی چن چاننی دھوتی

شبنم ساتھ بھیگی چاند چاندنی دُھلی

دُھندلی واج کسے کوئل دی دُوروں دے سنائی

آواز کسی کی دور سے

(۲) رس روانس دی گنج گلی جیوں ان دِس شکل کھلوتی
عشق محبت کی جس طرح بغیر نظر کھڑی

رُوح میری نوں کِھچّن کھاتر مُرلی مدھر وجائی
کو کھینچنے کے لئے بنسری نشیلی بجائی

(۳) جیکر کِسے بہشتی باگوں مہک جھکورا آئے
جس طرح کسی باغ میں سے جھونکا

جاں دُوروں سجّن لئی مِٹھیاں سدّاں ہوکے ماہی
یا دُور سے عاشق لئے سُریلی آواز طلب محبوبہ

(۴) ارش فرش راگ مستّے بھرکے اِنج دکھائے
آسمان زمین مست اس طرح

جیوں کوئی سوہنا ساکی میئے دی بھرے جام صراحی
جس طرح حسین ساقی کی

(۵) بِنا پیار دے مٹھت مستی جویں نہیں آ سکدی
بغیر عشق کے رسیلی جس طرح سکتی

اِگرّ درد بنا کوِتا وچ کھچ نہ آوندی رائی
اس طرح بغیر شاعری میں کشش آتی ذرہ برابر

(۶) دِل میرا کہندا ہے ایہو درد انوکھے چھکدی
کہتا یہی لطف اندوز

وِچھڑ کے سُندرتا کولوں رُوح عشق دی آئی
جُدا ہوکر حُسن سے کی

(۷) سدا سُنیندی گُونج اِیہہ مینوں اپنی ولّے کھچدی

ہمیشہ سنائی دیتی یہ مجھے طرف کشش کرتی

کالی ڈُوبُو ندی نراسا پر وگدی ہے وِچ دی

سیاہ غرق کرنے والی مایوسی مگر بہتی درمیان میں

ترجمہ :- (۱) رات شبنم کے قطروں کے ساتھ بھیگی ہے اور چاند کی چاندنی کے ساتھ دُھلی ہے۔ اس کیفیت میں دُور سے کویل کی دُھندلی سی آواز سُنائی دی (۲) گویا کہ میری روح کو متوجہ کرنے کے لئے یہ نشیلی بنسری کسی نے اس طرح بجائی جس طرح کُنج گلی (جہاں سری کرشن نے گوپیوں کے ساتھ عشق و محبت کے کھیل کھیلے) میں فسانۂ عشق کی کوئی نظر نہ آنے والی تصویر کھڑی ہے (۳) یا جس طرح کسی بہشت کے باغ میں سے خوشبو و مہک کا جھونکا سا آگیا یا محبوبہ نے اپنی میٹھی و سُریلی آواز کے ساتھ دُور سے اپنے عاشق کو طلب کیا (۴) یہ آواز زمین و آسمان کے مست راگوں کا مجموعہ ہے۔ اور یہ اس طرح دلکش ہے جیسے کوئی حسین ساقی صُراحی میں سے مئے کے جام بھر کر دے رہا ہے (۵) جس طرح پیار و محبت کے بغیر رسیلی مستی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح درد و فراق کے بغیر شاعری میں بھی کشش کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔ (۶) میرا دل گواہ ہے کہ یہ مہجور کوئل درد و فراق کی ناقابل بیان کیفیت سے اس طرح لطف اندوز ہو رہی ہے جس طرح عشق کی روح حسن کی سرکار سے بچھڑ گئی ہو اور بے چین ہو۔ (۷) کویل کی یہ کُو اور اس کی گونج جب بھی مجھے سُنائی دی یہ ہمیشہ ہی میرے لئے کشش کا باعث ہوئی۔ یہ مایوسی سے بھری ہوئی سیاہ ندی مجھ بدنصیب عاشق کو غرق کرنے کے لئے بہتی ہی چلی جا رہی ہے۔

سوتن کی مخالفت کا باعث

اُر اُکسوں ہیں اُرج لکھ دھرت کیوں نہ دھیر

سینہ اُبھر چھاتیاں دکھائی آتا صبر

اِنہیں بِلوکے بِلوکیت سوتن کے اُر پیر

منظر دکھائی دیتا دل درد

ترجمہ :- سوتن نوجوان حسینہ سے حسد کرتی ہے۔ اس بلا وجہ مخالفت کو دیکھ کر حسینہ اپنی سہیلی سے پوچھتی ہے کہ آخر اس عداوت کا سبب کیا ہے۔ سہیلی جواب دیتی ہے۔ تمہارا بچپن کا زمانہ جا چکا۔ شباب کی آمد ہے۔ تمہارا سینہ اُبھر رہا ہے اور چھاتیاں نظر آ رہی ہیں۔ تمہارے شباب کے اس منظر کو دیکھ کر تمہاری سوتن کے دل میں درد اُٹھتا ہے۔ اسے صبر اور چین کیونکر نصیب ہو۔

دِل کا دُکھانا

چوری کرلئے یاری کرلئے کرلئے جو دل کہندا

کہتا لے دوستی لے لے

پی لئے جِتنی پینی ہے تے نہالئے بھاویں رہندا

باقی چاہے لے غسل اور پی سکتا لے

ایہہ پر یاد رکھ قول تیتھوں دل نہ کوئی دُکھ جاوے

جائے تم سے مگر یہ

ہور سبھے کجھ سہندا ہے رب دل دُکھیا نہیں سہندا

برداشت کرتا دُکھا ہوا برداشت کرتا کچھ سب اور

ترجمہ :- تم چاہو تو چوری کرلو۔ محبت کے لئے کسی دوسرے سے دوستی لگالو۔ جس عیب کے لئے تمہارا دل چاہتا ہو وہ کرلو۔ شراب پی لو۔ جتنی چاہو پی لو۔ اور اگر نہ پی سکو اور تمہاری خواہش ابھی باقی ہے تو اس میں نہا بھی لو۔ مگر یہ قول یاد رکھنا تم سے کوئی دل نہ دُکھے۔ کیونکہ خدا سب کچھ برداشت کرلیتا ہے۔ دل کے دکھانے کو برداشت نہیں کرسکتا۔

حُسن کی لہریں

لہرت لہر لہریا لہر بہار

لہراتی لہرانے والی

موتن جری کنریا بتھرے بار

بال کھلے دوپٹہ جڑی موتیوں سے

ترجمہ :- یہ لہروں کی طرح بل کھانے اور لہرانے والی حسینہ اس لہروں کے موسم بہار میں موتیوں سے جڑے ہوئے جھالر والے دوپٹے اور سیاہ و حسین بالوں کو بھی اپنے ساتھ لہرا رہی ہے۔

شوہر کی صفات

سُندر چتُر دھنکوا جات کے اونچ

خوبصورت ہوشیار مالدار ذات اونچا

کپیل کلا پرِبنوا سِیل سموچ

عشق راز واقف نیک مرضی کے موافق

ترجمہ :- ایک شوہر میں یہ صفات ہونی چاہئیں۔ خوبصورت وحسین ہو۔ ہوشیار ہو۔ مالدار ہو۔ اونچی ذات ونسل کا ہو۔ عشق ومحبت کے راز سے واقف ہو۔ نیک ہو اور مرضی کے موافق ہو۔

حیا

رہت نین کے کوروا چتون پچھائے

رہتی آنکھوں کنارہ

چلت نہ پگ بیجنیاں مگ آہٹائے

چلتے پاؤں زیب راستہ بغیر آہٹ

ترجمہ :- حسینہ کی نگاہیں حیا کے باعث اوپر نہیں اُٹھتیں۔ کسی شے کو دیکھتی ہے تو آنکھوں کے کنارہ سے چتون کے ساتھ اور جب راستہ چلتی ہے تو پاؤں بغیر آہٹ کے آہستہ سے اُٹھاتی ہے تاکہ پازیب کی آواز سنائی نہ دے۔

نسوانی حیا

جگھن جورت گوریا کرت کٹھور

رانیں جوڑلیں حسینہ کرکے سختی سے

چھُوون نہ پاوے پیوا کھول کُچ کور

چھو سکے محبوب کسی طرح چھاتیاں کنارہ

ترجمہ :- محبوب حسینہ کے ساتھ دست درازی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر حسینہ نہیں مانتی انکار کر رہی ہے چنانچہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے حسینہ نے اپنی دونوں رانوں کو سختی کے ساتھ باہم ملا کر اپنے سینہ کو ان میں دبا لیا تاکہ محبوب چھاتیوں کے کناروں کو بھی چھو نہ سکیں۔

جُدائی کا خوف

بھورے بول کویلیا بڈبت تاپ

علی الصبح — کوئیل — بڑھتا — دُکھ

گھری ایک گھرالوا رہ چُپ چاپ

گھڑی — گھڑیال۔کویل

ترجمہ :- اُدھر تو علی الصبح گھڑیال بج گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ دن نکلنے والا ہے اور ادھر روشنی ہونے پر دوسرے جانوروں کے ساتھ کویل نے بھی بولنا شروع کر دیا۔ حسینہ اِس وقت محبوب کی آغوش میں ہے۔ ان دونوں (گھڑیال اور کوئیل) کی آوازوں کو سن کر حسینہ کہتی ہے۔ اے کوئیل علی الصبح نہ بول۔ اور اے گھڑیال ایک گھڑی تو اور چپ رہ۔ تمہاری آوازوں کو سُن کر مجھے انتہائی دکھ ہوتا ہے (اس دوہے کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ہندی زبان میں "گھرالوا" کے دو معنی ہیں۔ کویل اور گھڑیال۔ گویا کہ حسینہ نے ایک ہی لفظ میں دونوں کو مخاطب کیا)

پھلواری میں

چُنت پھُول گلبوا ڈار کٹیل

چنتی — گلاب — ٹہنی — کانٹے دار

ٹوٹے گا بند انگیوا پھٹ پٹ نیل

ٹوٹ گیا — انگیا کا — کپڑے — نیلا

ترجمہ :- نازک اندام حسینہ باغ میں گلاب کے پھول توڑنے کے لیے گئی۔ گلاب کی ٹہنیاں کانٹے دار تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پھول توڑتے توڑتے نیلے رنگ کی انگیا کا کپڑا پھٹ گیا۔ اور اس کے بند ٹوٹ گئے واپس گھر پہنچنا بھی مشکل ہو گیا۔

وَل

ر۔ راستہ راستہ کریں پھردا

کردے پھرتا

راس تکلے نوں پایا ای ول یارا

سیدھے کو ڈال دیا ہے بل دوست

تینوں ول کڈھن دا ول ناہیں

تجھے بل نکالنے کا تمیز نہیں

جا ول اودھرے جنھوں ول یارا

طرف اس کی جس کو طریقہ دوست

ولی ول کڈھا کے ول ہو گئے

بل نکلوا کر اچھے

توں اویں ول اندر پایا ول یارا

تو بلاوجہ پیچیدگی میں پیدا کی پیچیدگی دوست

فضل شاہ توں تدوں ول ہوسیں

تم تب تندرست ہو گے

جدوں رب ہوسی تیرے ول یارا

جب خدا ہو گا تمہاری طرف دوست

ترجمہ:- اے دوست یہ راستہ درست ہے اور وہ راستہ درست ہے۔ اس بحث میں اپنا وقت ضایع کر رہا ہے۔ تو نے اپنے چرخے کے سیدھے تکلے میں خود ہی بل ڈال لئے ہیں۔ تجھے خود تو اس بل کے نکالنے کی تمیز نہیں۔ اس کے پاس جا جس کو یہ طریقہ معلوم ہو۔ تو غور کر ولی اللہ بھی اپنے گناہوں کے بل نکلوا کر اچھے اور بلند ہو گئے۔ تو بلاوجہ پیچیدگی میں پیچیدگی پیدا کر رہا ہے۔ تو روحانی اعتبار سے اس وقت تندرست ہو گا جب خدا تیرا ساتھ دے گا اور تیری طرف ہو گا۔

آنکھیں

(۱) رُوپ رس چاکھیں مُکھ رسنا نہ راکھیں پھیر

حُسن لطف چکھیں زبان لذت رکھیں پھر

بھاکھیں ابھلاکھیں تیج اُر کے مجھارتیں

بیان کریں خواہش کریں تیزی دل تہ میں جاتیں

(۲) کہے پدماکر تیوں کان بنا ہی سُنیں

اس طرح کان بغیر ہی سُنتی ہیں

آنن کے بان یوں انوکھے انگ دھارتیں

چہرہ تیر اس طرح جسم پہنتیں

(۳) بن پگ دوریں بن ہاتھن ہتھیار کریں

بغیر پاؤں دوڑیں بغیر ہاتھوں جنگ

کور کے کٹاچھن پٹاسے جھُوم جھارتیں

کونہ ترچھی چتون تلوار نما مار کرتیں

(۴) پاکھن بنا ہی کریں لاکھن ہی بار آنکھیں

پروں بغیر لاکھوں

پاوتیں جو پانکھیں تو کہا دھوں کر ڈارتیں

پاتیں اگر پر کیا نہ معلوم ڈالتیں

ترجمہ :- (۱) آنکھیں۔ چکھنے والی۔ لذت حاصل کرنے والی۔ اور بیان کرنے والی زبان سے تو محروم ہیں مگر حُسن و خوبصورتی کا لطف (مزہ) لے کر چکھتیں (حاصل کرتی) ہیں۔ بغیر زبان کے اپنی خواہش کو بیان بھی کرتی ہیں اور تیزی کے ساتھ دل کی تہہ میں بھی اُتر جاتی ہیں۔ (۲) کانوں سے محروم ہیں مگر سُنتی ہیں اور انوکھے طریقہ کے ساتھ مسلح ہو کر خوبصورت چہرہ سے تیر چلاتی ہیں۔ (۳) انکے پاؤں نہیں مگر دوڑتی ہیں۔ اور بغیر ہاتھوں کے جنگ کرتی ہیں اور تلوار نما ترچھی چتون کے کونہ سے جھُوم جھوم کر مار کرتی چلی جاتی ہیں۔ (۴) ان کے اُڑنے والے پر موجود نہیں

مگر لاکھوں بار اڑتی ہیں۔ اگر ان کو پروں کی نعمت مل جاتی تو نہ معلوم یہ دنیا میں کیا کچھ کر ڈالتیں۔

دل کا راز آنکھوں کے ذریعہ

نینا دیت بتائے سب ہئے کو بھید ابھید
آنکھیں دیتی بتا دل راز ظاہر

جیسے نرمل آرسی بھلی بُری کہہ دیت
شفاف آئینہ دیتا

ترجمہ:۔ آنکھیں دل کے ظاہر و باطن کے تمام رازوں کو اسی طرح ظاہر کر دیتی ہیں جیسے شفاف آئینہ اپنے عکس میں ہر بھلی یا بُری شے نمایاں کر دیتا ہے۔

بڑی آنکھیں باعثِ راحت

رحمن یوں سکھ ہوت ہے بڈھت دیکھ نج گوت
ہوتا بڑھتے اپنی خاندان

جیوں بڈری انکھیاں نرکھ آنکھن کو سکھ ہوت
جس طرح بڑی آنکھیں دیکھ آنکھوں راحت ہوتی

ترجمہ:۔ رحمن فرماتے ہیں۔ اپنے خاندان کے اقبال کو دیکھ کر انسان کو بالکل اسی طرح مسرت نصیب ہوتی ہے جیسے آنکھیں کسی بڑی اور خوبصورت آنکھوں کو دیکھ کر راحت محسوس کرتی ہیں۔

محبوب کے لئے سفر

اِک پگ دھرت سمند مگ اِک پگ دھرت انند
پاؤں رکھتی آہستہ راستہ پاؤں رکھتی تیز

چلی جات اہ بدھ سکھی من من کرت آنند
جاتی ہ طرح سہیلی دل دل محسوس کرتی مسرت

ترجمہ :۔ حسنا اپنے محبوب سے ملنے کے لئے جا رہی ہے۔ یہ راستے میں کبھی تو پاؤں آہستہ رکھتی ہے (کیونکہ سوچتی ہے کہ اس کو کوئی دیکھ نہ لے) کبھی تیزی کے ساتھ (کیونکہ جلدی پہنچنا چاہتی ہے) اس تیزی اور آہستگی کی کشمکش اندر دل کی مسرت کے ساتھ سفر طے ہو رہا ہے۔

شوہر کا احترام

انگ راگ اورے انگن کرت کچھو برجی نہ

جسم سنگار دوسرے جسم کے حصے کیا قطعی انکار نہ

پے مہندی نہ دوائی ہوں تم سوں پگن پربین

مگر لگواؤں گی آپ سے پاؤں ہوشیار

ترجمہ :۔ شوہر اپنی بیوی سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ محبت کے انتہائی جذبات سے متاثر ہو کر شوہر نے کہا کہ لاؤ آج میں تمہارے جسم کا سنگار کرتا ہوں۔ شوہر پیشانی۔ ہاتھوں کی انگلیوں اور جسم کے دوسرے حصوں پر سنگار کرتے رہے۔ تو بیوی نے قطعی انکار نہ کیا اور جب وہ پاؤں میں مہندی لگانے لگے تو وہ کہتی ہے۔ آپ اس کام میں بہت ہوشیار ہیں۔ میں مانتی ہوں۔ مگر پاؤں پر مہندی آپ سے نہ لگواؤں گی اور نہ اپنے پاؤں کو چھونے دوں گی کیونکہ آپ میرے لئے قابل پرستش دیوتا ہیں۔

محبوب کی طرف

کنکنی چھوڑ چھپائی کہوں کہوں باجنی پائل پائیں تے نائی

کردھنی اتار چھپا دی کسی جگہ کسی جگہ بجنے والی پازیب پاؤں سے الگ

تیوں پدماکر پات ہوں کے کھرکے کہوں کانپ اٹھے چھب چھائی

اس طرح پتوں بھی کھڑکھڑاہٹ کبھی کبھی حُسن سایہ

لاجیں تے گڈ جات کہوں اڈ جات کہوں گج کی گت بھائی

حیا سے گڑ جاتی کبھی رک جاتی کبھی ہاتھی چال بھلانے والی

بَیس کی تھوری گسوری ہرین ہرین یا بدھ نند گسور پہ آئی

عمر تھوڑی حسینہ آہستہ آہستہ اس طرح محبوب پاس

ترجمہ :۔ کردھنی کو [illegible] پازیب کو پاؤں سے الگ

کر کے رکھ دیا۔ اور پتوں کی کھڑکھڑاہٹ سے بھی ڈرتی ہوئی اور کانپتی ہوئی حُسن میں ممنوع حیا کے ساتھ زمین میں غرق ہوتی رُک رُک کر ہاتھی کی دل کو لبھانے والی مستانہ چال چلتی۔ یہ کم عمر حسینہ چپکے سے آہستہ آہستہ اپنے محبوب کے پاس چل جا رہی ہے۔

حسینہ کے آنسو

آنکھن تیں آنسو اُڈ پرت کُچن پہ آن

آنکھوں سے نکل پڑے چھاتیوں آکر

جن گریس کے سیس پر ڈارت جھکھ مکتان

گویا کیلاش پربت جسم ڈالے گرا موتی

ترجمہ :- محبوب پردیس میں ہیں۔ جدائی کے غم میں حسینہ جب عالم تصور میں تھی تو اس کے آنسو نکل آئے۔ ان آنسوؤں کو دیکھ کر سہیلی کہتی ہے۔ تمہاری آنکھوں سے نکل کر تمہاری چھاتیوں پر اس طرح پڑ رہے ہیں گویا کہ کیلاش پربت (کوہ ہمالیہ) کی چوٹی پر خدا موتی برسا رہا ہے۔

وصل کی شب کے بعد

آرس سوں رس سوں پگے ماگر

تھکاوٹ سے راحت سے

چونک پرے چکھ چومبن کے گئے

پڑی آنکھ بوسہ

پیک بھری پلکیں جھلکیں الکیں

سُرخی بھری زلفیں

جھلکیں چھب چھوٹ چھٹا لیئے

چمک رہا حسن پڑ رہی بجلی

سو مکھ بھاکھ سکے اب کو

کہہ

رِس کے کس کے مس کے چھتیا چھپئے

غصّہ زور دبا چھاتیوں ہٹاکر

رات کی جاگی پربھات اُٹھی

علی الصباح

انگرات جنھبات لجات لگی ہیئے

انگڑائی جمائی حیا چھاتی

ترجمہ :- وصل کی شب جاگنے کے باعث حسینہ کا جسم تھکاوٹ اور راحت کا مجموعہ تھا۔ علی الصباح محبوب نے سوئی پڑی حسینہ کی آنکھوں کو چوم لیا تو وہ چونک پڑی۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں سُرخی تھی۔ زلفیں بکھری تھیں۔ حُسن بجلی کی طرح چمک رہا تھا۔ یہ مُنہ سے تو کچھ کہہ نہ سکی مگر غصہ اور زور کے ساتھ جسم کو دبا کر اس نے اپنی چھاتیوں کو پیچھے ہٹا لیا۔ پھر آنکھیں کھولیں۔ بیٹھ گئی۔ انگڑائی لی۔ جمائی لی۔ اور شرم و حیا کے ساتھ پھر اپنے محبوب کی چھاتی سے لپٹ گئی۔

عشق و محبت کی آگ

جیوں جیوں برکھت گھور گھن گھمنڈ گروائی

جوں جوں برستے گھرے بادل ابر زور بھاری

تیوں تیوں پرت پرچنڈ ات نئی لگن کی لائی

توں توں پڑتی سُلگ انتہائی محبت آگ

ترجمہ:۔ عشق و محبت کی آگ کی فطرت بھی اُلٹی ہے۔ جوں جوں زور کا بھاری ابر ہو اور بادل گہری صورت میں برس رہے ہوں۔ یہ آگ توں توں زیادہ سُلگتی ہے۔

موسم گرما

پھہرے پھوہار نیر نہر ندی سی بہے

اُڑے فوارہ پانی

چھہریں چھبیں چھام چھینٹن کی چھائی ہیں

بکھریں خوبصورت باریک چھینٹے بارش

کہے پدماکر تیوں جیٹھ کی جلاکیں تہاں

اس طرح لُو جہاں

پاویں کیوں پربیں بیس بیلن کی باڑی ہیں

پائیں کس طرح پناہ بلند بیلوں پھلواڑی

بار ہوں دریں بیچ بار ہوں طرف تیسی

دروازہ میں راستہ درمیان دالان میں اُس جیسی

برف بچھائی تاپے سیتل سو پاٹی ہیں

اُس پہ

گجک انگور کو انگور سوں اونچوں ہیں گچ

گزک کا طرح اُٹھی ہوئی چھاتیاں

آسو انگور کو انگور ہی کی ٹاٹی ہیں

عرق ٹٹی

ترجمہ :۔ فواروں میں سے پانی نکل کر اُڑ رہا ہے۔ ندی نالہ کی طرح بہہ رہا ہے اور باریک خوبصورت چھینٹوں کی صورت میں بکھر رہا ہے۔ مگر اس جیٹھ (مئی جون کے گرم مہینے) کی گرم لُو میں امن داطمینان کہاں؟ بلند بیلوں کی پھلواڑی بھی موجود ہے اور دروازہ میں، راستہ میں، دالان میں برف کی طرح ٹھنڈی سیتل پانی کی صفیں بھی بچھی ہیں مگر امن نصیب نہیں۔ گرمی کی اس حالت میں انگور کا گزک ہے۔ انگور کا عرق ہے۔ انگور کی ٹٹی ہے اور حسینہ کی چھاتیوں کے اوپر کا حصہ انگوروں کی طرح اُبھر رہا ہے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی گرمی کے باعث انتہائی بےچینی ہے اطمینان نصیب نہیں۔

سُہاگن کی تین محبوب اشیا

اور تجے طور ہوں تجے بھوگن امل امول

تمام ترک بھی ترک زیور عیش وعشرت بیش قیمت

تجن کہیو نہ سُہاگ میں انجن تِلک تمول

چھوڑنا کہا کاجل بندی پان

ترجمہ :۔ ایک سہاگن اپنی تمام راحت کو ترک کردے گی۔ اپنی خواہشات اور ضروریات کو چھوڑ دے گی۔ زندگی کے عیش وعشرت سے محروم ہو جائے گی اور قیمتی زیورات کی بھی پرواہ نہ کرے گی مگر وہ اپنے سہاگ کے تین نشانات (۱) آنکھوں کا کاجل (۲) پیشانی کی سُرخ بندی یا سُرخ مانگ اور (۳) ہونٹوں میں پان کی سرخی کو ترک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ تینوں ہر سہاگن کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی صرف بیواؤں کو ممانعت ہے۔

عشق کی دیوانگی

چھن رووت چھن ہنس اُٹھت چھن بولت چھن مون

لمحہ روتی لمحہ ہنستی اُٹھتی لمحہ بولتی لمحہ خاموش

چھن چھن پر چھینی پرت بھئی دسا دھوں کون

لمحہ لمحہ کمزور پڑتی ہوئی حالت نہ معلوم کیوں

ترجمہ :- حسینہ ایک ایک لمحہ کے بعد کبھی روتی ہے۔ کبھی ہنستی ہے۔ کبھی اُٹھتی ہے۔ کبھی بولتی ہے کبھی خاموشی اختیار کرتی ہے۔ اور لمحہ بہ لمحہ کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نہ معلوم اس کی یہ حالت کیوں ہے۔

عشق کی پہچان

آپوہ اپنی دیہہ کو گیان جبھے نہ ہوئے

خود جسم ہوش جب ہو

برہ دُکھ چنتا جنت موہ کہاوت سوئے

جدائی غم پیدا عشق کہتے اس کو

ترجمہ :- عشق کی پہچان یہ ہے کہ خود اپنے جسم کا ہوش نہ ہو اور جدائی کے دُکھ اور غم میں انسان ہر وقت بیچین رہے

برسات

چنچلا چماکیں چھوں اورن تیں چاہ بھری

بجلی چمکی چاروں اطراف سے محبت

چمرج گئی تی پھیر چمرجن لاگی ری

بہک تو پھر بہکنے لگی اری

کہے پدماکر لونگن کی لونی لتا

لونگ نمکین شاخ

لرج گئی تی پھیر لرجن لاگی ری

جھوم تو پھر جھومنے لگی اری

کیسے دھروں دھیر بیر تربدھ سمیر تن

رکھوں اطمینان ہوائیں جسم

ترج گئی تی پھیر ترجن لاگی ری

دُکھ تو پھر تکلیف لگی اری

گھمڈ گھمنڈ گھٹا گھن کی گھنیری ابے

بادلوں کا اجتماع شوخی گھنی گھنی

گرج گئی تی پھیر گرجن لاگی ری

تو پھر گرجنے لگی اری

ترجمہ:- چاروں اطراف بجلی چمک رہی ہے۔ اس کیفیت میں حسینہ نے محبت کے نشہ میں بہکنا شروع کیا تو بہکتی ہی چلی جا رہی ہے۔ یہ ناک میں خوبصورت لونگ پہنی ہوئی نمکین رنگ اور بوٹے سے قد کی حسینہ جھومنے لگتی ہے تو پھر جھومتی ہی چلی جا رہی ہے۔ ٹھنڈی اور مرطوب ہوائیں جسم کو چھو رہی ہیں تو دل کو اطمینان کیونکر نصیب ہو۔ اسی کیفیت میں جُدائی محسوس کرتے ہوئے حسینہ دُکھ محسوس کرتی ہے تو محسوس کرتی ہی چلی جا رہی

ہے۔ بادلوں کا اجتماع ہے گھنی گھٹائیں سنرارت ہے شوخی ہے۔ یہ گھٹا گرجنے لگتی ہے تو پھر گرجتی ہی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ برسات کی کیفیت بھی عشاق کے لئے ایک مصیبت اور رحمت کا اجتماع ہے۔

نوجوان حسینہ کا عشق

کاہن تمہارے مان کو ات آتپ یہ آئے

محبوب تمہارے عزت انتہائی دھوپ

تیئے اُر اُنکر پریم کو جائے نہ کہوں کُمِلائے

حسینہ دل پھوٹا نکلا عشق کہیں کملا

ترجمہ :- نوجوان حسینہ کو عشق کا پہلا سابقہ ہے۔ بے چین و بے قرار و منتظر ہے۔ اتنے میں اس کے محبوب آگئے۔ سہیلی کہتی ہے وہ تمہاری عزت افزائی کے لئے آگئے اور آتے بھی کیوں نہ۔ سخت دھوپ تھی۔ تیرے دل میں عشق کا پودا ابھی پھوٹ ہی نکلا تھا۔ کہاں ان کو خیال نہ تھا کہ یہ کملا جائے گا۔

بنسری کا اثر

بیٹھی بن بانک سو مانک محل مدھیئے

جنگل سنگار کر اس طرح موتیوں میں

انگ البیلی کے اچانک تھرک پڑیں

جسم کے حصے حسینہ کپکپی پڑے

کہے پدماکر تہاں ای تن تاپن تیں

وہاں ہی جسم حرارت اُس کے

باڑن تیں مُکتا ہجراڑن ڈرک پڑیں

باتوں سے موتی ہزاروں چھٹک پڑے

بال چھتیاں تیں تھک نہ کڈٹت مُکھ

حسینہ چھاتیوں سے نکلتی مُنہ

بکنا کڈٹت کر گگنا سرک پڑیں

بہکی نکلتی ہاتھ گِر پڑیں

پانسری پکڑ رہی سانس رہی سنبھارے کون

پہلی پکڑ ارِی سنبھالے

بانسری بجت آنکھ آنسو رہی ڈرک پڑیں

بجتی ارِی گِر پڑے

ترجمہ:- نوجوان حسینہ سنگار کئے جنگل میں بیٹھی بھی اس طرح معلوم ہو رہی تھی جیسے موتیوں کے محل میں کوئی حور بیٹھی ہو۔ اس کیفیت میں بنسری کی صدا اس کے کانوں میں پڑی۔ اس کے بدن کے ہر حصے میں اچانک کپکپی سی پیدا ہوئی۔ جسم میں حرارت اور جوش تھا۔ بال بکھر گئے اور ان میں سے موتی ہزار ہا کی تعداد میں گر پڑے۔ اس کی چھاتیاں تھک تھک کرنے لگیں۔ مُنہ سے آواز نہ نکلتی تھی اور نکلتی تھی تو بہکی بہکی سی باتیں کرتی تھی۔ اس کے ہاتھ سرک کر پسلیوں پر تھے۔ سانس اکھڑ رہا تھا۔ کوئی سنبھالنے والا نہ تھا اور بنسری کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے چلے جا رہے تھے۔

قاصدہ

ہرے سوچ اُچرے بچن مدھر مدھر ہت مان

دور تشویش کرے باتیں میٹھی محبت عزت

سو اُتم دُوتی کہی رس گرنتھن میں جان

وہ بہتر قاصد عشق کتابوں جانئے

ترجمہ:۔ عشق ومحبت کی مستند کتابوں میں اس قاصدہ کو قابل تعریف اور بہتر یقین کیا گیا ہے جو مبتلائے عشق حسینہ کی تشویش دور کرے۔ میٹھی میٹھی باتیں کرے اور محبت اور عزت سے پیش آئے۔

وادیٔ عشق

ایتھوں اُڈ جا بھولیا پنچھیا

اس جگہ سے اُڑ معصوم پرندے

وے توں اپنی جان بچا

اے تو

ایتھے گھر گھر پھائیاں گڈیاں

اس جگہ پھندے گاڑے

وے توں چھریاں ہیٹھ نہ آ

اے تو نیچے

ایتھے ڈاکے پین دوپہر نوں

اس جگہ پڑتے کر

تیرا آلنا دین گے ڈھا

گھونسلہ دیں گے برباد

ایتھے ہسدے پھل گلاب دے

اس جگہ ہنستے پھول کے

ویری سکنے ویندے پا

دشمن سوکھے ڈال

ایتھے چُوڑے والیاں روندیاں

اس جگہ چوڑیاں روتی ہیں

بیبا گل وچ زلفاں پا

پیارے گلے میں زلفیں ڈال

ایتھے کلیاں ورگیاں صورتاں

اس جگہ کی طرح صورتیں

بیبا دتیاں ساڑ کھپا

پیارے دیں جلا تباہ

ایتھے ڈُب ڈُب مویاں سوہنیاں

اس جگہ غرق غرق مریں حسیناں

ایتھے لہو بھرے دریا

اس جگہ خون

ایتھے قبریں سوتے سورمے

اس جگہ قبروں میں سوئے بہادر

بیبا ماواں نوں تڑفا

پیارے ماؤں کو تڑپا

ترجمہ :- اے معصوم و بے گناہ پرند (عاشق کے دل) وادیٔ عشق میں قدم نہ رکھ۔ اپنی جان بچا۔ اس مقام پر جگہ جگہ پھندے نصب ہیں۔ ذبح ہونے کے لئے چھریوں کے نیچے اپنی گردن نہ دے۔ دنیا میں اور جگہ ڈاکے رات کو پڑتے ہیں مگر وادیٔ عشق میں روزِ روشن ہی میں دوپہر کے وقت لوگ لوٹ لئے جاتے ہیں۔ تمہارا گھونسلہ تک برباد ہو جائے گا۔ اس وادیٔ عشق میں دشمنانِ عشق گلاب کے خنداں پھولوں کو توڑ کر ان کو سونگھنے کے لئے زمین پر ڈال دیتے ہیں۔ یہاں سہاگ کی چوڑیوں والی نوجوان اور حسین عورتیں اپنے گلے میں زلفیں ڈالے روتی ہیں۔ پھولوں کی کلیوں جیسی پیاری صورتیں جلا کر تباہ کردی جاتی ہیں۔ خون کے دریا بہہ رہے ہیں جس میں اپنے ارمانوں کو ساتھ لئے حسن کی دیویاں غرق ہو گئیں اور بہادر اور شجاع عشاق

اپنی ماؤں کو تڑپتا چھوڑ کر قبروں میں سو گئے۔

برسات کی آگ

(۱) برست میہ نیہہ سرست انگ انگ

برستا بارش محبت بھیگا جسم جسم

جھرست دیہہ جیسے جرت جواسو ہے

جھلستا جسم جڑا ہوا کانٹے دار

(۲) کہے پد ماکر کلندی کے کندبن پہ

جمنا جھنڈ

مدھوپن کینو آئی مہت مواسو ہے

بھونرا بنا لیا عظیم قلعہ

(۳) اودھو یہ اودھم جتائی دیجو موہن کوں

بے قراری جتا دینا کرشن کو

برج کو سو باسو بھیو اگن اواسو ہے

رہنے والے ہوئے آگ گھر

(۴) پاتکی پپیہا جل پان کو نہ پیاسو

پاپی پینے پانی پیاسا

کاہو بدھ بیوگنی کے پران کو پیاسو ہے

کیوں مصیبت زدہ مہجورہ زندگی پیاسے

ترجمہ :۔ رادھکا اپنے محبوب سری کرشن کو برسات کے دنوں میں پیغام بھیجتی ہیں (۱) بارش ہو رہی ہے۔ زمین پہ ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ اور جسم کا ہر حصہ بھیگا ہوا ہے۔ مگر میرے بدن کی یہ حالت ہے کہ جیسے بھٹی کی آگ میں جھلس رہا ہو اور کانٹوں کے بستر پہ کروٹیں لے رہا ہو۔ (۲) جمنا کے کنارے

جھاڑیوں کے جھنڈ کو بھونروں نے اپنے قلعے بنا لئے ہیں (۳) اے اودھو (سری کرشن کے قاصد) اپنی زبان سے میری بے قراری و بے چینی کی حالت سری کرشن پہ ظاہر کرنا۔ اور کہنا کہ تیرے برج کے رہنے والوں کے گھروں کو اس برسات میں بھی آگ لگ رہی ہے۔ (۴) میں پاپی پپیہا ہو کر بھی پانی کی پیاسی نہیں تو وہ مجھ مصیبت زدہ مہجورہ کی زندگی کے کیوں پیاسے ثابت ہو رہے ہیں اور اس برسات میں نہیں آتے۔

دریائے عشق

بہت لاج بودت سُمن بھرمت نین تہے ٹھانو

بہہ جاتی حیا ڈوبتی وقار آوارہ پھرتے آنکھیں اُس جگہ

نیہہ ندی کی دھار میں تو نہ دیجیو پانو

عشق لہریں دیجیو پاؤں

ترجمہ :- دریائے عشق کی لہروں میں قدم نہ رکھنا اُس میں حیا بہہ جاتی ہے۔ خاندانی وقار غرق ہو جاتا ہے اور آنکھیں بے چارگی اور آوارگی کی حالت میں جگہ جگہ دھکے کھاتی ہیں۔

پھُول کا شکوہ

کل ڈِٹھا میں پھُل نفشاں اس لڑ حکیم دا پھڑیا

دیکھا پھول بنفشہ دامن کا پکڑا

آکھے سانوں دیس حُسن توں دس کیوں توں نت پھڑ کھڑیا

کہے ہمیں وطن سے بتا تو ہمیشہ پکڑ لاتا

پھیویں ملیں بناویں کاہڑے سب مار سُندرتا لُٹی

کچلتا ملتا بنائے جوشاندہ خوبصورتی لوٹی

حُسناں دے سلطان شاہ توں اوئے کیوں توں کدے نہ ڈریا

خوبصورتیوں کے سے او تو کبھی ڈرا

ترجمہ :- میں نے کل دیکھا بنفشہ کا ایک پھول حکیم کا دامن پکڑ کر شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ بتا تو ہمیں

کیوں وادئ حُسن سے جُدا کر کے ہمیشہ پکڑے جاتا ہے اور لے جانے کے بعد ہمیں ہاتھوں سے کچلتا ہے۔ غم ملتا ہے۔ جو شانده بناتا ہے اور ہمیں مار کر ہمارے حُسن کو لُوٹ لیتا ہے۔ کیا تجھے حُسن کے اس خالق کا بھی کبھی خوف محسوس نہ ہوا جس کی مخلوق تیرے ہاتھوں برباد ہو رہی ہے۔

عشق کا دشوار راستہ

اِک ایہہ شوہ دریا چڑھندا دوجا مینہ وسندا
ایک یہ محبوب چڑھا ہوا دوسرا برستا

جِند اکیلی گھمن گھیری ناہیں شوہ دسندا
جان بھنور نہیں محبوب نظر آتا

دور کنارہ پیر نہ لگدے نہ ہی طوفان ٹھہرندا
پاؤں لگتے ٹھہرتا

دیکھاں شوہ کی پار لنگھاوے جا وچکار ڈبندا
دیکھوں محبوب کیا اُتارے یا درمیان غرق کرتا

ترجمہ:۔ دریا چڑھا ہوا ہے۔ بارش زور سے ہو رہی ہے۔ کنارہ دُور ہے۔ پاؤں پانی کے زور سے بہے جا رہے ہیں۔ طوفان بند نہیں ہوتا اور نہ دیارِ محبوب نظر آ رہا ہے۔ دیکھئے اس حالت میں محبوب سے ملنے کی بے قراری مجھے دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچاتی ہے یا کہ درمیان ہی غرق کرتی ہے۔

سہیلی کی دُعا

(۱) جیسی چھب سیام کی پگی ہے تیری آنکھن میں
حُسن کرشن بسی آنکھوں

ایسی چھب تیری سیام آنکھن پگی رہے
حُسن آنکھوں بسی

(۲) کہے پدماکر جیوں تان میں پگی ہے تیوں ہی

جس طرح خیال محو اُس طرح

تیری مُسکان کا ہن پران میں پگی رہے

مسکراہٹ کرشن دل بسی

(۳) دھیر دھر دھیر دھر کیرت کسوری بھئی

صبر کر صبر کر رادھکا موجود

اگن اِتے اُتے برابر جگی رہے

آگ یہاں وہاں جلتی

(۴) جیسی رٹ توہے لاگی مادھو کی رادھے ویسی

تجھے لگی کرشن

رادھے ۔ رادھے ۔ رٹ مادھو سے لگی رہے

کرشن

ترجمہ :- سری کرشن کی محبوبہ رادھکا مضطرب و بے قرار ہے ۔ اس کیفیت کو دیکھ کر رادھکا کی سہیلی دعا کرتی ہے ۔ (۱) جیسے سری کرشن کا حُسن تیری آنکھوں میں سما گیا ہے خدا کرے کہ سری کرشن کی آنکھوں میں بھی تیرا حسن سما جائے (۲) جس طرح تو سری کرشن کے خیال میں محو ہے خدا کرے تیری مسکراہٹ سری کرشن کے دل پہ چھا جائے ۔ (۳) صبر کر ۔ صبر کر رادھکا خدا کرے کہ عشق کی موجودہ آگ یہاں اور وہاں برابر سلگتی رہے (۴) اور جیسے تو سری کرشن کے نام کی رٹ لگا رہی ہے خدا کرے کہ سری کرشن بھی ہمیشہ رادھے رادھے کی رٹ لگاتے رہیں ۔

شب وصل کا انتظار

اٹک رہے کت کامرت ناگر نندکشور

رُک کہاں شب وصل بسنے والے محبوب

کروں کہا پیکن لگے پک پاپی چھوں اور

کیا لگی چاروں طرف

ترجمہ :- محبوب وعدہ کے مطابق نہیں پہنچے۔ حسینہ کہتی ہے۔ میرے دل میں بسنے والے محبوب آج شب وصل کہاں رک گئے۔ کیا کروں میری بے قراری و اضطراب کو زیادہ کرنے کے لئے پاپی کوئل بھی چاروں طرف پی پی کر رہی ہے۔

شباب میں لوٹ

(۱) یہ الی یا بَلی کے ادھران میں
حسینہ سہیلی ہونٹوں

آن چڈھی کچھو مادھوری سی
آ چڑھی کچھ شیریں پن

(۲) جیوں پدماکر مادھوری تیوں
جس طرح شیریں پن اس طرح

کچ دون کی چڈتی اُنئی سی
چھاتیاں دونوں چڑھ رہے اُٹھان

(۳) جیوں کچ تیوں ہی نتنب چڈے
جس طرح چھاتیاں اُس طرح سرین بڑھے

کچھو جیوں ہی نتنب تیوں چاتری سی
کچھ جس طرح سرین اُسی طرح شرارت

(۴) جان نہ ایسی چڈھاچڈی میں
معلوم مار دھاڑ

کہدوں کٹ بیچ ہی لوٹ لئی سی
کس طرح کمر درمیان کمزور لی

ترجمہ :- حسینہ کا سہانا حسن کے جسم کے بعض حصوں کے بڑھنے اور پتلے ہونے کے متعلق ایک

دوسری سہیلی سے کہتی ہے۔ (۱) حسینہ کا بچپن کا زمانہ ختم ہونے اور شباب کی آمد پر اس کے ہونٹوں میں شیریں پن زیادہ پیدا ہوگیا ہے۔ (۲) جوں جوں شیریں پن زیادہ ہو رہا ہے اس کی دونوں چھاتیاں بھی بڑھ رہی ہیں (۳) چھاتیوں کے بڑھنے کے ساتھ اس کے سرین (ٹانگوں کے اوپر پیچھے کا حصہ) بڑھ رہے ہیں اور (۴) سرین کے بڑھنے کے ساتھ اس کی شرارت میں اضافہ ہو رہا ہے اور ان تمام کی پیش قدمی اور مار دھاڑ میں بے چاری کمر پتلی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نہ معلوم اس کو کس نے لوٹ لیا ہے۔

حُسن کا اُلٹا شِعار

کچھو گج گت کے آہٹن چھن چھن جھیجت سیر

کچھ ‏ سرین۔ ہاتھی ‏ چال ‏ آہٹ ‏ لمحہ ‏ لمحہ ‏ کمزور ‏ شیر کمر

بدھو بکاس بکست کمل کچھو ڈن کے پھیر

چہرہ۔چاند ‏ طلوع ‏ نکلتا ‏ کنول آنکھیں ‏ کچھ ‏ دن ‏ اُلٹے

ترجمہ:۔ یہ دوہا ذو معنی ہے۔ گج کے معنی سرین (ٹانگوں سے اوپر کا پچھلا حصہ) اور ہاتھی۔ سیر = شیر اور کمر۔ بدھو = چاند اور چہرہ۔ کمل = کنول پھول اور آنکھیں۔

حسینہ کا بچپن جا چکا ہے اور شباب کی آمد ہے۔ حسینہ کی سہیلی دوسری سہیلی سے کہتی ہے۔ کیا الٹا زمانہ آگیا۔ دنیا میں شیر کی آواز پر ہاتھی بھاگ جاتے تھے مگر اب ہاتھی کے قدموں کی آہٹ سن کر شیر گھبراہٹ سے لمحہ بہ لمحہ کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں اور سورج کو دیکھ کر کنول کھلتا تھا مگر اب چاند کو دیکھ کر کنول کھل رہا ہے یعنی سرین کے بڑھنے پر کمر پتلی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور چہرہ شباب آتے ہی آنکھوں میں بشاشت اور خوبصورتی پیدا ہو رہی۔

شادی کے بعد

جا ہے نہ چاہ کہوں رت کی سو

جسے ‏ خواہش ‏ کہیں ‏ وصل ‏ وہ

کچھو پت کوں پتیاں لگی ہے

کچھ ‏ شوہر ‏ کو ‏ بے تکلف

تیوں پدماکر آنن میں رُچ
اس طرح چہرہ چمک

کانن بھویں کمان لگی ہے
کان

دیت پیا نہ چھوئے چھتیاں
دیتی شوہر چھو چھاتیاں

بتیاں میں تو مسکیان لگی ہے
باتوں مُسکرانے

پریتمے پان کھوائیے گوں
محبوب کھلا کو

پرجنک کے پاس لوں جان لگی ہے
پلنگ تک جانے

ترجمہ :- جس حسینہ کو کنوارپن میں وصل کی خواہش نہ تھی اب وہ حسینہ شادی کے بعد اپنے شوہر سے کچھ کچھ بے تکلف سی ہو رہی ہے۔ اب اس کے چہرے میں چمک پیدا ہو گئی ہے۔ اور آنکھوں کی بھویں کمان کی طرح طویل ہو کر کانوں تک پہنچ رہی ہیں۔ شادی کے فوراً بعد تو اپنی چھاتیوں کو ہاتھ بھی نہ لگانے دیتی تھی۔ مگر اب باتوں باتوں میں مسکرا دیتی ہے۔ اور اپنے محبوب کو پان کھلانے کے لئے اس کے پلنگ کے پاس بھی اُس نے جانا شروع کر دیا ہے۔

سری کرشن اور رادھکا کا شباب

یہ ورِشس بھان کشوری بھئی
رادھکا کا باپ بیٹی ہوئی

اِتے ہواں وہ نندکسور کہاوے
اِدھر وہاں کرشن کہلاتا

تیوں پدماکر دوُں پہ

اس طرح دونوں

نورنگ ترنگ اننگ کی چھاوے

نیا رنگ لہر عشق کا دیوتا چھا رہا

دوریں دوہوں دُر دیکھبے کوں دُتی

دوڑتے دونوں چھُپ کر دیکھنے کو حسن وجمال

دیہے دوہوں کی دوہن کوں بھاوے

جسم دونوں دونوں کو بھاتا

ہیاں ان کے رس بھینے ٹبے درگ

یہاں بھیگے آنکھیں

ہواں اُن کے مس بھیجت آوے

وہاں سبزہ بھیگتا آتا

ترجمہ :- اِدھر تو رادھکا (ورش بھان کی بیٹی) کا بچپن جا چکا ہے اور شباب کی آمد ہے۔ اُدھر نند کشور (سری کرشن) کے حسن وجمال کا چرچا ہے۔ اس طرح دونوں پر عشق کے دیوتا کے نئے رنگ کی لہریں چھا رہی ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے حُسن وجمال کو دیکھنے کے لئے چھُپ کر دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ دونوں کے خوبصورت جسم ایک دوسرے کے لئے باعث کشش ہیں اور یہاں (رادھکا کی) تو بڑی اور خوبصورت رسیلی آنکھیں ہیں۔ اُدھر سری کرشن کی نوجوانی ہے اور مسیں بھیگ رہی ہیں۔

بچپن اور شباب کا اتصال

پل پل پر پلٹن لگے جا کے انگ انوپ

لمحہ لمحہ تبدیل جس جسم کے حصے قابل تعریف

ایسی اک برجبال کو کو کہہ سکت سروپ

ایک حسینہ کون سکتا حسن

ترجمہ:- جب حسینہ کے بچپن کا زمانہ ختم ہو رہا ہو اور شباب کی آمد ہو۔ اور جسم کے ہر حصہ میں لمحہ بہ لمحہ قابلِ تعریف تبدیلی پیدا ہو رہی ہو۔ اس کیفیت میں کوئی حسینہ کے حسن کی تعریف کیا کر سکتا ہے (تعریف تو صرف اُس صورت میں ممکن ہے جب حسن میں تبدیلی نہ ہو رہی ہو۔ اور جس صورت میں لمحہ بہ لمحہ تبدیلی ہو رہی ہو کوئی شخص جسم کے کسی حصہ کے متعلق قطعی رائے کیا قائم کر سکتا ہے کیونکہ تبدیلی کے ساتھ اس کو اپنی رائے بھی بدلنی پڑے گی)

تنہائی میں حیا

آج کال دن دو یک تیں بھئی اور ہی بھانت

(کل — دو ایک — سے — ہوئی — حالت)

اُرج اُچھہنی دے اُرو تن تک تیا انہات

(چھاتیاں — چھپانا — جانگھیں — جسم — دیکھنا — حسینہ — نہاتے ہوئے)

ترجمہ:- حسینہ کا بچپن جا چکا ہے اور شباب کا آغاز ہے۔ چھاتیاں اُبھر رہی ہیں۔ شرارت جا چکی ہے اور حیا کے جذبات پیدا ہو چکے ہیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شاعر کہتا ہے۔ آج کل میں ہی حالت میں کتنا انقلاب پیدا ہو گیا کہ حسینہ جب غسل کرتی ہے تو تنہائی میں بھی حیا کے باعث اپنی چھاتیوں کو اپنی جانگھوں میں چھپا لیتی ہے۔

عشق کا پہلا سابقہ

سوید کو بھید نہ کوؤ کہے برت

(پسینہ — راز — کوئی — کہہ سکے — مسلسل)

آنکھن ہوں انسواں کو دھارو

(آنکھوں — کے — آنسو — تار)

تیوں پدماکر دیکھتی ہو تنکو

(اس طرح — تھوڑا)

تن کنپ نہ جات سنبھارو

جسم لڑکھڑا جاتا سنبھالا

و ہے دھوں کہا کو کہا گیو یوں

ہے نہ معلوم کیا سے کیا ہوا اس طرح

دن دو یک ہی تیں کچھو کھیال ہمارو

دو ایک دن سے میں کچھ خیال ہمارا

کانن ہیں بسی بانسری کی دُھن

کانوں بنسری

پرانن میں بسیو بانسری بارو

روح بسا بنسری والا

ترجمہ :۔ حسینہ اپنی سہیلی سے کہتی ہے کہ نہ تو پسینہ کا راز معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں آرہا ہے۔ نہ آنکھوں سے آنسوؤں کے مسلسل بہنے کا سبب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں بہہ رہے ہیں۔ اس طرح ہی جسم لڑکھڑا رہا ہے۔ سنبھالا نہیں جاتا۔ نہ معلوم دو ایک دن میں ہی خیالات کیا سے کیا ہو گئے کہ کانوں میں تو محبوب کی بنسری کی دُھن بسی ہے اور دل میں بنسری والا۔

حُسن کی بے خبری

۹ الی ہمیں تو بات گات کی نہ جان پرے

حسینہ کیفیت جسم علم پڑتی

بوجھت نہ کاہے یا میں کون کٹھنائی ہے

سمجھ کیوں اس کیا مُشکل

کہے پدماکر کیوں انگ نہ سمات آنگی

حسینہ سماتا انگیا

لاگی کاہے توہے جاگی اُر میں اوچائی ہے

لگی کیوں تجھ میں اُبھری سینہ بلندی

تو اب تیج پاین چلی ہے چنچلائی کتے؟

چھوڑ پاؤں شرارت کہاں

باوری بلوکے کیوں نہ آنکھن میں آئی ہے

دیوانہ دیکھ آنکھوں

مری کٹ میری بھٹو کون دھوں چورائی

کمر سہیلی کسی نے چوری کی

تیرے کُچن چورائی کے نتمبن چورائی ہے

چھاتیوں چوری کی سرین چوری

ترجمہ :- بچپن کے جانے اور شباب کی آمد پر حسینہ کے حُسن کے متعلق حسینہ اور سہیلی میں بحث ہو رہی ہے :-

حسینہ - میرے جسم کی کیفیت میری تو سمجھ میں نہیں آتی -

سہیلی - اس میں کون سی مشکل ہے جو تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی -

حسینہ - سینہ انگیا میں کیوں نہیں سماتا -

سہیلی - تم حیران کیوں ہو - چھاتیاں اُبھر رہی ہیں اور بلند ہو رہی ہیں -

حسینہ - تو پاؤں کی شرارت اور پھرتیلا پن کہاں چلا گیا جو بچپن میں تھا -

سہیلی - تم تو دیوانہ ہو رہی ہو - دیکھتی نہیں - شباب آنے پہ وہ شرارت اب آنکھوں میں آ گئی ہے -

حسینہ - میری کمر کو کون چوری کرے گیا - کیونکہ وہ شباب آتے ہی پتلی ہو گئی -

سہیلی - تمہاری کمر کی یا تو چھاتیوں نے چوری کی یا سرین نے کیونکہ یہ دونوں بڑھ رہے ہیں اور کمر پتلی ہوتی چلی جا رہی ہے -

---

عشق کی ابتدا

کاہ کہوں دُکھ کون سوں مون گہوں کہہ بھانت

کیسے کہا سے خاموشی اختیار کروں طرح

گھری گھری یہ گھانگھری پرت ڈھیلیو جات

گھڑی گھڑی لہنگا پڑتی ڈھیلی جاتی

ترجمہ :- حسینہ کو عشق کی ابتدا ہے جسم سوکھتا چلا جا رہا ہے۔ جسم کی لاغری کو محسوس کرتے ہوئے سہیلی سے کہتی ہے :- میں اپنا دُکھ کس سے بیان کروں اور خاموشی بھی کیونکر اختیار کی جائے۔ معلوم نہیں ہوتا اس کا سبب کیا ہے کہ لمحہ بہ لمحہ میرا لہنگا ڈھیلا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ (یعنی لاغر ہونے کے باعث کپڑے ڈھیلے ہو گئے ہیں)

شباب کی ناقابل بیان کیفیت

یہ انومان پرمانیت تیئے تن یوبن جوت

اندازہ قابل تمثیل حسینہ جسم شباب جمال

جیوں مہندی کے پات میں الکھ للائی ہوت

جس طرح پتوں ناقابل دید سُرخی ہوتی

ترجمہ :- پُرشباب حسینہ کے جسم اور جمال حُسن کی ناقابل بیان کیفیت کا اندازہ تو صرف مہندی کی تمثیل سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ جس کے پتوں میں سُرخی نظر نہیں آتی۔ مگر اس کے لگانے کے بعد ہاتھ سُرخ ہو جاتے ہیں۔

عشق کا اثر

بوری ہو چتوت پھروں ہری آویں کہی اور

دیوانہ دیکھتی محبوب آئیں کسی طرف

چھن اُٹھوں چھن گر پروں رام دُکھن من مور

لمحہ لمحہ پڑوں خدا دُکھی دل میرا

ترجمہ :- حسینہ کہتی ہے۔ میں نے جب سے اپنے محبوب کو دیکھا ہے نگاہیں دیوانہ وار متلاشی ہیں کہ محبوب کسی طرف سے آ جائیں۔ دل کو قرار نہیں۔ لمحہ لمحہ کے بعد اٹھتی ہوں۔ گرتی ہوں۔ یا خدا مجھے کیا ہو گیا۔ میرا دل اتنا دُکھی کیوں ہے۔

سفید بالوں کا غم

کیشو کیسن اہین کری جس ار ہوں نہ کرائیں

بال ایسی کی جیسی دشمن بھی کرے

چندر بدن مرگ لوچنی بابا کہہ کہہ جائیں

چاند آہو چشم

ترجمہ :- ہندی کے مشہور شاعر کیشو کا یہ دوہا ہے۔ کہتے ہیں عمر زیادہ ہوتی چلی جا رہی ہے مگر دل جوان ہے۔ یہ عشق بازی سے باز نہیں آتا اور سفید بال تو ایسا سلوک کر رہے ہیں جو دشمن بھی نہ کرے۔ آہو چشم اور ماہ رو حسیناں جب دیکھتی ہیں تو ان سفید بالوں کے باعث بابا کہہ دیتی ہیں۔

بے بسی

بانہہ چھڑائے جات ہو نربل جان کے موہے

بازو جاتے کمزور سمجھ مجھے

ہردے سے جب جاؤ تو مرد بدوں میں توئے

دل اگر سمجھوں تجھے

ترجمہ :- محبوب ناراض ہوکر جا رہے تھے حسینہ کہتی ہے۔ چونکہ میں نازک اور کمزور ہوں۔ میرے بازوؤں میں قوت نہیں اس لیے چھڑا کر جا رہے ہو۔ میں تو تمہیں مرد تب سمجھوں گی اگر میرے دل سے بھی نکل سکو۔

آنکھوں کا شعار

دل چندرے نوں کیہا بتیرا

بدبخت کو کہا بہت

نہ منگ نین نلجے

بے حیا آنکھیں طلب

ساری دُنیا تک تک چھب لئی

تمام دیکھ دیکھ مسخر لی

اُڈنے اجے نہ رجّے

اُڑنے والے ابھی سیر

امرت دے وچ موہرا گھولن

آبِ حیات کے میں زہر ملائیں

میل نکھارن نوروں

نتھاریں نور سے

ایسے گئے گواتیاں ہتھوں

گذرے ہاتھوں سے

سائیں پردے کجّے

خدا پردہ پوشی

ترجمہ :- عاشق اپنے دل سے مجبور ہو کر کہتا ہے ۔ اس بدبخت دل کو بہت کہا اور بہت سمجھایا کہ حسینہ کی ان بے حیا آنکھوں کی طلب چھوڑ دے ۔ یہ آنکھیں تمام دنیا کو دیکھ دیکھ کر مسخر کر چکیں مگر پھر بھی نہ تو ان کی پرواز میں کمی آئی اور نہ یہ سیر ہو سکیں ۔ یہ آنکھیں آبِ حیات میں زہر ملاتی ہیں ۔ اور خالص نور کو بلو کر اس میں سے میل نکالنا چاہتی ہیں ۔ ان گئی گذری آنکھوں سے خدا بچائے اور میری پردہ پوشی کرے ۔

مصیبت زدوں کی پناہ چترکوٹ

چترکوٹ میں رم رہے رحمٰن اودھ نریش

پھر مہاراجہ

جاں پر بپدا پڈت ہے سو آوت یہ دیش

جس مصیبت پڑتی آتا اس علاقہ

ہندی کے فاضل شاعر رحیم خاں خانخاناں جہانگیر کے زمانے میں ایک بڑے عہدے پر تھے۔ بادشاہ آپ پر ناراض ہو گئے تو آپ دہلی سے بھاگ کر چترکوٹ (ضلع باندہ میں ایک مقام جہاں رام چندر جی نے بھی بن باس کا زمانہ گزارا تھا اور جہاں بہت گھنے جنگل۔ پہاڑ۔ ندیاں اور نالے ہیں) چلے گئے۔ آپ نے وہاں سے یہ دوہا لکھ کر جہانگیر کو بھیجا جس کا مطلب یہ تھا کہ رحمٰن اُس چترکوٹ میں پناہ لے رہا ہے جہاں اودھ کے مہاراجہ سری رام چندر نے بھی بن باس کے دنوں میں اپنے بُرے دن گزارے۔ کیونکہ جس پر مصیبت پڑے وہ اس دیس میں ہی آتا ہے۔ اس دوہے کو پڑھ کر جہانگیر نے اپنا قاصد بھیج کر خاں خانخاں کو عزت و محبت کے ساتھ واپس بلا لیا۔

رفتہ رفتہ

سس سنکوچ ساہس سلل مان سنیہہ رحیم

چاند حیا قوت ارادی پانی عزت محبت

بڈت بڈت بڈھ جات گھٹت گھٹ سیم

بڑھائے بڑھائے بڑھ جاتی گھٹائے گھٹائے حد

ترجمہ ہندی کے مشہور شاعر رحیم خاں خانخاں فرماتے ہیں کہ چاند۔ حیا۔ قوت ارادی۔ پانی۔ عزت اور محبت یہ تمام اشیا رفتہ رفتہ بڑھتی ہیں اور رفتہ رفتہ گھٹ جاتی ہیں۔

پپیل کی خوش نصیبی

تھڑیاں باجھ نہ سوہندے پپل پھلاں باجھ پھلاہیاں

چھوٹے بغیر خوبصورت پھول بغیر باڑھ

ھساں نال ھمیلاں سوہندیاں بنداں نال گجرائیاں

گلو بند ساتھ ہمیل خوبصورت ہاتھوں کے بند ساتھ چوڑیاں

دھن بھاگ میرے آکھے پپل کڑیاں نے پینگھاں پائیاں

خوش نصیبی میری کہے پپیل لڑکیوں جھولے ڈالے

ساون وچ کڑیاں نے پینگھاں اسمان چڑھائیاں

موسم برشگال چڑھائے

ترجمہ :- پیپل کا درخت جب تک کہ اس کے ارد گرد چبوترہ نہ ہو خوبصورت معلوم نہیں ہوتا اور کھیت کے کنارہ کی کانٹوں والی باڑھ تب ہی حسین معلوم ہوسکتی ہے۔ اگر اس پر پھولوں والی بیل ہو۔ حسینہ کے گلے کا گلو بند ہمیل کے ساتھ ہی مناسب ہے۔ اور ہاتھوں کے بازو بند چوڑیوں کے ساتھ۔ مگر پیپل کہتا ہے میرے ارد گرد چبوترہ نہ ہوتے ہوئے بھی میں بلند اقبال و خوش نصیب ہوں کہ موسم برشگال میں نوجوان خوبصورت اور حسین لڑکیاں میری ٹہنیوں کے ساتھ جھولے ڈالتی ہیں اور یہ جھولے آسمان تک بلند جاتے ہیں۔

بُری صحبت کا نتیجہ

کرن لگے اورے کچھو کرے اور ہی کاج

(کرنے — کچھ — اور ہی — کام)

تہوں اسنگت ہوت ہے کہہ بھوکھن کوی راج

(تب ہی — بُری صحبت — ہوتی — شاعر اعظم)

ترجمہ :- ہندی کے شاعر بھوکھن کہتے ہیں۔ بُری صحبت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کرنا چاہتا ہے کچھ مگر کرتا کچھ اور ہے (جیسے کوئی شراب کو بُرا تو سمجھتا ہے مگر بُری صحبت کے باعث بُرا سمجھتے ہوئے بھی اس کو پی لیتا ہے)۔

آنکھوں کے ہاتھوں تباہی

کون کوی ایسو جو چھکیو نہ نین روپ لکھ

(شاعر — ایسا — مدہوش — آنکھیں — حُسن — دیکھ)

لال لال ڈوریں نیں بُہتے گھر گھالے ہیں

(سُرخ — سُرخ — ڈورے — والی — بہت سے — تباہ کئے)

ترجمہ :- شاعر کی بیوی کو معلوم ہوا کہ اس کے شوہر کسی حسینہ پر عاشق ہیں اور حسینہ کے حُسن کی تعریف میں شعر کہتے ہیں۔ بیوی کے اس نسوانی گلہ و شکایت کے جواب میں شاعر کہتا ہے۔ وہ کون سا شاعر ایسا ہے جو حسین آنکھیں دیکھ کر مدہوش اور مسخر نہ ہوگیا ہو اور شعرا پر ہی کیا منحصر ہے۔ کیا اُن سُرخ سُرخ ڈورے والی آنکھوں نے دوسرے لوگوں کے گھروں کو بھی کثرت کے ساتھ تباہ و برباد نہیں کیا۔

کاجل والی آنکھیں

چھپت چھپائے نہ چھپیں چھہر چھبیلے چھین

چھپنے والے | چھپانے سے | بکھرے | حسین | ہلاک

ایہہ کجرارے کون پہ کرت قزاقی نین

یہ | کاجل والی | کسی | پہ | کریں گی | ڈاکہ | آنکھیں

ترجمہ:۔ حسینہ گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی مگر چاروں طرف قتل و خونریزی کرنے والی آنکھیں گھونگھٹ میں چھپانے سے بھی چھپ نہ سکیں۔ سہیلی پوچھتی ہے۔ یہ کاجل والی کس معصوم و بے گناہ دل پر آج ڈاکہ ڈالنے کی فکر میں ہیں۔

حسینہ کی آنکھیں

(۱) ڈیل دار سیل دار لاج کو آہار جنھیں

جسیم | شرافت مآب | حیا | کھانا | جن کو

تیچھن مرگا سے دیکھ دیکھ رُہیت ہیں

تیز | آہو | رہتے

(۲) مین او کھنجن سے اسے انوکھے دیکھے

مچھلی | اور | مولا | مخمور | عجیب

کنج دَل ہوتیں بسیں چھُیت ہیں

کنول | جوڑہ | جن کو | زیادہ | چاہے جلتے

(۳) لکت للوہے کسکوہے چکوہے جان

حسین | سُرخ | چسک والے | چمک دار | سمجھ کر

ٹھاکر کہت سُکھ پائی رُہیت ہیں

کہتے راحت پاتے رہتے

(۴) اورن کے نین کہاں ان نینن کے لیکھے آویں

اوروں آنکھیں آنکھوں شمار آئیں

ایسے نین ہوئی تب نین کہُیت ہیں

آنکھیں ہوں آنکھیں کہلاتی

ترجمہ :- (۱) حسینہ کی آنکھیں جسیم یعنی بڑی بڑی - شرافت آب، حیا پرور ہیں - ہرن کی آنکھوں جیسی خوبصورت جن کو انسان دیکھتا ہی رہے - (۲) ان آنکھوں کو مچھلی اور مور کی آنکھوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جو مخمور اور کنول کے پھولوں کا جوڑہ ہیں - اور جن کی تمام دنیا طالب ہے - (۳) یہ آنکھیں سُرخ - چسکدار اور چمکدار ہیں - جن کو دیکھنے والے راحت محسوس کرتے ہیں - (۴) دوسروں کی آنکھیں حسینہ کی آنکھوں کے مقابلے پر شمار میں کیا آئیں، کیونکہ آنکھیں تو وہی آنکھیں کہلا سکتی ہیں جو حسینہ کی آنکھوں جیسی ہوں -

---

عشق کا اثر

جب جب واد سُدھ کیجے تب تب سُدھ جائی

اُن کا خیال ہوش جاتی

آنکھن آنکھ لگی رہیں آنکھیں لاگت نائی

آنکھوں سے لگتی نہیں

ترجمہ :- یہ دوہا بہت دلچسپ ہے - عاشق کہتا ہے - جب اُن کا خیال آتا ہے تو ہوش و حواس کھو دیتا ہوں - اور جب تک اُن سے آنکھیں لگی رہیں (یعنی ان کو دیکھتا رہوں) تو آنکھ نہیں لگتی نیند نہیں آتی یعنی دونوں صورتوں میں مصیبت ہے - ذہن میں خیال آیا تو ذہن معطل اور آنکھ نے دیکھا تو نیند حرام -

---

آنکھوں کا اُلٹا اشعار

اَرے من ریت بچتر یہ تیئے نینن کی جیت

اے عجیب آنکھیں ہوشیار

وِش کا جرنج کھائیکے جیئے اورت کو لیت

زہر کا جل ہمیشہ کھاکر زندگی دوسروں کی لیتیں

ترجمہ :- شاعر اپنے دل کو تنبیہ کرتا ہے کہ اے دل! حسینہ کی آنکھوں سے ہوشیار رہنا۔ ان کا شعار عجیب ہے۔ یہ ہر روز سیاہ زہر (طب کی کتابوں میں زہر کا رنگ سیاہ لکھا گیا ہے اور آبحیات کا سفید) یعنی کاجل تو خود کھاتی ہیں، مگر زندگی دوسروں کی ختم کرتی ہیں۔

عشق کی آگ

گئی آگ اُر لائے آگ لین آئی جو تئے

حسینہ لینے لگائے دل

لاگی ناہیں بُجھائے بھبھک بھبھک بر بر اُٹھے

لگی نہیں شعلے شعلے جل جل

ترجمہ :- جب دیا سلائی کا رواج نہ تھا تو لوگ ایک دوسرے کے گھر سے آگ لاکر اپنے ہاں چولھا جلالیا کرتے تھے۔ حسینہ گئی تو تھی پڑوسیوں کے ہاں آگ لینے۔ مگر وہاں خود ہی عشق و محبت کی چنگاریاں چھوڑ آئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پڑوسی کے دل میں پریم کی آگ لگ گئی اور ایسی لگی کہ بجھنے میں نہیں آتی اور لمحہ بہ لمحہ اس کے شعلے بلند ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

فیاضی اور کنجوسی کا اندازہ

رحمن دان دِرِدر تر تؤ جانچوے یوگ

قابل اندازہ تب ہی کنجوسی فیاضی

جیوں سرتن سوکھا پرے کنواں کھناوت لوگ

کھودتے پڑے خشک ندی جس طرح

ترجمہ :- رحمن فرماتے ہیں۔ فیاضی اور کنجوسی کے فرق کا اندازہ تو ضرورت کے وقت ہی لگایا جاسکتا ہے۔ جس طرح ندی خشک ہو جائے تو پانی نہ ملنے کے باعث لوگ کنواں کھودنا شروع کر دیتے ہیں (یعنی جب فیاض لوگ روپیہ دیتے ہیں تو لینے والے اس وقت اس کی قدر نہیں کرتے مگر اس فیاضی کو تب محسوس کرتے

ہیں۔ جب روپیہ کا ملنا بند ہو جائے)

آنکھوں کی سیاہ پُتلی

رحمن پُتری شیام منھوں جلج مدھوکر لسے

پُتلی سیاہ یعنی پانی کا کنول بھونرا چمٹ رہا

کیدھوں شالگرام رُوپے کے ارگھا دھرے

یا کہ چاندی پوجا کے برتن رکھا

ترجمہ:۔ رحمن کہتے ہیں حسین اور سفید آنکھ میں سیاہ رنگ کی پتلی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کنول کے پھول کو بھونرا چمٹ رہا ہو۔ یا پوجا کے چاندی کے سفید برتن (ارگھا) میں شیام رنگ کے شالگرام براجمان (تشریف فرما) ہوں۔

گوری تیرے نین کاجر بن کارے

چلو سنگار کہا کرو سہج ہرو من مین

کیوں بلا تکلف فتح دل محبوب

ایسے ہی نیکے لگیں بن کاجر کے نین

حسین معلوم ہوتیں بغیر کاجل آنکھیں

ترجمہ:۔ حسینہ اپنے محبوب کے ہاں جا رہی تھی۔ اور جانے سے پہلے سنگار کرنے لگی تو حسینہ کی سہیلی کہتی ہے۔ تم جاؤ بھی۔ سنگار کیا کرتی ہو۔ تمہاری آنکھیں تو بغیر کاجل کے ہی ایسی حسین ہیں کہ اپنے محبوب کے دل پر بغیر تکلف کے فتح حاصل کرو گی۔

ناگن آنکھیں

ناگن پُتری نین کی رہی کونڈری کھائے

پُتلی آنکھوں کنڈلی

بیرن بھوگی ...ی کی دیکھت ہی ... جائے

دشمن جان دیکھے ہکم

ترجمہ :۔ آنکھوں کی سیاہ پتلی زہریلی سانپن (ناگن) ہے۔ جو آنکھ کی سفیدی کے اندر کنڈلی مار کر بیٹھی ہے۔ یہ انسان کی بھوکی اور دشمن ہے جو دیکھتے ہی ڈس لیتی ہے۔

سولہ سنگار

پرتھم سکل سُچ مجن امل باس
اول تمام اُبٹن غسل صاف لباس

جاوک سودیش کیش پاسن سدھاربو
مہندی حسین بال زلف مانگ

انگراگ بھوکھن وِوِدھ مُکھ باس راگ
چندن لیپ زیور بہت اقسام مُنہ خوشبو موسیقی

کنجل کلت بول لوچن نہاربو
کاجل موزوں چنچل آنکھیں دیکھتیں

بولن ہنس چِت چاتری چلن چارو
بولتی ہنسی دل ہوشیار شعار پسندیدہ

پل پل پرت پتی برت پری پاربو
لمحہ لمحہ مخاطب شوہر پرست طریقہ

کیشو داس سبلاس کرہو کنور رادھے
اچھا استعمال کرے شہزادی رادھکا

یہہ بدھ سورہ سنگارن سنگاربو
اس طرح سولہ سنگار کے سنگار ہیں

ترجمہ :۔ سولہ سنگار کی تعریف یہ ہے۔ اُبٹن اور غسل کرنے کے بعد تمام جسم پاک ہو۔ اچھا صاف ستھرا لباس ہو۔ پاؤں مہندی سے سُرخ رنگ کے ساتھ حسین ہوں۔ بال لمبے اور مانگ و زلفیں خوبصورت

ہوں۔ پیشانی پہ بندی لگی ہو۔ مختلف اقسام کے زیور پہنے ہوں۔ مُنہ میں خوشبو دار اور موسیقی کے دلکش راگ۔ ہوں۔ آنکھیں چنچل ہوں جن میں موزوں طریقہ سے کاجل لگا یا ہوا ہو۔ ہوشیار پسندیدہ دل اور اچھے شعار کی ہنستی بولتی لمحہ لمحہ کے بعد یہ شوہر پرست اپنے محبوب کے ساتھ مخاطب ہوتی ہو۔ ہندی کے شاعر کیشو داس کہتے ہیں کہ یہ صفات جو سری کرشن کی محبوبہ شہزادی رادھکا میں تھیں۔ اگر کسی عورت میں ہوں تو وہ سولہ سنگار والی کہلا سکتی ہے۔

سخت اشیا

کچ کٹھور نِھج مول من ورن بجّر کہہ بِھت

چھاتیاں بے رحم کندھا خود غرض بجر خوف

دھاتُو ہاڈ ہیرا ہیو برھی جن کے چِت

دھات ہڈی دل ہجھوہ لوگ دل

شوُرن کے تن سُوم من کاٹھ کمٹھ کی پیٹھ

بہادر جسم کنجوس دل لکڑی کچھوا پشت

کیشو سوکھو چام ارو ہٹھ شٹھ دُرجن ڈیٹھ

سوکھا چمڑا اور ضد بدقماش بدطینت نگاہ

ترجمہ :۔ سختی ان اشیاء میں پائی جاتی ہے۔ عورت کی چھاتیاں۔ بے رحم انسان۔ کندھا۔ خود غرض شخص، لوہے کا ہتھیار بجّر۔ خوف۔ دھات۔ ہڈی۔ ہیرا۔ مہجور لوگوں کا دل۔ بہادر کا جسم۔ کنجوس کا دل۔ لکڑی۔ کچھوے کی پُشت۔ سوکھا چمڑا۔ بدقماش کی ضد اور بدطینت شخص کی نگاہ۔

خوشی کے آنسو

بچھرت روت دوہن کے سکھی یہ روپ لکھے نہ

مفارقت روتے دونوں سہیلی منظر دیکھا

دُکھ انسوا ہیئے نین ہیں سُکھ انسوا تیئے نین

تکلیف آنسو آنکھیں

ترجمہ :۔ حسینہ کی محبت اپنے شوہر سے نہ تھی ۔ اس کا عشق ایک دوسرے سے تھا ۔ شوہر پردیس جا رہا تھا تو مفارقت کے وقت دونوں کے آنسو نکل آئے ۔ اس منظر کو دیکھ کر ایک سہیلی دوسری سہیلی سے کہتی ہے ۔ مفارقت کے وقت دونوں رو رہے ہیں ۔ شوہر تو بیوی کی جدائی کے صدمہ سے رو رہا ہے ۔ مگر بیوی خوشی کے آنسو رو رہی ہے کیونکہ اب اس کو اپنے محبوب سے ملنے کا موقع نصیب ہوگا ۔

آنکھوں کے باعث تباہی

لوک لاج کُل دھرم دھن ارو چاہیں سُکھ چین
دُنیا عزت خاندان ایمان دولت اور آرام راحت

سپنے ہوں مت کیجیو بھُول بھروسو نین
خواب میں بھی بھروسہ آنکھیں

ترجمہ :۔ اگر دنیا کی عزت ۔ خاندان ۔ ایمان ۔ دولت اور آرام و راحت چاہتے ہو تو آنکھوں پر کبھی خواب میں بھی بھروسہ نہ کرنا (یعنی یہ آنکھیں اگر کسی سے لڑ گئیں تو سب کچھ تباہ کر دیں گی)

آنکھوں کا اثر دل پر

ہیرا بن ہیرا کنی کبھوں نہ بیدھی جائے
بغیر کبھی کاٹا

من ہیرا تُو درگ کمل سہجے بیدھت آئے
دل تمہارے آنکھیں کنول آسانی سے کاٹا

ترجمہ :۔ ہیرا بغیر ہیرے کی کنی کے کاٹا نہیں جاتا ۔ مگر انسان کا دل جو ہیرا ہے اس کو حسینہ کی آنکھوں کا کنول پھول آسانی کے ساتھ کاٹ کر رکھ دیتا ہے ۔

زخمی دل کی دوا

نین بان جہیں اُر چھدیں کسکت لیت نہ سانس
آنکھیں تیر

پیتمے اُن کی ہے دوا ملے نہ بید سے پاس

محبوب — ویدوں

ترجمہ :- جس دل کو آنکھوں کے تیر نے چھید دیا اُس دل میں پھر نہ تو کسک پیدا ہوتی ہے نہ سانس۔ اس زخمی دل کی دوا ویدوں یا حکیموں کے پاس نہیں۔ اگر دوا ہے تو صرف اس کا محبوب۔

رادھکا کی آنکھیں

(۱) دیرگھ اُجارے کجرارے بھرے پریم نند

بڑے — چمکدار — کاجل والے — محبت — راحت

کوک نند کیسے دَل راجت بھنور سے

کنول — بیٹا — میدان — خوبصورت

(۲) سُگھر سلونے کے مبارک سُدھا کے دَونے

اچھے بنے — آب حیات — برتن

چھب کے بچھونے کے امتا سے گھر سے

حُسن — بہشت

(۳) لاج کے جہاج کدھوں مان کے براجمان

حیا — جہاز — یعنی — وقار — مقیم

رادھکا سُجان آج تیرے دِرگ در سے

ذہین — آنکھیں — دروازہ

(۴) چاکر چکور بھئے مرگ داس مول لیئے

خادم — ہوئے — ہرن — غلام — خریدے

کھنجن کھواس بھئے سفرین پھر سے

ممولا

ترجمہ :- رادھکا کی آنکھیں بڑی چمکدار۔ کاجل والی جن میں محبت کی راحت کے جام بھرے ہیں۔ اُن کی پُتلی کی سیاہی ایسی خوبصورت جیسے سیاہ بھنورا کنول کی گود میں بیٹھا حُسن و خوبصورتی کے میدان میں مچل رہا ہو (۲) اچھی بناوٹ کی سلونی جیسے برتن میں آب حیات رکھا ہو یا بہشت میں حُسن و خوبصورتی کا بچھونا بچھا ہو۔ (۳) یا یہ کہیئے کہ حیا کے جہاز میں وقار مقیم ہو۔ اے رادھکا تیری آنکھوں میں سے تیری ذہانت کا اظہار ہو رہا ہے (۴) ان آنکھوں کے سامنے چکور (چاند کا عاشق) خدمت گذار ہے۔ ہرن زرخرید غلام ہے۔ کنول ایک خواص کی حیثیت رکھتا ہے اور خوبصورت پروں والی سفرین مچھلی ادنیٰ سی ہے۔

محبوب کا انتظار

(۱) آ مِل ماہی میں ماندی ہاں

محبوب بیمار ہوں

بے وس برہوں دی باندی ہاں

بس ہجر کی غلام ہوں

(۲) عشق اویڑے دشمن ویڑھے

بے ڈھب محلہ

سس نناناں کرم بکھیڑے

ساس نندیں کریں مذاق

(۳) اَمڑی جُڑ جُڑ لاوم جھیڑے

ماں زور زور کرتیں جھگڑا

بابل دیہ نہ بھاندی ہاں

باپ بھائی بھاتی ہوں

(۴) کھیڑے بھیڑے سخت ستاون

گاؤں بُرے ستائے

نیڑے وسدے مارن آون

قریب رہتے مارے آتے

(۵) سینگیاں سُرتیاں تہمت لاون

سہیلیاں چالاک لگاتی

کلہڑی پئی کرلاندی ہاں

تنہا پڑی تڑپتی ہوں

(۶) سیجھ سڑیندی لنبے لیندی

سیج جلتی آگ لگاتی

گانے گہنے پھُل نہ پیندی

چوڑیاں زیور پھُول پہننا

تُوں تلیندی چوُڑ جلیندی

تو شک تل رہی چوڑیاں جلاتی

روندی تے غم کھاندی ہاں

روتی اور کھاتی ہوں

(۸) دو کھڑے پانواں نیہہ نبھاواں

مصائب برداشت محبت نبھاتی

توں بن کینوں کوک سُناواں

تمہارے بغیر کس کو چیخ و پکار سناؤں

(۹) تپدیں کھپدیں وقت ونجاواں

مضطرب پریشان صرف کروں

ول ول جھوکاں جاندی ہاں

بار بار دیار محبوب جاتی ہوں

(۱۰) مولیٰ جھوکاں بیگیر وسیس

خدا دیار محبوب پھر آباد

سارا روگ اندر دا ویسی

تمام کا چلا جائے گا

(۱۱) یار فریدؔ انگن پوَن پیسی

محبوب صحن پاؤں رکھے گا

ڈیسم باہنہ سراندیاں

میں دوں گی بازو سرہانہ

ترجمہ :- (۱) اے میرے محبوب ! آ مجھ سے مِل میں بیمارِ عشق ہوں ۔ ہجر کی بے بس و مجبور غلام ہوں (۲) ایک تو بے ڈھب عشق سے سابقہ ۔ محلے کے لوگ دشمن ۔ ساس اور نندیں مذاق اڑاتی ہیں (۳) ماں دن رات جھگڑتی ہے ۔ مجھے نہ باپ پسند کرتا ہے نہ بھائی ہمدرد و غمگسار ہے (۴) گاؤں کے بُرے لوگ ہیں جو ستاتے ہیں ۔ قریب رہنے والے ہمسایہ مارنے کو آتے ہیں (۵) سہیلیاں تہمت تراشی سے باز نہیں آتیں میں تنہائی میں پڑی تمہاری یاد میں بے چین تڑپ رہی ہوں (۶) پھولوں کی سیج آگ کی طرح جلاتی ہے ۔ سہاگ کی چوڑیاں ۔ پھول اور زیور پہننا میں نے ترک کر دیا ہے (۷) سردیوں کے موسم میں توشک میرے لئے اس طرح عذاب کا باعث ہے جیسے کوئی گرم تیل میں تلا جا رہا ہو ۔ میری چوڑیاں مجھے جلائے جا رہی ہیں ۔ میں تمہارے فراق میں روتی اور غم کھاتی ہوں ۔ (۸) میں دُکھ اور تکلیف برداشت کر رہی ہوں مگر عشق و محبت کو نبھائے چلی جا رہی ہوں ۔ میں تمہارے بغیر اپنی آہ و پکار کس کو سناؤں ۔ (۹) میں مضطرب و پریشان اپنا وقت صرف کر رہی ہوں ۔ بار بار محبوب کی طرف دیوانہ وار جاتی ہوں ۔ (۱۰) خدا میرے محبوب کے گھر (میرے دل) کو پھر آباد کرے گا تو میرے دل کا روگ دور ہو گا ۔ اے خدا میرا محبوب کب میرے صحن میں قدم رکھے گا اور میرے بازو میرے محبوب کے سر کے لئے تکیہ کا کام دیں گے ۔

عشق اور آنکھیں

میں نہ ڈِٹھی ایسی وسا جیسی کیتی نَین

دیکھی حالت کی عشق

تب تیں لاگے نین نیہہ جب تیں لُاگے نین

سے لگی آنکھیں نہیں سے لگی آنکھیں

ترجمہ :- جیسی ... [illegible] ... گزر جاتی ہے ۔ کہتی ہے

میں نے ایسی کیفیت کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی جیسی عشق میں۔ جب سے اس محبوب سے آنکھیں لگی ہیں (لڑی ہیں) آنکھیں نہیں لگتیں (نیند نہیں آتی)

کنول نما آنکھیں

روپ سرووَر ماہیں تُب پھُولے نین سروج

حُسن دریا میں تمہارا کِھلا آنکھیں کنول

تا ہت الی نیہی تہاں آوت دورے روج

تو لئے حسینہ عاشق تمہارے ہاں آتا دوڑ کر ہر روز

ترجمہ:۔ عاشق کو چین نہیں۔ حسینہ کو دیکھنے کے لئے باربار کوچۂ یار میں آتا ہے۔ حسینہ کی سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ تمہارے دریائے حُسن میں آنکھوں کا کنول کھلا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمہارا عاشق کنول دیکھنے کے لئے باربار ہر روز بھاگا آتا ہے۔

محبّت کا قرض

رُوپ نگر میں بست ہیں نگر سیٹھ تُب نین

حُسن بستی رہتے بستی اُس آنکھیں

من جامن لے نیہین لگے پُنج چھب دین

دل ضامن محبت سے تمام حُسن دینے

ترجمہ:۔ تمہاری آنکھوں کی کیفیت یہ ہے۔ یہ آنکھیں حُسن کی بستی میں ایک سیٹھ ہیں۔ جنھوں نے محبت کے قرض میں دل کو ضامن کے طور پر لیا تھا مگر اب اس کے معاوضہ میں تمام حُسن کے ہی مالک بن گئے۔

ہستنی عورت

تھول انگولی چرن مکھ ادھر بھر گٹ بول

موٹے انگلیاں پاؤں ہونٹ گردن زبان

ات تیکھن بہو لوم تن مند چال چت لول

انتہائی تیز زیادہ بال جسم بھدی دل ہرجائی

ترجمہ :- سنسکرت لٹریچر میں عورت کو چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پدمنی - چترنی - سنکھنی اور ہستنی - چنانچہ اس دوہے میں ہستنی کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ ہاتھوں کی موٹی انگلیاں۔ موٹے پاؤں۔ بے ڈھب بڑا چہرہ موٹے ہونٹ اور بھویں۔ کڑوی زبان اور باتیں انتہائی تیز اور کثرت کے ساتھ جسم پر بال۔ بھدی چال اور دل ہرجائی۔

آنکھیں - زبان اور دل کے بعد

نین بین من مل رہے چاہے ملن شریر

آنکھیں زبان دل چاہتا ملنے کے لیے جسم

کہے کیشو ابھیلاکھ یہ ورنت ہیں مت دھیر

کہتے آرزو بیان لائق اور سنجیدہ

ترجمہ :- سنجیدہ - لائق اور تجربہ کار لوگوں کا تجربہ یہ ہے کہ جب آنکھیں - زبان اور دل (محبوبہ سے) ملنے کا مرحلہ طے کر لیں تو پھر جسم میں ملنے کی آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔

ہمدردی کے مستحق

پنگ گُنگ روگی بنک بھیت بھوکھیت جان

لنگڑا گونگا بیمار خانہ بدوش خوف زدہ فاقہ کش سمجھے

اندھ اناتھ اجاد سشو ابلا ابل بکھان

اندھا محتاج بے یار و مددگار بچہ عورت کمزور بیان کرنا

ترجمہ :- یہ لوگ ہمدردی کے مستحق ہیں۔ لنگڑے - گونگے - بیمار - خانہ بدوش - خوف زدہ - فاقہ کش - اندھے - محتاج - بے یار و مددگار - بچے - عورتیں اور کمزور -

---

آنسو

بن دیکھیں دُکھ کے چلیں دیکھیں سُکھ کے جاہیں

بغیر دیکھے چلتے دیکھنے راحت جائیں

کہو لال! ان درگن کے انسواں کیوں ٹھہراہیں

آنکھوں آنسو بند کریں

ترجمہ :- ان آنسوؤں کی بھی عجیب کیفیت ہے۔ جب محبوب کو نہ دیکھیں تو جدائی کے باعث دُکھ دے کر آنکھوں سے بہتے ہیں۔ اور جب دیکھیں تو خوشی، مسرت اور راحت کے باعث بہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ آنکھوں کے ان آنسوؤں کو بہنے سے کیونکر روکا جائے۔

آنکھوں کی دُشمنی

ہٹکت ہٹکت ہیو ہٹ دھٹیو نکیلی سین

منع کرتی منع کرتی دِل ضد بُری عادت نوکدار سان

کا کریئے کوؤ گیرو نہ بیری اپنے ای نین

کیا کریں کوئی غیر دشمن ہی آنکھیں

ترجمہ :- دل کو ضد سے باز آنے کے لئے بار بار منع کرتی رہی کہ یہ ان نوکدار آنکھوں سے متاثر نہ ہو (جو ایسی ہیں جیسے سان پر تیز کی گئیں) مگر دل نہیں مانتا۔ میں کیا کروں۔ یہ آنکھیں بیگانہ نہ تھیں۔ اپنی ہی تھیں۔ مگر بدنصیبی کہ اپنے ہی دشمن ہو گئے۔ جنھوں نے دل کو تباہ کر دیا۔

آنکھوں کا شعار

دِرگ درجی گہ من بن بیونتت ہٹ کے ہاٹ

آنکھیں درزی گرفت دل رہائش کاٹ چھانٹ دُکان دکانیں

کتر بیونت جانت نہیں سیکھے سُودھی کاٹ

کاٹنا

ترجمہ :- یہ آنکھیں تو ایسا درزی ہیں جو نہ اچھی طرح سے کاٹنا جانتی ہیں۔ نہ تراشنا اور نہ سینا۔ صرف سیدھا کاٹنا سیکھی ہیں۔ مگر دل کو مضبوطی سے گرفت کر کے اور اس کے اندر رہ کر تھوک کے تھوک مال کو اندھا دھند کاٹتی چلی جا رہی ہیں۔

مہجورہ کی برسات

(۱) ڈوکھڑے پوکھڑے آیم
دُکھ تکلیف — حصّہ — آئے

خوشیاں بھاونڑوں رہیّاں
پسندیدگی — رہ گئیں

(۲) چانڈریا راتیں برہوں براتیں
چاندنی — فراق

سیاں کھیڈن گیاں
سہیلیاں — کھیلنے — گئیں

(۳) رُت ساون دی مینھ برساتیں
موسم — برشگال — کی — بارش

رل مل دھانوں پیّاں
غسل — کر رہی

(۴) صدقے کیتا نال نہ نیتا
قربان — کیا — ہمراہ — لے گیا

پکڑ نہ کھیڑا بیاں
ہیر کی سسرال — بازو

(۵) روز ازل دا وارث ساڈا
کا ہمارا

توں ہیں رانجھن سائیاں
تو رانجھا محبوب آقا

(۶) وِسرم سارا راج ببانہ
بھول گیا تمام والدین

وِسریاں سینگیاں سیّاں
بھول گیا سہیلیاں ہمجولیاں

(۷) سُکڑے سوہرے خویش قبیلے
رشتہ دار سُسرال عزیز خاندان کے لوگ

سَٹ تیڈڑی تھیّاں
پھینک تیری ہوگئی

(۸) سینگیاں سُرتیاں شہر سہاون
سہیلیاں ہمجولیاں رونق

میں وت پوڑے لیّاں
پھر چھوٹے پودے جھنکار

(۹) عشق فرید کوں خلعت ڈتڑی
کو دی

مونہہ سِر بھُسڑ چھیّاں
مُنہ خاک مٹی

ترجمہ :- (۱) اس موسم برشگال میں میرے حصے میں دُکھ و تکلیفیں آئیں۔ خوشی میرے لئے راحت بخش

اور پسندیدہ نہیں ۔ (۲) چاندنی راتوں کو جو میرے لئے فراق کی برات ثابت ہو رہی ہیں ۔ میری سہیلیاں کھیلنے گئی ہیں ۔ (۳) آہ! یہ موسم برشگال ۔ آسمان سے پانی برس رہا ہے اور اس میں میری سہیلیاں مل جل کر غسل کر رہی ہیں ۔ اے میری سسرال کے وطن (کھیڑے) تجھے اپنے محبوب (رانجھا) کے قدموں پر قربان کر دوں مجھے نہ روک میرے محبوب کے پاس جانے دے ۔ (۵) میرا سرتاج اور میرا وارث روزِ ازل سے صرف میرا محبوب ہے ۔ (۶) محبوب کی یاد کے باعث مجھے اپنے والدین کا راج اور اس کا آرام و راحت بھی بھول گیا ۔ اور میں اپنی سہیلیوں اور ہمجولیوں کو بھی فراموش کر گئی ۔ (۷) اے محبوب ۔ رشتہ دار ۔ عزیز و آقارب ۔ سسرال اور خاندان کے لوگ ان سب سے الگ ہو کر میں صرف تیری ہو گئی (۸) میری سہیلیاں اور ہمجولیاں وطن کے لئے باعث رونق ہوں مگر میں تو اپنے محبوب کے فراق میں جنگل کی گھاس اور جھاڑ جھنکاڑ کی طرح تباہ حال ہوں ۔ (۹) یعنی اے موسم برشگال میں بھی جب کہ ہر جگہ جل تھل ہے اس عشق کے باعث خدا نے میرے مُنہ کو خشک خاک اور سر کو اُڑ رہی مٹی کا خلعت فاخرہ عطا کیا ہے ۔

حسینہ کے دانت

كَاَنَّمَا تَبْسِمُ عَنْ لُوْلُوءٍ

گویا کہ — وہ مُسکراتی ہے — موتیوں

مُنَفَّذٍ ، اَوْ بَرَدٍ اَوْ اَقَاحٍ

نیچے اُوپر — اولہ — اور — گل بابونہ سے

ترجمہ :- موتیوں جیسے دانتوں کے ساتھ جب وہ حسینہ مسکراتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بابونہ کا پھول کھل رہا ہے ۔

دہن کے موتی

نَفْسِی الفِدَاءُ لِثَغْرٍ رَاقَ مَبْسِمُہ

دل و جان — قربان — دانتوں پر — آراستہ — مُنہ

وَزَانَہٗ شَنَبٌ نَاهِكَ مِنْ شَنَبٍ

زینت دی — سفید دانت نے — کافی ہے — خوش آبی

يَفْتَرُّ عَنْ لُوْلُوءٍ رَطْبٍ وَعَنْ بَرَدٍ

مُسکراتی ہے — اولوں

وَعَنْ اَقَاحٍ وَعَنْ طَلْعٍ وَعَنْ حَبَبٍ

بلبلوں سے اور شگوفوں بابونہ

ترجمہ :- تصدق جان و دل ان دانتوں کی خوبصورتی پر کہ جنھوں نے دہن کی خوشنمائی میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ تمام دنیا کی نعمتیں اُن دانتوں کی خوبصورتی پر قربان کہ جن کے ہوتے ہوئے کسی اور آب و تاب کی ضرورت نہیں۔ (۲) وہ حُسنِ خود آرا جب مُسکراتی ہے تو اس کے خوبصورت دانتوں کو دیکھ کر موتیوں کے بکھرنے، اولوں کے برسنے، گل بابونہ اور شگوفوں کے کھِلنے کا دھوکہ ہوتا ہے۔

رُخصت کے آنسو

فَاَمْطَرَتْ لُؤْلُؤًا مِنْ نَرْجِسٍ وَسَقَتْ

برسائے موتی نرگس سیراب کیا

وَرْدًا وَعَضَّتْ عَلَى الْعُنَّابِ بِالْبَرَدِ

گلاب کا پھول کاٹا عُناب دانتوں

ترجمہ :- محبوب نے نرگسی نگاہوں سے رخصتی کے وقت آنسو بہائے کہ رخسارہ تک سیراب ہو گئے اور انتہائی ندامت کے عالم میں اُس نے اپنی اُنگلیوں کو منہ میں لیا۔

آنکھوں کی معصومیت تباہ کُن

(۱) جھومیں جھکیں اُجھکیں پھر جُھوم

جھومنے جھکتے اُبھرتے

مہاں مد ماتے کھڑے ای رہیں

انتہائی نشہ مست کھڑے ہی

(۲) ٹارے ٹریں نہ مداندھ بھُبے پھر

ٹالنے ٹلیں مخمور ہوئے

ٹھور ہی ٹھور ارے ای رہیں

جگہ جگہ اڑے رہی

(۳) کُنجر سے دِرگ تیرے بھٹو

ہاتھی آنکھیں حسینہ

گُن کے گُن مال گرے ای رہیں

ڈورہ ڈورہ مالا گلے ہی

(۴) کھون کریں سب عالم کو

خون کا

پھر لاج کے آندو پرے ای رہیں

حیا بیڑی پڑے ہی

ترجمہ :- (۱) جھومتے۔ جھکتے۔ اُبھرتے۔ پھر جھومتے۔ نشہ میں انتہائی مخمور اور مست ہوتے ہوئے بھی کھڑے رہتے۔ (۲) مخمور۔ ٹالنے سے بھی نہ ٹلنے والے۔ اپنی جگہ پہ وقار کے ساتھ قائم اور اڑے ہوئے۔ (۳) اے حسینہ تیری آنکھوں کی فطرت ہاتھی کی سی ہے۔ اگر کسی کے گلے پڑ جائیں تو گلے کی مالا کی طرح گلے پڑے ہی رہیں۔ (۴) اور تمام دُنیا کا تو خون کریں مگر ان کے پاؤں میں حیا کی بیڑیاں پڑی ہی رہتی ہیں۔

نِقاب

سَأَلتُهَا حِيْنَ زَارَتْ نَضْوَ بُرْقُعِهَا

درخواست کی ملاقات کی اُتارنے نقاب

اَلْقَانِیْ وِ ایدَاعِ سَمْعِیْ وَاَطْیَبَ الْخَبَرِیْ

سُرخ سپرد کرنا کان اچھی بات چیت

ترجمہ :- میں نے اس جانِ تمنّا سے شب وصال "گہری سرخ" نقاب اُتار دینے کی گزارش کی اور یہ کہ وہ مجھ سے پیار و محبت کی باتیں کرے۔

فَزَحْزَحَتْ شَفَقًا غَشِیَّ سَنَا قَمَرٍ

اُتار دیا نقاب چھپایا روشن چاند

وَ سَاقَطَتْ لُوْلُوٍ مِنْ خَاتِمٍ عِطِرٍ

گرایا موتی انگشتری معطّر

ترجمہ:- چنانچہ اُس نے میری درخواست قبول کرلی اور سُرخ نقاب اُتار پھینکی، جس نے اس کے چاند جیسے چہرہ کی چمک دمک کو چھپا رکھا تھا اور وہ مجھ سے بہت دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتی رہی۔

الوداع

اَقْبَلَتْ يَوْمَ جَدَّ الْبَيْنِ فِيْ حُلَلٍ

آئی جُدائی کے دن لباس

اَسْوَدٍ تَقُضُّ بَنَانَ النَّادِمِ الْحَصَرِ

سیاہ کاٹتی تھی انگلیاں شرمندگی خاموشی سے

ترجمہ:- جس دن سلمیٰ کے قافلہ کا کوچ تھا وہ مُنہ اندھیرے سیاہ لباس میں آئی۔ اس کے چہرے پہ افسردگی اور ندامت کا عالم طاری تھا۔ اسی جدائی کے عالم میں وہ اپنے دانتوں میں انگلیاں لے رہی تھی۔ اس نے یاس و حسرت کے عالم میں ایک بار مجھے دیکھا اور پھر ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئی۔

حسینہ کی غلامی

اَصَمُّ اِذَا نُوْدِيْتُ بِاسْمٍ وَاُبْنَيَّ

گونگا ہوگیا بُلایا گیا اپنے نام یا بیٹے کے نام سے

اِذَا قِيْلَ لِيْ يَا عَبْدُهَا يَسْمَعُ

جیسا کہا گیا مجھے سے غلام سنتا ہے

لَا تَدْ عُنِيْ اِلَّا بِيَا عَبْدِهَا

نہ پکارو مجھے بجز اور اس کے غلام

فَاِنَّهٗ اَشْرَفُ اَسْمَائِيْ

نام ہے

ترجمہ :- جب کوئی میرا نام لے کر پکارتا ہے تو میں بہرہ بن جاتا ہوں، لیکن جب کوئی اس کا غلام کہہ کر بلاتا ہے تو فوراً بول اٹھتا ہوں۔ اس لئے اے دوستو! مجھے تو بس یہی کہہ کر پکارا کرو "اے فلاں کے غلام!" کیونکہ اس سے زیادہ عزت والا نام میرے لئے اور کوئی نہیں ہے۔

نازک اندام حسینہ

(۱) چرن دھرے نہ بھوم بھرے تہاں ہی جہاں

پاؤں رکھے زمین گھومتی وہاں

پھولے پھولے پھولن بچھایو پر جنک ہے

کھلے کھلے پھول بچھائے پلنگ

(۲) بھار کے ڈرن سُکمار چارد انگن میں

بوجھ خوف نازک اندام حسین جسم کے حصے

کرت نہ انگراگ گنگم کو پنک ہے

کرتی جسم کی سُرخی زعفران مواد

(۳) کوہی متی رام دیکھ باتاین بیچ آیو

جھروکہ میں آئی

آتپ ملین ہوت بدن مینک ہے

سورج میلا ہوتا چاند

(۴) کیسے ویہہ بال لال باہر بجن آوے

وہ حسینہ محبوب تنہائی

بجن بیار لاگے لچکت لنک ہے

تنہائی ہوا لچکتی کمر

ترجمہ :- حسینہ اس قدر نازک اندام ہے کہ وہ زمین پر چلتی ہے اگرچہ جسم کی نزاکت کے باعث زمین

سے پاؤں نہیں چھوتے اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کھلے ہوئے پھولوں کی سیج پہ چہل قدمی کر رہی ہے (۲) حسینہ اپنے نازک جسم پر بوجھ پڑنے کے خوف سے نہ تو پاؤں میں مہندی لگاتی ہے نہ ہونٹوں پہ سُرخی اور نہ زعفران کو گھس کر اپنی پیشانی پہ سُرخ بندی (جب پاؤں اور ہونٹ قدرتی طور سے ہی سُرخ ہوں تو مہندی اور سُرخی کا احسان کیوں)۔ (۳) حسینہ اپنے نازک جسم کی حفاظت کے خیال سے جھروکہ میں بھی نہیں آتی کیونکہ جھروکہ میں سورج کی شعاعیں پہنچتی ہیں اور حسینہ کو خوف ہے کہ سورج کی کرنیں اس زمین کے چاند کو چھو کر میلا نہ کر دیں۔ (۴) حسینہ کی سہیلی حسینہ کے محبوب سے کہتی ہے۔ تم تو چاہتے ہو کہ حسینہ گھر سے باہر آ کر تم سے تنہائی میں مل جائے مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ تنہا باہر آنے کی صورت میں ہوا کے لگنے سے اس نازک اندام کی کمر لچکنے لگ جائے گی۔

جدائی کا صدمہ

(۱) جا دن تے چلبے کی چرچا چلائی تم

جس سے چلنے ذکر

تا دن تے وا کے پیارائی تن چھائی ہے

اُس سے اُس زرد جسم

(۲) کہے متی رام چھوڑے بھوکھن بسن پان

زیور کپڑے کھانا

سکھن سوں کھیلن ہنسن بسرائی ہے

سہیلیوں سے کھیلنا ہنسنا بھولا

(۳) آئی رتو سوربھ سوہائی پریت وا کے چیت

آیا موسم بہار پیدا محبت اُس دل

ایسے میں چلو تو لال راوری بڑائی ہے

محبوب تمہاری

(۴) سووت نہ رین دن رووت رہت بال

حسینہ روتی

بوجھے نتے کہت سُدھ مائیکے کی آئی ہے

پوچھنے سے کہتی یاد میکے

ترجمہ :۔ محبوب پردیس جانے والے ہیں حسینہ کی سہیلی حسینہ کے محبوب سے حسینہ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتی ہے :۔ (۱) جب سے آپ نے سفر میں جانے کا ذکر کیا ہے اس روز سے اس کے جسم کا رنگ زرد ہوتا چلا جا رہا ہے (۲) اس نے زیور۔ لباس اور کھانا پینا ترک کر دیا۔ نہ سہیلیوں سے کھیلتی ہے نہ ہنستی ہے۔ (۳) موسم بہار کی آمد ہے جب کہ دوسروں کی طرح اس کے دل میں بھی محبت کا جوش ہوگا۔ کیا حسینہ کی ایسی حالت میں آپ کا سفر اختیار کرنا آپ کے لئے بڑائی اور عزت کا باعث ہے (۴) آپ خیال تو کیجئے کہ اس کو رات کو نیند نہیں آتی اور تمہاری جدائی کے خوف سے دن بھر روتی ہے اور کوئی اس رونے کا سبب پوچھے تو حیا کے باعث بہانہ سازی کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اس کو میکہ یاد آرہا ہے حسینہ کی اس قابل رحم حالت میں سفر کرنا آپ کے لئے کیونکر مناسب ہے۔

آنکھوں کو تنبیہ

(۱) اج دی رات نہ سونا اکھیو

آج کی آنکھیں

ویکھنا کدھرے بُھل نہ جانا

دیکھنا کہیں بُھول

(۲) نیندر پچھے رُل نہ جانا

نیند کے لئے تباہ ہونا

اج میرے پروانے آنا

آج

(۳) سُکھ نیندر دے آکھے لگ کے

راحت نیند کہے کر

دُکھ نہ جھولی پانا

(۴) سجن آکے مُڑ نہ جاوے
محبوب کر

سُکھ بوہے توں مُڑ نہ جاوے
راحت دروازے سے

ترجمہ :- محبوب نے آنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ رات کو خاموشی کے عالم میں چپ چاپ آئیں گے حسینہ کو خوف ہے کہ اگر نیند آگئی۔ آنکھ لگ گئی۔ اور کھڑکی میں موجود نہ ہوئی تو شاید وہ واپس چلے جائیں۔ اس لئے اپنی آنکھوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے۔ (۱) تم آج کی رات نہ سونا۔ دیکھنا کہیں بھول نہ جانا (۲) میں نیند کے باعث تباہ نہ ہو جاؤں۔ تمہیں معلوم ہو کہ آج رات مجھ شمع کے پروانے نے آنا ہے (۳) نیند کی راحت کے کہنے میں آکر کہیں اپنی جھولی میں دُکھ نہ ڈال لینا۔ (۴) ایسا نہ ہو کہ نیند تم پر غالب آجائے۔ میرے محبوب آکر واپس چلے جائیں اور میرے دروازے پر آئی ہوئی میرے دل کی راحت واپس لوٹ جائے۔

کوّے کا شگون

نی اڈیئے کاگ بنیرے تے بولے
اے سہیلی کوّا منڈیر پر

اوسیاں پاوندی دا میرا نرم کلیجہ ڈولے
فال نکالتے کا دل دھڑکن

ترجمہ :- ہندوستان میں اگر کوّا منڈیر پر بیٹھ کر بولے تو پردیس گئے ہوئے گھر کے لوگوں کے واپس آنے یا مہمانوں کے آنے کا شگون سمجھا جاتا ہے۔ حسینہ اپنی سہیلی سے غمِ فراق جان کرتے ہوئے کہتی ہے۔ کوّا منڈیر پر بیٹھا بول رہا ہے۔ انتظار میں فال بھی دیکھ رہی ہوں۔ فال کا نتیجہ دیکھتے ہوئے دل دھڑکتا ہے کہ نہ معلوم فال محبوب کے آنے کا پتہ دیتی ہے یا کہ نہ آنے کا۔

شکاری آنکھیں

نین سلونے رس بھرے چھپے پلک کی اوٹ
آنکھیں

بانن ہوں تیں سرس ات کریں چوٹ پہ چوٹ

تیر سے وہ رسیلے انتہائی

ترجمہ:۔ حسینہ کی رس بھری سلونی آنکھیں۔ انتہائی رس بھرے تیروں کے ساتھ چوٹ پر چوٹ کرتی چلی جاتی ہیں اور جب ان شکاری آنکھوں کو دیکھا جائے تو جھٹ پلکوں کی اوٹ میں چھپ جاتی ہیں۔

دیوالیہ آنکھیں

ساہ کہاوت پھرت ہیں چِت سرسائی چاوٗ

ساہوکار کہلاتے پھرتے دل اچھا حسین خواہش

تیرے نین دیوالیہ من لے دیت نہ پاوٗ

آنکھیں دل دیتی واپس

ترجمہ:۔ ہر اچھے ساہوکار کا شعار ہے کہ وہ امانت طلب کرنے پر امانت واپس کر دیتا ہے۔ عاشق حسینہ سے کہتا ہے۔ تمہاری آنکھیں کہاں کی ساکھ رکھنے والی ساہوکار ہیں۔ بلکہ یہ تو دیوالیہ ہیں۔ اپنی خواہش وخوشی کے ساتھ میں نے ان کو دل دیا تھا۔ مگر یہ دل کی امانت لے کر اب واپس ہی نہیں کرتیں۔

آنکھوں کا گھائل

رے طبیب یہ بات تیں اپنے گرنتھن ہیر

ارے تم کتابوں تلاش

دِرگ گانسی جہیں اُر گڑی سو کہوں نکست پھیر

آنکھیں برچھی کی انی جس دل اُتری وہ کس طرح نکلے پھر

ترجمہ:۔ حسینہ عشق ومحبت کا شکار ہو چکی۔ دن بدن کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وید اور حکیم مرض کی تشخیص نہیں کر سکے۔ کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔ حسینہ کی ہمراز سہیلی حکیم جی سے کہتی ہے۔ حکیم جی۔ کیا غلط علاج کر رہے ہو۔ اپنی کتابوں میں دیکھ کر یہ بتاؤ کہ اگر آنکھوں کی برچھی کی تیز انی دل میں اُتر جائے تو وہ پھر کس طرح نکالی جا سکتی ہے۔

حیا کی اسیر آنکھیں

چلے راکھت روکھ نہ راہن کے

رکھتے لحاظ راہ گیر

پل پان مہابت دھنین کے

پلک ہاتھ مہاوت مالک

ڈھرے ڈہاہست ڈوھ ببیکن کے

ڈھلنا گرانا ڈھیر علم

ہرے گیانن کے گڈھ پلین کے

چھینے عقل قلعے پیسنا

گجراج بلوچن بارے ہیریا

ہاتھی آنکھیں والے حسینہ

حکمی نہیہ اے ابنین کے

حکم میں نہیں حاکم

بندھے لاج جنجیرن چوں نہ کریں

حیا زنجیر

کھلے کھون کریں دس بیسن کے

خون بیس

ترجمہ :- آنکھوں کی خصلت ہاتھی کی سی ہے۔ جب یہ چلتی ہیں تو راہ چلنے والے لوگوں کی پروا نہیں کرتیں۔ پلکیں ان کی مہاوت ہیں جن کے ہاتھوں میں یہ قابو ہیں۔ جب یہ چلتی ہیں (یعنی اِدھر اُدھر دیکھتی ہیں) تو علم وعقل کو تباہ کر کے اس کا ڈھیر کر دیتی ہیں۔ اور ہوش و حواس کے قلعوں کو پیس کر رکھ دیتی ہیں۔ حسینہ کی آنکھیں کسی حاکم کی محتاج و محکوم نہیں۔ اگر یہ لاج و حیا کی زنجیروں میں بندھی رہیں تو چوں تک نہیں کرتیں۔ اور اگر یہ حیا میں بندھی نہ ہوں، کھلی ہوں تو دس بیس کا خون کرنا اُن کے لئے معمولی بات ہے۔

پسینہ

ہرش لاج بھے کوپ شرم اتیادک تیں ہوئے

مسرت حیا خوف غصّہ وغیرہ سے ہوتا

پانی پرگٹ دیہہ میں سوید کہاوت سوئے

ظاہر جسم پسینہ کہلاتا وہ

ترجمہ:۔ پسینہ اُسے کہتے ہیں جو مسرت۔ حیا۔ خوف۔ غصّہ یا شرم وغیرہ کے باعث جسم میں سے نکلتا ظاہر ہو۔

دیّوث شوہر

کرے دوش نرسنک جو ڈرے نہ تئے کے مان

گناہ بےخوف بیوی عزت

لاج دھرے من میں نہیں نایک دھرشٹ ندان

حیا رکھے دل شوہر بےحیا نادان

ترجمہ:۔ دیّوث شوہر کی پہچان یہ ہے۔ بےخوف ہو کر گناہ کرے۔ اسے اپنی بیوی کی عزت کا بھی خیال نہ ہو۔ اس کا دل شرم محسوس نہ کرے اور یہ نادان اور بےحیا ہو۔

بدچلن شوہر

ڈرے کرت اپرادھ نہیں کرے کپٹ کی پریت

کرتے ظلم جھوٹی محبت

بچن کریا میں ات چتر سٹھ نایک کی ریت

بات چیت انتہائی چالاک بدچلن شوہر شعار

ترجمہ:۔ بدچلن شوہر کا شعار ہے کہ وہ ظلم کرتے ہوئے خوف نہیں کھاتا۔ جھوٹی اور ظاہر کی محبت

کا اظہار کرتا ہے۔ اور بات چیت میں انتہائی چالاک ہوتا ہے۔

عشق اور رسوائی

(۱) کوُ کہو کلٹا کولین اکولین کہو
کوئی کہے ہرجائی خاندانی ننگِ خاندان کہے

کوُ کہو رنکن کلنکن کُناری ہوں
کوئی کہے مفلس بدچلن بدخصلت بھی

(۲) کیسی نرلوک پرلوک ورلوکن میں
دُنیا عاقبت بہشت

لین ہیں میں ایک لوک لیکن تے نیاری ہوں
لیا غلط دُنیا راستہ الگ

(۳) تن جاوُ من جاوُ دیو گوروجن جاوُ
جسم جائے روح جائے دیوتا بزرگ جائیں

پران کین جاوُ ٹیک ٹرت نہ ٹاری ہوں
زندگی کیوں نہ جائے شعار ٹالتے ٹلے

(۴) بندرابن واری بنواری کی مکٹ واری
والے کرشن تاج والی

پیت پٹواری وہے مورت پہ واری ہوں
زرد لباس اُس تصویر پر قربان

ترجمہ :۔ سری کرشن اور رادھکا جی کے عشق کا جب لوگوں میں چرچا ہونے لگا تو رادھکا کہتی ہیں (۱) مجھے کوئی ہرجائی کہے۔ خاندان کیلئے باعث عزت کہے۔ ننگ خاندان کہے مفلس اور گداگر کہے۔ بدچلن کہے یا بدخصلت کہے مجھے کچھ پروا نہیں (۲) کیسی دنیاداری کیسی عاقبت اور کیسا بہشت اور چاہے

لوگ یہ بھی مجھ پر الزام لگا دیں کہ میں نے دوسروں کو چھوڑ کر غلط اور الگ راہ اختیار کی (۳) میرا جسم جائے میری روح جائے۔ میرے دیوتا ناراض ہو جائیں۔ میرے بزرگ بھی میرے شعار کو ناپسند کریں۔ اور میری زندگی بھی کیوں نہ چلی جائے مگر میں اپنے شعار سے قدم پیچھے نہ لے جاؤں گی (۴) میں بندرابن کے رہنے والے کرشن جس کے سر پہ مکٹ (تاج) ہے اور جو زرد رنگ کا لباس پہنتا ہے۔ اُس پہ قربان اور عاشق ہوں۔ اور اس کا علانیہ اقرار کرتی ہوں۔

رادھکا کا حُسن

(۱) ماکھن سو من دودھ سو جوبن

مکھن جیسا دل جیسا شباب

ہے دوھ تے ادھکے اُر ایٹھی

دہی سے زیادہ دل پسند

(۲) جا چھب آگے چھپاکر چھاچھ

جس کے حُسن چاند

سمیت سُدھا بُسدھا سب سیٹھی

مع آبحیات زمین ہیچ

(۳) نینن نیہہ چچو کوُ دیو

آنکھوں محبت ٹپکتا شاعر

بجھاوت بین ویوگ انگیٹھی

بجھاتے باتیں فراق آگ

(۴) ایسی رسیلی اہیری اہے

اہیرن ہے

کیوں نہ لگے من مو ہنے میٹھی

ترجمہ :۔ (۱) رادھکا جس کا دل مکھن کی طرح نرم۔ جس کا شباب دودھ کی طرح بے عیب اور جو دہی سے زیادہ دل پسند ہے۔ (۲) جس کے حسن کے سامنے چاند کی خوبصورتی بھی چھاچھ (یعنی مکھن۔ دودھ اور دہی سے ادنیٰ) کی سی حیثیت رکھتی ہے اور دنیا میں آبِ حیات بھی ہیچ ہے۔ (۳) جس کی آنکھوں سے محبت ٹپکتی ہے اور جس کی باتیں آتشِ فراق کو ٹھنڈا کرتی ہیں۔ (۴) ایسی رسیلی اہیرن (رادھکا) کیوں نہ سری کرشن کو میٹھی معلوم ہو۔

دیارِ محبوب

قِفَانَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَمَنْزِلٖ

ٹھہر — حسینہ — یاد — سے

بِسقْطِ اللِّوٰی" بَیْنَ" الدَّخُوْلِ" فَحَوْمِلٖ

جگہ کا نام — جگہ کا نام — جگہ کا نام

"فَتُوْضِحُ" "فَالْمِقْرَاۃِ" لَمْ یَعْفُ رَسْمُھَا

جگہ کا نام — جگہ کا نام — نہ محو ہوئے — آثار

لِمَا نَسَجَتْھَا مِنْ جُنُوْبٍ وَشِمَالٖ

چلنے — بادِ جنوب — بادِ شمال

ترجمہ :۔ مدت کے بعد ایک دن شاعر اُس مقام سے ہو کر گزرا، جہاں کبھی وہ اپنی پری جمال معشوقہ کے ساتھ عشق و محبت کے پُرکیف لمحے گزار چکا تھا۔

منزلِ محبوب نے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس کے قلب میں ایک حرکت پیدا ہوئی؛ اور پھر ایک بار اس نے اُس طرف دیکھا جہاں کبھی اُس نے جوانی کے نغمے اور عشق و محبت کے چشمے بہائے تھے۔

اور دفعۃً اس کی زبان پر آرزو مند قلب کی تمنا اور شوق آگئیں دل کی پکار کی صورت میں یہ نغمے جاری ہو گئے۔

اے میرے ہم نشینو! ٹھہر جاؤ۔ وہ دیکھو۔ دیارِ محبوب آگیا، مجھے محبوب اور اس کی منزل کی یاد کر کے آنسوؤں کی نذرِ عقیدت پیش کرنی ہے۔

یہی تو اب میری محبت کی ایک یادگار رہ گئی جس کے نشان شمالی اور جنوبی ہواؤں سے بھی محو نہ ہو سکے۔

چراغ کو علیحدگی کا صدمہ

دیپک ہیئے چھپائے نول بدھو گھر لے چلی

چراغ سینہ چھپا کر نئی بہو

کر وہین پچھتائے کچھ لکھ نج سیسے دُھنے

علیحدگی چھاتی دکھ قریب سر

ترجمہ :۔ حسینہ ہاتھ میں چراغ لئے جا رہی تھی۔ ہوا کے باعث بجھنے لگا تو اس نے چراغ کو آنچل کی اوٹ میں کر لیا۔ جب آنچل سے نکالا تو پھر بجھنے لگا۔ شاعر کہتا ہے۔ حسینہ چراغ کو سینہ کے ساتھ چھپا کر گھر لئے جا رہی ہے۔ جب تک اس کو سینہ سے لگائے رکھا تو اطمینان سے جل رہا تھا۔ سینہ سے علیحدہ ہوا تو یہ پچھتاتے ہوئے سر دُھنتا ہے یعنی ٹمٹما رہا ہے۔

محبوبہ۔ جان نہیں

پریا پران دو سم کہیں تے نر پٹ اجان

محبوبہ جان دونوں برابر کہتے وہ لوگ قطعی نادان

پران کنٹھ گت مریو ہیں پیاری سکھ کی کھان

جان گلے پڑے موت حسینہ راحت کان

ترجمہ :۔ وہ لوگ قطعی نادان اور انجان ہیں جو محبوبہ کو جان یعنی زندگی سے تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اگر جان گلے کے قریب آئے (یعنی دم نکلنے لگے) تو موت واقع ہوتی ہے۔ مگر محبوبہ گلے لگے تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا راحت و مسرت کی کان مل گئی۔

آنکھوں سے شکوہ

میرے درگ بارد برھا برکھت بار پرواہ

آنکھیں بادل لاحاصل برستی پانی سیلاب

اوڈھت نہ انگر نیہہ کو تو اُر اُسر ماہ

پیدا بیج پھوٹتا محبت دل بنجر میں

ترجمہ :۔ حسینہ جب مایوس ہوگئی تو اپنی آنکھوں سے شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔ میری آنکھیں لاحاصل سیلاب کی طرح آنسو بہا رہی ہیں۔ محبوب کے دل کی بنجر زمین پر میری اس بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس میں محبت کا بیج پھوٹتا ہی نہیں۔

دُلہن کی آرزو

آنگن کُڑی دے رانگلا چرخہ چرخے دی گھنکار

لڑکی کے رنگیلا کی چرخ چوں

ہتھ گوری دے رتّا چوڑا چوڑے دی چھنکار

ہاتھ حسینہ کے سُرخ چوڑیاں چوڑیاں کی جھنکار

وے کدی تے آ ماہیا

اے کبھی تو محبوب

چھن چھن کردے چرخے دے گھنگرو چھن چھن چُوڑے دے بند

کرتے کے چوڑیوں کے

دَل دَل کڈھدی باہنہ گوری دی گز گز لمبی تند

پھیر پھیر نکالتی بازو حسینہ کی تار

وے کدی تے آ ماہیا

اے کبھی تو محبوب

لاہ لاہ مڈھے چپرا رنگادی اے چیرے والیا آ

اُتار اُتار پہنڈیا کپڑا رنگاتی ہے رنگین پگڑی والے

کت کت سُپنے اُن اُن آساں تانگھ لئی سولا

کات کات بُن بُن اُمیدیں انتظار لی ہے لگا

وے کدی تے آ ماہیا

دے کبھی تو محبوب

ترجمہ :- پنجاب کے دیہات میں ایک نہایت خوش منظر اور دلکش رواج ہے۔ جس کو ترنجن کہا جاتا ہے۔ ترنجن کے روز محلہ کی تمام جوان اور حسین لڑکیاں ایک گھر میں جمع ہوکر چرخہ چلاتی ہیں۔ اور کوشش ہوتی ہے۔ کہ ہر لڑکی زیادہ سے زیادہ سوت کاتے۔ چنانچہ اکثر تمام رات اور دن یہ ترنجن جاری رہتا ہے۔ لڑکیاں کاتتے ہوئے ساتھ گاتی بھی ہیں تاکہ کاتنے کی مشقت اور محنت محسوس نہ ہو۔ حسینہ کے گھر میں ترنجن ہے۔ لڑکیاں سوت کاتنے کے لئے جمع ہیں اور چرخے چل رہے ہیں۔ حسینہ کی شادی ہو چکی ہے۔ یہ شادی کی سُرخ رنگ کی چوڑیاں پہنے چرخہ چلا رہی ہے۔ حسینہ کی سہیلی حسینہ کی دلی کیفیت اور اضطراب کو محسوس کرتے ہوئے گاتی ہے۔ اے حسینہ کے محبوب آ۔ حسینہ اپنے گھر کے آنگن میں بیٹھی رنگیلا چرخہ چلا رہی ہے۔ چرخے میں سے دلکش آواز پیدا ہو رہی ہے۔ سُرخ چوڑیوں والے گورے گورے بازو چوڑیوں کی جھنکار پیدا کر رہے ہیں۔ ساتھ چرخے کے گھنگرو اپنی آواز دے رہے ہیں۔ چوڑیوں کے بند بھی چھن چھن کر رہے ہیں۔ حسینہ بار بار اپنے گورے بازو پھیلا کر گز گز بھر سوت کے تار نکال رہی ہے۔ سوت کی پندیاں اُتار اُتار کر اور کپڑا رنگوا کر اس نے تمہارے لئے خوبصورت پگڑی تیار کر لی ہے تاکہ تم حسینہ کے وداع کے وقت باندھو۔ اے رنگین پگڑی والے دولھا آ۔ تیری حسینہ انتظار میں کاتنے کے ساتھ اُمیدوں کے خواب بھی کات اور بُن رہی ہے۔ کبھی تو آ۔

عشق کی خاموشی

(۱) سونگھے نہ سوباس رہے راگ رنگ تے اوداس

خوشبو سے

بُھول گئی سُرت سکل کھان پان کی

ہوش تمام کھانے پینے

(۲) کوی ہنی رام اِکٹک انمکھ نین

شاعر ایک نظر بغیر ملک آنکھیں

بوجھے نہ کہت بین سبے دآن کی

سمجھے کہی باتیں دوسرے

(۳) تھوری سی ہنسی میں ہے ٹھگوری ایسی تم

تھوڑی جادو

بوری کری بھوری تے کسوری برش بھان کی

پاگل بھولی بھالی بیٹی رادھکا کے والد

(۴) تب تے بہاری دے بھئی ہے پکھان کیسی

سے کرشن وہ ہوئی پتھر

جب تے نہاری رُج مور کے پکھان کی

سے دیکھا حُسن پروں

ترجمہ :- رادھکا کی سہیلی رادھکا کی کیفیت سری کرشن سے بیان کرتے ہوئے کہتی ہے۔ (۱) اب نہ تو اس کو اچھی خوشبو سے دلچسپی ہے۔ نہ موسیقی سے۔ ہر وقت اُداس اور مغموم رہتی ہے۔ اسے کھانے پینے کا بھی ہوش نہیں رہا (۲) اس کی آنکھیں نیند سے محروم ہو کر ٹکٹکی لگا کر دیکھتی رہتی ہیں۔ دوسرا کہے تو سنتی نہیں۔ نہ خود کچھ کہتی ہیں۔ (۳) تم نے ایک ہلکی سی ہنسی ہنس کر اس پر ایسا جادو کیا کہ یہ برش بھان کی معصوم اور بھولی بھالی بیٹی پاگل سی بنادی۔ (۴) اے سری کرشن تیرے مور کے پروں کے مکٹ (تاج) کے حُسن کو جب سے اس نے دیکھا ہے تیری رادھکا پتھر کی طرح خاموش سی رہتی ہے۔

آجا۔ آجا
(پشتو)

ای حَمَاد دزَه اَرَامه رَاشَ رَاشَ

اے میرے دل کے آرام آجا آجا

سرو قده گل اندامه رَاش رَاش

سرو قد گل اندام آجا آجا

چه همه واړه خوبَان دِ مقتدیان دی

اے کہ سارے حسین تیرے پیرو ہیں

دهمه واړو امامه راش راش

اے سب کے امام آجا آجا

بے تانشته هیڅ حرمت د عاشقانو

تیرے بغیر نہیں ہے کوئی عزت عاشقوں کی

د مشتاقو احترامه راش راش

اے مشتاقوں کی عزت آجا آجا

خُدائے زدهٔ بیا به هسے وقت وی که به نه دی

خدا جانے پھر ایسا وقت ہوگا یا نہ ہوگا

زه ویریږم له ایامهٔ راش راش

میں ڈرتا ہوں ایام سے آجا آجا

نن هنګام دے که وفا کړه که جفا کړه

آج وقت ہے چاہو وفا کرو یا جفا کرو

چار دے نشی بے هنګامه راش راش

کام نہیں بے وقت آجا آجا

دا جهان د مسافرو یو رباط دے

یہ دنیا مسافروں کی سرائے

تله دی تله دی له دے کرامه راش راش

جانا ہے جانا ہے اس کرام سے آجا آجا

پرے رویه سُنبل مویه مَلک خُویه

پری رو سنبل مو ملک خو

عنبر بویه لاله فامه راش راش

عنبر بو لالہ فام آجا آجا

شپہ پریزدہ دپھودخ دابانہ شپہ شوہ

رات تو چھوڑدو روشن دن مجھ پر رات ہوگیا

دَ رَحمَانُ ماہِ تَمامہ راشَ راش

رحمان کے ماہ تمام آجا آجا

خلاصہ:- شاعر اپنے محبوب کو آنے کی درخواست کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دل آرام۔ سرو قد۔ گل اندام۔ امام خوباں۔ حرمتِ عاشقاں۔ احترام مشتاقاں۔ پری رو۔ سنبل مو۔ ملک خو۔ عنبر بو۔ لالہ فام۔ ماہ تمام آجا۔ کیونکہ آج ہنگام وصال ہے اور بے ہنگام کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ دنیا آنی جانی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ گردش ایام وصال کو کہیں ناممکن بنادے۔

مرنے کے بعد

(۱) مانش ہوں تو وہی رسکھان

انسان

بسوں برج گوکل گانو کے گوارن

رہوں گاؤں گوالے

(۲) جو پشو ہوں تو کہا بس میرو

جانور اختیار میرے

چروں نت نند کی دھین منجھارن

ہر روز کرشن گائیوں درمیان

(۳) پاہن ہوں تو وہی گیر کو

پتھر پہاڑ

جو دھرچوں کر چھتر پرا اندر دھارن

رکھا تھا راجہ اندر پہن

(۴) جو کھگ ہوں تو بسیرو کروں مل

پرندہ بسیرا

کالندی کُل کدنب کی ڈارن

جمنا کنارے درخت شاخ

ترجمہ :۔ کرشن کا ایک بھگت کہتا ہے۔ (۱) مرنے کے بعد اگر میں انسان کی حالت میں جنم لوں تو آرزو ہے کہ سری کرشن کے گانؤں برج کے گوالوں میں رہوں۔ (۲) اگر چوپایہ بنوں تو کرشن کی گائیوں کے درمیان چراگاہ میں چروں۔ (۳) اگر پتھر بنوں تو وہ پہاڑ جو سری کرشن نے چھتر بنالیا تھا۔ (۴) اور اگر پرندہ بنوں تو جمنا کے کنارے کسی درخت کی شاخ پر آشیانہ بناؤں۔

زمین کا چاند

لَوْ قِیْلَ لِلْبَدْرِ مَنْ فِی الْاَرْضِ تَحْسُدُہٗ

اگر چاند سے زمین حسد کیا

وَ اِذَ تَجَلّٰی لِقَالَ بِنْتُ الْفَلَانِیْ

روشن ہوا کہا لڑکی فلاں

ترجمہ :۔ اگر چودہویں رات کے چاند سے اس وقت جب کہ وہ پوری درخشانی پر ہو دریافت کیا جائے کہ تو زمین پر کس سے حسد رکھتا ہے تو وہ فوراً تمہاری طرف اشارہ کرکے کہہ اٹھے گا۔ فلاں لڑکی سے۔

شراب اور حسینہ

وَمُسْتَطِیْلٍ عَلَی الصَّھْبَا بَاکِرِھَا

فِیْ فِتْیَۃٍ باصطباح الرَّاحِ حَذَّاقٍ

فَکُلُّ شَیْءٍ رَاٰہٗ ظَنَّہٗ قَدَحًا

وَ كُلِّ شَخْصٍ رَاهُ قَالَ ذَاالسَّاقِيْ

ترجمہ :- شراب ونغمہ شاعری کی جان ہیں۔ شاعر شراب کی سرمستی کو ان الفاظ میں پیش کرتا ہے :-
قابل مبارک باد ہیں وہ مے نوش کہ جن کو حسین دوشیزاؤں کے ساتھ مے نوشی کا موقع ملا ہے۔ اور بہت ہی
خوش قسمت ہیں وہ مے نوش جنھوں نے کونین کو غرق مے ناب کر دیا ہے اور کائنات کی ہر چیز کو ساغر اور ہر
شخص کو ساقی سمجھتے ہیں۔

حسینہ

اَنْكَرَتْ مَقْلَتُہٗ سَفْكَ دَمِيْ

انکار کیا — نگاہ — بہانا — میرا خون

وَ عَلٰى وَجْنَتِہٖ فَاعْتَرَفَتْ

اوپر — رخسار — اعتراف کیا

لَا تَخَالُوْ "خَالَہٗ" فِيْ خَدِّہٖ

مت خیال کرو — تل — میں — رخسار

قَطْرَۃٌ مِنْ دَمِ جَفْنِيْ نَطَفَتْ

قطرہ — سے — خون — آنکھ

ذٰلِكَ مِنْ نَارِ فُوَادِيْ جَذْوَۃٌ

یہ — سے — آگ — دل — چنگاری

فِيْہِ سَاخَتْ وَانْطَفَتْ ثُمَّ طَفَتْ

ڈوبی — بجھ گئی — ظاہر ہوئی

ترجمہ :- اس کی نگاہ نے اس بات سے انکار کیا کہ اس نے میرا خون بہایا ہے۔ مگر جب رخسار رنگیں
اوپر اٹھایا تو اس کا اعتراف کرنا پڑا اور اس کے رخسار پر جو تل ہے اسے یہ نہ سمجھو کہ وہ میری آنکھوں سے ٹپکنے
والا خون کا قطرہ ہے جو جم گیا ہے بلکہ وہ میرے دل کی آگ کی ایک چنگاری ہے جو اس کے رخسار میں ڈوب کر
بجھ گئی تھی اور اب رونما ہوئی ہے۔

حسینہ کی آنکھیں

(۱) کاجرتیں کارے انیارے ڈورے مد وارے

کاجل سے سیاہ نوکدار شراب والے

کمل ڈرارے کِندھو امرت کے دونا ہیں

کنول کھلے یا آبحیات کٹورے

(۲) کھنجن سنوارے کِندھو کھنجر کھرساں دھرے

مولہ حسین یا خنجر سان لگے

کِندھو من موہن کے من کے ہرونا ہیں

یا عاشق دل دل لوٹنے والی

(۳) رُوپ جل نیارے رس وارے سے ڈگمگات

حُسن پانی نرالے والے ڈگمگاتے

نبل دولارے کیندھو مرگن کے چھونا ہیں

نئے قابلِ محبت یا ہرن نسل

(۴) مدن نہارے پنچھی سیکھ دین ہارے الی

دیکھئے پرند تعلیم دینے اہل سہیلی

تیرے نین عین ماتوں مین کے کھلونا ہیں

آنکھیں قطعی یقین کیجئے عشق کے دیوتا

ترجمہ :- حسینہ کی سہیلی حسینہ کی آنکھوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے (۱) کاجل سے زیادہ کالی۔ نوکدار جن میں نشہ کے سُرخ ڈورے۔ کنول کی طرح کھلی ہوئی۔ گویا کہ آبحیات کے کٹورے سے ہیں۔

(۲) یہ مولہ (ایک چھوٹا سا پرند جس کی آنکھیں بیحد حسین ہوتی ہیں اور جو صرف گرمیوں کے موسم میں ہی ہندوستان میں نظر آتا ہے) کی آنکھوں سے زیادہ حسین اور سان پر تیز کئے ہوئے خنجر ہیں جو عاشق کے دل کو لوٹنے اور غارت کرنے کے لئے عالم وجود میں آئیں۔

(۳) حُسن کی دریا۔ دنیا سے نرالی۔ رس والی۔ ڈگمگاتی ہوئی نئی اور دُلاری۔ گویا کہ ہرن کی نسل سے ہیں۔
(۴) اے سہیلی۔ دیکھئے حسینہ کی آنکھیں پھرتیلا پن کے اعتبار سے پرندوں کو بھی پیچھے چھوڑنے والی ہیں اور یہ قطعی یقین کیجئے کہ یہ عشق کے دیوتا کی کھلونا ہیں۔

صبح کا ستارہ

راتی دا تارا سبھنی لگدا پیارا
رات کا ستارہ سب کو لگتا ہے

نکلیا پاپی بیاہنوں داہی بچھوڑ بھارا
نکلا گنہگار صبح کا ستارہ جلن کے ساتھ جدائی بہت

ترجمہ:۔ جب وہ ستارہ جس کے طلوع ہونے کے بعد یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شب آرہی ہے۔ وہ ستارہ کتنا پیارا معلوم ہوتا ہے (چونکہ شب کو عاشق ومعشوق مانتے ہیں) ازاں بعد وہ ستارہ طلوع ہوتا ہے جس سے ظاہر ہو کہ صبح ہونیوالی ہے تو عاشق کہتا ہے کہ یہ صبح کا ستارہ کتنا پاپی (گنہگار) ہے جو ہماری جدائی کا باعث ہوگا (یعنی اس کے بعد دن نکل آئے گا اور دن نکلنے سے پہلے ہم جدا ہو جائیں گے)

عاشق ومعشوق کی علیحدگی

پارلے پھاٹا دو مرگ پانی پیندے
سامنے پہاڑی پر دو ہرن پیتے ہیں

جنہاں دی ٹٹدی پریتاں سہیو مہنوں کیہاں جیندے
جن کی ٹوٹتی ہے محبت وہ آدمی کس طرح زندہ رہتے ہوں

ترجمہ:۔ سامنے پہاڑی پر ہرنوں کا ایک جوڑا پانی پی رہا ہے جن عاشق ومعشوق کی محبت میں (کسی وجہ سے) اختلاف ہو جائے (یا اللہ) وہ کس طرح زندگی بسر کرتے ہوں گے؟

غرور حسن کا نتیجہ

پارلی پھاٹی چکروے ماری تور
سامنے کی پہاڑی چکوے نے لگایا چکر

تو بھارے رگجو بھاریندی پیاری کتوری ہور
تم نزاکتیں کیوں رعب محبوبہ کروں گا اور

ترجمہ :۔ سامنے کی پہاڑی پر ایک چکورے نے اپنی محبوبہ کے غرورِ حسن سے تنگ آکر بے قراری کے جگر کاٹے اور محبوبہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم اپنے حسن کا رعب نہ ڈالو۔ میں بھی اور محبوبہ تلاش کر لوں گا۔

حسینہ کی آنکھیں

(۱) آچھے۔ انیارے۔ چٹکارے۔ کارے۔ کجرارے
اچھے نوکیلے چمکیلے کالے کاجل والے

مرگ درگ کارے اری اتیو رتنارے ہیں
ہرن آنکھیں کالی اے یہ تو سُرخ

(۲) چنچل چھبیلے رنگ جابک رنگیلے چارو
حسین سُرخ خوبصورت

دیرگھ رسیلے رس راتے سُکمارے ہیں
انتہائی رنگیلے نازک

(۳) مین مد ماتے سے اُنیدے سے رہت نت
عشق نشہ مخمور بے خوابی رہتے ہمیشہ

جُھک جُھک اُگھرت منوں بنک متوارے ہیں
بلند یعنی ترچھے متوالے

(۴) عجب انوٹھے نین دیکھے پران پیاری کے جو
انوکھے آنکھیں زندگی

جہاں جہاں دیکھے تہاں جیت جیت ڈارے ہیں
وہاں فتح فتح ڈالے

ترجمہ:۔ اچھی نوکیلی چمکیلی۔ کاجل والی اور سُرخ آنکھیں جن سے ہرن بھی شرمندہ ہیں۔ (۲) چنچل حسین۔ سُرخ رنگ سے رنگیلی۔ خوبصورت، انتہائی رسیلی اور حسین۔ (۳) گو یا عشق کے نشہ میں مخمور ہمیشہ خواب آلود ہیں۔ جو جھکتی ہیں پھر بلند ہوتی ہیں۔ اور ترچھی و متوالی ہیں۔ (۴) میری جان سے پیاری حسینہ کی آنکھیں بھی انوکھی ہیں۔ جہاں دیکھتی ہیں فاتح کی حیثیت سے مغلوب کرتی چلی جاتی ہیں۔

حسینہ کی آنکھیں

(۱) لاچی لجیلے لول للت رسیلے لکھ

دیکھ کر — حیا پرور — چنچل — دلکش

لوگن للک لوٹیں لنگرا کے ہیں

لوگوں کو — خواہش — چاہ — لوٹتے — ڈھیٹھ

(۲) چھن میں چھلین چت چھیلن کو چھوبھیں چھریں

لمحہ — مسحور — دل — نوجوان — ہلچل — دھوکہ

چھوریں چھر کیلے سے چھبیلے چھب چھاکے ہیں

چھوڑنا — پھسلانے والے — خوبصورتی — مست

(۳) ننسا کہت ڈیرہ ڈونڈی دے ڈاروں ڈاکوں ہیں

کہتے — ڈیرہ لگاکر — منادی — ڈالنا — ڈاکے

ڈارت ڈگر ڈگر ڈگ میں سو ڈانکے ہیں

ڈالتے — راستہ — راستہ — قدم — ڈاکہ

(۴) لیسے اور کا کے مینکا کے ابلو کے میں نہ

ایسی — کسی — کی — مینکا پری — دیکھے

بانن تیں بانکے نین بانکے رادھکا کے ہیں

تیر — سے — آنکھیں — خوبصورت — خوبصورت — جان

ترجمہ:۔ حسینہ کی آنکھیں اپنے محبوب کو دیکھنے کے اعتبار سے لالچی اور فطرتاً حیا پرور۔ دلکش اور رسیلی ہیں۔ ان کو لوگ جب دیکھتے ہیں تو دیکھنے کی خواہش اور چاہ کو چھپا نہیں سکتے۔ ڈھیٹھ بن کر ان کے حُسن کی لوٹنا چاہتے ہیں۔ (۲) یہ آنکھیں ایک لمحہ میں ہی نوجوانوں کے دل میں ہلچل سی پیدا کر دیتی ہیں۔ دھوکہ دے کر پھسلاتی ہیں اور دیکھنے والوں کو اپنے حُسن سے مست اور مخمور بنا دیتی ہیں (۳) یہ چھپ کر نہیں، سب کے سامنے منادی کر کے اور علانیہ ڈیرہ ڈالتے ہوئے ڈاکے مارتی ہیں اور یہ ڈاکہ زنی ہر راہ اور قدم قدم پر کرتی ہیں۔ (۴) ایسی خوبصورت آنکھیں تو مینکا پری کی بھی نہ ہوں گی جس کے تیر بھی اگر نشانہ لگاتے ہیں تو خوبصورتی کے ساتھ۔

خمارِ عشق

(۱) سانجھ تیں بھور لوں پیارے جگائی

شام سے علی الصباح تک محبوب

جگیبے کو بیونت کچھو پھر ناندھے

جاگتے طریقہ کچھ سوچنے لگے

(۲) سووت ہی مِس کھیلن کے کر

سوتے بہانہ کھیلنے کے لئے ہاتھ

دوؤ لے پھول کی مال سو باندھے

دونوں مالا سے

(۳) سیج ہی پے انگرات جمہاتی

پلنگ پہ انگڑائی جمائیاں

انیک تماسے بتاوت رادھے

کئی ایک تماشے بتاتی حسینہ

(۴) آدھے کھلے درگ آدھے مُندے

آنکھیں بند

اکھرا مُکھ تیں کڈھیں آدھے ہی آدھے

الفاظ منہ سے

ترجمہ :- (۱) پہلے تو شام کے بعد علی الصباح تک ۔ رات بھر محبوب نے حسینہ کو جگائے رکھا۔ سونے نہیں دیا۔ اور علی الصباح بھی بہانہ تلاش کیا جا رہا ہے کہ کسی طریقہ سے حسینہ جاگتی رہے سوئے نہیں۔ (۲) چنانچہ جب وہ سونے لگی تو کھیلنے کے بہانہ حسینہ کے دونوں ہاتھ اس نے پھولوں کی مالا سے باندھ دیئے (۳) نتیجہ یہ ہوا کہ حسینہ پھر جاگ پڑی ۔ اب سو نہیں سکتی۔ پلنگ پہ لیٹے لیٹے انگڑائیاں اور جمائیاں لے رہی ہے اور اس کا جسم اپنی حرکتوں سے دعوت وصل دے رہا ہے (۴) اس کی آنکھیں خمار آلود ہیں۔ کچھ کھُلی کچھ بند ۔ اور منہ سے الفاظ بھی نکلتے ہیں تو پورے نہیں۔ آدھے آدھے سے ۔

سوز ناتمام

چنّ پُنیاں تک ہس ہس ودھے

چاند پورا ہنس ہنس بڑھتا

پھیر گھٹے تے رووے

پھر اور روئے

ادھ کِھڑیا پھُل کوئی نہ چھیڑے

نیم شگفتہ پھول

کِھڑے تے ہر کوئی کوہوے

کھِلے پہ ہلاک

پوری شے نوں ڈر گھاٹے دا

کو زوال کا

ڈر نہ اڈّھی تائیں

آدھی کو

ربّا پیار میرے دی منزل

یا اللہ کی

پوری کدی نہ ہووے

کبھی ہو

ترجمہ:۔ چاند پورا اور مکمل ہونے تک ہنس ہنس اور مسکرا مسکرا کر بڑھتا ہے جب مکمل ہو جائے تو پھر اس میں زوال شروع ہوتا ہے اور زوال ہونے کے بعد یہ تاریکی کے آنسو روتا ہے۔ دنیا میں نیم شگفتہ پھولوں کو کوئی نہیں توڑتا۔ ان کی ہلاکت کے دن تب ہی آتے ہیں جب یہ پورے طور پر کھل جائیں۔ کھلنے پر ان کو ہر شخص توڑنا چاہتا ہے۔ جو شے مکمل ہوا سے زوال کا خطرہ۔ جو مکمل نہ ہوا اُسے زوال کا کیا خوف! اے خدا مجھے میرے عشق کی منزل میں پوری کامیابی تک نہ پہنچانا۔ تاکہ اس میں زوال شروع نہ ہو جائے۔

آتش عشق

پریم ترشا کی تاپ دُھرب کیسے ہوں کہی نہ جات

عشق آگ تپش لاانتہا کسی طرح بھی بیان جاتی

روپ نیر چھڑکت رہیں توُ نہ نین اگھات

حُسن آنسو چھڑکتے تب بھی آنکھیں سیر

ترجمہ:۔ عشق کی آگ کی نہ ختم ہونے والی تپش کیونکر بیان کی جائے اس پر آنکھیں دن رات اپنے حُسن کے آنسو چھڑکتی ہیں مگر پھر بھی یہ نہیں بجھتی۔

عشق اور ناصح

ریتیاں کھیترا تے کالا تیرا جنّ

ڈھلان والے کھیت اور سیاہ مٹی

سو دتے سلوک میرا اُداسی من

سینکڑوں دیئے نصیحتیں اُداس دل

ترجمہ:۔ ڈھلان والے کھیت کی سیاہ مٹی پر (کام کرتی ہوئی) حسینہ ناصح سے کہتی ہے کہ تم نے تو سینکڑوں نصیحتیں کیں لیکن میں کیا کروں میرا دل (بغیر محبوب کے) اُداس ہی رہتا ہے۔

تلوار اور محبوبہ

وَلَقَدْ ذَکَرْتُکِ الرِّمَاحُ نَوَاهِلٌ

بلاشبہ یاد کیا نیزے سیراب کیا

مِنّی وَ بِیضُ الْهِندِ تَقطُرُ مِنْ دَمِی
تلوار ٹپک رہا تھا خون

فَوَدَّدتُ تَقبِیلَ السُّیُوفِ لِاَنَّھَا
چاہا چومنا تلوار اس لئے کہ

لَمَعَتْ کَبَارِقِ ثَغْرِکَ الْمُتَبَسِّمِ
چمک روشنی دانت تبسم

ترجمہ:- اے محبوبہ! میں نے تجھے اس وقت یاد کیا تھا کہ جب نیزے میرے خون سے سیراب ہو رہے تھے اور تلوار سے میرا خون ٹپک رہا تھا۔ میں نے اس وقت تلوار کو چومنا چاہا کیونکہ وہ بھی تیرے متبسم دانتوں کی طرح چمک رہی تھی۔

حسینہ اور چاند

اَنِیرِی مَکَانَ الْبَدْرِ اِنْ اَفَلَ الْبَدْرُ
روشن ہو بجائے چاند غائب ہو جائے

وَ قُومِی مَقَامَ الشَّمْسِ مَا اسْتَاخَرَ الْفَجْرُ
ٹھہری بجائے جب تک صبح نہ ہو جائے

فَفِیکَ مِنَ الشَّمْسِ الْمُنِیرَۃِ ضَوْءُ ھَا
کیونکہ تجھ میں آفتاب جہانتاب نور

وَلَیْسَ لَھَا مِنْکَ التَّبَسُّمُ وَالثَّغْرُ
تیری مسکراہٹ گوہر دنداں

ترجمہ:- عاشق حسینہ کے حسن سے مسحور ہو کر کہتا ہے کہ اے محبوبہ جب سورج غروب ہو جائے تو تُو بجائے ماہتاب کے روشن ہو اور اس وقت اپنی ضیا پاشیوں سے دنیا کو محروم نہ کر جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ اے محبوبہ! تیرے حسن میں تیری مسکراہٹ اور تیرے موتیوں جیسے چمکدار دانتوں نے چار چاند لگا دیئے ہیں لیکن سورج خدا کی اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہے۔

حسینہ کے بال

کَیْفَ اَنْسیٰ جَمِیْلَ شَعْرِ حَبِیْبِیْ

کیونکر بھول جاؤں گا چوٹی محبوبہ کی

وَهُوَ كَانَ الشَّفِیْعُ فِیْ لَدَیْهِ

حالانکہ سفارشی اس کے پاس

شَعَرَ الشَّعْرُ اَنَّهٗ رَامَ قَتْلِیْ

چوٹی نے جان لیا ارادہ میرے قتل کا

فَرَمیٰ نَفْسَهٗ عَلیٰ قَدَمَیْهِ

توڈال دیا خود کو اُس کے قدموں پر

ترجمہ :- میں اپنی محبوبہ کی چوٹیوں کا احسان کیوں کر بھول جاؤں جبکہ انھوں نے خود کو ملکۂ حُسن کے قدموں پر ڈال کر اُسے میرے قتل سے باز رکھا۔

آنکھوں کی ڈاکہ زنی

سُکھ سُدھ رنگ گُن بل دِھرت من بُدھ چیت

راحت ہوش محاسن قوت صبر دل عقل ہوشیاری

چتر چور چکھ لکھت ہیں سب ہر لیت

چالاک آنکھیں دیکھتے ہی لوٹ لیتیں

ترجمہ :- چوروں کی طرح چُھپ چُھپ کر دیکھنے والی چالاک آنکھیں ایک نگاہ میں ہی انسان کی راحت۔ ہوش۔ چہرہ کا رنگ۔ طبیعت کے محاسن۔ قوتِ ارادی۔ صبر۔ دل۔ عقل اور ہوشیاری سب کچھ لُوٹ لیتی ہیں۔

مفارقت کی آگ

بِرہ آگ اُر اوپر جب ادھکائی
مفارقت دل پر زیادتی

اے انکھیاں دوُو بیرن دیئی بجھائی
ان آنکھوں دونوں دشمن دی بجھا

ترجمہ :- آتش مفارقت کی جب دل پر زیادتی ہو تو یہ آنکھیں ہی اس آگ کو بجھانے کا کام کرتی ہیں۔

آنکھیں دیکھنے کا شوق

پیوت پیوت روپ رس بڈت رہے ہت پیاس
پیتے پیتے حُسن شربت بڑھتی محبت

دیئی نئی نیہی درگن عجب انوکھی آس
دی عشق آنکھیں شوق

ترجمہ :- خدا نے آنکھوں کو دیکھنے کا عشق بھی دلوں میں خوب پیدا کیا۔ اور یہ شوق بھی عجیب و انوکھا ہے کہ انسان جوں جوں یہ شربتِ حُسن پیتا ہے۔ پیاس بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

عاشق کا دل

لکڑی ٹُٹیاں کڑِ کڑِ ہووے
ٹوٹنے سے ہو

شیشہ ٹُٹیاں ترڑ ترڑ
ٹوٹنے سے

لوہا ٹُٹیاں کڑ کڑ ہووے

ٹوٹنے سے

پتھر ٹُٹیاں کھڑ کھڑ

ٹوٹنے سے

لکھ شابا عاشق دے دِل نوں

لاکھ شاباش کے کو

شالا رہوے سلامت

خدا کرے رہے

جس دے ٹُٹیاں واج نہ آوے

کے ٹوٹنے سے آواز آئے

نہ کِڑ کِڑ نہ کڑ کڑ

ترجمہ :- لکڑی ٹوٹنے سے کڑ کڑ کی آواز آتی ہے۔ شیشہ ٹوٹنے سے تڑ تڑ کی۔ لوہے کے ٹوٹنے سے کڑ کڑ کی آواز نکلتی ہے اور پتھر ٹوٹنے سے کھڑ کھڑ کی۔ لاکھ آفریں عاشق کے دل کو (خدا اس کو سلامت رکھے) جس کے ٹوٹنے سے نہ کڑ کڑ کی آواز نکلتی ہے نہ کڑ کڑ کی۔

عورت کا حُسن

چانن جِویں اکاشوں آوے شیشیاں تے پے دمکے

روشن جس طرح آسمان سے آئے شیشے پر پڑ کر دمک پیدا کرتی

تویں سُندرتا عرشوں آوے سوہنیاں تے پے چمکے

اُس طرح خوبصورتی قدرت سے آئے صنفِ نازک پر پڑ کر چمکتی ہے

ترجمہ :- جس طرح روشنی آتی تو آسمان سے ہے مگر شیشے پر پڑ کر اُس میں دمک پیدا ہوتی ہے اُسی طرح

حُسن عطا تو قدرت کی طرف سے ہی ہوتا ہے مگر جب یہ صنفِ نازک کو نصیب ہو تو پھر اس میں چمک خوب پیدا ہوتی ہے۔

آنکھوں کے آنسو

سینے کھچ جنھاں نے کھادی اوہ کر آرام نہیں بہندے

دل کشش جنھوں کھائی وہ بیٹھتے

نیہوں والے نیناں کی نیندر اوہ دِنے رات پئے وہندے

محبت آنکھیں کیا نیند وہ دن پڑے بہتے

ترجمہ:۔ جن کے دل میں کشش پیدا ہوئی وہ آرام سے کہاں بیٹھ سکتے ہیں۔ اور عشق و محبت کی آنکھوں کو نیند کہاں نصیب۔ اُن سے تو دن رات آنسو برستے ہیں۔

عشق کے کرشمے

(۱) تینڈے نیناں تیر چلایا

تیری آنکھیں

تینڈی رمزاں شور مچایا

تیری رموز

(۲) المست ہزار مرایا

مروا دیئے

لکھ عاشق مار گنوایا

لاکھوں برباد کئے

(۳) ابراہیم اڑاہ اڑایو

آگ کے شعلے ڈالا

بار برہوں سر چایا
مفارقت اُٹھایا

(۴) صابر دے تن کیڑے بچھّے
ڈال دیئے

موسیٰ طور جلایا

(۵) ذکریا کلوتر چرایو
آرہ چلوایا

یحییٰ گھوٹ کوہایا
عروسی قتل کروادیا

(۶) یونس پیٹ مچھی دے پایو
مچھلی میں ڈال دیا

نوح طوفان لڑسایا
ڈالا

(۷) شاہ حسن کوں شہر مدینے
کو

زہر دا جام پلایا
کا

(۸) کربلا وِچ تیغ چلاکر
میں

ایڈھا کیس کرایا

(۹) شمس الحق دی کھل لہوایو
کی کھال اتروادی
سرمد سر کیوایا
کٹوایا

(۱۰) شاہ منصور چڑھایو سولی
چڑھایا
مستی سانگ رسایا
تماشا دکھایا

(۱۱) مجنوں کارن لیلیٰ ہوکر
خاطر
سو سو ناز ڈکھایا
دکھائے

(۱۲) خسرو تے فرہاد دی خاطر
اور کی
شیریں نام دھرایا
رکھوالیا

(۱۳) درد دا بار اُٹھایا ہر ہک
کا ایک
اپنا وقت نبھایا

(۱۴) کر قربان فرید سر اپنا تیڈڑا وارا آیا

ترجمہ :- اے عشق و محبت کے دیوتا (کیوپڈ) تیری آنکھوں نے تیر چلا کر دنیا میں ہر جگہ تباہی پیدا کی۔ اور تیری رموز نے ہر گھر میں شور و فغاں پیدا کیا۔ (۲) ہزار ہا مست جو عشق و محبت کے باعث دنیا سے بے نیاز تھے تو نے مروا دیئے اور لاکھوں عشاق کو تباہ و برباد کیا (۳) حضرت ابراہیم نے عشق و محبت کے بار کو اٹھاتے ہوئے مفارقت کو لبیک کہا تو انھیں نمرود کی آگ کے شعلوں میں جھونک دیا۔ (۴) حضرت ایوب صابر کے جسم میں کیڑے تک ڈال دیئے۔ اور حضرت موسیٰ کو طور کی طرف لے گیا اور پہاڑ جلا دیا۔ (۵) حضرت ذکریا کو تو نے آرے سے چروا دیا۔ اور حضرت یحییٰ کو شباب عروسی میں ہی قتل کرا دیا۔ (۶) حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا اور حضرت نوح کو طوفان کی آزمائش میں ڈالا (۷) حضرت امام حسن کو مدینے میں زہر کا پیالہ پلا دیا۔ (۸) کربلا میں تلوار چلا کر ایک حادثۂ عظیم برپا کر دیا (۹) حضرت شمس الحق کی کھال اُتروا دی اور سرمد کا سر اُتروا دیا۔ (۱۰) حسین بن منصور حلاج کو دار پر چڑھا کر دنیا کو تماشہ دکھایا۔ (۱۱) مجنوں کی خاطر لیلیٰ بن کر سو سو طرح کے ناز دکھلائے (۱۲) خسرو اور فرہاد کی خاطر اپنا نام شیریں رکھ لیا۔ (۱۳) گویا ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق عشق و محبت کو اپنا لیا اور اس کے درد و تکلیف کو خوشی و مسرت کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے وقت بسر کیا۔ (۱۴) اے فرید اب تجھے اپنا سر قربان کر دینا چاہیئے کیونکہ عشق و محبت کی راہ میں قربانی دینے کے لئے اب تیری باری ہے۔

حسینہ کی آنکھیں

اے متوارے نیناں متوارین
نشیلے آنکھیں متوالا کرنے والی

کرت لکھت متوارے مت ہر لین
یہ کرتے دیکھتے نشیلے عقل چھین لیتے

ترجمہ :- حسینہ کی آنکھیں نہ صرف خود نشیلی ہیں بلکہ اُن کو بھی دیکھتے ہی متوالا بنا دیتی ہیں جن کو یہ دیکھیں اور حسینہ کی آنکھوں کو دیکھنے والا متوالا ہوتے ہی عقل و ہوش سے محروم ہو جاتا ہے۔

آنکھوں کی سُرخی کا سبب

بھوریں اُٹھ آئے للن کل نہ پری نس سین
علی الصباح محبوب چین پڑی رات سوتے

میرے ان راگن رنگے ترن اُرن اے نین
محبت شباب سُرخ یہ آنکھیں

ترجمہ :- محبوب حسینہ سے جُدا تھے۔ رات بھر نیند نہ آئی۔ بے چینی رہی۔ علی الصباح موقع پاکر حسینہ کے پاس آئے۔ تو رات بھر جاگنے کے باعث آنکھیں سُرخ تھیں۔ حسینہ کہتی ہے کہ یہ سُرخ آنکھیں میری محبت میں رنگی ہیں یا کہ شباب کے خمار کے باعث لال ہیں۔

محبت کی نگاہوں کا اثر

اسیٹھ تیں جب پہ واہ ڈیٹھ ڈاری

محبت سے پر اُس نگاہ ڈالی

ڈیٹھ گڈ گئی بیٹھت اُٹھ نیٹھ نیٹھ

نگاہ گڑ بیٹھتی اُٹھتی بے بس بے بس

ترجمہ :- حسینہ نے محبت کی نگاہ سے دیکھا تو محبوب جانے کے لئے اُٹھتے ہیں۔ پھر بیٹھتے ہیں۔ پھر اُٹھتے ہیں پھر بیٹھتے ہیں۔ حسینہ کی سہیلی حسینہ سے کہتی ہے۔ جب سے تم نے محبت کی نگاہ ڈالی ہے یہ بے چارے بے بس ہیں۔ اُٹھ کر جانا چاہتے ہیں مگر جا نہیں سکتے۔ بار بار اُٹھتے ہیں پھر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ان کی نگاہیں تمہاری طرف گڑ رہی ہیں۔

ہجورہ کے آنسو

نس دن برست نین ہمارے

ہر روز برستی آنکھیں

سدا رہت پاوس شرت ہم پہ

ہمیشہ رہتا برشگال موسم

جب سوں شیام سدھارے

سے کرشن چلے گئے

انجن تھر نہ رہت انکھین میں

کاجل ٹھہرتا رہتا آنکھوں

کر کپول بھئے کارے

رُخسار ہوئے کالے

کنچک پٹ سوکھت نیہہ کبھوں

دوپٹہ آنچل سوکھتا نہیں کبھی بھی

اُر چت بہت پنارے

دل طبیعت بہتے پرنالے

انسوا سلل بھئے پگ تھاکے

آنسو پانی ہوئے پاؤں تھک گئے

بہے جات سِت تارے

جاتے سفید موتی

سورداس بوڈت ہے برج اب

ڈوبتا

کاہے نہ لیت اُبارے

کیوں لیتے بچاتا

ترجمہ :۔ ہندی کے فاضل اجل شاعر سورداس جی سری کرشن کے برج سے چلے جانے کے بعد برج کی سکھیوں کے دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہماری آنکھوں سے آنسو دن رات بہتے ہیں ہمارے لئے تو موسمِ برشگال نے ایک مستقل صورت ہی اختیار کرلی۔ گویا کہ ہر وقت برسات ہے۔ جب سے سری کرشن برج سے گئے۔ آنکھوں میں کاجل ٹھہرتا ہی نہیں۔ ہمارے رخسار کاجل والے آنسوؤں سے سیاہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ دوپٹہ اور آنچل بار بار آنسوؤں کے پونچھنے کے باعث کبھی سوکھتے ہی نہیں۔ دل اور زندگی بھی آنکھوں کے راستہ پانی بن کر بہہ گئی۔ آنکھوں سے پانی کی طرح یہ آنسو کیا بہہ رہے ہیں۔ گویا سفید موتی سیلاب کی طرح بہتے چلے جارہے ہیں۔ برج (سری کرشن کے وطن) کی ایسی حالت میں جب کہ یہ سفید موتیوں کے دریا میں ڈوبتا جارہا ہے۔ اسے کیوں نہیں بچایا جاتا اور کرشن کیوں نہیں واپس آجاتے۔

حسینہ کی پلکیں

(۱) نجر پرے تیں اُلہت اُر آنند ات

نظر پڑنے سے اُمنگ دل لطف انتہائی

لست سموہ سو کٹاچھن سپید ہے

حسین تمام سے ترچھی چتون سفید

(۲) کالی داس لوچن پیالے ابلوکت ہی

آنکھیں دیکھتے

پریتم کے انگ پسرت سید ہے

عاشق حصہ حصہ پھیلتا پسینہ

(۳) دوُو ہتکاریں سے سموہت مراری من

دونوں ہمدرد عاشق محبوب دل

چھکے ہی رہت لکھیں برت اکھید ہے

اطمینان رہتی دیکھے بغیر راحت

(۴) چکھن میں ایک ہی گُن بھید بھرائی بھرے ت

آنکھیں تعریف چھید بھولاپن بھری

برونی میں بارونی میں ناہیں کچھو بھید ہے

مژگاں شراب نہیں کچھ راز

ترجمہ :- (۱) حسینہ کی پلکوں کا دیکھنے والوں پر اثر یہ ہے کہ ان کے ایک وار میں ہی اُس وقت دل میں انتہائی لطف اور اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ جب ترچھی چتون کے ساتھ آنکھوں کی سفیدی بھی نظر آجائے
(۲) گھنی اور خوبصورت پلکوں والے حسینہ کے ان دو پیالوں کو دیکھتے ہی عاشق کے جسم کے ہر حصہ پر پسینہ آجاتا ہے
(۳) محبوب کے دل کے لئے یہ دونوں پیالے اطمینان بخش ہیں جن کو دیکھے بغیر راحت نصیب نہیں ہوتی۔
(۴) یہ معصوم آنکھیں دیکھنے والوں کے دلوں میں اس لئے چھید کرتی ہیں کہ ان پلکوں اور شراب دونوں کی

ایک ہی تاثیر ہے یعنی دونوں مخمور بھی کرتی ہیں اور گھائل بھی۔

حسینہ کے چہرہ کا نُور

(۱) سانجھ ہی سنگار ساج پران پیارے پاس جات

شام — سجایا — محبوب — جاتی

بنتا بنک بنی بیل سی اننگ کی

حسینہ — سجاوٹ — عشق کی دیوی

(۲) کوی متی رام کل کنکنی کی دُھن باجے

شام — حسین — پازیب — سُر — بجے

مند مند چلن براجت گیند کی

آہستہ — آہستہ — چال — چلتی — ہاتھی

(۳) کیسر رنگیو دوکول ہانسی میں بھرت پھول

رنگا — دوپٹہ — مُسکراہٹ — جھڑتے

کیسن میں چھائی چھب پھُولن کے برند کی

بالوں — خوبصورتی — پھولوں — جھنڈ

(۴) پیچھے پیچھے آوت اندھیری سی بھنور بھیر

آتی — سیاہ — جھنڈ

آگے آگے پھیلت اُجیاری مُکھ چند کی

پھیلتی — روشنی — ماہ رو

ترجمہ:۔ حسینہ نے اپنے محبوب کے وصل کے شوق میں سرشام ہی سنگار کر کے اپنے آپ کو سجایا سنگار کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا عشق کی دیوی ایک لچک دار بیل کی سی صورت میں کھڑی ہے۔ (۲) حسینہ جب اپنے محبوب کے پاس جا رہی تھی تو ہاتھی کی مستانہ وار ادا کے ساتھ آہستہ آہستہ چلی جا رہی تھی۔ اس کی خوبصورت

پازیب میں سے دلکش سروں کی آواز نکل رہی تھی (۳) اس کا دوپٹہ کیسر کے رنگ میں رنگا ہوا رنگین تھا اور مسکراہٹ کے باعث چہرہ سے پھول جھڑ رہے تھے۔ بالوں میں پھولوں کے لگے ہوئے گچھے سیاہ اور خوبصورت بالوں کے حُسن میں اضافہ کا باعث تھے (۴) اس پدمنی حسینہ کی خوشبو کے باعث راستہ میں بھنورے جمع ہو گئے۔ حسینہ تاریک رات میں اپنے محبوب کے پاس چلی جا رہی تھی۔ یہ بھنورے خوشبو سے متاثر ہو کر اس کے پیچھے پیچھے تھے اور حسینہ کے آگے روشنی تھی۔ یہ روشنی کس کی اسی ماہ رو حسینہ کی جس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

مذمّتِ کاہلی

دَعِیْ نفسِی اَلتَّکاسُلَ والتَّوانِیْ
چھوڑ دے میرے نفس سُستی کاہلی

وَاِلّا فاثْبُتِیْ فِیْ ذَا لْهَوانِ
ورنہ قایم رہ میں اس ذلت

فَلَمْ اَرَ لِلْکُسَالیٰ الحَظَّ تُحْظٰی
میں نے نہیں دیکھا کاہلوں کے لئے حصہ بہرہ یاب

سِوَیٰ نَدَامٍ وَ حِرْمَانِ الْاَمَانِیْ
سوائے ندامت اور محروم آرزوئیں

ترجمہ:- اے نفس! سستی و کاہلی ترک کر ورنہ ہمیشہ ذلت و رسوائی سے دو چار رہے گا۔ میں نے سست لوگوں کو ندامت۔ شرمندگی۔ مایوسی اور نا امیدی کے سوائے خوش نصیبی اور نیک بختی سے بہرہ یاب ہوتے نہیں دیکھا۔

عزّتِ نفس

موت الفتیٰ فی عزۃٍ خیر له
جوانمرد میں بہتر

من السا بیت اسیر طرف اکحل
اس سے ہو قیدی آنکھ سرگیں

ترجمہ :- جوانمرد کے لئے سرمگیں چشم محبوبہ کی ہم خوابی سے عزت کی موت کہیں بہتر ہے ۔

لب محبوب

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الْخَمْرَ بَيْنَ شَفَاهِهَا

کہتے ہیں بتحقیق شراب درمیان ہونٹ اس کے

وَاَيْنَ وَ ذَا فِي الذَّوْقِ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ

کہاں اور یہ ذائقہ میں زیادہ شیریں سے شہد

ترجمہ :- لوگ کہتے ہیں لبِ محبوب شراب کی مانند لذیذ و خوشگوار ہیں، حالانکہ شراب کی کیا حقیقت۔ لبِ محبوب تو شہد سے بھی زیادہ شیریں ہیں۔

اے میرے محبوب سُن لے

(۱) جے میں ہوندی رُکھ

اگر ہوتی درخت

ماہی میرا چھاویں بہندا

محبوب سایہ بیٹھتا

دسدی دِلاں دے دُکھ

بتاتی دِلوں کے

وے توں سُن لے ماہی

اے تو لے محبوب

(۲) جے میں ہوندی گوندی

اگر ہوتی گوندنی

ماہی میرا کولوں لنگدا

محبوب قریب سے گزرتا

میں ہولی ہولی روندی

آہستہ آہستہ روتی

وے توں سُن لےَ ماہی

اے تو لے محبوب

(۳) جے میں ہوندی مور

اگر ہوتی

ماہی دے ویہڑے پیلاں پاندی

محبوب کے صحن رقص کرتی

جاندی کتے نہ ہور

جاتی کہیں اور

وے توں سُن لےَ ماہی

اے تو لے محبوب

(۴) جے میں ہوندی کاں

اگر ہوتی کوا

عشقے دی بولی وِچ

عشق کی زبان میں

سجناں لیندی تیرا ناں

محبوب لیتی نام

وے توں سُن لےَ ماہی

اے تو لے محبوب

(۵) جے میں ہُندی مہندی
اگر ہوتی

لگ کے اودے ہتھاں نوں
کر اس کے ہاتھوں کو

میں گل دِلے دی کہیندی
بات دِل کی کہتی

وے توں سُن لےَ ماہی
اے تو لے محبوب

ترجمہ :۔ (۱) اگر میں درخت ہوتی تو میرا محبوب میرے سایہ میں بیٹھتا۔ اور جب وہ سایہ میں آرام سے بیٹھتا تو میں اس سے اپنے دل کا دکھ بیان کرتی۔ (۲) اگر میں گوندنی (جس میں سے چپکنے والا لیس نکلتا ہے) ہوتی۔ اور میرا محبوب جب میرے پاس سے گزرتا تو میں آہستہ آہستہ اس طرح روتی جس طرح گوندنی میں سے آہستہ آہستہ لیس نکلتا ہے۔ (۳) اگر میں مور ہوتی تو میں محبوب کے صحن میں رقص کرتی اور کہیں نہ جاتی۔ (۴) اگر میں کوّا ہوتی تو عشق کی زبان میں ہر وقت اپنے محبوب کا نام پکارتی۔ (۵) اگر میں مہندی ہوتی تو اپنے محبوب کے ہاتھوں کو لگ کر پیار و محبت کے ساتھ اپنے دل کی بات کہتی۔

حسینہ کی چنچلتا

اٹا اور نندلال اُت نرکھے نیک نسنک
چھت طرف سری کرشن اُس دکھائی دے اچھا بلاشبہ

چپلا چپلائی تجی چندا تجیو کلنک
چنچل چلبلاہٹ چھوڑ دی چاند پاک سیاہی کے داغ

ترجمہ :۔ رادھکا جی سری کرشن کو دیکھنے کے لئے اپنے گھر کی چھت پر چڑھی ہیں اور جب سری کرشن کو دیکھ لیا تو سُن سی ہو کر بے حس و حرکت کھڑی رہیں۔ رادھکا کی اس کیفیت پر توجہ دلاتے ہوئے رادھکا کی سہیلی سری کرشن سے کہتی ہے۔ ذرا سامنے چھت کی طرف تو دیکھئے حُسن کی دیوی بے حس و حرکت کھڑی ہے۔ اس کی اس حالت سے تو گمان ہوتا ہے کہ اس چنچل حسینہ نے جسے چند لمحہ بھی قرار نہ تھا اپنی چُلبلاہٹ

کی فطرت کو ہی چھوڑ دیا جو اس طرح ٹکٹکی باندھے کھڑی ہے۔ یا میں دھوکا کھا رہی ہوں۔ آج چاند ادھر سے طلوع ہوا ہے اور چاند سیاہی کے داغوں سے بھی پاک ہوگیا۔

شوہر کی محبّت

کرو کوٹ اپرادھ تم واکے ہیئے نہ روش
کروڑ ظلم اُس کے دل غصّہ

ناہ سنیہہ سمُدر میں بوڑ جات سب دوش
شوہر محبّت سمندر ڈوب جاتے گناہ

ترجمہ :۔ شوہر نے کچھ زیادتی کی۔ میاں اور بیوی کے درمیان عارضی کشیدگی سی پیدا ہوگئی۔ شوہر پریشان کہ کشیدگی کیونکر دُور ہو۔ وقار اور پرسٹیج اجازت نہیں دیتا کہ معافی مانگ لی جائے۔ شوہر کی اس پریشانی کو دیکھ کر بیوی کی سہیلی کہتی ہے۔ تم اپنی بیوی پر ہزار نہیں کروڑ ظلم کرو تمہاری بیوی کے دل میں غصّہ پیدا نہ ہوگا۔ کیونکہ شوہر کی محبت کے سمندر میں تمام گناہ ڈوب جاتے ہیں۔

شباب کا اثر

پھُولت کلی گلاب کی سکھ یہ روپ لکھے نہ
کِھلتی سہیلی حُسن بیان

منو بلاوت مدھپ کو دے چٹکی کی سین
گویا کہ بُلاتی بھونرا چٹکتی اشارہ

ترجمہ :۔ نئی بیاہی ہوئی کمسن دلہن اپنی سوتن کی نظروں میں حسد کے باعث خار بن رہی ہے اور ساس کے پاس شکایتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر دلہن کی نند (جو دلہن کی ہمدرد ہے) بڑی بھاوج سے کہتی ہے۔ کیا ہوا اگر نئی کمسن دلہن کا حُسن بھائی جان کے لئے کشش کا باعث ہے تم دیکھتی نہیں کہ جب گلاب کی کلی کھلتی ہے تو اس کا حُسن بھی ناقابل بیان ہوتا ہے اور اس کے چٹکنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بھونرے کو اشارہ سے اپنی طرف مخاطب کرتی ہے۔

شباب کا اُلٹا اثر

بنج نیچے کو نرکھ نت اونچے ہوت اروج

ہر وقت دیکھتے دن بدن ہوتے چھاتیاں

یاتے مکھ کے ہوت ہیں نیچے نین سروج

یہاں چہرہ ہوتے آنکھیں کنول

ترجمہ :- بچپن کے جانے اور شباب کے آنے پر نگاہیں تو دن بدن حیا کے باعث نیچی چلی جاتی ہیں اور چھاتیاں اوپر اٹھتی ہیں۔ اس شباب کا اُلٹا شعار دیکھئے۔ ویسے تو کنول ہمیشہ ہی اوپر (سورج) کو دیکھتے ہیں مگر حسینہ کے چہرہ کے دونوں کنول (آنکھیں) حیا کے باعث نیچے ہی جھکے رہتے ہیں۔

انسانی فطرت

ہرش گرب ابھلائے شرم ہاس روش اور بھیت

مسرت غرور خواہش ہنسی غصہ اور خوف

ہوت ایک ہی سنگ ہیں کل کنچت یہ ریت

ہوتے ساتھ بلاشبہ تھوڑا شعار

ترجمہ :- فطرت کا یہ شعار ہے کہ مسرت۔ غرور۔ خواہش۔ شرم ہنسی۔ غصہ اور خوف۔ ان کا کچھ نہ کچھ آپس میں تعلق ہے۔ یعنی انسان کی طبیعت میں جب ایک پیدا ہو تو دوسرا ضرور ہوگا۔

زبان کی لڑکھڑاہٹ کا سبب

کرودھ ہرش مد بھیت تین بچن اور بدھ ہوئے

غصہ خوشی شراب خوف سے بات چیت طریقہ

تاہے کہت سور بھنگ ہیں کوی کوبند سب کوئے

اسے کہے آواز لڑکھڑاہٹ شاعر لائق کوئی

ترجمہ :- تمام لائق شعرا اس بات پر متفق ہیں کہ انسان جب غصہ میں ۔ انتہائی خوشی میں ۔ شراب کے نشہ میں یا خوفزدہ ہو تو اس کی آواز میں تبدیلی اور لڑکھڑاہٹ سی پیدا ہو جاتی ہے ۔

کشمیر کی بے کیف فضا

سوہنیاں توں جد وچھڑن لگیئے
حسینوں سے جب جُدا ہوں

دل دلگیریاں کھاوے
پکڑے محسوس کرے

پر تیتھوں وچھڑدیاں کشمیرے
مگر تم سے علیحدہ ہوتے اے کشمیر

سانوں نہ دُکھ آوے
ہمیں آئے

مٹک ہلورا چھو تیری دا
مست ہوا چھونا کا

جو روح ساڈی لیتا
ہماری لیا

کھیڑے والی مستی دے رہیا
وطنی خمار رہا

نال نال پیا جاوے
ساتھ ساتھ رہا جا

ترجمہ :- شاعر کشمیر کے پُر فضا مناظر کا لطف حاصل کر رہا ہے مگر محبوب کی جدائی کے باعث اُسے قرار نصیب نہیں ۔ آخر ... لگا کشمیر سے روانہ ہوا تو کشمیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے ۔ فطرت کا یہ

اثر ہے کہ جب انسان حسین مناظر سے علیحدہ ہو۔ تو اُس کے دل پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ مگر اے کشمیر تجھ سے جُدا ہوتے ہوئے مجھے دکھ نہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تیری خمار آلود ہواؤں کا میرے جسم کو چھونا۔ میری روح کے لیئے زندگی بخش تھا مگر وطن اور وطن میں رہنے والی محبوبہ کی یاد تیرے پُر فضا مناظر سے کہیں زیادہ عزیز اور زندگی بخش ہے۔ میں اب اپنے وطن اپنی محبوبہ کے پاس جا رہا ہوں جہاں تیرے مناظر کی یاد کو بھی اپنے ساتھ لیئے جا رہا ہوں۔ ان حسین مناظر کو بھول نہ سکوں گا اور اپنی محبوبہ سے ان کی کیفیت بیان کروں گا۔

حسینہ کا شباب اور حُسن

(١) دُری ہے کیوں بھوکن بسن دُتّی جوبن کی

چھپنا زیور کپڑے چمک شباب

دیہہ ہوں کی جوتی ہوتی دیوس ایسی راتی ہے

جسم ہی دمک دن رات

(٢) ناحق سُباس لاگے وہی ہے کیسی کیشو

بیکار خوشبو ہوگا کیسا

سبھاوتی کی باس بھونر بھیر پھارے کھاتی ہے

دل پسند حسینہ خوشبو بھنورا مجمع پھاڑ کھارہی

(٣) دیکھ تیری صورت کی مورتی بے سُرتی ہوں

حُسن تصویر بے خود

لالن کے درِگ دیکھبے کو للچاتی ہے

محبوب آنکھیں دیکھنے

(٤) چالی ہے کیوں چندر مُکھی کچن کے بھار بھئے

چلے گی چاند رُو سینہ بوجھ ہوئے

کچن کے بھار ہی لچک لنک جاتی ہے

بال بوجھ لچکتی کمر

ترجمہ :۔ (۱) جس صورت میں کہ حسینہ کے جسم کی دمک تاریک رات میں بھی روشنی پیدا کرنے کا باعث ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ زیور اور کپڑوں کی خوبصورتی حسینہ کے شباب پر غالب آجائے یعنی زیور اور کپڑے اس کے حُسن میں اضافہ کرنے کا باعث ہوں۔ (۲) حسینہ کے کپڑوں یا جسم کو عطر وغیرہ خوشبویات لگانا قطعی بیکار ہے جبکہ اس خوبصورت اور باعث کشش حسینہ کے جسم کی اپنی خوشبو بھونروں کے مجمع میں ہلچل پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے (۳) خوبصورت حسینہ کی تصویر لوگوں کو بے خود کیوں نہ بنائے جبکہ اس کے اپنے محبوب کی آنکھیں اس کو دیکھنے کے لئے ہر وقت للچاتی ہیں۔ (۴) یہ ماہ رُو اور نازک اندام حسینہ اٹھکھیلیاں کرتے ہوئے کیوں نہ چلے جبکہ سینہ کے اُبھار کے باعث اس کے وزن میں اضافہ ہو چکا ہے اور گھنے اور لمبے بالوں کے بوجھ کے باعث اس کی کمر لچکتی ہے۔

خندہ روئی کی تلقین

اِلْقَ بِالْبِشْرِ مَنْ لَقِيْتَ مِنَ النَّاسِ جَمِيْعًا وَّلَاقِهِمْ بِالطَّلَاقَةِ

تو مل　خوشی سے　جس سے　تو ملے　لوگوں میں سے　تمام　اور مل اُن سے　خندہ پیشانی کیساتھ

ترجمہ :۔ لوگوں میں سے جن کے ساتھ بھی تمہیں کبھی ملنے کا موقع ملے تو خوشی اور خندہ پیشانی سے ملا کرو۔

تُرش روئی سے اجتناب

وَدَعِ التِّيْهَ وَالْعَبُوْسَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّ الْعُبُوْسَ رَاْسُ الْحِمَاقَةِ

اور چھوڑدے　غرور　اور　تُرش روئی　لوگوں سے　یقیناً　ترش روئی　جڑ ہے　حماقت

ترجمہ :۔ لوگوں سے ملتے وقت غرور اور ترش روئی کو کبھی بھی راہ نہ دو ترش روئی قطعاً ترک کردو کیونکہ غرور اور ترش روئی حماقت کی جڑ ہے۔

اندھے کی تعریف

اعمیٰ است گر بدیدہ معنیش بنگری

اندھا　ہے　اگر　حقیقت کی آنکھ سے　دیکھے

آں کو خطا نمود و ندانست کاں خطاست

وہ　آدمی　...　...　رہے

ترجمہ :- اگر تم حقیقت کی آنکھ سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اندھا شخص وہ ہے جو قصور تو کرتا ہے لیکن سمجھتا نہیں کہ قصور کیا ہے (یعنی اسے اپنا قصور نظر نہیں آتا)

علم کا لباس

آں را کہ دیبہ ہنر و علم در براست

جس نے کپڑا پہنا ہوا ہے

فرش سرائے او چہ غم ار زانکہ بوریاست

اس کے گھر کا فرش کیا پرواہ ہے اگر پرواہ ہے اگر گھاس پھوس کا ہو

ترجمہ :- جس شخص نے اپنے جسم پر علم کا لباس پہنا ہو (یعنی جو عالم ہو) یقیناً وہ سجا ہوا شخص ہے اسے اس بات کی پرواہ نہیں کہ (وہ غریب ہے اور) اس کے گھر میں (قالین نہیں) گھاس پھوس کا فرش ہے (اور نہ اسے اس امر کی حسرت ہے کہ اسے مخملی اور ریشمی لباس کیوں میسر نہیں ہوا)

خدا سب کو پالتا ہے

امر بیل بن مول کی پرتی پالت ہے تاہی

آکاش بیل بغیر جڑ کے ہے اچھی طرح پالنے والا اس کو

رحمٰن ایسے پربھو ہیں تج کھوجت پھریئے کاہی

ایسے خدا چھوڑ کر ڈھونڈتے پھریں کیوں

ترجمہ :- اکاش بیل کی جڑ نہیں ہوتی (نہ پتے ہوتے ہیں) اسے کسی درخت پر ڈال دو وہ وہیں بڑھتی رہتی ہے۔ خدا اسے پالتا ہے (خواہ اس کی جڑیں زمین سے خوراک نہ لیں) ایسے خدا کو چھوڑ کر ہم کیوں کسی اور کی جستجو کریں۔

سیاہ بالوں کا اثر

کیس مکت سکھ مرکت من میئے ہوت

بال موتی ہوتے

ہاتھ لیت پُن مُکتا کرت اُدوت

چمک کرتے موتی پھر لے کر

ترجمہ :- شفاف موتیوں کے قریب جو شے ہوگی موتیوں پر اس شے کے رنگ کا اثر ہوگا۔ جیسے آئینہ پر ہوتا ہے جسینہ نے اپنے سیاہ۔ لمبے اور خوبصورت بالوں میں موتی گوندھ لئے تو موتیوں کی چمک پر سیاہ بالوں کا اثر یہ ہوا کہ سفید موتی سیاہ دانے نظر آنے لگے۔ جسینہ اپنی چوٹی کو دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ابھی تو سفید موتی بالوں میں گوندھے تھے یہ سیاہ کیونکر ہو گئے۔ اس نے اس پریشانی کے عالم میں بالوں میں سے موتیوں کو پھر الگ کیا اور ہاتھ پر رکھا تو وہ پھر سفید چمکنے لگے۔ اس پر اس کو یقین آیا کہ موتی سیاہ نہ ہوئے تھے۔ سیاہ اور حسین بالوں کا پرتو تھا۔

اظہارِ محبّت کا طریقہ

نین جور مُکھ موڑ ہنس نیسُک نیہہ جنائے

جتا کر محبت تھوڑا سا موڑ منہ جوڑ آنکھیں

آگ لین آئی ہیئے میرے گئی لگائے

دل لینے

ترجمہ :- آج سے چالیس پچاس برس پہلے تک جب کہ دیا سلائی کی ایجاد نہ ہوئی تھی۔ آگ پتھروں کی رگڑ سے پیدا کی جاتی تھی۔ اور پتھروں سے آگ پیدا کرنا کچھ دقت طلب تھا۔ عام رواج تھا۔ کہ عورتیں آگ ایک دوسرے کے گھر سے لے جاتی تھیں اور پھر اس سے لکڑیاں جلائی جاتیں۔ پڑوسن حسینہ کے دل میں نوجوان پڑوسی کے لئے جگہ ہو گئی۔ تو وہ آگ لینے کے بہانہ اپنے محبوب کے گھر گئی اور وہاں نسوانی فطرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے محبوب کی آنکھوں سے آنکھیں ملائیں۔ آنکھیں ملا کر مُسکرائی مُسکرا کر منہ کو دوسری طرف کر لیا۔ اور تھوڑا سا اظہارِ محبت کرتے ہوئے آگ لے کر چل دی۔ گویا کہ آئی تو تھی آگ لینے مگر عشق و محبت کی آگ اپنے محبوب کے دل میں لگا گئی۔

محبّت کا جُرم

(۱) پھندو مجُوریا نہیں او لانا

لگانا محبوب مزدوری ہے

جندے نہیں او جانا
جان ہے

(۲) ڈنگے کھڑوئ دو گلاں جے کیتیاں
چھوٹی دیوار کھڑے ہوکر باتیں جو کیں

لوکاں بنائی لیا سپ یارو
لوگوں نے بنا دوستو

رسی دا بنی گیا سپ یارو
کا بن سانپ دوستو

جھوٹھے دا بنی گیا سپ یارو
جھوٹ کا بن دوستو

(۳) پھندو مجوریا نہیں او لانا
محبوب مزدوری ہے لگانا

جندے نہیں او جانا
جان ہے

(۴) مشکی گھگرا لک لوکو
لہنگا کمر لوگو

جندے گی ماردی اکھ لوکو
جاتے ہوئے ماری آنکھ لوگو

کتے نتھ برلاکاں دے کچھ لوکو
کہیں نتھنی بلاق کے ساتھ لوگو

چھوڑی نہیں انڈا گھ لوکو
چھوڑتی اُن کا تنکا لوگو

(۵) ساڑھا گلایا دا سچ یارو

دوستو ہمارا کہا کا

جھوٹھے دا بنی گیا سچ یارو

دوستو جھوٹے کا بن

ترجمہ :- جموں کے علاقہ ڈوگر کی رہنے والی حسینہ کا محبوب (جس کا نام پھندو تھا) مزدوری کے لئے پردیس جانا چاہتا ہے مگر حسینہ کو اس کی جدائی گوارا نہیں۔ وہ اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر کہتی ہے :-

(۱) میرے محبوب مزدوری کے لئے پردیس نہ جا۔ میری جان سے عزیز۔ میں تجھے جانے نہیں دوں گی۔

(۲) (عزیز و اقارب میں اس حسینہ اور اس کے محبوب کی محبت کا چرچا ہو گیا تو یہ عزیزوں سے شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے) پتھروں کی چھوٹی سی دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو کر ہم نے دو باتیں کیا کیں کہ لوگوں نے سمجھ لیا کہ شاید ہمارا کوئی ناجائز تعلق ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے رسی کا سانپ بنا لیا جائے اور جھوٹ کو سچ کہا جائے۔

(۳) چاہے کچھ ہو اور ہمیں رسوائی کا بھی سامنا کرنا پڑے۔ میرے محبوب پھندو پردیس مزدوری کے لئے نہ جا۔ میں تجھے نہیں جانے دوں گی۔

(۴) میں نے کیا جرم کیا اگر مشکی رنگ کا خوبصورت لہنگا پہن لیا۔ جدھر جاتی ہوں لوگ اشارے کرتے اور آنکھ مارتے ہیں۔ میرا اپنی ناک میں نتھنی کے ساتھ بلاق بھی پہن لینا حاسد عورتوں کے لئے کیوں مصیبت کا باعث بن رہا ہے۔ کیا یہی کچھ دنیا میں رسوا کرنے اور عزت کو ایک تنکے کی طرح بے قیمت بنا دینے کے لئے کافی ہے۔

(۵) اے لوگو مجھ پر یقین کرو۔ میں معصوم و بے گناہ ہوں۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ جھوٹ کو سچ بنا لیا گیا۔ اگر مجرم ہوں تو صرف محبت کے جرم کی۔

مہندی کی وفاشعاری

(۱) وِچ سُکھاں دے ساری دُنیا

میں راحت کے تمام

نیڑے ڈُھک بہندی

قریب ہو کر ہو کر بیٹھتی

(۲) پرکھے جان سجن اس ویلے

جد باجی پُٹھی پیندی

جب بازی اُلٹی پڑتی

(۳) وِچ تھلاں دے جس دم سسّی

میں صحرا کے وقت پنوں کی معشوقہ

بیٹھ کھرے تے روئی

نقشِ پا پر

(۴) نس گیا کجلا رُڑ پُڑ جانا

بھاگ کاجل غرق تباہ ہوجائے

ہتھ نہ چھڈیا مہندی

ہاتھ چھوڑا

ترجمہ :- (۱) جب آرام وراحت کا زمانہ ہو تو تمام دنیا ساتھ دیتی ہے اور لوگ قریب ہو کر بیٹھتے ہیں (۲) دوست اور محب اس وقت آزمائے جاسکتے ہیں جب قسمت کی بازی اُلٹی پڑے اور بُرے دن ہوں (۳) پنوں کی معشوقہ سسّی جب پنوں کی تلاش میں جنگل میں پھر رہی تھی۔ پنوں نہ مل سکا۔ پنوں کے نقشِ پا کو دیکھ کر غمِ مفارقت میں رو رہی تھی اور اس کی سُرمگیں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (۴) تو بے وفا کاجل (خدا اس کو تباہ وغرق کرے) نے بھی ساتھ نہ دیا۔ یہ آنسوؤں کے ساتھ ہی بہہ گیا۔ مگر رنگ حنا کی وفا شعاری دیکھیے۔ اس نے اس تاریک زمانہ میں بھی سسّی کا ساتھ دیا اور یہ ہاتھوں سے الگ نہ ہوا۔

نَو۔سات = سولہ

(۱) نوسات تئے نوسات کیئے

حسینہ

نوسات پئے نوسات پیائے

محبوب واپس آئے

(۲) نوسات رچے نوسات یدے

شرط بازی لگائی

نوسات پیا پہ دایک پائے

محبوب داؤ پڑا

(۳) جیت کلا نوساتن کی

سولہ کی بازی سات

نوساتن کے مکھ آنچر چھائے

سات چہرہ آنچل چھپا لیا

(۴) مانوں میگھ کے منڈل میں کوئی

گویا کہ بادل فضا

چندن چند کلیور چھائے

سفید چاند حسن چھپ گیا

ترجمہ :۔ نو اور سات یعنی سولہ سال کی حسینہ نے سولہ سنگار کئے۔ اس حسینہ کا ہم سن محبوب جو سولہ برس کا جوان تھا۔ سولہ روز کے بعد پردیس سے واپس آیا۔ (۲) حسینہ غمِ مفارقت میں بیتاب تھی۔ محبوب کے واپس آنے پر اس نے دلچسپی کے لئے سولہ خانوں والی شطرنج بچھائی اور سولہ داؤ کی بازی لگائی۔ سولھواں داؤ محبوب کے حق میں پڑا۔ (۳) جب محبوب نے سولہ برس کی حسینہ کو شکست دی اور سولھواں داؤ جیت لیا تو سولہ سالہ حسینہ نے حیا کے باعث اپنا چہرہ آنچل میں چھپا لیا۔ (۴) سولہ برس کی حسینہ کا خوبصورت چہرہ آنچل میں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا فضا میں چھائے ہوئے بادلوں میں کوئی سفید اور خوبصورت چاند چھپ گیا ہو مگر اس کے حسن کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہوں۔

آنکھوں کے غرور کا سبب

کھنجن کمل چکور الی جتے مین مرگ این

ممولہ کنول جتنے مچھلی ہرن فی الحقیقت

کیوں نہ بڑائی کوں لہیں ترن تہارے نین

غرور کو کریں نوجوان تمہارے آنکھیں

ترجمہ :۔ جس صورت میں نوجوان حسینہ کی خوبصورت آنکھوں کا مولہ۔ کنول پھول مچھلی اور ہرن بھی مقابلہ نہیں کر سکتے تو یہ حسینہ اپنی آنکھوں پر غرور کیوں نہ کرے۔

عشق کا اثر حیا پر

ہیو ہیئے سوں مل چلیو نین چلے مل نین

دل دل سے گئے آنکھیں گئے آنکھیں

اِتے اُتے ماری پھرے لاج کہوں ٹھہرے نہ

اِدھر اُدھر پھرتی حیا کہیں

ترجمہ :۔ حسینہ کے عشق کی کیفیت بیان کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے :۔ حسینہ کا دل تو اپنے محبوب کے دل سے مل گیا اور آنکھیں آنکھوں سے۔ دل اور آنکھوں کے بے قابو ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حیا اِدھر اُدھر ماری ماری پھرتی ہے۔ اس بے چاری کو قرار نہیں۔ یعنی ان دونوں کا بے قابو ہونا حیا پہ بھی غالب آگیا۔ اب حسینہ لوک لاج کی بھی پرواہ نہیں کرتی۔

حُسن کا حسینہ پر اثر

ترن کِرن جھلملت مُکھ لالی للت کپول

نوجوان شعاع جھلمل کرتی چہرہ سُرخ خوبصورت رُخسار

پیاس لگاوت دِرگن میں پیاسی بال امول

لگاتی آنکھیں حسینہ بیش قیمت

ترجمہ :۔ اُس سُرخ خوبصورت رخساروں والی نوجوان حسینہ کی کیفیت یہ ہے کہ حُسن کے باعث اس کا چہرہ جھلمل کرتا ہے اور اس میں سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ یہ خود عشق و محبت کی پیاسی ہے اور دوسروں کی آنکھوں میں عشق و محبت کی پیاس پیدا کرتی ہے۔

مُسکراہٹ کا آبِ حیات

(۱) جا دِن تے چھبی سو مُسکان

جس سے خوبصورتی سے مُسکراتے

کہوں نرکھے نندلال بلاسی

کہیں دیکھی محبوب مصروفِ عشق

(۲) تا دن تے من ہی من میں

اُس سے دل دل

مِتی رام پیئے مُسکان سدھا سی

پیتے مُسکرائے آبِ حیات

(۳) نیک نمیش نہ لاگت نین

تھوڑی سی پلک لگتی آنکھیں

چکے چِتوے تیئے دیوتیا سی

حیران دیکھتی حسینہ دیوی

(۴) چند مُکھی نہ چلے نہ ہلے

چاند چہرہ والی چلتی ہلتی

نربات نواس میں دیپ سکھا سی

ساکن جگہ چراغ لَو

ترجمہ :۔ (۱) عاشق نے جس روز سے حسینہ کو مُسکراتے ہوئے دیکھا یہ خود بھی مصروفِ عشق دیکھے جارہے ہیں۔ (۲) اُس روز سے ہی دل ہی دل میں (بغیر کسی سے ظاہر کئے) مسکراہٹ کا آبِ حیات پئے جارہے ہیں۔ (۳) نہ تو نیند آتی ہے نہ پلک لگتی ہے۔ حیرانی و پریشانی کی کیفیت میں دماغ حسینہ کی تلاش میں ہے اور آنکھیں گڑی رہتی ہیں (۴) اِدھر تو عاشق کی یہ حالت ہے اُدھر ماہ رو حسینہ کی کیفیت بھی یہ ہے نہ چلتی ہے نہ حرکت کرتی ہے اور اس طرح ایک جگہ بیٹھی رہتی ہے جس طرح روشن چراغ کی لَو ساکن حالت میں ہو۔

دیہات کا موسم برشگال

(۱) گجدیاں وجدیاں ہاڑھاں چڑھیاں
گرجتی پُرشور گھٹائیں چھاگئیں

رِکن رِکن کنیاں وسیاں
بوندیں برسیں

(۲) پینگاں تے چڑھ لین ہُلارے
جھولے پر جائیں بلندی

جو ساری عُمراں ہسیاں
تمام عمر ہنستی رہیں

(۳) گھُنڈ کڈھ پیاں شیشے ویکھن
گھونگھٹ نکال رہیں آئینے دیکھ

جو نویاں نویاں پھسیاں
نئی نئی پھنس گئیں

(۴) اوکھیاں لمبیاں سفراں تے
دشوار طویل سفر پر

سر پھریاں کمراں کسیاں
پھرا کمر باندھ لیں

(۵) مینوں بھی لکھ سنھیڑے آئے
مجھے لاکھ پیغام

ہک پنّوں سے سسیاں
ایک ... حوریں

ترجمہ :- (۱) موسمِ برشگال ہے۔ گرجتی ہوئی پُرشور گھٹائیں آسمان پر چھا گئیں۔ بوندیں رم جھم برس رہی ہیں۔ (۲) وہ حسین و پُرشباب کنواری لڑکیاں جھولوں میں بیٹھ کر بلندی پر جا رہی ہیں۔ جن کی تمام زندگی مسرت و خوشی میں ہنستے اور قہقہے لگاتے گذری۔ (۳) اور جو نئی نئی بیاہی گئیں اور ابھی ابھی عشق و محبت کے قفس میں گرفتار ہوئی ہیں۔ وہ اپنے گھونگھٹ کے اندر چھپ چھپ کر اپنی آرسی کے آئینہ میں اپنے حسن کو دیکھ کر محظوظ ہو رہی ہیں۔ (۴) موسم کی ان رعنائیوں کی موجودگی میں وہ کون سر پھرا ہوگا جو دشوار گزار اور طویل سفر کو اختیار کرے۔ (۵) ان جھولنے والیوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھے بھی عشق و محبت کا پیغام دعوت دیا۔ مگر میں ایک عاشق اور یہ بجلی گرانے والی سینکڑوں حسین حوریں۔

حسینہ کی آنکھوں کی بڑائی

(۱) دیکھت ہی سب کے چُراوت ہے چِتن کو

دیکھتے — چُرالیتی — دِل

پھیر کے نہ دیتی یوں انیتی اُمڑائی ہے

واپس — کرتی — بے انصافی — زیادتی

(۲) کوی متی رام کام تیر ہوں سوتیچھن

شاعر — عشق کا دیوتا — تیز

کٹاچھن کی کوریں چھید چھاتی میں گڈائی ہے

ترچھی نظر — نوکیں — گڑجاتی

(۳) کھنجریٹ کنج ہین مرگن کے نین کی

ممولہ پرندہ — کنول — مچھلی — ہرن — آنکھیں

چھین چھین لیتی چھب اسی تیں لڑائی ہے

حُسن — تم — آنکھ لڑائی

(۴) تیری انکھیاں میں بلوکی یہ بڑی بات

آنکھوں — دیکھی

اپتے پر بڑی بڑی پاوتی بڑائی ہے

اس باتی

ترجمہ :۔ ہندی کے شاعر متی رام حسینہ کے حُسن کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں (۱) حسینہ کی آنکھیں جب کسی کو دیکھتی ہیں تو اس کے دل کو چُرا لیتی ہیں اور اس چوری کے بعد ظلم اور زیادتی یہ کہ پھر اس چوری شدہ دل کو واپس نہیں کرتیں۔ امانت میں خیانت کرتی ہیں۔ (۲) کیوپڈ (عشق کے دیوتا) کے تیر اس قدر تیز ہیں کہ یہ نوکدار نرگسی نظروں کی صورت میں چھاتی میں گڑ کر دل سے پار اُتر جاتے ہیں۔ (۳) حسینہ کی آنکھیں اس قدر خوبصورت ہیں کہ اگر یہ کہیں لڑ جائیں تو خوبصورت آنکھوں والے پرند ممولہ۔ کنول پھول۔ مچھلی اور ہرن کی آنکھوں پر بھی غالب آ جاتی ہیں۔ (۴) حسینہ کی آنکھوں کی اس بڑی بات نے حسینہ کو بڑا اور بلند کر دیا۔

دولہا اور دُلہن کی بھینٹ

بندھیا موڑاں دھوک دے

باندھ کر مکٹ پرنام

میل کیسو ملیو

کیسا ملا ہے

سُت کھگ مانگے باپری

بیٹا تلوار باپ سے

ناریل مانگے بہو

دلہن

ترجمہ :۔ دولہا دلہن ابھی شادی کر کے آئے ہیں۔ کیا ہی خوبصورت جوڑا ہے ؟ دونوں مکٹ باندھے ہوئے اپنے گوروؤں اور بڑوں کو پرنام کر رہے ہیں۔ اس وقت دوسری بھینٹ کی بجائے دولہا تو باپ سے تلوار اور دلہن ناریل مانگ رہی ہے (لڑکا بہادری کا پجاری ہے اس لئے تلوار کو ہی سب کچھ سمجھ کر اس کا طالب ہے اور دلہن بھی اپنے شوہر کے ساتھ موقع آنے پر ستی ہونے کے لئے ناریل مانگ رہی ہے جو کہ ستی ہوتے وقت ضروری ہے)

بابل ٹیکے میلیا

باپ بھیجا ٹھا

سونا را ناریل
کا

ساسو دیون کم نٹو
ساس کیوں نہ کرتی ہو

اک سادو ان ویل
سادہ اس وقت

ترجمہ :- (شوہر لڑائی میں کام آچکا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کی بیوی ستی ہونا چاہتی ہے مگر ساس اس مصیبت کے وقت اپنی بہو کو ستی نہ ہونے دینے کے لئے ناریل نہیں دینا چاہتی۔ وہ چاہتی ہے کہ کم سے کم بہو تو بچ جائے اس پر بہو کہتی ہے) اے ساس! ٹیکے کے وقت خسر نے سونے کا ناریل بھیجا تھا (پرانے زمانے میں ملک کے اندر دولت بہت تھی ٹیکے میں سونے کا ناریل بھیجنا ایک معمولی رواج تھا) مگر اس وقت ایک معمولی ناریل دینے کو بھی آپ نہ کیوں کر رہی ہیں۔

اے کاش کہ میں اندھی ہوتی

(۱) سیو جے میں انّی ہوندی
سہیلیو اگر اندھی ہوتی

(۲) دکھ برہوں دے مول نہ سیندھی
مفارقت کا قطعی برداشت کرتی

گٹھاں وِچ لُک چِھپ نہ بیندی
گوشہ میں پوشیدہ بیٹھتی

ہر دم نا ہیں جھورے سیندھی
لحہ نہ غم کرتی

دو ویں نین نہ بھر بھر روندی
روتی

سیّو جے میں انّی ہوندی
سہیلیو اگر اندھی ہوتی

(۳) پریم دا سودا لین نہ جاندی
محبت کا لینے جاتی

جندڑی نوں نہ گہنے پاندی
زندگی کو گروی رکھتی

لوک لاج نوں داغ نہ لاندی
دُنیا عزت کو لگاتی

آس اُڈیکاں وِچ نہ کھوندی
اُمید انتظار میں تباہ ہوتی

سیّو جے میں انّی ہوندی
سہیلیو اگر اندھی ہوتی

(۴) نیناں نوں ایہہ نین نہ ٹھگدے
آنکھوں کو یہ آنکھیں ٹھگتیں

چوراں نال متّھے نہ لگدے
چوروں ساتھ واسطہ پڑتا

تانے سیندھی مول نہ جگ دے
طعنے برداشت قطعی دنیا کے

خوشیاں نہ میں غم وِچ دھوندی
میں دھوتی

سیّو جے میں انّی ہوندی
سہیلیو اگر اندھی ہوتی

(۵) ہرکھ رہیندا نہ من وِچ میرے

حسرت و افسوس رہتا دل میں

لُکدی نہ میں سانجھ سویرے

چھپتی شام صبح

بیندی راہ نہ مل بنیرے

بیٹھتی جم کر منڈیر

نہ میں پیاں بھار کِھلوندی

پنچے بل کھڑی ہوتی

سیّو جے میں انّی ہوندی

سہیلیو اگر اندھی ہوتی

ترجمہ :- (۱) اے میری سہیلیو۔ اگر میں بصارت سے قطعی محروم یعنی اندھی ہوتی۔ (۲) تو مجھے غم مفارقت کا دُکھ برداشت کرنا نہ پڑتا۔ میں لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر گوشہ نشین اور تنہائی پسند نہ ہوتی نہ مجھے ہر لمحہ غم خوری سے سابقہ پڑتا۔ اور میری دونوں آنکھیں آنسو بھر بھر کر نہ روتیں۔ اے میری سہیلیو اگر میں آنکھوں سے محروم یعنی اندھی ہوتی۔ (۳) میں نہ تو محبت کا سودا کرنے جاتی۔ نہ یہ سودا کرتے ہوئے اپنی زندگی کو عشق و محبت کے بازار میں گروی رکھتی۔ نہ خاندان کی عزت و وقار کو داغ لگتا اور نہ اُمید و انتظار میں تباہ ہوتی۔ اگر میری آنکھیں نہ ہوتیں اور میں قوت بصارت سے محروم ہوتی۔ (۴) میری آنکھوں کو میرے محبوب کی آنکھیں نہ ڈھلکتیں۔ نہ دل چرانے والی آنکھوں سے واسطہ پڑتا نہ مجھے دنیا کے طعنے برداشت کرنے پڑتے اور نہ میں اپنی خوشی و مسرت کو غم کے آنسوؤں کے ساتھ دھوتی اگر میں آنکھوں سے محروم ہوتی۔ (۵) میرے دل میں یاس و حسرت کے جذبات نہ ہوتے۔ نہ میں صبح و شام لوگوں سے محجوب ہو کر چھپتی پھرتی نہ انتظار میں راستہ دیکھتے ہوئے اپنے گھر کی منڈیر پر جم کر بیٹھتی اور نہ ہی میں کبھی کبھی اپنے پنجوں کے بل اُچک کر دیکھتی۔ اگر میری آنکھیں نہ ہوتیں اور میں اندھی اور بصارت سے محروم ہوتی۔

انکساری

(۱) متّھے تیوڑی باہمنے سوہے آئے مسلت پھیری

پیشانی [illegible] فیصلہ واپس

(۲) سِر اُچّا اہنکار کر وَل دے پگ ملائے ڈیری

اونچا غرور بل پگڑی مِلاکر باندھ

(۳) اکھیں مول نہ پُجیں کرکر دیکھن میری تیری

آنکھیں کبھی بھی پرستش دیکھتی

(۴) نک نہ کوئی پوجدا کھائے مروڑی منی گھنیری

ناک پرستش کرتا سکوڑتا مانتا بہت

(۵) اُچے کن نہ پُوجیں اُستت نندا بھلی بھلیری

اونچے کان پرستش تعریف بدگوئی اچھی بُری

(۶) مولوں جیبھن پوجیئے رس کسبو چکھی دند گھیری

کبھی بھی زبان پرستش مٹھاس کڑواہٹ دانت گھیرے میں

(۷) نیویں چرن پوج ہتھ کیری

نیچے پاؤں پرستش ہاتھوں لی جاتی

ترجمہ :- برہمن کی پیشانی پر قشقہ کی لکیریں خوبصورت معلوم ہوتی ہیں مگر ہندوؤں میں اگر کوئی شخص سفر اختیار کرے اور سامنے سے برہمن مل جائے تو برہمن کی شکل دیکھنا بدشگونی سمجھ کر سفر اختیار کرنے والا اپنے گھر واپس لوٹ آتا ہے اور سفر ملتوی کر دیتا ہے۔(۲) سر غرور کے باعث بلند ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس کو پگڑی کے ساتھ بل دے دے کر باندھا جاتا ہے۔(۳) آنکھوں کی کبھی پرستش نہ کی گئی کیونکہ یہ میری اور تیری (یعنی اپنے اور غیر میں فرق) محسوس کرتی ہیں (۴) کوئی ناک کی بھی پرستش نہیں کرتا کیونکہ ناک اپنے سے کم درجہ والوں کو دیکھ کر نفرت کے ساتھ سکوڑی جاتی ہے (۵) کانوں کی بھی پرستش نہیں کی جاتی کیونکہ یہ اچھے اور بُرے کی تعریف و بدگوئی سُنتے ہیں (۶) زبان کی بھی کبھی کسی نے پرستش نہ کی کیونکہ یہ مٹھاس اور کڑواہٹ کے فرق کے باعث دانتوں میں گھری رہتی ہے (۷) اور اگر پرستش ہوتی ہے تو صرف پاؤں کی جو نیچے ہیں۔ ان کی انکساری کو دیکھ کر لوگ ان کو ہاتھوں سے چھوتے اور پرستش کرتے ہیں۔

رادھکا کا حُسن

(۱) سُندری بدن رادھے سوبھا کو سدن تیرو

خوبصورت جسم رادھکا گھر تیرا

بدن بنائیو چاری بدن بنائے کے

جسم سجاکر خالق بنایا

(۲) تاکی رُچی لین کو اُدت بھیئو رین پتی

اُس کی خوبصورتی لینے طلوع ہوا چاند

موڑھ مت راکھیو نج کر بگرائے کے

بے وقوف رکھا اپنا پھیلا کر

(۳) متی رام کہے نسچر چور جان یا ہے

کہتے آوارہ گرد سمجھ کر اس کو

دینی ہے سجائے کملاسن رسائے کے

دی سزا خالق غصّہ میں

(۴) راتو دن پھیرے امراسے کے آس پاس

رات پھرتا رہے بہشت

مُکھ میں کلک مِس کارکھ لگائے کے

چہرہ دھبّہ بہانہ سیاہی لگاکر

ترجمہ :۔ سری کرشن جی کی رادھکا کا جسم حُسن و خوبصورتی کا مرکز ہے جسے خالق نے بنا سنوار کر تیار کیا ہے۔ (۲) اس خوبصورتی کو حاصل کرنے کے لئے چاند طلوع ہوا اور اس بے وقوف نے طلوع ہونے کے بعد اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ (۳) چاند کے بدتمیزی کے ساتھ ہاتھ پھیلانے پر خالق کو غصّہ آیا اور چاند کو آوارہ گرد سمجھ کر قدرت نے اسے سزا دی کہ (۴) اس کے چہرہ پر سیاہی کے دھبّے لگا دیئے جائیں اور یہ دن رات بہشت کی دولت (رادھکا کے حسن) کے ارد گرد چکّر لگاتا رہے۔

بے مزا موسم

(۱)

آیاں رُتاں من بھانونڑیاں لالیاں لون تے کانونڑیاں

آئے موسم دل بھانے والے لالیاں اور کوّے

وَل تانگھ چاوے چانونڑیاں وَل رس وسوں ہک وار وے

ایک بار پھر انتظار اختیار کرتی ہے شدتیں پھر وصل بسر کریں ایک بار اے محبوب

ترجمہ:۔ اے محبوب! دل کو لبھانے اور مست کرنے والا موسم آگیا۔ ایسے موسم کے پیغامبر پرندے آگئے ہیں اور کوؤں تک کی آواز میں کشش پیدا ہوگئی۔ ایسے خوشگوار موسم میں انتظار کی گھڑیاں شدید تر ہو رہی ہیں۔ تو آ جا اور یہ موسم میرے ساتھ بسر کر۔

(۲)

گئی مفت چیتر بہار وی سُرخی تے کجلہ دھار وی

گزر گئی بیکار چیت کی بہار بھی اور کاجل دھار بھی

مہندی تے ہار سنگار وی کر یاد قول قرار وے

اور بھی اے محبوب

ترجمہ:۔ اے محبوب بہار جیسا دلکش موسم بھی گزر گیا۔ دل کی دُنیا ویران ہے۔ سُرخی۔ کاجل اور مہندی میں کوئی رنگینی نہیں۔ ہار اور سنگار میں کوئی کشش نہیں۔ اے محبوب! اپنا وعدۂ محبت یاد کر اور آ کر میری دنیا بسا۔

(۳)

جُڑ جُڑ لگی آ ساونڑیں مُد مست مینھ وساونڑیں

خوب ساون کا موسم موسم برسانے والی

موسم سُہاگ سہاونڑیں میں سِر ڈوہاگ دا بار وے

سہلانے والی میرے سر اندوہ کا اے محبوب

ترجمہ:۔ ساون کا خوشگوار موسم اُمڈ کر چاروں طرف چھا گیا ہے۔ ہوا میں مستی ہے۔ اور موسم میں شگفتگی ہے۔ سہاگ رچانے کے جذبات بے قابو ہوئے جاتے ہیں۔ زندگی وبال جان بن رہی ہے۔ اندوہ اور محرومی ہے اور میں ہوں۔ اے محبوب، آ بھی جا۔

دارِ محبوب

(۱) اِلَّا رُبَّمَا هَاجَتْ لَكَ الشَّوْقَ عَرْصَةٌ

آگاہ ہو اکثر اُبھارتا ہے تیرے شوق کو صحن خانہ محبوب

بِمَرْوَارِ تَمُرُّبِهَا الرِّيَاحُ الزَّعَادِعُ
نام موضع محبوب — جس پر چلتی ہیں — آندھیاں — خاک دُھول

(۲) اَبیٰ رَسْمُ دَارِ الْحَیِّ اَنْ یَّتَکَلَّمَا
انکار کردیا — نشان — گھر — قبیلہ — یہ کہ — کلام کرے

اَیَنْطِقُ بِالْمَعْرُوْفِ مَنْ کَانَ اَبْکَمَا
کیا کلام کرسکتا ہے — سمجھ میں آنے والی — وہ شخص — ہو — گونگا

ترجمہ :- (۱) آگاہ ہو اکثر ایسا ہوا ہے کہ مقام مرواڑ کے صحن خانہ محبوب نے تیرے آتش شوق کو بھڑکا دیا (اور دبے ہوئے جذبات کو اُبھارا) لیکن اب اس مقام پر تیز آندھیاں چل رہی ہیں اور خاک اُڑ رہی ہے۔
(۲) قبیلہ محبوب کے نشان نے کلام کرنے سے انکار کردیا۔ اور کیا کوئی اور بے زبان شے اس طرح کلام کرسکتی ہے کہ سمجھ میں آجائے۔

شبِ فراق

اَلَا اَیُّھَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِیْ
آگاہ ہو — اے — شب — دراز — روشن ہوجا

بِصُبْحٍ وَّمَا الْاِصْبَاحُ مِنْکَ بِاَمْثَلٖ
صبح کے ساتھ — حالانکہ — نہیں ہے — صبح — تجھ سے — افضل

ترجمہ :- ہاں اے شب دراز! صبح کی روشنی سے روشن و درخشاں ہو جا، حالانکہ صبح روشن کسی طرح تجھ سے بہتر نہیں ہے (کیونکہ مجھ ہجراں نصیب کے لئے رات دن برابر ہیں)

سچ اور جھوٹ

(۱) جے گُھتھی بِنڈا بھے کیوں ہوڑے بجاج
اگر — گٹھڑی — میٹھی — ہو — بزاز

(۲) کُتّے دے گل واسنی نہ صرافی ساج

کے گلے نیولی صراف مناسب

(۳) رتن منی گل باندرے جوہیرن کاج

جواہرات موتی گلے بندر کے جوہری کام

(۴) گدھوں چندن لدیئے نہ گاندھی گاج

گدھا لادیا جائے عطر فروش کہلاتا

(۵) جے مکّھی منھ مکڑی کیوں ہوئے باج

اگر ہوسکتا باز

(۶) سچ سچاوا کاڈھیئے کوڑ کوڑا پاج

سچائی کہا جاسکتا جھوٹ جھوٹ ہی باطل

ترجمہ :- اگر بنڈا (مسلسل بولنے والا ایک کیڑا) کپڑے کی گٹھڑی پر بیٹھ جائے تو وہ بزاز نہیں بن سکتا (۲) اگر کُتّے کے گلے میں روپیوں کی بھری ہوئی نیولی باندھ دی جائے تو کتّے کو صراف سے مناسبت نہیں دی جاسکتی۔ (۳) اگر بندر کے گلے میں جواہرات اور موتی ڈال دیئے جائیں تو وہ بندر جوہری نہیں بن سکتا۔ (۴) اگر گدھے پر خوشبودار چندن لاد دیا جائے تو گدھا عطر فروش نہ کہلائے گا۔ (۵) اگر مکڑی مکھی کو اپنے منہ میں پکڑلے تو مکڑی باز نہ ہوسکے گی۔ (۶) اس طرح سچ سچ ہی ہے۔ لوگ سچائی کو سچائی ہی کہیں گے۔ اور جھوٹ و باطل کو جھوٹ اور باطل ہی۔

احسان فراموش، دُنیا کے لئے بدترین لعنت

(۱) نہ تیس بھارے پربتا اسمان کھہندے

اُس بوجھل پہاڑ آسمان ٹکراتے

(۲) نہ تیس بھارے کوٹ گڑھ گھربار دسندے

اُس بوجھل قلعے محلات نظر آرہے

(۳) نہ تِس بھارے سائیرا نہ واہ وہندے

اُس بوجھل سمندر نالے بہتے

(۴) نہ تِس بھارے تروڑا پھل سُپھل پھلندے

اُس بوجھل درخت پھل والے پھل سے لدے ہوئے

(۵) نہ تِس بھارے جیا جنت ان گنت پھرندے

اُس بوجھل جاندار مخلوق بے حساب پھر رہے

(۶) بھارے بھوئیں اکرت گھن مندی ہوں مندے

بوجھل زمین احسان فراموش بُرے سے بُرے

ترجمہ :۔ (۱) بلند چوٹیوں والے پہاڑ جو آسمان سے ٹکرا رہے ہیں وہ بھی زمین کے لئے بوجھل نہیں ہیں (۲) نہ وہ محلات ۔ قلعے اور گھر بار جو نظر آ رہے ہیں زمین کے لئے بوجھل ہیں ۔ (۳) نہ سمندر ۔ ندی اور نالے اس زمین کے لئے بوجھل ہیں جو اس زمین پر بہتے چلے جا رہے ہیں ۔ (۴) نہ درخت بوجھل جو پھلوں سے لدے پڑے ہیں ۔ (۵) نہ جاندار مخلوق زمین کے لئے بوجھل ہے جو بے حساب اور بے شمار زمین پر پھر رہی ہے ۔ (۶) اور اگر اس زمین کے لئے بوجھل ہیں تو احسان فراموش جو دنیا کے لئے بدترین لعنت ہیں اور جن کو اس زمین پر رہنے کا حق حاصل نہیں ۔

محبوبہ کا تبسّم ۔ نزاکت اور آنکھیں

(۱) وَتَبَسَّمُ عَنْ اَلْمیٰ کَاَنَّ مُنَوِّرًا

ہنستی ہے دندانِ آبدار کلیاں

تَخَلَّلَ حُرَّالرَّمْلِ دِعْصٌ لَهٗ ندٍ

درمیان ریت تو وہ تری

(۲) کَاَنَّ الْبُرِیْنَ وَالدَّمَالِیْجَ عُلِّقَتْ

کنگن بازوبند لٹکائے گئے

عَلیٰ عُشَرٍ اَوْ خِدْوِعٍ لَمْ یُخَضَّدِ

آکھ — ارنڈ — چھانٹے گئے

(۳) وَعَینَانِ کَالْمَا وِیَّتَیْنِ اِسْتَکَنَّتَا

دونوں آنکھیں — آئینہ — جاگزیں

بِکَھْفَیْ حِجَاجَیْ صَخْرَۃٍ قِلْتَ مَوْرِدِ

غار — استخوان ابرو — پتھر — گڑھا — گھاٹ

ترجمہ :- بوقت تبسم میری محبوبہ کے دندان آبدار ایسے چمکتے ہیں جیسے بابونہ کی شاداب کلیاں جو خالص تودۂ ریگ پر ہوں (شاعر نے تودہ ریگ کی قید اس وجہ سے لگادی ہے کہ وہ آب باراں سے قدرے تر رہا کرتا ہے اور ایسی جگہ کی کلیاں بہ نسبت اور جگہ کے کچھ شاداب ہوا کرتی ہیں اسی لئے عرب میں دندانِ تابندہ کو بابونہ کی کلیوں سے تشبیہ دیا کرتے ہیں)۔ (۲) میری محبوبہ ایسی نازک اندام ہے کہ پازیب۔ کنگن اور بازوبند جو وہ پہنے ہوئے ہے نزاکت جسم کی وجہ سے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا وہ آکھ یا ارنڈ کے درخت پر پہنائے گئے ہیں۔ (شاعر نے اس شعر میں معشوق کی نزاکت جسمی کو آکھ اور ارنڈ سے تشبیہ دی ہے جو نیچرل رنگ ضرور لئے ہوئے ہے) (۳) محبوبہ کی دونوں آنکھیں اپنی درخشندگی کے اعتبار سے گویا دو آئینے ہیں جو دو خمیدہ ہڈیوں میں جڑے ہوئے ہیں (خمیدہ ہڈی سے ابرو کے نیچے کی ہڈی مراد ہے) اور وہ دونوں ہڈیاں اپنی سختی میں اور وہ آنکھیں اپنی درخشانی میں پتھر کی طرح ہیں جو کسی گڑھے میں ہو اور اس میں کسی قدر صاف و شفاف چمکتا ہوا پانی ہو (اس شعر میں وجہ شبہ استحکام و مضبوطی ہے)

عاشق کی لاغری

تنم از ضعف چناں شد کہ اجل جست و نیافت

میرا بدن — کمزوری — ڈھونڈا — نہ پایا

نالہ ہر چند نشاں داد کہ در پیرہن است

نالہ — بہت مرتبہ — بتلایا — پیرہن — ہے

ترجمہ :- عاشق اپنی لاغری کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے کہ میں اس قدر نحیف و نزار ہو گیا ہوں کہ موت نے بار بار مجھے تلاش کیا لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئی حالانکہ میرا نالہ آہ و بکا ہر خاص و عام کو بتا رہا تھا کہ میں پیرہن ہی میں ہوں

حسن و عشق

از پئے دیدنِ رُخت ہمچو صبا فتادہ ام

واسطے دیکھنے تیرے رُخ کے مثل صبا پڑی ہوئی ہوں

خانہ بخانہ در بدر کوُچہ بکوُچہ کوُ بکوُ

گھر گھر در در کوچہ کوچہ گلی گلی

دورِ دہانِ تنگ تو عارضِ عنبریں خطت

دائرہ تیرے مُنہ تنگ کا رخسار تیرا عنبریں خط والا

غنچہ بغنچہ - گُل بگُل - لالہ بلالہ - بوُ ببوُ

غنچہ کے مقابلہ میں غنچہ ہے پھُول کے مقابلہ میں پھُول لالہ کے مقابلہ میں لالہ خوشبو کے مقابلہ میں خوشبو

می رود از فراقِ تو خونِ دل از دو دیدہ ام

جاری ہے تیرے فراق میں دل کا خون میری دو آنکھوں سے

دجلہ بدجلہ - یم بہ یم - چشمہ بچشمہ - جوُ بجوُ

دریائے دجلہ کے برابر دجلہ دریا کے برابر دریا چشمہ کے برابر چشمہ نہر کے برابر نہر

در دلِ خویش طاہرہ گشت و نیافت جز ترا

اپنے دل میں طاہرہ خوب پھری اور نہ پایا کوئی اور تیرے سوا

صفحہ بہ صفحہ - لا بہ لا - پردہ بہ پردہ - تو بتو

صفحے صفحے میں لا - لا میں پردے پردے میں اور تجھ تجھ میں

بمعنی نہیں یعنی نیستا میں یعنی ہستا میں

زبان کو احتیاط سے برتو

اِنَّ اللِّسَانَ صَغِیْرٌ جِرْمُہٗ وَلَہٗ

بے شک ... چھوٹا ... اور ہے اس کا

جُرمٌ کَبِیرٌ کَمَا قَدْ قِیلَ فِی الْمَثَلِ

جُرم بڑا جیسا کہ کہا گیا ہے بیچ ضرب المثل کے

فَکَمْ نَدِمْتَ عَلیٰ مَا کُنْتَ قُلْتَ بِہٖ

کئی بار تو نادم ہوا اوپر اس کے جو تو نے کہہ دیا

وَمَا نَدِمْتَ عَلیٰ مَالَمْ تَکُنْ تَقُلِ

اور تو نہیں نادم ہوا اُوپر اس کے جو تُو نے نہیں کہا

ترجمہ:۔ زبان ایک چھوٹا سا عضو ہے لیکن اس سے بڑے بڑے جُرم صادر ہوتے رہتے ہیں۔ جن کے نتائج سخت خوفناک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ تجھے کئی بار مُنہ سے نکلی ہوئی بات پر ندامت اُٹھانی پڑی ہوگی اور بعض دفعہ تو خوش بھی ہوا ہوگا کہ تیری زبان سے بات نہ نکلی ورنہ شاید کتنا شرمندہ ہونا پڑتا۔

موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو

اَحْسِنْ اِذَا کَانَ اِمْکَانٌ وَ مَقْدِرَۃٌ

نیکی کر جب ہو موقع اور طاقت

فَلَا یَدُوْمُ عَلیَ الْاِنْسَانِ اِمْکَانٌ

کیونکہ نہیں رہتا ہمیشہ اُوپر انسان کے موقع

ترجمہ:۔ اگر تجھے لوگوں پر نیکی کرنے کا موقع ملا ہوا ہے اور احسان کرنے کی طاقت حاصل ہے تو ضرور اُن پر نیکی اور احسان کیا کر۔ یاد رکھ کہ نیکی اور احسان کرنے کا موقع ہمیشہ نہیں رہتا۔ ممکن ہے وہ وقت جلد آ جائے کہ اختیارات تیرے ہاتھ سے جاتے رہیں پھر تو کسی کی مدد کیا کر سکے گا۔ اس لئے موقع کو غنیمت جان اور اس سے فائدہ اُٹھا۔

موسم برشگال اور عاشق

(۱) گھٹاں کالیاں نے رم جھم لائی

گھٹائیں سیاہ موسلا دھار لگائی

وِچ دامنی دا لشکارہ سوہے

میں بجلی کا چمک خوبصورت

(۲) کنتاں والیاں کرن کلول لکھاں

شوہروں کریں خوش فعلیاں لاکھوں

باہر میگھلا تے گھر یار سوہے

میغ اور مناسب وموزوں

(۳) تڑفن وانگ بجلی بِنا پیاریاں دے

تڑپیں طرح بغیر پیاروں کے

جنہاں کنت پردیس سدھار سوہے

جن کے شوہر چلے گئے ہیں

(۴) پر کی حال راہی پردیسے دا

مگر کیا مسافر پردیس جانے والے کا

جیہڑا کلّڑا موسلادھار سوہے

جو اکیلا ہے

ترجمہ :- (۱) آسمان پر سیاہ گھٹائیں چھا رہی ہیں اور بارش موسلا دھار ہو رہی ہے۔ بادلوں میں سے چمکنے والی بجلی کس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ (۲) شوہروں والی حسین و جوان عورتیں اس دلکش منظر سے متاثر ہو کر خوش فعلیاں کر رہی ہیں۔ ان کے گھر کے دروازے سے باہر تو پانی برس رہا ہے اور دروازے کے اندر یہ اپنے شوہروں کی آغوش میں ہیں (۳) آہ! وہ بے چاریاں بادلوں میں سے چمکنے والی بجلی کی طرح خود تڑپ رہی ہیں جن کے محبوب پردیس میں ہیں۔ (۴) مگر اس بدنصیب مسافر کا کیا حال جو تنہائی کی حالت میں اپنی محبوبہ سے جُدا پردیس میں ہو اور بارش موسلا دھار ہو رہی ہو۔

احمق سے سلوک

(۱) کٹّن چٹّن کُتیا کِتّے ہلک تے من سنگاوے

کاٹنا چاٹنا کتوں کا دیوانگی دل نفرت

(۲) ٹھنڈا تتّا کوئلہ کالا کرکے ہتھ جلاوے

گرم سیاہ ہاتھ جلادیتا

(۳) جیوں چھچھوندر سپ دی انّاں کوہڑی کروکھلاوے

جس طرح چھچھوندر سانپ اندھا دکھائے

(۴) جاں رسولی دیہہ وچ وڈی پیڑ رکھی سرماوے

جس طرح جسم میں بڑی درد شرم

(۵) ونس کپوُت کُلکھنا چھڈے بنے نہ وِچ سماوے

خاندان نالائق بیٹا بدعادت چھوڑے اندر رکھاجائے

(۶) مورکھ ہیت نہ لائیے پرہر ویر الپت دلاوے

احمق محبت کیجئے چھوڑیئے دشمن الگ گزاریئے

(۷) دو ہیں پاوڑیں دُکھ وہاوے

دونوں اطراف ملتا

ترجمہ :- (۱) کتّوں کا کام کاٹنا اور چاٹنا ہے۔ اور اگر کتّا دیوانہ ہو جائے تو اُس کے چاٹنے یا خود اس کو پیار کرنے سے بھی نفرت ہو جاتی ہے۔ (۲) ٹھنڈا کوئلہ ہاتھوں کو سیاہ کرتا ہے اور گرم کوئلہ جلاتا ہے (۳) سانپ کے مُنہ میں چھچھوندر ہو تو سانپ یا تو اندھا ہو جائے گا یا کوہڑی۔ (۴) جسم میں رسولی ہو جائے تو اس رسولی کو کاٹنے سے جسم میں تکلیف ہوتی ہے اور اگر اس کو الگ نہ کیا جائے تو انسان جسم کے بدنما ہونے کے باعث شرم محسوس کرتا ہے (۵) بُرے اعمال والی نالائق اولاد کو نہ تو خاندان سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو خاندان میں رکھا جا سکتا ہے (۶) اس طرح احمق نہ تو دوستی کے قابل ہے نہ دشمنی کے۔ احمق سے الگ اور کنارہ کش رہنا چاہیئے (۷) کیونکہ اس کی دوستی اور دشمنی دونوں ہی تکلیف کا باعث ہیں۔

پٹھان چرواہے کا گیت

(۱) لِبَاسِیْ رَاْتَہْ خَکَاْرَہْ شوَیلے جَانَانَہْ

دغاباز مجھ کو دکھائی دیئے اے دلبر

سَتَاپَہْ سَرِمْ دِیْ آغِشتِیْ تُھتُونَہْ

(گو) تیرے لئے سر پر میں نے لی ہیں تہمتیں

(۲) پَہْ رَوْ رَوْ بَہْ زَنرگیْ صَبرْ کَرمْلَہْ تَانَہْ

آہستہ آہستہ دل (زنڑگیْ) صبر پیدا (کڑم) کروں گا تجھ سے

سَتَا خَائِسَتْ رَا بَانْدِیْ اُوْکَرُوْ فَسَادُوْنَہْ

تیری خوبصورتی نے مجھ پر کئے (اوکڑہ) فسادوں کے وار

(۳) چہ رَنْجُوْرْ شِیْ نَہْ رَاْغِیْنگیْ پَہْ آسَانَہْ

جب (انسان) (عشق) کا مریض ہو جاتا ہے نہیں (راغیگی) صحتمند ہو سکتا آسانی سے

چِہْ قَائِمْ شِیْ پَہْ چَا دُوْمَرَہْ زَحْمَتُونَہْ

اور پھر جب آجاتی ہیں کسی پر اتنی تکلیفیں

(۴) دَ ژَوندُوْنْ طَمعْ مِ اُوْشَوْلِیدَہْ دَخَانَہْ

زندگی کی طمع ٹوٹ گئی اپنی (زانہ) جان سے

رَاْلَہْ رَاکَرہْ دَ سُرُوْ شُوْنْدُوْ شَربَتُونَہْ

(خدا کیلئے) مجھے (راکڑہ) دیدو سُرخ لبوں (شونڈ) کی شربتیں

(۵) دوَا مَرہ شُوْنْدے دَ ڈیر خُوْنْدْ لَری بِیْشَانَہْ

(دوازہ) دونو (شونڈے) ہونٹ تیرے (ڈیر) بہت مزا رکھتے ہیں بے شان

هسے نَشْتے بَہ دُنْیَا کنبر نِعْمتُوْنَہْ

اس قسم کی ...

ترجمہ :۔ علی الصباح بستی سے دُور جب پٹھان چرواہا گھاٹیوں کی تنہائی میں مویشی کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی طرف جاتا ہے تو اُسے کسی کی محبت ستاتی ہے اور وہ بے اختیار گانے لگتا ہے۔ اشعار بالا اُس کے آئینۂ دل کا اصلی عکس ہیں۔ ان میں کوئی تصنع۔ نزاکت اور باریکی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک سادہ چرواہے کے اشعار ہیں۔ جو باپ دادا سے سینہ بسینہ چلے آئے ہیں۔ پہلے شعر میں صاف صاف معشوق کی بے وفائی کا گلہ ہے۔ جس کے لئے عاشق نے کئی الزامات برداشت کئے۔ دوسرے شعر میں صاف صاف افغانی جذبۂ انتقام کی جھلک ہویدا ہے۔ دغابازی سے آگاہ ہوکر اب عاشق نے تہیہ کرلیا ہے کہ آہستہ آہستہ دل میں صبر پیدا کیا جائے گو یہ امر آسان نہیں اور حُسن کا جادو توڑنا مشکل ہے۔ چنانچہ اس مشکل کو محسوس کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مریضِ عشق کا اچھا ہونا آسان بات نہیں ہے کیونکہ عشق کی لاچاریاں بہت زیادہ اور سخت مشکل ہیں۔ صرف ایک ہی علاج صحتیابی اور بے قراری کے دُور ہوجانے کا اُسے یہ نظر آتا ہے کہ شربت لب سُرخ پلایا جائے ورنہ مریضِ عشق آخرکار دم توڑ دے گا۔ اس شربت سے صحتیابی اس لئے ممکن ہے کہ اس جیسی نعمت دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔

قلم

(۱) چیست آں لعبت کہ دارد پیکرے مانندِ مار

کیا ہے — وہ — پُتلی — رکھتی ہے — جسم — سانپ

لیک در پیکر دو سر دارد بسانِ ذوالفقار

لیکن — جسم — رکھتی ہے — طرح — تلوار

(۲) خود پیادہ مے رود اما نشستہ بر سہ اسپ

پیدل — چلتی ہے — لیکن — بیٹھتی — گھوڑا

ہم تواں گفتش پیادہ ہم تواں گفتش سوار

بھی کہہ سکتے ہیں اس کو — بھی کہہ سکتے ہیں

(۳) سر کند پیدا تنش بُرّند چوں از تن سرش

کاٹنے — جب — سرے

بے زباں گوید سخن ہر گہ شود پاسخ گزار

کہتی — باتیں — جب کبھی — جواب دینے والی

(۴) چوں میانِ لیلیٰ و چوں دیدۂ مجنوں بود

کمر — آنکھ

ہم تن او لاغر و ہم دیدۂ او اشکبار

دُبلا — آنسو بہانے والا

(۵) پیکر او زرد رنگ و چہرۂ او تیرہ گوں

جسم — سیاہ — رنگ

ہم چو روے عاشقاں و ہم چو گیسوئے نگار

زلف — معشوق

(۶) لشکر آراید زملکِ زنگ و اقلیمِ حبش

آراستہ کرتی ہے — ملک

گاہ ملکِ زنگ گیرد گاہ اقلیم تتار

فتح کرتی ہے — کبھی

ترجمہ:- (۱) وہ پُتلی کون سی ہے جس کا جسم سانپ کی طرح کنڈل دار ہے۔ لیکن جسم میں ایک تلوار ہے حضرت علیؑ کی تلوار ذوالفقار کی طرح جس کے دو مُنہ ہیں۔ (کاہی (نرسل) کے قلم پہ کنڈل کی طرح رنگ کی لہریں نظر آتی ہیں اور لکھنے والے مُنہ پہ قط لگا کر اس کے دو حصّے کیے جاتے ہیں۔ حضرت علی کی تلوار کے دو مُنہ تھے)۔

(۲) وہ پُتلی پیدل چلتی ہے لیکن تین گھوڑوں پہ بیٹھ کر بھی (قلم کو تین انگلیوں سے پکڑا جاتا ہے) اس پتلی کو پیادہ بھی کہہ سکتے ہیں اور سوار بھی۔

(۳) جب اس پُتلی کے جسم سے اس کا سر کاٹتے ہیں تو جسم میں ایک نیا سر پیدا ہو جاتا ہے (قط لگانے کی طرف اشارہ ہے) اور جب یہ پُتلی جواب دیتی ہے تو بغیر زبان کے ہی باتیں کہتی چلی جاتی ہے۔

(۴) اس پُتلی کی کمر لیلیٰ کی طرح پتلی ہے اور اس کی آنکھیں مجنوں کی آنکھوں کی طرح ہمیشہ آنسو بہاتی رہتی ہیں (قلم کے مُنہ سے سیاہی کے قطرے ٹپکتے ہیں جب اسے دوات میں ڈبویا جاتا ہے)

(۵) اس پُتلی کا جسم عاشقوں کے چہرہ کی طرح زرد ہوتا ہے اور اس کا مُنہ معشوق کی زلفوں کی طرح کالا ہوتا ہے (کاہی کے قلم کا اصلی رنگ زرد ہے اور عام طور پہ اسے سیاہ روشنائی میں ڈبو کر اس کا مُنہ سیاہ کیا جاتا ہے)

(۶) وہ پُتلی حبشیوں کے ملک سے سیاہی لاکر اپنی فوج آراستہ کرتی ہے (یعنی [illegible] الفاظ لکھتی ہے) کبھی حبش

کے ملک کو فتح کرتی ہے کبھی تاتاریوں کی ولایت کو۔

بُزدل شوہر بیوی کی نگاہوں میں

کنت گھرے کِم آویا تیگاں ری گھن تراس

شوہر گھر میں کیوں آیا تیغوں کی گھڑگھڑاہٹ ڈر

لہنگے موجھ لُکیجیے بیری او نہ وسواس

میرے چھپ جائیے دشمن وہ بھروسہ

ترجمہ :۔ راجپوتانہ میں جنگ جاری تھی۔ شوہر میدان جنگ چھوڑ کر گھر واپس آگیا۔ بیوی بُزدلی کا طعنہ دیتے ہوئے کہتی ہے تیغوں کی گھڑگھڑاہٹ سے خوفزدہ ہوکر تم گھر میں کیوں واپس بھاگ آئے۔ اب تمہارے بُزدلی کے ساتھ واپس آنے پر شاید دشمن بھی تمہارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے۔ اس کا کیا بھروسہ ہے۔ آؤ میرے لہنگے میں چھُپ جاؤ تاکہ محفوظ رہو۔

بُزدل بیٹا ماں کی نگاہوں میں

پُوت گھنرو دُکھ پاویو وپ کھوون پئے پائے

بیٹا بہت پایا جسم کھوکر دودھ پلایا

ایم نہ جانی آوسے جاون دودھ لجائے

یہ سمجھا بھاگ آوگے پیدا کرنے والی شرم

ترجمہ :۔ راجپوتانہ کا راجپوت میدان جنگ سے بھاگ آیا۔ اُس کی ماں بُزدل بیٹے کو طعنہ دیتے ہوئے کہتی ہے۔ بیٹا! میں نے دُکھ اٹھا کر تمھیں نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھا اور پیدا کیا اور پھر اپنے جسم کو تباہ کر کے تمھیں دودھ پلایا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ تم بُزدلوں کی طرح میدان جنگ سے بھاگ آؤگے اور اپنی پیدا کرنے اور دودھ پلانے والی ماں کے لئے شرم اور ندامت کا باعث ہوگے۔

بُزدل، گِدھوں کی نگاہ میں

کایر کیرے مانس کوں گِرج نہ کبھوں کھائے

بُزدل ڈرپوک گوشت کو گدھ بھی کھائے

کہا کیا ؤن مُکھ کریں ہم بھی درگت جائے

کیوں گندہ منھ بری عاقبت

ترجمہ :- مرے ہوئے بز دل اور ڈرپوک کے گوشت کو گدھ بھی نہیں کھاتے۔ وہ کہتے ہیں کہ بُزدلوں کا گوشت مُنہ کو گندہ اور ناپاک کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اس کو کھا کر اپنی عاقبت کو کون خراب کرے۔

محبوبہ کے آنسو

طاف یبغی نجوۃً من ھلاکٍ فھلک

وہ گھومتا رہا ڈھونڈتے ہوئے چھٹکارا سے ہلاکت (سے) پھر بھی ہلاک ہوا

ہلاکت سے بچنے کی کوشش کے باوجود ہلاک ہوا

لیت شِعریِ ضَلَّۃً اَیُّ شیءٍ قَتَلَکْ

افسوس میرے عقل کی گمراہی پر کس چیز نے تجھے قتل کیا

کاش میں جان سکتی کہ کس چیز نے تجھے مار ڈالا

أَ مَریضٌ لم تُعَدْ ام عَدُوٌّ خَتَلَکْ

کیا مریض تھا جس کی تیمارداری نہ ہوئی کیا دشمن نے تجھے گھیرا

کیا تو بیمار تھا اور تیری تیمارداری نہ ہو سکی یا تجھے اپنے کسی دشمن نے گھیر لیا

ام تولّٰی بکَ مَا غالَ فی الدھر السُّلَکْ

کیا دوستی کی تیرے ساتھ اس چیز نے برباد کیا جس نے زمانے میں تلاش کی راہوں کو

یا زمانہ کی عیاریوں نے دوستی دوستی میں تجھے تباہ کر دیا

والمنایا رصدٌ للفتیٰ حیث سُلَکْ

اور آرزوئیں کمین گاہیں جوان کے لئے جب وہ تلاش کرتا ہے

جوانی کی اُمنگیں ہمیشہ معرض التوا میں رہتی ہیں

ایُّ شیءٍ حسنٍ لفتی لم یکُ لکْ

کونسی چیز خوبصورت جوان میں ہوتی ہے جو نہ تھی تیرے لئے

وہ کونسی خوبی تھی جو باقی جوانوں میں ہو اور تجھ میں موجود نہ تھی

كُلُّ شيءٍ قاتِلٌ حين تلقىٰ أَجَلَكْ
ہرایک چیز قاتل بن جاتی ہے جب ملاقی ہوتا ہے تو اجل سے
اجل کے وقت ہرایک چیز مہلک بن جاتی ہے

طال ماقد نلت في غير كدٍّ أَمَلَكْ
طویل ہوئیں وہ جن کی تو تلاش میں تھا یعنی بغیر ضرورت تیری آرزوئیں
تیری آرزوئیں بلا ضرورت لمبے عرصے تک تشنۂ تکمیل رہیں

انَّ امراً فادجًا عن جوابي شَغَلَكْ
بے شک امر مشکل نے میرے جواب سے تجھے قاصر کر دیا ہے
شاید کسی نہایت ہی سخت مجبوری کی وجہ سے تو مجھے جواب دینے سے معذور ہے

سأُعزّي النفس اذ لم تُجِبْ من سَأَلَكْ
عنقریب میں ماتم کروں گی اس نفس کی جب وہ جواب نہ دے اس کو جو تجھ سے سوال کرے
جب تک تو میرے سوال کا جواب نہ دے گا میں تجھ پر ماتم کرتی رہوں گی

ليتَ قلبي ساعةً صبرهٗ عنكَ مَلَكْ
افسوس میرا دل ایک گھڑی صبر کا تجھ سے مالک بن سکتا
کاش میرا دل ایک گھنٹہ قرار حاصل کر سکتا

ليتَ نفسي قُدِّمَتْ للمنايا بَدَلَكْ
کاش میری جان آگے ہو جاتی آرزوؤں کے لئے تیرے بدلے
کاش میری روح تیری آرزوؤں کی تلاش میں تیری روح سے پہلے نکل جاتی

تشریحی نوٹ:۔

طویل ہجر کی تاب نہ لاکر بے چارہ عاشق آخر کار چل بسا۔ اب محبوبہ کو پشیمانی ہوئی اور اشک ہائے ندامت کے پانی سے دامن جفا کو دھونے لگی۔ انجان بن کر کہتی ہے۔

کاش میں جان لیتی کہ تو کیوں کر ہلاک ہوا۔ میں تو بستر علالت پر تیری تیمارداری کے لئے تیار رہتی اور تیرے دشمنوں کا کلیجہ چبا ڈالتی۔ مگر حیف کہ مجھے تیری وجہ ہلاکت معلوم نہ ہوسکی۔ شاید زمانے کے ظلم وستم سے تو جانبر نہ ہوسکا۔ تجھ میں ساری خوبیاں موجود تھیں مگر عشق میں یونہی بے سکون کٹتی ہیں زندگیاں۔ بے شک تیری آرزوئیں بھی بلا ضرورت لمبے

عرصے تک تشنۂ تکمیل رہیں۔ مگر یہ معمولی بات ہے۔ البتہ تیری اجل آئی ہوئی تھی اس لئے یہ معمولی بات موت کا بہانہ بن گئی۔ کیا ایسی معمولی باتوں کی وجہ سے تو مجھ سے ناراض ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں یقیناً کسی شدید مجبوری کی وجہ سے تو خاموش ہے اور مجھے جواب دینے سے قاصر ہے۔ اچھا جب تک تو میری بات کا جواب نہ دے گا میں روتی رہوں گی۔ میرا دل تیری یاد میں بے قرار ہے۔ کاش میں تجھ سے پہلے مر جاتی۔

دوسروں پر فخر

(۱) انگن پُت گوانڈنی کوڑا وا مانا

آنگن بیٹا پڑوسن غلط فخر

(۲) پالی چاوُنا چاردا گھر وت نہ جانا

چرواہا گلّا چراتا اُس کے

(۳) بدرا سر دگارییٔے نردھن حیرانا

تھیلی بیگار میں پکڑا مفلس حیران

(۴) جیوں کر راکھا کھیت ناہیں کرسانا

جس طرح رکھوالا نہیں کسان

(۵) پر گھر جانے اپنا مورکھ مہمانا

بیگانہ جانتا بے وقوف مہمان

(۶) ان ہُندا آپ گُنائی دا اوہ وڈا اُجانا

نہ ہوتے شمار کرتا وہ بڑا احمق

ترجمہ :- (۱) پڑوسن کے بیٹے کو اپنے آنگن میں کھیلتے ہوئے دیکھ کر جو عورت اپنا بچہ سمجھے اور فخر کرے یہ غلطی ہے۔ (۲) چرواہا غیروں کے جانوروں کے گلّہ کو چراتا ہے مگر کسی جانور کو یہ اپنے گھر نہیں لے جاتا۔ (۳) بیگار میں پکڑے ہوئے شخص کے سر پر اٹھانے کے لئے روپیوں کی تھیلی رکھ دی جائے تو بیگاری پھر بھی مفلس و پریشان رہے گا۔ (۴) کھیت کی حفاظت کرنے والا (رکھوالا) ملازم کھیت کا مالک یعنی کسان نہیں ہو سکتا۔ (۵) بطور مہمان کے دوسرے کے گھر جا کر جو اس کو اپنا سمجھ لے وہ احمق ہوتا ہے۔ (۶) اور جو جیب میں نہ ہوتے ہوئے دوسروں کی دولت کو اپنی سمجھ کر ضرب۔ تفریق اور تقسیم کرتا ہے وہ تو بہت ہی بے وقوف ہے۔

محبوب کا انتظار

گھر آجا ماہیا
محبوب

بولی ہور پپیّا بولے
اور

سُن سُن میرا جی پیا ڈولے
رہا بیٹھتا

گھر آجا ماہیا
محبوب

آئی ساون بہار وے
موسم اے

میں رووّاں زار و زار وے
روتی اے

گھر آجا ماہیا
محبوب

ہس ہس کلیاں مُکھڑے کھولے
ہنس ہنس مُنہ

بُلبل کھیلے پتراں اولے
پتوں پیچھے

گھر آجا ماہیا
محبوب

پینگھاں جھولن رَل مِل سیّاں
جھولے جھولتی سہیلیاں

میرے دل دیاں دل وِچ رہیّاں
کی میں رہیں

گھر آجا ماہیا
محبوب

چھم چھم پوے پھوار وے
رم جھم پڑ رہی اے

تیرے فکر ہزار وے
اے

گھر آجا ماہیا
محبوب

ساون ماہ چڑھ بدّل آئے
بادل

سیّاں ہار سنگار وٹائے
سہیلیاں تبدیل کیے

گھر آجا ماہیا
محبوب

سجن جنہاں دے گھر وِچ آئے
محبوب جن کے میں

سیس گُندا کے ویس وٹائے
بدلے

گھر آجا ماہیا

مجبوب

ترجمہ :- پپیہا باغ میں عشق ومحبت کے نغمے گا رہا ہے۔ ان نغموں کو سُن کر میرا دل بیٹھتا چلا جا رہا ہے۔ اب موسمِ برشگال ہے جہاں آسمان سے پانی برس رہا ہے وہاں میری آنکھیں بھی زاروقطار رو رہی ہیں۔ کلیوں نے ہنس ہنس کر مُنہ کھول دیئے ہیں۔ بُلبلیں پتّوں کے پیچھے چھپ چھپ کر کھیل رہی ہیں۔ سہیلیاں مل مل کر جھولے جھول رہی ہیں۔ مگر میرے دل کی خواہشات دل ہی میں رہیں یہ پُوری نہ ہوئیں۔ تم پردیس میں ہو۔ بارش ہو رہی ہے۔ مجھے تیری فکر ہے۔ ساون کا مہینہ ہے اور بادل گھر کر آئے ہیں۔ میری سہیلیوں نے سنگار کئے ہیں۔ ان کے شوہر گھروں میں ہیں اور یہ اپنے بالوں کو گوندھنے اور خوبصورت بنانے میں مصروف ہیں۔ اے میرے محبوب تو بھی اپنے گھر واپس آ۔ میں تیری منتظر ہوں۔

عشق میں بہانہ سازی

(۱) بیٹھی ایک سیج پہ سلونا مرگ نینی دوؤ

ہرن آنکھوں والی دونوں

آئے تہاں پریتم سُدھا سموہ برسے

وہاں محبوب شراب تمام

(۲) کوی متی رام ڈھنگ بیٹھے من بھاون جو

شاعر طریقہ دل پسند

دوہن کے ہیئے اربند مود سرسے

دونوں دل کنول مسرّت متوالے

(۳) آرسی دے ایک سوں کہیو یوں نج مُکھ دیکھو

سے کہا اپنا چہرہ

جامے بدھو بارج بلاس بر درسے

جیساکہ چاند اور کنول لطف اندوز اچھا دیکھے

(۴) درپ سوں بھری ویہہ درپن دیکھیو جولوں

غرور سے وہ آئینہ دیکھا جب ہی

توں لوں پران پیاری کے اروج ہری پرسے

پھر فوراً زندگی سینہ ہار چھوا

ترجمہ :- (۱) آہو چشم حسینہ حیا کے باعث سکڑتی چلی جاتی تھی اور اس کے سانولے سلونے محبوب سیج پر بیٹھے تھے۔ دونوں عشق و محبت کے نشہ میں مخمور تھے۔ (۲) دونوں دلپسند طریقے سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے اور دونوں کے دل کنول کے پھول کی طرح مسرت سے کھل رہے اور متوالے تھے۔ (۳) محبوب نے حسینہ سے کہا کہ ذرا اپنی آرسی (آئینہ لگا ہوا زیور جو ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنا جاتا ہے) میں اپنا حسین چہرہ تو دیکھئے ایسا معلوم ہوتا ہے کنول چاند کی روشنی سے انتہائی لطف اندوز ہو رہا ہے۔ (۴) غرورِ حسن میں مخمور حسینہ جب آرسی کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنے لگی اور اُس نے آرسی والا ہاتھ اُٹھایا تو محبوب نے فوراً حسینہ کے اُبھرے ہوئے سینہ کو ہار دیکھنے کے بہانے سے چھولیا۔

حسینہ کی مُسکراہٹ

(۱) بانی کو بسن کیدھوں بات کے بلاس ڈولے

سرسوتی لباس یا کہ ہوا ذریعہ ہلتا

کیدھوں مُکھ چند چارو چندر کا پرکاس ہے

یا کہ چہرہ چاند حسین چاندنی روشنی

(۲) کوی متی رام کیدھوں کام کو سجس کے

شاعر تا کہ عشق کا دیوتا تعریف و توصیف

پراگ پُنج پرپھلت سمن سُباس ہے

گلخاک تمام کھلے پھول خوشبو

(۳) ناک نتھنی کے گجموتن کی آبھا کیدھوں

نتھلی ہاتھی کے سر کا موتی چمک یا کہ

دیہہ سنت پرگٹ ہیے کو ہلاس ہے

جسم والا ظاہر دل خوشی

(۴) سیرے کربے کو پیئے نین گھنسار کیدھوں

ٹھنڈا کرنے محبوب آنکھیں کافور یاکہ

بال کے بدن بلست مردو ہاس ہے

حسینہ جسم جلوہ گر نازک ہنسی

ترجمہ :- حسینہ کی مسکراہٹ کی تعریف کرتے ہوئے ہندی کے مشہور شاعر متی رام کہتے ہیں :-
(۱) یہ مسکراہٹ سرسوتی (علم کی دیوی) کا لباس ہے جو ہوا کے ذریعہ ہل رہا ہے یاکہ چاند کے چہرہ کی چاندنی کی روشنی ہے (۲) یاکہ عشق کے دیوتا کی تعریف و توصیف کا مرکز اور یا کھلے ہوئے خوشبو دار پھولوں کی گلخاک کا مجموعہ ہے (۳) حسینہ کی مُسکراہٹ حسینہ کے ناک کی نتھلی کے اُس موتی کی چمک ہے جو ہاتھی کے سر میں سے نکالا گیا ہو (ہندی ادب میں بیان کیا جاتا ہے کہ موتی یا تو سمندر سے نکلتے ہیں یا بانس میں سے اور یا ہاتھی کے سر میں سے) یاکہ دل کی خوشی ومسرت نے جسم کی صورت اختیار کرلی ہے (۴) محبوب کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے یہ کافور کا سفوف ہے یاکہ حسینہ کی ایسی نازک ہنسی حسینہ کے چہرہ پہ جلوہ گر ہے -

---

دن میں رات

(۱) بارن دھوپ اُگارن دھوپی کے

دروازہ اگربتی مکان میں اگر جلا

دھوم اندھیاری پساری مہاں ہے

دھواں اندھیرا پھیلا خوب

(۲) آنن چند سمان اُگیو مردو

چہرہ چاند طرح طلوع نازک

منج ہنسی جنو جون چھٹا ہے

خوبصورت یقین کیجئے چاندنی حسین

(۳) پھیلی رہی متی رام جہاں تہاں

وہاں

دیپتی دیپن کی پربھا ہے

چمکتی چراغ روشنی

(۴) لال تہارے ملاپ کو بال

محبوب تمہارے ملنے حسینہ

سو آج کری دن ہی میں نسا ہے

اس طرح کی رات

ترجمہ :- حسینہ اور محبوب کے ملنے کا موقع ویسے تو رات ہی کو ہوتا تھا۔ ایک روز محبوب دن کو آ گئے تو سہیلی کہتی ہے۔ (۱) جب محبوب آئے دروازہ میں اگربتی جلا دی۔ مکان میں دھوئیں سے خوب اندھیرا ہو گیا۔ (۲) چاند طلوع ہونے کی جگہ ماہرو نازک اندام حسینہ کا چہرہ تھا۔ اور خوبصورت ہنسی چاندنی کا کام دے رہی تھی (۳) حسینہ کا خوبصورت اور چمکدار جسم چراغ کا کام دے رہا تھا۔ (۴) حسینہ نے اپنے محبوب سے ملنے کے لئے اس طریقہ سے دن کو رات بنا لیا۔

عشاق کے لئے زمین تنگ

(۱) سولی ویر منصور نوں چاڑھ دتّا

صلیب بہادر کو چڑھا دیا

کیتا حاکماں ذرا نیاں ناہیں

کیا حکام انصاف نہیں

(۲) ترلے گھتدی موئی سوہنی

التجائیں کرتی مرگئی

کھادا اوس تے ترس جھناں ناہیں

کیا اُس پر رحم چناب نہیں

(۳) بڑگاں ماردا جھنگ وِچ پھرے کیدو

ڈینگیں مارتا میں

رانجھن واسطے شہر گراں ناہیں
رانجھا گاؤں نہیں

(۴) کِڈی تنگ اے ویکھ گرداب دُنیا
کتنی ہے دیکھو

ایتھے یار دے ملن نوں تھاں ناہیں
یہاں کے ملنے کو جگہ نہیں

ترجمہ :۔ (۱) حکام نے عشق پر جان دینے والے بہادر منصور کے ساتھ کوئی انصاف نہ کیا۔ اور اس بے گناہ کو مصلوب کر دیا گیا۔ (۲) پنجاب کے عاشق مہینوال کی معشوقہ سوہنی اپنے محبوب سے ملنے کیلئے التجائیں کرتی کرتی مر گئی مگر اس پر دریائے چناب نے بھی رحم نہ کیا اور سوہنی اُس میں غرق ہو گئی۔ (۳) رانجھا کی محبوبہ ہیر کا چچا کیدو (جو رانجھا اور ہیر کے عشق کے درمیان مخل ہوتا رہا اور مخالفت کرتا رہا) تو اپنے وطن جھنگ میں ڈینگیں مارتا پھرتا رہا۔ مگر رانجھا کے لئے زمین تنگ ہو گئی اور نہ اس کو شہر میں رہنے دیا گیا نہ گاؤں میں۔ (۴) یہ دُنیا عشق کے لئے کس قدر تنگ ہے جہاں عاشق اور معشوق کے ملنے کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں۔

اپنی کمتری کا احساس

بگردوں تیرہ ابرے بامداداں برشد از دریا
آسمان کی طرف سیاہ ایک بادل صبح کے وقت چڑھا سمندر سے

جواہر خیز و گوہر ریز و گوہر بیز و گوہر زا
جواہرات پیدا کرنے کا ذریعہ موتی بکھیرنے والا موتی چھاننے والا موتی پیدا کرنیوالا

چو چشم اہرمن خیرہ چو روئے زنگیاں تیرہ
مانند آنکھ دیو شوخ مانند چہرہ حبشی سیاہ

شدہ گفتی ہمہ چیرہ بمغزش علّتِ سودا
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غالب ہونا اُس کے دماغ میں مرض جنون

یکے قطرہ باراں زِ ابرے چکید
ایک بوند پانی بادل سے ٹپکی

خجل شد چو پہنائے دریا بدید
شرمایا جب گہرائی سمندر کا دیکھا

کہ جائے کہ دریاست من کیستم
سمندر کے میں کیا چیز ہوں

گر او ہست حقّا کہ من نیستم
اگر وہ ہے خدا کی قسم میں کچھ نہیں ہوں

چو خود را بہ چشمِ حقارت بدید
چونکہ اپنے کو نظر گری ہوئی دیکھا

صدف درکنارش بہ جاں پرورید
سیپی نے گود میں پالا

ترجمہ:۔ صبح کے وقت ایک کالی گھٹا سمندر سے اُٹھی اور آسمان کی طرف چڑھ گئی جو جواہرات پیدا ہونے کا ذریعہ تھی اور موتی بکھیرنے والی، چھاننے والی اور پیدا کرنے والی تھی۔

وہ مثل دیو کی آنکھ کے شوخ اور حبشیوں کے چہرے کی طرح سیاہ فام تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دماغ میں مرض جنون غالب ہوگیا ہے۔

بادل سے ایک بوند پانی کی ٹپکی اور سمندر کا پاٹ دیکھ کر شرما گئی (اُس نے سوچا) کہ سمندر کے ہوتے ہوئے میں کیا چیز ہوں۔ اگر سمندر ہے تو خدا کی قسم میں کچھ بھی نہیں۔

چونکہ اُس نے اپنے آپ کو حقیر سمجھا اس لئے سیپ نے اُسے اپنی گود میں لے لیا اور پرورش کرنے لگی۔

گورو گوبند سنگھ کی تیر اندازی

(۱) کَس ترکس دَھر کَس برکس دھر
کھینچ ترکش کمان نکال کر رکھ کر

ایسو سر کس ہت چت بُت گاڈھو ہے

ایسا تیر کھینچ شوق دِل جسم چلاتے

(۲) کینو گھمسان رنگ بھوم کے میدان ہیرؔ

کیا جنگ زمین

باجت نشان لے ہتھیار ہتھ باڈھو ہے

بجتے نقارے ہاتھ بڑھتے

(۳) شری گوبند سنگھ کی کمان تے چلے ہیں تیر

سے

اُروار ہوت پارا وار پار ٹھاڈھو ہے

دل میں سے نکل چھید کر دوسری طرف گڑ جاتے

(۴) بکتر بیہ بکتری بیہ بانکے بیہ

زرہ بکتر پہنے زرہ بکتر والے پہنے گھوڑے چھید

بانن سو بیہ کے برا سو بیہ کاڈھو ہے

تیر سے چھید جیسے بڑا جیسا چھید نکالتا

ترجمہ :- گوروگوبند سنگھ کے زمانے میں گورو صاحب کے ایک معترف شاعر ہیرؔ گوروگوبند سنگھ کی تیر اندازی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

(۱) گوروگوبند سنگھ جب اپنے ترکش سے تیر نکال کر اور کمان میں کھینچ کر اپنے دل جسم اور شوق کے ساتھ چلاتے ہیں۔ (۲) میدان جنگ کی زمین میں گھمسان پیدا ہو جاتا ہے۔ نقارے بجتے ہیں اور ہاتھ بے قرار ہو کر ہتھیار کو پکڑنے کے لئے بڑھتے ہیں۔ (۳) گوروگوبند سنگھ کے یہ تیر دشمن کے دل کو چھیدتے ہوئے دوسری طرف جا نکلتے ہیں اور (۴) زرہ بکتر پہنے ہوئے دشمن کے زرہ بکتر کو چھیدتے ہوئے جسم میں سے نکل کر سواری کے گھوڑے کو بھی اس طرح چھید دیتے ہیں جیسے حلوائی تیل میں تلے جانے والے بیسن کے بڑے کو جگہ جگہ سے چھید دیتا ہے۔

ظرف

(۱) پکشی کے پئے سے سمندر گھٹے نہیں

پرند

بھان گھٹے نہیں بادل چھائے

سورج

(۲) اگنی میں سوّرن کی آب گھٹے نہیں

آگ　　سونا

وِدّیا گھٹے نہیں لاکھ پڑھائے

علم

(۳) تم میں لال کا تیج گھٹے نہیں

اندھیرا　　روشنی

رین گھٹے نہیں دیپ جلائے

رات　　چراغ

(۴) دان دیئے دربیہ گھٹے نہیں

خیرات　　دولت

نہیں مان گھٹے اُپکار کمائے

عزت　　احسان

ترجمہ :- اگر پرندے پانی پئیں تو سمندر میں کمی نہ ہوگی اور اگر آسمان پر بادل چھا جائیں تو وہ سورج میں کوئی کمی کرنے کا باعث نہیں ہو سکتے (۲) سونے کو آگ میں ڈال دیا جائے تو سونے کی آب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور علم کے علم میں کمی نہ آئے گی چاہے وہ لاکھوں کو پڑھائے (۳) لعل کو اگر اندھیرے میں رکھ دیا جائے تو اس کی چمک میں کمی نہ ہوگی۔ اور رات کی تاریکی میں کمی نہیں آ سکتی چاہے کتنے بھی چراغ جلائے جائیں۔ (۴) خیرات دینے سے دولت میں کمی نہ ہوگی اور اگر دنیا کے لوگوں پر کتنے بھی احسان کئے جائیں عزت میں کمی نہ ہوگی۔

تنکے کی فضیلت

(۱) لتاں ہیٹھ لتاڑیئے گھاؤ نہ کڈھے ساہ وچارا

پاؤں نیچے مسلتے تنکا نکالے سانس بچارا

(۲) گورس دے کھڑ کھائیکے گائے گریب پر اُپکارا

دودھ کھڑی کھاکر غریب غیر احسان

(۳) دودھوں دہی جمائیے دہیوں مکھن چاہ پیارا

دودھ سے دہی سے چھاچھ

(۴) گھیئے تے ہوون ہوم جگ ڈھنگ سوارتھ بج اچارا

گھی سے ہوں ہَون لنگر تقریب متبرک شادی بیاہ ہوتے

(۵) دھرم دھول پرگٹ ہوئے دھیرج وہے سبھے سر بھارا

بیل ظاہر اطمینان جوتا جاتا برداشت بوجھ

(۶) اک اگجاؤ جنیدیاں چوہوں چکاں وچ وگ ہجارا

ایک بچہ پیدا کرتے چاروں اطراف میں گلہ ہزارہا

(۷) ترن اندر وڈا پاسارا

تنکا میں بڑا پھیلاؤ

ترجمہ :- (۱) لوگ تنکے کو پاؤں کے نیچے مسلتے ہیں مگر یہ بے چارا اس دُکھ و تکلیف میں سانس تک نہیں لیتا۔ (۲) غریب گائے اس تنکے کو کھاتی ہوئی دوسروں کے لئے دودھ دیتی اور دنیا پر احسان کرتی ہے (۳) دودھ سے دہی جمایا جاتا ہے اور دہی سے مکھن و چھاچھ جو لذیذ و مفید ہے (۴) گھی سے ہندو ہون کرتے ہیں، لنگر جاری کرتے ہیں اور شادی بیاہ اور دوسری متبرک تقریبوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے (۵) ہندو مذہب کی پرستش کے لئے بیل پیدا ہوتے ہیں جن کو ہل کے ساتھ جوتتے ہیں اور یہ بے چارا گردن پر بوجھ برداشت کرتا ہے۔ (۶) اس بیل اور گائے سے بچے پیدا ہوتے ہیں اور ایک ایک بچّہ پیدا ہو کر ہزارہا کی تعداد میں گلّے چاروں طرف پھیلتے ہیں۔ (۷) اور یہ سب پھیلاؤ صرف اُس تنکے کی بدولت ہے۔

بخیل

مُمسکاں ہرگز نہ می بینند بہی
بخیل نہیں دیکھتے بہتری

زانکہ جیبِ ہمّتش دارد تہی
اس لئے کہ ہمت کی رکھتے ہیں خالی

آبرو ریزند بہرِ سیم و زر
عزت گنواتے ہیں واسطے چاندی سونا

مُمسکاں را مثلِ گاؤ و خر شُمر
بخیلوں کو بیل گدھا سمجھ

مردِ کم ہمّت حقیر است اے پسر
جرأت بے عزت ہے بیٹا

خوار باشد گرچہ بود با صد ہُنر
ذلیل ہوتا اگرچہ ہو ساتھ سو

ہرکہ عالی ہمّت است و با سخا
جو کوئی بڑی ہے سخی

عفو گرداند گناہانش خُدا
معاف کرتا ہے اُس کے گُناہ

زہد و تقوےٰ چیست اے مردِ فقیر
پرہیزگاری گناہوں سے بچنا کیا ہے درویش

لاطمع بودن ز سُلطان و امیر
بے لالچ ہونا سے بادشاہ دولتمند

ترجمہ :- بخیل لوگوں سے کبھی بھلائی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بہت بزدل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مال وزر کے لئے اپنی عزت گنوا لیتے ہیں۔ اس لئے بخیلوں کو بیلوں اور گدھوں کی مانند سمجھنا چاہیئے۔ کم ہمت آدمی کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں خواہ اسے سو ہنر آتے ہوں پھر بھی وہ ذلیل ہوتا رہتا ہے۔ جو آدمی عالی ہمت اور سخی ہے خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ زہد و تقویٰ نماز روزہ ہی نہیں بلکہ بادشاہوں اور امیر آدمیوں سے کسی لالچ کی اُمید نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

بُڑھاپے کا استقبال

آؤ سہاگن لاکڑی تیرا پڑیا کاج
(نیک بخت — لکڑی — پڑا ہے — کام)

ماتا ری آسیسڑی سو دن آیا آج
(ماں — کی — دعا — وہ — دن)

ترجمہ :- اے نیک بخت لکڑی آ۔ اب تیری ضرورت آپڑی ہے۔ ماں نے جو بچپن میں دعا دی تھی وہ دن آپہنچا ہے۔ اب تیرے بغیر کام نہیں چل سکتا (بچپن میں ماں اپنے بچے کو دعا دیتی ہے کہ خوب بڑا بوڑھا ہونا۔ اب بڑھاپا آچکا ہے اس لئے لکڑی کے سہارے کے بغیر کام نہیں چل سکتا)۔

جوبن گیو سو بھل ہوئی سر ری ٹلی بلائے
(شباب — گیا — یہ — اچھا — ہوا — سر — کی — بلا)

جنے جنے او روٹھنو او دکھ سہیو نہ جائے
(ایک — ایک آدمی — کا — روٹھنا — یہ — برداشت)

ترجمہ :- شباب گیا تو یہ اچھا ہی ہوا، سر کی بلا ٹل گئی اور مصیبت سے نجات ملی۔ کیونکہ جس سے محبت کرتے تھے وہی روٹھ جاتا تھا۔ اب نہ شباب ہوگا نہ محبت بھرا دل۔ نہ کوئی روٹھے گا نہ کسی کو منائیں گے۔ اور نہ دکھ ہوگا۔

گُڑ تھو ماکھی کھائیو بھنبھناہٹ سوں چھوٹ
(تھا — مکھیاں — کھا گئیں — سے — چھٹکارا ملا)

بھلو بھیو جوبن گیو پریت پُرانی ٹوٹ
(اچھا — ٹوٹ گئی)

ترجمہ :۔ گڑ پڑا تھا۔ مکھیاں کھا گئیں ۔ اچھا ہی ہوا جو بھنبھناہٹ سے چھٹکارا ملا۔ جوانی چلی گئی یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ سب پرانی محبت ٹوٹ گئی۔ جھنجھٹ سے چھوٹے۔ اب اکیلے آرام سے رہیں گے۔

بانسری کا جلاپا

(۱) کاہن بھئے بس بانسری کے

سری کرشن — ہوئے

اب کون سکھی ہم کو چہے ہیں

سہیلی — چاہے

(۲) نس دونس رہے سنگ ساتھ لگی

رات — دن — ہمراہ

یہ سوتن تاپن کیوں سہے ہیں

جلن — برداشت

(۳) جن موہے لیو من موہن کو

مسخر — لیا — محبوب

رسکھان سدا ہم کو دہے ہیں

ہمیشہ — جلاتی

(۴) مل آؤ سبے سکھی بھاگ چلیں

سب — سہیلی

اب تو برج بس بنسری رہے ہیں

ترجمہ :۔ سری کرشن جی بنسری بجانے میں اس قدر مصروف ہیں کہ وہ رادھکا جی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ رادھکا اپنی سہیلی سے سری کرشن کی اس بے رخی کا شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ (۱) سری کرشن بانسری کے بس میں ہو گئے۔ اب ہمیں کون چاہے (۲) یہ بانسری دن رات سری کرشن کے ہونٹوں کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ اس

سوتن کے جلاپے کو میں کیونکر برداشت کروں۔ (۳) اس کمبخت بانسری نے میرے محبوب کو مسخر کر لیا اور مجھے جلاتی ہے (۴) اب تو اس جلاپے سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم سب سہیلیاں یہاں سے چلی جائیں اور برج (سری کرشن کے گاؤں) میں اس بانسری کو رہنے دیں تاکہ اس بانسری کو نہ ہم دیکھیں اور نہ ہمیں دُکھ ہو۔

عاشق کی موت پر رونا لاحاصل

پریم پریم سب کوئو کہت پریم نہ جانت کوئے

عشق عشق کوئی کہتے عشق جانتا کوئی

جو جن جانے پریم تو مرے جگت کیوں روئے

شخص جانتا عشق کو دُنیا

ترجمہ:۔ تمام دنیا عشق و محبت کا دعویٰ کرتی ہے مگر عشق سے کوئی واقف نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص عشق سے واقف ہو اور وہ عشق و محبت کی راہ میں اپنی جان دے تو اس عاشق کی موت پر دُنیا روئے کیوں (عشق و محبت کی راہ میں جان دینے والا انتہائی لذت و مسرت سے ہم آغوش ہو کر جان دیتا ہے اس لئے اس کی موت پر رونے کی کیا ضرورت)

عشق کا سمندر

پریم اگم انوپم امت ساگر سرس بکھان

عشق لاانتہا ناقابل تعریف غیر محدود سمندر رسیلا بیان کیا

جو آوت ایہہ ڈگ بہور جات ناہیں رسکھان

آتا اس کے قریب واپس جاتا نہیں

ترجمہ:۔ عشق ایک ایسا لاانتہا۔ غیر محدود۔ تعریف و توصیف سے بلند اور انتہائی رسیلا و دلکش سمندر ہے۔ جو اس کے قریب آیا۔ وہ پھر واپس نہ گیا۔ اسی میں غرق ہو گیا۔

خدا عشق کے بس میں

ہری کے سب آدھین پے ہری پریم آدھین

خدا بس میں

یاہی تے ہری آپ ہی یاہی بڑین دین

یہی تو خدا یہی بڑائی دی

ترجمہ :- دنیا کی تمام مخلوق خدا کے بس میں ہے۔ اور خدا عشق و محبت کے بس میں۔ صرف یہی ایک بڑائی و بلندی ہے جو خود خدا نے کسی دوسرے کو اپنی ذات سے زیادہ دی۔

مساواتِ حُسن

کون بست ہے کون میں یوں کچھو کہی پرے نہ

رہتا یہ کچھ پڑے

پیا نینن تیئے نین ہیں تیئے نینن پیئے نین

محبوب آنکھیں حسینہ آنکھوں حسینہ آنکھوں محبوب محبوب آنکھیں

ترجمہ :- یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کون کس کے اندر رہتا ہے یعنی محبوب کی آنکھیں حسینہ کی آنکھوں میں گڑی ہیں۔ یا کہ حسینہ کی آنکھیں محبوب کی آنکھوں ہیں۔

عشق کی بادشاہت

پگی پریم نندلال کے ہمیں نہ بھاوت جوگ

راہ عشق محبوب بھاتا عبادت

مدھوپ راجپد پائے کے بھیک نہ مانگت لوگ

بلند بادشاہت پا کر مانگتے

ترجمہ :- نوجوان حسینہ اپنے محبوب کے عشق میں سرشار ہے اور یہ لوک لاج اور عوام کے چرچا کی بھی پرواہ نہیں کرتی۔ اس کے گھر کے لوگ اسے سمجھاتے ہیں کہ عشق و محبت کو چھوڑ کر یہ خدا کی عبادت کرے۔ اس نصیحت کے جواب میں حسینہ کہتی ہے۔ میں نے عشق و محبت کی راہ اختیار کی محبوب کی یاد کے مقابلے پر خدا کی عبادت و درویشی دل کو نہیں بھاتی۔ تم لوگ خود ہی سوچو کوئی شخص بلند بادشاہت کو چھوڑ کر بھیک مانگنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔

دیہات کا شباب

انگیا میں نہ اُروج ارو آننداُر نہ سمات

سینہ بند چھاتیاں اور مسرت دل پوشیدہ

لکھ جے ہوں برج گانو کی سبے چتُر ہیں بال

دیکھئے اگر گانوں سب ہوشیار حسینہ

ترجمہ :- شباب کے زمانے میں حسین عورتوں کی نہ تو سینہ بند میں چھاتیاں پوشیدہ رہ سکتی ہیں اور نہ محبوب سے ملنے کی مسرت و خوشی دل میں راز رہ سکتی ہے۔ یہ حسینہ چاہے ایک گاؤں برج (جہاں سری کرشن رہتے تھے) کی رہنے والی ہوں سب ہی شباب کے زمانے میں شہری عورتوں کی طرح ہوشیار و چالاک ہو جاتی ہیں۔

محبوب کا سراپا

من رَکَّبَ البَدْرُ فِیْ صَدْرِ "الرَّدِیْنِیْ"

کس نے سوار کیا چاند سینہ

دَمُوْہ السحر فِی حد المیانِی

آنکھ پلک دھار

ولا نزر النیّر الاعلیٰ اِلی فلکِ

اُتارا آفتاب اوپر آسمان

مَدَارَہٗ فی "القباءِ الخسر" وَاِلی

قبائے خسروی

طَرفُ زَنَا اَمْ راب سُلَّ صَارِمہٖ

پلکیں یا تلوار تیز

ارغید مالس اَمْ اَعْطَافُ خطِی

اَذَلَّنِیْ بعد غرور الْھَویٰ اَبَداً

ذلیل کیا — ممتاز — خواہش

یَسْتَعْبُدُ اللَّیْثَ لِلْبِطِی الکِبَاسِ

غلام بنانا — شیر — ہرنی

ترجمہ :- پہلے تین شعروں میں شاعر نے محبوبہ کے چہرہ، قد، جسم اور آنکھوں کی تعریف کی ہے۔ کہتا ہے کس نے نیزہ (قد رعنا) سے چودھویں رات کے چاند کو ملا دیا ہے (یعنی اس کے قدِ رعنا پر چہرہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نیزہ اور بدر کا اتصال۔ کس نے تلوار کی دھار کو سحر آگیں بنا دیا (اس سے آنکھوں، پلکوں اور ابروؤں کی تعریف مراد ہے) اور کون ہے جس نے آفتاب کو نیچے اُتار کر ایک قبائے خسروی کے اندر اس کا مدار مقرر کر دیا۔ یہ پلکیں ہیں یا کوئی میان جس کے اندر تلوار عریاں کر دی گئی ہے۔ اس کا جسم لچکدار ہیرا ہے یا لوچ دار نیزہ۔ چوتھے شعر میں اپنے تاثرات ظاہر کرتا ہے۔ کہتا ہے۔ باوجود مغرور و ممتاز ہونے کے اس نے مجھ پر اس طرح قابو حاصل کر لیا ہے جیسے شیر ہرن کو اپنا غلام بنا لیتا ہے۔

حسینہ کی نہیں نہیں

(۱) سونے کی سی بیلی اتی سُندر نویلی بال

بیل — انتہائی — حسین — حسینہ

ٹھاڈی ہی اکیلی البیلی دوار مہیاں

کھڑی — دروازہ — میں

(۲) متی رام آنکھن سدھا کی برکھا سی بھئی

آنکھوں میں — آب حیات — بارش — ہو رہی

گئی جب ڈیٹھ واکے مُکھ چند پہیاں

نگاہ — اُس کے — چہرہ — چاند — پہ

(۳) نیک نیرے جائے کر باتن لگائے کر

تھوڑا — قریب — جا — باتیں — لگا

کچھو من پائے ہر واکی گہی بہیاں

کچھ دل لے کر محبوب اُس کی پکڑ بازو

(۴) چینن چرچ لئی سینن تھکت بھئی

چین سے محروم ہوئی حرکات تھکاوٹ ہوئی

نینن ہیں چاہ کرے بینن میں نہیاں

آنکھوں خواہش زبان نہیں

ترجمہ:۔ (۱) سونے کی بیل کی سی نویلی۔ انتہائی خوبصورت اور البیلی حسینہ اپنے محبوب کی خواب گاہ کے دروازہ میں اکیلی کھڑی ہے (۲) اس ماہ رُو کی نگاہیں جب اپنے محبوب پر پڑیں تو عشق و محبت کے جوش کے باعث اس کی آنکھوں سے آب حیات کے آنسو نکل پڑے۔ (۳) پھر یہ اپنے محبوب کے اور قریب گئی۔ میٹھی میٹھی باتوں میں مصروف ہوئی۔ محبوب کے دل کو اپنے بس میں کیا اور محبوب کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر لطف اندوز ہوتی رہی (۴) اس کے بعد یہ آرام و چین سے محروم ہوگئی۔ اس کے جسم کی حرکات میں کچھ تھکاوٹ سی تھی اور اس کی آنکھوں سے تو خواہش کا اظہار ہوتا تھا مگر اس کی زبان پر مسلسل نہیں نہیں تھی۔

گھوڑی

(پنجاب میں دولہا جب شادی کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوتو وہ گھوڑی پر سوار ہو کر نکلتا ہے۔ اس موقع پر دولہا کی بہنیں۔ بھاوجیں اور عزیز و اقارب کی خواتین دُعا کے طور پر گیت گاتی ہیں۔ جسے گھوڑی کہا جاتا ہے)

(۱) نکی نکی بوندی نکیا مینھ وے ورے

ننھی ننھی بوندیں ننھے اے برسے

ماں وے سہاگن تیرے سگن کرے

اے شگون

(۲) دماں دیاں بوریاں باپ راجہ پھڑے

روپیہ کی تھیلیاں پکڑے

ویراں دی جوڑی تیرے نال چڑھے

بھائیوں

(۳) پیلی پیلی دال تیری گھوڑی چرے

بہن سُبھرائی تیری واگ پھڑے

خوش نصیب — باگ

(۴) رتا رتا ڈولا لے آویں گھرے

سُرخ سُرخ — آنا — گھریں

نِکی جیہی بنوں پیر ٹھمک دھرے

ننھی سی — دلہن — پاؤں

(۵) نِکی جیہی بنوں پیڑے بیٹھی سجے

ننھی سی — دلہن

نِکی نِکی بوندی نِکیا مینھ وے ورے

چھوٹی چھوٹی — بوندیں — ننھے — اے — برسے

ترجمہ :- (۱) گھوڑی پر چڑھنے والے ننھے اس وقت آسمان سے ننھی ننھی بوندیں گر رہی ہیں اور مینھ برس رہا ہے۔ تیری سہاگن ماں تیرے شگون میں مصروف ہے (۲) تیرے باپ کے ہاتھوں میں خیرات کرنے کے لئے روپیہ کی تھیلیاں ہیں اور تیری برات میں تیرے ساتھ تیرے بھائی بھی جا رہے ہیں۔ (۳) اس مبارک و مسعود موقع پر جس گھوڑی پر تو چڑھا ہے یہ گھوڑی زرد۔ سُنہری رنگ کی پیلی پیلی چنوں کی دال کھا رہی ہے اور تیری خوش نصیب بہن اس گھوڑی کی باگ پکڑے ہے۔ (۴) خدا کرے تم شادی کے بعد سُرخ رنگ کا ڈولا لاؤ۔ اور اس ڈولے میں سے ننھی سی حسین دلہن ٹھمک چال کے ساتھ تمہارے گھر میں پاؤں رکھے (۵) گھر میں پہنچنے کے بعد یہ ننھی سی دلہن پیڑھے (رنگین چوکی) پر بیٹھی سج رہی ہو اور آسمان سے برسنے والی یہ ننھی ننھی بوندیں تیرے لئے ابر کرم ثابت ہوں۔

غلامی

(۱) آدم از بے بصری بندگیٔ آدم کرد

آدمی کی کرتا ہے

گوہرے داشت ولے نذر قباد و جم کرد

ایک موتی رکھتا ہے لیکن دو بادشاہوں کے نام کردیتا ہے

(۲) یعنی از خوئے غلامی ز سگاں خوار تراست

عادت سے سے کتے زیادہ ذلیل ہے

من نہ دیدم کہ سگے پیش سگے سر خم کرد

میں نے دیکھا کتا سامنے کتے کے جھکائے

(۳) از غلامی بزمِ ملّت فرد فرد

سے قوم کی انجمن ایک ایک

ایں و آں با ایں و آں اندر نبرد

یہ اور وہ ساتھ لڑتا ہے

(۴) از غلامی دل بمیرد در بدن

مردہ ہے جسم میں

از غلامی رُوح گردد بار تن

ہو جاتی ہے بوجھ جسم کی

ترجمہ:۔ انسان عقل سے محروم ہونے کی وجہ سے اپنے ہم جنس کی غلامی قبول کرتا ہے حالانکہ اس میں ایک موتی ہے لیکن وہ اسے کیقباد اور جمشید جیسے بادشاہوں کی نذر کردیتا ہے۔ یعنی وہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بادشاہوں کے آگے سر جھکا دیتا ہے۔

(۲) انسان اپنی اس غلامی کی عادت کی وجہ سے کتے سے زیادہ ذلیل ہے کیونکہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی کتے نے دوسرے کتے کے آگے سر تسلیم خم کیا ہو۔

(۳) غلامی سے قوم کی انجمن الگ الگ ہو جاتی ہے یعنی شیرازہ بکھر جاتا ہے اور لوگ آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔

(۴) غلامی سے دل بدن میں مردہ رہتا ہے اور روح جسم کے لئے ایک بوجھ ہو جاتی ہے یعنی غلامی کی لعنت کی وجہ سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور سکون جاتا رہتا ہے۔

سچّے عاشق کی کیفیت

(۱) آمد نسیم دلستاں سوئے من از کوئے کسے
آئی صبح کی ہوا دل خوش کرنیوالی طرف سے کوچہ کسی کے

شد پُر سرور و پُر طرب جانِ من از بوئے کسے
ہوئی خوش خوشی میری جان خوشبو

(۲) من عاشق شوریدہ ام از کفر و ایماں بے خبر
میں دیوانہ سے

دینم شدہ مہرِ کسے ایمانِ من روئے کسے
میرا دین محبت میرا ایمان چہرہ

(۳) زاہد مقیمِ جنت و من ساکن کوئے کسے
رہنے والا رہنے والا

عابد بخواند مصحف و من بیتِ ابروئے کسے
قرآن شریف میں شعر

(۴) گر دسترس باشد مرا ہر لحظہ بوسم چوں صبا
توفیق مجھے چوموں ہوا

ہر صبحدم روئے کسے ہر شام ابروئے کسے
ہر صبح

(۵) آمد سجودِ زاہداں سوئے حریم آب و گِل
سجدہ طرف کعبہ پانی مٹی

شد سجدہ گاہِ عاشقاں محراب ابروئے کسے

ترجمہ :- (۱) معشوق کے کوچے سے دل لبھانے والی ہوا میری طرف آئی معشوق کی خوشبو سے میری جان خوشی سے معمور ہوگئی (۲) میں دیوانہ عاشق ہوں مجھے کفر و ایمان کا کوئی پتہ نہیں۔ میرا دین معشوق سے محبت کرنا اور میرا ایمان معشوق کے چہرے کا دیدار ہے (۳) زاہد جنت میں رہتا ہے اور میں معشوق کے کوچے میں۔ عبادت کرنے والے قرآن شریف پڑھتے ہیں اور میں معشوق کے ابرو کا شعر پڑھتا ہوں (دو ابرو چونکہ ایک شعر کے دو مصرعوں کی طرح برابر کے ہوتے ہیں اس لئے ابروؤں کو شعر کہا گیا)۔ (۴) اگر مجھے توفیق ہو تو میں صبح کی ٹھنڈی ہوا کی طرح ہر روز صبح کو معشوق کا چہرہ چوموں اور شام کو اس کے ابرو (چہرے کو صبح سے تشبیہ دی گئی ہے اور ابرو کو کالے ہونے کی وجہ سے شام سے) (۵) زاہد لوگ تو مٹی اور پانی سے بنے ہوئے خانۂ کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں لیکن عاشقوں کی نماز معشوق کے ابرو کے محراب میں ہوتی ہے (ابروؤں کی شکل بھی محراب کی طرح ہوتی ہے)

مہجورہ بیٹی کا شکوہ

(۱) بسوتا آیا مائے پنجے ستے
(ایک میلہ، ماں، پانچ، سات)

تیں منجھو سادا نہوں بھیجا ہو
(تم، مجھے، بلاوا، نہیں، بھی)

(۲) گُرلے گُرلے ندی گِرے
(جوش، خروش، ندی، بہے)

ندی گریندریا مچھا ہو
(اُچھلتی، مچھلیاں، بھی)

(۳) دھیو تیری روندی سادے باہجی
(بیٹی، روتی، بلاوا، بغیر)

تدوہ پیہئے جائی گلانا ہو
(تونے، میکے، جاکر، کہنا، بھی)

(۴) ہورتا دتی مائے نیڑے نیڑے
(دوسری، تو، دی، ماں، قریب، جوار)

مینجھو تیں دتّا ندئیے پار ہو

مجھے تونے دیا ندی بھی

(۵) اوئی کیا کپیاری مائے ہاوں لگی

ایسی غیر ماں مَیں ہوگئی

بھاوے دا سادا نہیں آیا ہو

بھائی کا پیغام بھی

(٦) پنڈری پنڈری آپو کھائیں

مٹھائی مٹھائی خود کھالینا

پنڈری دے پتر مینجھو بھیجا ہو

مٹھائی کے پتّے مجھے بھیجنا بھی

ترجمہ :- موسم بہار کے پُرکیف دنوں میں چمبہ کے پہاڑی علاقہ میں بسوتا کے نام سے ایک میلہ ہوتا ہے۔ اس میلہ کے موقع پر لڑکیاں اپنی سسرال سے میکے آجاتی ہیں اور سہیلیوں سے مل کر خوشی ومسرّت کے دن بسر کرتی ہیں۔ ایک حسینہ کی شادی دریائے راوی سے پار بہت دُور ہوئی۔ میکے والوں نے فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث اپنی بیٹی کو بلاوا نہ بھیجا۔ اس سرد مہری اور لاپرواہی کا شکوہ کرتے ہوئے بیٹی اپنی ماں کو پیغام بھیجتی ہے۔ (۱) اے ماں! موسم بہار آگیا اور پانچ سات روز میں بسوتے کا میلہ ہوگا۔ مگر ابھی تک تم نے مجھے میکے آنے کا بلاوا بھی نہ بھیجا۔ (۲) ندی نالے جوش وخروش کے ساتھ بہ رہے ہیں اور ان ندیوں میں مچھلیاں بھی اچھل کود رہی ہیں۔ (۳) اے پیغام لے جانے والے قاصد میری ماں سے جاکر کہنا کہ تیری بیٹی تیرے بلاوے کے نہ پہنچنے کے باعث زاروقطار رو رہی ہے (۴) اور میری ماں سے یہ بھی گلہ کرنا کہ تم نے اپنی دوسری بیٹیوں کی تو بہت قریب کے گاؤں میں شادی کی یہ جب چاہتی ہیں میکے چلی جاتی ہیں۔ مگر تم نے میری شادی دور دریا سے پار کی جہاں سے میں جلدی بلائی نہیں جاسکتی (۵) کیا میں اب آپ لوگوں سے نہ ملنے کے باعث ایسی غیر ہوگئی کہ میرے بھائی نے بھی مجھے یاد نہ کیا اور نہ آنے کے لئے کوئی پیغام بھیجا۔ (٦) اچھا اگر تم مجھے بھول گئیں اور مجھے بلاوا نہیں بھیجتیں تو میلے کی مٹھائی تم کھالینا۔ مٹھائی کے پتے مجھے بھیج دینا تاکہ میں ان پتّوں کو دیکھ کر ہی خوش ہولوں۔

بارش اور مہجورہ

اِت شام گھٹا اُت ہیں الکیں

اِدھر کالی اُدھر زلفیں

بک پانتی اِتے اُت موتی لڑی

بگلے قطار اِدھر اُدھر لڑی

اِت دامنی دنت چمنت اُتے

اِدھر بجلی دانت چمکتے ہیں اُدھر

اِت چاپ اُتے بھو بنک دھری

اِدھر دھنش (قوس قزح) اُدھر بھویں بانکی رکھی

اِت بوند اکھنڈ اُتے آنسو آں

اِدھر مسلسل اُدھر آنسو

ورشا برہنی میں ہوڑ پڑی

بادل ہجورہ شرط لگی

ترجمہ :- اِدھر تو آسمان پر سیاہ گھٹائیں ہیں اور اُدھر حسینہ کی کالی کالی زلفیں ہیں۔ ادھر کالے کالے بادلوں میں سفید بگلوں کی قطار جارہی ہے اور اُدھر کالی زلفوں میں سفید موتیوں کی لڑی ہے۔

اِدھر تو بجلی چمکتی ہے اور اُدھر اس کے دانت چمکتے ہیں۔ اِدھر قوس قزح ہے تو اُدھر اس کی بھویں کمان کی طرح ہیں۔

اِدھر موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور اُدھر اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ رواں ہے۔ گویا کہ ابر اور ہجورہ کے درمیان شرط لگی ہے کہ کون زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

محبوب کی نظر

ڈھک ڈھک رکھے کولڑے میں انگ کنوارے

چھپا چھپا نرم اعضا

بُھکھے میری دید دے انبر دے تارے

بھوکے کے آسمان کے

کرناں ویکھ نہ سکیاں لکھ لئے ہُلارے

دیکھ سکی لاکھ لہراتے

جوبن جھاکی ایس توں سب ہارے ہارے

شباب نظارہ اس سے

توڑے ماہی نجر نے ایہہ جندرے سارے

محبوب نظر یہ قفل تمام

ترجمہ :۔ حسینہ کہتی ہے :۔ میں نے اپنے نرم اور کنوارے جسم کے اعضا کو دنیا کی نگاہوں سے چھپا چھپا کر نقاب میں رکھا۔

اور انسانوں کا کیا سوال ہے آسمان کے تارے بھی میرے ان اعضا کو دیکھنے کے مشتاق تھے۔

اور سورج اور چاند کی کرنیں بھی ان کو دیکھنے کے لئے لاکھ لہراتی رہیں۔

اور میرے اس شباب کے نظارے کے لئے سب سر مارتے رہے۔ اور ہار گئے۔

مگر محبوب کی ایک نظر نے میرے پردہ و نقاب کے یہ تمام قفل توڑ دیئے اور میں شرم و حیا کو چھوڑ کر دیوانہ وار اپنے محبوب سے بغل گیر ہو گئی۔

عاشق کا دل

سوہے دا کی پہننا بوند پئی رنگ جا

سُرخ حلوان کا کیا پڑی

لاجو دا کی چھیڑنا جو ہتھ لگے کملا

لاجونتی کا چھونا ہاتھ

عاشق دا کی جھڑکنا جو جھڑک دتی مرجا

کا کیا دیئے

ترجمہ :۔ سُرخ رنگ کے حلوان کا کیا پہننا کہ پانی کی ایک بوند پڑی اور رنگ اُڑ گیا۔

لاجونتی کے پودے کو کیا چھونا کہ ہاتھ لگا اور اس کے پتے کُمھلا گئے۔

اس طرح ہی عاشق کو کیا جھڑکنا کہ ایک جھڑکی دی اور اس بے چارے کا دم نکل گیا۔

دو چاند

انگن میں چندن چڈائے انگ راگ سیت

اعضا لگائے سامان حسن سفید

ساری چھیر پھین کی سی آبھا اُپناتی ہے

ساڑھی دودھ جھاگ خوبصورتی مظاہرہ

راجت رُچر رُچ موتن کے آبھارنی

چمکتی خوبصورت چمک موتی زیورات

کسم کلت کیس سوبھا سرساتی ہے

پھول سجے بال خوبصورتی ظاہر ہوتی

کوی متی رام پران پیارے کو ملن جاتی

شاعر جان ملنے

کری کے منورتھنی مردو مُسکاتی ہے

کر خواہشات نزاکت مُسکراتی

ہوتی نہ سکھائی نس چند کی اُجیاری

دکھائی رات چاند روشنی

مُکھ چند کی اُجیاری تن چھاؤں چھپی جاتی ہے

منہ چاند چاندنی جسم سایہ

ترجمہ: - حسینہ اپنے جسم کے مختلف حصوں کو سامانِ حسن سے سجا کر دودھ کی جھاگ جیسی سفید باریک ساڑھی پہنے اپنے حُسن کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

سفید چمکدار موتیوں کے زیورات پہنے حسینہ اپنے سیاہ اور خوبصورت چمکدار بالوں میں پھولوں کو سجائے ہوئے دیکھنے والوں کو مسخر کر رہی ہے۔

یہ حسینہ سنگار کرنے کے بعد اپنے دل میں وصل کی خواہش لئے نزاکت کے ساتھ مسکراتی ہوئی اپنے محبوب سے

ملنے جا رہی ہے۔
یہ ماہ روحسینہ چاند کی چاندنی رات میں چاند کی روشنی میں ایسی مل گئی کہ اس کے جسم کا سایہ تک اس کے اپنے چہرے کی چاندنی میں مل گیا۔ یعنی چاند کی روشنی میں اس ماہ رو کے چہرے کی چمک میں اور سایہ میں کوئی فرق نہ رہا۔

عزّت اور محبّت

آؤ نہیں آدر نہیں نیہہ نہیں نرکھنت
(آؤ بھگت — عزّت — محبت بغیر — جو دیکھتا ہے)

سمّن نناں نہ جائیے جے کنچن برکھنت
(وہاں — اگر — سونا — برستا ہو)

آوت ہی جو ہنس ملے جاوت دیوے روئے
(آتے — جاتے وقت — دے)

ٹوٹی واکی جھونپڑی سمّن کا گھر سوئے
(اُس کی)

سمّن پریت نہ جوڑیئے جوڑ نہ توڑے کوئے
(محبت — کیجئے — محبت — ٹوٹے — کوئی بھی)

توڑے پیچھے جوڑیئے گانٹھ گنٹھیلی ہوئے
(ٹوٹے)

سمّن ایسی پریت کر جوں ہندو کی جوئے
(محبت — جیسے — عورت)

جیتاں جی تو سنگ رہے مرے پے ستّی ہوئے
(زندگی — ساتھ)

ترجمہ :- جہاں جانے پر آؤ بھگت اور عزت نہیں اور ملنے والا بغیر محبت کے روکھی نگاہوں سے دیکھتا

ہے اگر وہاں سونا بھی برس رہا ہو تو مت جاؤ۔

آتے ہی جو ہنس کر ملتا ہے اور جاتے وقت آنکھیں پُرنم کر لیتا ہے اس کی جھونپڑی اگر ٹوٹی ہوئی بھی ہو تو وہی اچھا مقام ہے۔

محبت نہ کیجئے اور اگر کر لی تو پھر توڑیئے مت۔ توڑنے کے بعد اگر پریت بھر کی تو دلوں میں گانٹھیں رہ جائینگی جیسے ڈورے میں رہ جاتی ہیں۔

محبت ایسی کرو جیسی ہندو عورت کرتی ہے۔ زندگی بھر تو اپنے محبوب کے ساتھ رہتی ہے اور مرنے پر ستی ہو جاتی ہے یعنی مرنے کے بعد بھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔

اُداسی کا سبب

(۱) امبے دے ہیٹھ کھلوتیے ناجو کیت کھڑی

(آم کے نیچے کھڑی ہو حسینہ کیوں)

کیا تیرا پیھا ہے دُور کیا گھر ساس لڑی

(میکہ ... جھگڑا)

(۲) نہ میرا پیھا ہے دُور نہ گھر ساس لڑی

(میکہ ... جھگڑا)

میرا پیا گیا پردیس بیراگن بن کھڑی

(محبوب)

ترجمہ:- ریاست چمبہ کی پہاڑی حسینہ ناجو اُداس کھڑی ہے۔ اس کی سہیلی پوچھتی ہے (۱) آم کے پیڑ کے نیچے اُداس کھڑی ہو۔ اس کا کیا سبب ہے۔ کیا میکہ جو دُور ہے یاد آگیا یا ساس سے جھگڑا ہو گیا (۲) حسینہ کہتی ہے۔ نہیں۔ نہ تو میکہ یاد آیا۔ نہ ساس سے جھگڑا ہوا۔ میرا محبوب پردیس گیا ہے۔ اُس کی یاد میں بیراگن اور کھوئی کھوئی سی ہوں۔

عشق کی بلندی

کام کرودھ مد موہ بھئے لوبھ دروہ ماتسریہ

(نفس غصّہ نشہ ذاتی غرض خوف لالچ عداوت حسد)

ان سب ہی تیں پریم ہے پرے کہت مُنی وریہ

سے — عشق — بلند — ہے — کہتے — مُنی لوگ

ترجمہ :- مُنیوں اور رشیوں کا قول ہے کہ عشق و محبت پر نفس۔ غصہ۔ نشہ۔ ذاتی غرض۔ خوف۔ لالچ۔ عداوت اور حسد ان میں سے کسی کا بھی کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور عشق و محبت ان سب سے بلند ہے۔

محبوبہ کی تعریف

مَظْلُوْمَةُ الْقَدِّ فِيْ تَشْبِيْهِهٖ غُصُنًا

قامت — میں — تشبیہ — نرم شاخ

مَظْلُوْمَةُ الرِّيْقِ فِيْ تَشْبِيْهِهٖ ضَرَبًا

آبِ دہن — شہد

ترجمہ :- میری محبوبہ کو اگر نرم و نازک اور لچکدار شاخ سے تشبیہ دی جائے تو یہ اس سرو قد کے ساتھ ناانصافی ہوگی اور اگر اس کے آب دہن کو شہد کی مٹھاس سے تشبیہ دی جائے تو یہ اس کے آب دہن کے ساتھ ظلم ہوگا۔ یعنی میری محبوبہ جب خرامِ ناز میں مصروف ہوتی ہے تو اس کا قدِ دلربا نرم و نازک شاخ سے زیادہ خوبصورت اور لچکدار معلوم ہوتا ہے اور میری محبوبہ کا آب دہن تو شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے۔

فراق کی صبح کو محبوبہ کی حالت

فَاَمْطَرَتْ لُؤْلُؤًا مِنْ نَرْجِسٍ وَسَقَتْ

پس برسائے — موتی — سے — نرگس — پس ملایا

وَرْدًا وَعَضَّتْ عَلَى الْعُنَّابِ بِالْبَرَدِ

گلاب کے پھول — اور — چبایا — ادھر — عناب — اولہ

ترجمہ :- فراق کی صبح کو جب میری محبوبہ نے مجھے دیکھا اور وہ اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کر رہی تھی تو وہ اپنی نرگسی آنکھوں سے موتی لٹا رہی تھی۔ اور ان آنسوؤں سے وہ گلاب کے پھولوں کو سیراب کر رہی تھی۔ یعنی اس کے آنسو ڈھلک ڈھلک کر اس کے دہکتے ہوئے رخساروں پر آ رہے تھے اور وہ حزن و ملال اور افسوس کی وجہ سے عناب کے سے سُرخ ہونٹوں کو ژالہ جیسے سفید دانتوں سے چبا رہی تھی۔

عزّتِ نفس

لَیْسَ الْجَمَالُ لِوَجْہٍ صَحَّ مَارِنُہٗ

نہیں ہے — حسن — چہرے — سالم ہو — ناک کی کوٹھڑی

اَنْفُ الْعَزِیْزِ یُقْطَعُ الْعِزِّ یَجْتَدِعٗ

ناک — عزت مند — ساتھ کٹنے — عزت — کٹ جاتی ہے

ترجمہ:- حُسن و جمال اور خوبصورتی اس چہرے کے لئے مخصوص نہیں جس کی ناک سالم ہو۔ بلکہ عزت مند آدمی کی ناک اس کی بے عزتی ہونے سے کٹ جاتی ہے۔ یعنی چہرے کا دلکش اور خوبصورت ہونا باعث فخر و مباہات نہیں حقیقی خوبصورتی تو نفس کی عزّت اور شرافت سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کا نام حُسن ہے۔

آفتاب سے شکوہ

اُدے بھیو ہے جلد تو جگ کو جیون دان

طلوع — ہوا — دنیا — زندگی — بخشتا

میرو جیون ہرت ہے کون بیر من مان

میری — زندگی — چھین — عداوت — دل — رکھے

ترجمہ:- محبوب پردیس جانے والے تھے اس لئے صبح ہی روانہ ہو گئے۔ حسینہ سورج سے شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔ اتنی جلدی نکل آیا۔ تمام دنیا کے لئے تو زندگی بخش کہلاتا ہے۔ میری زندگی (یعنی میرا شوہر) کیوں چھین لی (کیونکہ سورج کے طلوع ہوتے ہی محبوب پردیس چلے گئے) میرا کیوں دشمن ہو گیا۔ آج نہ نکلتا یا کچھ دیر بعد نکلتا۔

سری کرشن کی آنکھوں کا اثر

نِلج نین گلٹان کے آئی بسے برج راج

بے شرم — آنکھیں — چھنال — سری کرشن کا وطن

ہیئے تہارے تیں سکل مار نکاری لاج

دل — نکالی — حیا

ترجمہ :- رادھکا جی سری کرشن کی محبت سے مجبور ہوکر سری کرشن کے وطن برج راج چلی گئیں۔ اس پر رادھکا جی کی سہیلی رادھکا جی کو طعنہ دیتے ہوئے کہتی ہے۔ تمہارے کرشن کی آنکھیں کس قدر بے شرم ہیں جنھوں نے تمہارے دل سے حیا کو بھی نکال دیا اور تم برج راج چلی آئیں۔

شوہر کا انتظار

کت نہ کنت آئیو سکھی لاجت بوجھ سکے نہ

ماہ کاتک — شوہر — آئے — سہیلی — حیا — پوچھ

نول بال پلکا پری پلک نہ لاگت نین

نئی — دلہن — آنکھیں بند — پڑی — لگی — آنکھیں

ترجمہ :- نئی بیاہی دلہن کے شوہر پردیس گئے ہیں۔ کاتک کا مہینہ (برسات کے بعد سردیوں کے آغاز کا زمانہ) ہے۔ شباب اپنے جوبن پر ہے اور محبوب پردیس سے واپس نہ آئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ حیا کے باعث حسینہ شوہر کی واپسی کے متعلق بھی اپنی ساس اور نندوں سے پوچھ نہیں سکتی۔ آنکھیں بند کئے پڑی ہے مگر پلک نہیں لگتی یعنی نیند بھی نہیں آتی۔

قوّتِ بازو

لوہے کی نہ لُہار کی تُلسی کہیں بچار

سوچ کر

جو ہن مارے سنگھ کو واہی کی تلوار

جو بھی — شیر — اُسی

ترجمہ :- مشہور شاعر تلسی داس جی فرماتے ہیں کہ تلوار نہ تو لوہے کی ہے اور نہ لوہار کی۔ تلوار تو اس کی ہے جو شیر پر چلا کر اس کو مار ڈالتا ہے۔

پتّے کا حشر

پتّا ٹوٹا پیڑ سے ڈالی دینا روئے

ہم تو پھر ہرآئیں گے تیری کیا گت ہوئے

ہرے ہوں گے حشر

ترجمہ :- ایک درخت کی شاخ سے ایک پتّا ٹوٹ پڑا۔ اس پر شاخ نے کہا کہ اے پتّے! مجھ میں تو دوسرا پتّا آجائے گا اس لئے مجھے اپنا غم نہیں۔ خیال یہ ہے کہ تیری کیا گت ہوگی؟ کیونکہ علیحدہ ہونے کے بعد مٹی میں ملے گا۔

آنکھوں کی بے چینی

تنِک کانکری کے پرے نین ہوت بے چین

ذرا کنکری آنکھ ہوتی

بے پاگل کیسے جیئں جن نینوں میں نین

وہ زندہ آنکھوں آنکھ

ترجمہ :- شاعر کہتا ہے کہ اگر آنکھ میں ذرا سا ذرّہ پڑجاتا ہے تو بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ شخص کیسے زندہ رہ سکتا ہے جس کی آنکھ میں کسی کی آنکھ پڑگئی ہو۔

آنکھیں شکار و شکاری

برنی کے نیکے بنے ہیں پنجرے کلدار

پلکوں اچھے

پھانست کھنجن نین او پھنست نین رِجھوار

عاشق پھنسنے آنکھیں ممولہ پھانسنے

ترجمہ :- حسینہ کی پلکوں کی اوٹ میں ایسے اچھے کلدار پنجرے بنے ہیں کہ ان میں پھانسنے والی بھی (ممولہ کی آنکھوں جیسی) خوبصورت آنکھیں ہیں اور پھنسنے والی بھی عاشق کی حسین آنکھیں ہیں یعنی آنکھیں ہی شکار اور آنکھیں ہی شکاری۔

آنکھوں کی تیز رفتاری

چپل چلاکن سوں چلت گنت نہ لاج لگام

بے قرار

روکے نیہہ کیوں ہوں رُکت دِرگ ترنگ گت بام

نہیں کسی طرح رُکتی آنکھیں گھوڑا حالت حسینہ

ترجمہ :- حسینہ کی بے چین، بے قرار اور تیر کی طرح اِدھر سے اُدھر ہو جانے والی چالاک اور حیا سے محروم آنکھوں کو اُس گھوڑے سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جو لگام کی پروانہ کرتے ہوئے کسی طرح سے بھی روکے نہیں رُکتا۔

حسینہ کی مجبوری

روپ سمروور ماہیں اے پھولے نین سروج

حُسن سمندر میں آنکھیں کنول

تا ہنت الی نیہی ایہاں آوت دوڑے روج

تبھی تو حسینہ محبّت یہاں آتی دوڑے ہر روز

ترجمہ :- پُر شباب حسینہ کی آنکھیں ایسی خوبصورت ہیں گویا کہ حُسن کے سمندر میں کنول کھل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حُسن و محبّت کی یہ دیوی (اپنے محبوب سے ملنے کے لئے) ہر روز (مختلف بہانے بناکر) دوڑی چلی آتی ہے۔

محبوب کی آنکھیں

(۱) لجیلے سکوچیلے سرسیلے سُرمیلے سے

حیا والے شرم والے آبی شرمیلے

کنٹیلے او کٹیلے چٹکیلے بھٹکیلے ہیں

کانٹے کی طرح تیز بے مُرشد چٹک دار بھڑک دار

(۲) رُوپ کے لوبھیلے کجریلے انمیلے برچھیلے

حُسن لالچی کاجل والے نباہ کُن برچھی نما

ترچھیلے سے پھنسیلے او گسیلے ہیں

ترچھے پھانسنے والے غصہ والے

(۳) للت کسوری جھمکیلے گربیلے منو

محبوب   جھمکنے والے   باوقار   یعنی

ات ہی رسیلے چمکیلے او رنگیلے ہیں

انتہائی   چمکدار   رنگین

(۴) چھب کے چھکیلے کچھو نیلے سے نسیلے الی

حُسن   خواہشمند   کچھ   مخمور   بھنورا

نین نندلال کے نچیلے او نوکیلے ہیں

آنکھیں   محبوب   بے قرار   نوکدار

ترجمہ :- حسینہ محبوب کی آنکھوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہے۔ (۱) یہ حیا پرور۔ شرمیلی۔ آنسوؤں سے گیلی۔ کانٹوں کی طرح تیز۔ بے مرشد۔ چٹکیلی اور بھڑک دار ہیں۔ (۲) حُسن کی یہ لالچی۔ کاجل والی۔ تباہ کن۔ برچھی نما۔ ترچھی۔ پھانسنے والی اور غصّے والی ہیں (۳) یہ باوقار۔ جھمکیلی یعنی انتہائی رسیلی۔ چمکیلی اور رنگین ہیں (۴) حُسن کو دیکھنے کی خواہشمند کچھ نیلی اور کچھ مخمور سی۔ نوک دار اور بھنورے کی طرح ایک جگہ قرار نہ پانے والی بے چین و بے قرار ہیں۔

حسینہ کی حیا

(۱) نئی ابلا رس بھید نہ جانے

حسینہ   محبت   راز

سیج گئی جیا مانیں ڈرے

پلنگ   دل   میں

(۲) رس بات کہی وہ چونک پڑی

وصل

تو کنت نے وہ کے ہاتھ دھرے

شوہر

(۳) ان دونوں کے جھک جھواں سے

کشمکش

وہ نابھی سے امبر چھوٹ پڑے

ناف ساڑھی

(۴) بڑھ کر دیپک ڈھانپ دِیو

چراغ دیا

اس کارن سُندر ہاتھ جلے

سبب حسین

ترجمہ :۔ نوعمر حسینہ کی شادی ہوگئی اور وہ اپنی سسرال پہنچی تو یہ اپنے شوہر کے ساتھ خلوت میں تھی۔ (۱) اسے عشق و محبت کا تجربہ نہ تھا۔ نہ شوہر بیوی کے تعلقات کے راز سے واقف تھی۔ جب شوہر کے ساتھ پلنگ پر بیٹھی، تو کچھ دل میں ڈر اور سہم سی گئی (۲) شوہر نے اظہار عشق کیا تو چونک پڑی۔ اس کے چونکنے پر شوہر نے پیار کرنے کے خیال سے اس کے جسم پر ہاتھ رکھا۔ (۳) یہ پیچھے ہٹی شوہر آگے بڑھے اس ہاتھا پائی اور کشمکش میں حسینہ کی ساڑھی کھل گئی (۴) تو حسینہ کو اور کچھ سوجھ نہ سکا۔ اس نے حیا کے جذبات سے مجبور ہوکر چراغ کو بجھانے کے لئے جلدی سے جلتے ہوئے چراغ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا حسین و خوبصورت ہاتھ جل گیا۔

زُلف

بَل کھائی لٹکی الک مُکھ پر کرت بہار

زُلف چہرہ کرتی حرکت

منوں سدھاکر کی سدھا چولست ناگ کمار

گویا کہ چاند آب حیات نوش کرتا ہے سانپ بچّہ

ترجمہ :۔ حسینہ کے چہرہ پر بل کھائی ہوئی زُلف اِدھر اُدھر حرکت کر رہی ہے۔ گویا کہ چاند کے آب حیات کو کالے سانپ کا بچہ نوش کر رہا ہے۔

سُندر گول کپول پر لٹکے کالے بال

خوبصورت

منوں روپ کے کوش پر بیٹھے رکشک بیال

گویا حُسن خزانہ محافظ سانپ

ترجمہ :- حسینہ کے خوبصورت گالوں پر کالے بالوں والی زُلف لٹک رہی ہے۔ گویا کہ خوبصورتی کے خزانہ پر سانپ پہرہ دے رہا ہے۔

گال پسیجے الک ڈِھنگ مستک مِٹکی لال

رُخسار پسینہ زلف پاس پیشانی بِندی سُرخ

اوس چاٹنے کو منو مَن اُگلی ہے بیال

شبنم گویا کہ جواہر سانپ

ترجمہ :- حسینہ کے رخساروں پر پسینہ آرہا ہے اور زلف بھی لہرا رہی ہے اور پیشانی پر سُرخ بندی بھی لگی ہے گویا کہ سانپ اپنی من (جو سانپ کے سر میں جواہر کی صورت میں بیان کی جاتی ہے) قریب رکھ کر شبنم کے قطرے پی رہا ہے۔

حسینہ کا زیور

بیڑی ادھر انجن نین مہدی پگ ارو پان

ہونٹ کاجل آنکھیں پاؤں اور مخمور

تن کنچن کے آبھرن نیٹھ پرت پہچان

جسم سونا زیور بصد مشکل پڑتی

ترجمہ :- منہ میں پان کی بیڑی۔ آنکھوں میں کاجل۔ پاؤں میں مہندی۔ شباب کا خمار سُنہری جسم۔ حسینہ کی اس کیفیت میں پہنا ہوا زیور بھی معلوم نہیں ہوتا (یعنی جیسا سُنہری جسم ویسا ہی سونے کا زیور) اور بصد مشکل پہچانا جاتا ہے۔

خرامِ ناز کا باعث

جوبن مد گج مند گت چلی بال پیا گیہہ

شباب شراب ہاتھی آہستہ چال حسینہ محبوب گھر

گپن لاج آندو پری چڈیو مہاوت نیہہ

پاؤں حیا بیڑی پڑی چڑھا محبت

ترجمہ :- حسینہ شباب کے نشہ میں مخمور۔ ہاتھی کی آہستہ اور آواز نہ دینے والی خرام ناز چال چلتی ہوئی اپنے محبوب کے گھر جا رہی ہے۔ اس کے پاؤں میں تو حیا کی بیڑیاں ہیں (جو تیزی سے چلنے نہیں دیتیں) مگر محبت کا مہاوت اس کے سر پر سوار ہے جو اسے لئے جا رہا ہے۔

کاجل والی آنکھیں

(۱) کیدھوں چند منڈل میں کھیلے کھنجریٹ کھوب

یا تو چاند فضا پرندہ خوب

سیت کو پرسنگ انگ انگ بش دھارے ہیں

سردی وقت حصہ حصہ لگائے

(۲) کیدھوں رچے جوبن نریش من رنجوے کوں

یا تو بنائے شباب راجہ بہلانے کو

سیت رنگ بارے رس راج کے اکھارے ہیں

سفید سنگار دربار

(۳) کیدھوں سوت گن کے سوہاگ چروے کوں تم

یا تو سوتن کھا جائے کہ اندھیرا

سیکھر کے کام دیو آسن نہارے ہیں

عشق کا دیوتا بیٹھا دیکھا

(۴) کیدھوں رہی لگ منجو کنج میں لاج کدھوں

یا تو نرم کنول حیا یا

کامنی کے آج نین انجر سدھارے ہیں

حسینہ

ترجمہ :- حسینہ کی کاجل والی آنکھیں ایسی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں گویا کہ چاند کی سفید فضامیں کوئی حسین پرندہ کھیل رہا ہے اور سردی کا وقت ہے اس کے جسم کے ہر حصہ میں سیاہی لگی ہے۔ (۲) یا شباب کا راجہ اپنے دل کے بہلانے کے لئے دربار میں سفید رنگ کا لباس پہنے ہے۔ (۳) یا سوتن، کا سوہاگ چھین لینے کے لئے عشق کا دیوتا اندھیرے میں تاک لگائے بیٹھا ہے۔ (۴) یا نرم کنول میں حیا مقیم ہے۔

نئی راہ

راہ راہ گاڑی چلے رستہ چلے کپوت

نالائق

راہ چھوڑ تینوں چلیں شاعر شیر سپوت

بہادر

ترجمہ :- بیل گاڑی اور نالائق آدمی پرانے راستہ پر چلنے کے عادی ہوتے ہیں مگر شاعر، شیر اور بہادر آدمی سب پرانے دقیانوسی راستے چھوڑ کر نئے راستے اختیار کرتے ہیں۔ نیا راستہ بناتے دیکھ کر بے وقوف لوگ ہنسی اڑاتے ہیں مگر ہنسنے کے قابل وہ خود ہی ہیں۔ شاعر ہمیشہ نیا خیال تلاش کرتا ہے۔ شیر ہمیشہ نئی راہ اختیار کرتا ہے۔ اور بہادر لوگ نئے میدان کی تلاش میں رہتے ہیں۔

ہنرمند

گُنی شخص جو گھر رہے تین بات کی ہان

ہنرمند نقصان

گُن بھولے بھوکوں مرے گھر کے کریں نہ کان

ہنر عزت

ترجمہ :- اگر کوئی ہنرمند شخص اپنے مکان پر رہے گا تو اُسے تین باتوں کا نقصان ہوگا۔ اول اپنے ہنر کو بھول جائے گا۔ دوسرے غریبی سے گھر جائے گا۔ اور تیسرے گھر والے عزت نہیں کریں گے۔

شاعر کی بات

جیوں کیلا کے پات میں پات پات میں پات

پتّہ

تیوں شاعر کی بات میں بات بات میں بات

ترجمہ :- جس طرح کیلے کے اندر پتّہ در پتّہ ہوتا ہے اُسی طرح شاعر کی بات کے اندر بات ہوتی ہے۔

انقلاب زمانہ

رحیم اب وہ برچھ کہنہ جن کی چھاؤں گمبھیر

درخت کہاں سایہ وسیع

باغوں میں اب دیکھئے کیرا بیر کریر

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں۔ اب اس دنیا کے باغ میں وسیع سایہ دار درخت یعنی قابل انسان کہاں ۔اب جہاں دیکھو کیرا۔ بیری اور کریر کے قسم کی انسانیت باقی ہے کہ جن کا نہ سایہ ہے نہ پھل۔ ہاں خار ضرور ہیں۔

برسات اور پپیہا

دادُر مور کسان من خوش ہو میگھ نہار

مینڈک دل بادل دیکھ کر

پر جاتک کی رٹن پر یہ تینوں بلہار

پپیہا یاد قربان

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں کہ بادل کو دیکھ کر مینڈک۔ مور اور کسان بہت خوش ہوتا ہے مگر جو خوشی پپیہا کو ہوتی ہے اُس پہ وہ تینوں قربان کئے جا سکتے ہیں۔

وصال و مفارقت

بچھُرن میں سُکھ مِلن کو ملتے دُکھ بچھوہ

جُدائی — وصال — وصال — مفارقت

مِلن بھلا بچھُرن بُرا کہو کہت ہے کون

ملنا — بچھڑنا — کہئے — کہتا

ترجمہ :۔ یہ کون کہتا ہے کہ محبوب کا وصال اچھا ہے اور مفارقت بُری۔ بلکہ وصال بُرا ہے اور مفارقت اچھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وصال ہوتا ہے تو اس بات کی رنجش پیدا ہو جاتی ہے کہ اب محبوب کی جُدائی قریب ہے اور پھر نہ معلوم کب ملنا ہو۔ مگر ہجر کے ایام میں یہ خوشی پیدا ہو جاتی ہے کہ اب وصال عنقریب ہے۔

چار چیزیں

سِنگھن کی سینا نہیں ہنسن کی نا پانت

شیروں — فوج — ہنس — نہیں — لائن

لالن کی نا بوریاں سادھ نہ چلیں جمات

لعل — فقیر — جماعت

ترجمہ :۔ اس دنیا میں شیروں کی فوج نہیں ہے اور ہنس لوگوں کی قطار نہیں ہے۔ نہ لعل اس کثرت سے ہیں کہ ان کی بوریاں بھری جائیں اور نہ اس دُنیا میں اچھے فقیر اس قدر ہیں کہ جو ان کی جماعت بن سکے یعنی فقیر۔ شیر۔ لعل اور ہنس بہت ہی نایاب چیزیں ہیں اور بہت کم ہیں۔

مکمل زندگی

جاکو جس ہے جگت میں سرا ہے جاہ

جس کا — شہرت — دُنیا — دنیا — تعریف — جس کو

تاکو جیون سپھل ہے کہیں اکبر شاہ

اس کا — زندگی — سپھل — اکبر — بادشاہ

ترجمہ :۔ اکبر بادشاہ اپنی ہندی شاعری میں فرماتے ہیں کہ اس دُنیا میں اُسی کی زندگی مکمل ہے جس کی تعریف دنیا کرے اور جس کا نام مرنے کے بعد دنیا میں ہمیشہ قائم رہے۔

محبّت کا راستہ

پریم پنتھ کے انک دو لکھے جبھی تقدیر
محبت راستہ حروف جب

آہ کی سمپت ملی جنگل ملا جگیر
دولت جاگیر

ترجمہ :۔ جس وقت میری تقدیر نے میری پیشانی پر "پریم پنتھی" کے دو الفاظ تحریر کئے تھے اسی وقت سے مجھے دو چیزیں نصیب ہوگئیں۔ اول آہ کی دولت ملی اور دوم جنگل کی جاگیر ملی یعنی محبت کرنے والے کو آہ اور جنگل کے سوا اور کچھ نصیب نہیں ہوتا ہے۔

آنکھوں کی پرستش

(۱) نین نیناں دے گولے
آنکھیں آنکھوں کے غلام

(۲) نین نیناں دے بھید پچھانن
آنکھیں آنکھوں کے راز پہچانتیں

کوئی دوجا بھید نہ کھولے
دوسرا راز

(۳) اینہاں نیناں دے واک اولے
ان آنکھوں کے قوت گویائی اُلٹے

کدی جیبھا سکی نہ بولے
کبھی زبان بول

(۴) اکناں نین کٹورے بھر بھر
جنھوں نے آنکھوں

وِچ راہ سجن دے ڈوہلے
میں محبوب کے چھڑکاؤ کیا

(۵) اینہاں نیناں جتھے دہاڑے مارے
ان آنکھوں نے جہاں

اوہ من مندر ہوئے کھولے
وہ دل

(٦) نیناں دا در مل بیٹھے جو ہونی سو ہولے
آنکھوں کا دروازہ ہوگا ہوجائے

ترجمہ :- (۱) آنکھیں آنکھوں کی غلام ہیں (۲) آنکھیں آنکھوں کا راز جانتی ہیں۔ کوئی دوسرا اس راز کو نہیں جان سکتا۔ (۳) ان آنکھوں کی قوتِ گویائی بھی نرالی ہے۔ بغیر زبان کے باتیں کرتی ہیں (۴) جن آنکھوں نے آنسوؤں کے کٹورے بھر بھر کر محبوب کی راہ میں چھڑکاؤ کیا (۵) اور یہ آنکھیں جہاں بھی دہاڑیں مار مار کر روئیں وہاں دل کے مندر کا دروازہ کھُل گیا (٦) اور کامیابی انھوں نے حاصل کی جو آنکھوں کے دروازہ پہ دھرنا مار کر بیٹھ گئے اور یہ سمجھ لیا کہ جو ہو سو ہو۔ اس دروازہ کو نہ چھوڑیں گے۔

پوشیدہ نہیں رہتے

کھیر خون کھانسے خوشی بیر پریت مدپان
دُکھ دشمنی محبت شراب نوشی

رحمٰن دابے نا دبے جانے سکل جہان
دابنے سے نہ دبنا سب دُنیا

ترجمہ :- رحمٰن کہتے ہیں۔ دُکھ۔ تکلیف۔ قتل۔ کھانسی۔ خوشی۔ عداوت۔ محبت اور شراب کا نشہ۔ ان تمام کو اگر راز میں رکھا بھی جائے تو یہ راز میں نہیں رہ سکتے۔ دُنیا پہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اشعار کا مزا

کوی کی کبتا دیکھ کر پرمُدِت پنڈت ہوئے

شاعر اشعار خوش عالم

ترنی سُکھ پت جانتا پتا نہ جانے سوئے

حسینہ مزا خاوند باپ

ترجمہ :- اچھے شاعر کے اشعار سُن کر عالم لوگ مزے سے جھومتے ہیں جس طرح ایک حسینہ کے حُسن کو اُس کا شوہر محسوس کرتا ہے حسینہ کا باپ نہیں۔

شاعر کا آنسو

رحمن آنسو نین ڈھر جی دُکھ پرگٹ کریہ

آنکھ گِر کر دل ظاہر کردیتا

جائے نکارو گیہہ سے کیوں نہ بھید کہہ دیہ

جس کو نکالو گھر دیتا

ترجمہ :- رحمن کہتے ہیں کہ میری آنکھوں کے آنسو نے لوگوں پر یہ ظاہر کر دیا کہ آج شاعر غمگین ہے۔ سچ ہے جس کو مکان سے نکالا جائے گا وہ اپنے گھر کا راز کیوں نہ ظاہر کر دے گا۔

کشمیری مہجورہ کے جذبات

لَل وُن یِی دوَد کوتہ زرئُ سُور گوم چانے دُور رئُ

پیار بھرا اے درد کتنا برداشت راکھ ہوئی تم سے دُور ہوئی

یتھ لول باغس اندر اسِچو چونُ نی طرفن تراو نظر بے سرچھی پھیرا ن

اس پریم باغ کے اندر آؤ چاروں طرف نظر ڈالو بغیر سہارا پھرتے ہیں

دربدر سور گوم چانے دُور رئی

بھٹکتے ہوئے راکھ ہوئی تم سے ہوئی

دوَد چھم جگرس بھاوکس در چھم نہ مسرت ہاوکس اندریم

درد ہے جگر میں کس کو بتاؤں کھڑکی ہے نہیں کھول کے کس کو دکھاؤں چھپے ہوئے

مہ دوَد چھم اندریہ سور گوم چانے دور رئی

میرے درد ہے اندر ہی راکھ ہوئی تم سے دُور ہوئی

ترجمہ:۔ اے آتش عشق! میں کتنا درد برداشت کروں؟ میرے محبوب! جس دن سے تو میری آنکھوں سے دُور ہو گیا اُسی دن سے میرا دل راکھ ہو گیا۔ اے میرے محبوب! اس محبت کے باغ کے اندر آؤ اور چاروں طرف نگاہ ڈال کے دیکھو کہ جن کا کوئی سہارا نہیں۔ کس طرح دربدر بھٹکتے ہیں۔ جس دن سے تو میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اسی دن سے میں پشیمان ہو گئی۔ درد دل میں ہے کس کو کہوں اور کس کو دکھاؤں۔ کوئی کھڑکی بھی نہیں جس سے کوئی جھانکے۔ میرے درد اندر ہی اندر رہ گئے۔ میرے محبوب! جس دن سے تو میری آنکھوں سے دُور ہو گیا اُسی دن سے میں دل برداشتہ ہو گئی۔

عاشق کا ادب

پھولن سوں بال کی بنائے گھی بینی لال

پھولوں سے حسینہ سلیقہ باندھی چوٹی عاشق

بھال دینی بینڈی مرگمدگی اسِت ہے

ماتھا دی ٹکلی کستوری کالی

انگ انگ بھوشن سجائے سارے انگ ہیں

عضو عضو زیور سنوارے جسم

بیری نج گرتے کھبائی ات ہِت ہے

پان کی بیڑی اپنے ہاتھ سے کھلائی بہت محبت

ہوکے رس بس جب دینے کو مہاور کے

ہوکر لطف قبضہ مہندی

سیناآپت شیام گہے چرن للت ہے

عاشق پکڑے قدم خوبصورت

چوم ہاتھ ناتھ کے لگائے رہی آنکھن سوں

عاشق آنکھوں سے

کہی پران پت یہ اَت اُنچت ہے

کہا زندگی مالک بہت نامناسب

ترجمہ :- عاشق نے اپنی محبوبہ کی چوٹی سلیقہ سے پھولوں کے ساتھ باندھی ۔ کالی کستوری کا ٹیکہ محبوبہ کی پیشانی پر لگایا ۔ اور اپنی گوری محبوبہ کے بدن کے ہر حصہ میں مناسب زیورات آراستہ کئے ۔ اور پھر بڑی محبت کے ساتھ عاشق نے اپنے ہاتھ سے معشوقہ کو پان کھلایا ۔ سنگار میں کچھ کمی محسوس کرتے ہوئے عاشق نے سوچا کہ محبوبہ کے گورے پاؤں پر مہندی ضرور لگانی چاہیئے ۔ محبت کے جذبات سے متاثر ہوکر عاشق نے محبوبہ کا پاؤں اٹھا کر اپنی گود میں رکھا ۔ محبوبہ نے اپنا پاؤں کھینچ لیا ۔ اور اپنے عاشق کا ہاتھ چوم کر اُسے اپنی آنکھوں سے لگا لیا ۔ اس کے بعد کہا کہ میری زندگی کے آقا یہ بہت نامناسب بات ہے کہ آپ میرے قدم پکڑیں ۔

حسینہ کی سہاگ بندی

(۱) اسے جو وے نہ ملے نندی کے بیرنا

وہ نند بھائی

کھوے ڈاری ویس ہمار

ضایع جارہی زندگی ہماری

(۲) اپنے انگنوا میں رہنٹا بسوتی

آنگن چرخہ چلاتی

کتنی ننھو سوت

نازک

(۳) اپنے پیا کی پگری بنوتی
محبوب پگڑی بنواتی

جیسے کنول کو پھول
کا

(۴) بھری سبھا میں سوہے سوامی کے پگری
خوبصورت محبوب کی پگڑی

سجیا میں بندیا ہمار
اُجلی بندی ہماری

ترجمہ:- حسینہ سہیلی سے کہتی ہے:- (۱) میری نند کے بھائی (یعنی شوہر) یہاں نہیں آئے۔ میری زندگی ویسے ہی ضایع جارہی ہے (۲) اے کاش کہ وہ یہاں ہوتے میں اپنے آنگن میں بیٹھ کر چرخہ چلاتی۔ اور باریک سوت کاتتی۔ (۳) اُس باریک سُوت سے اُن کی پگڑی بنواتی جو کنول کے پھول کی طرح ہلکی ہوتی۔ (۴) میرے محبوب اس خوبصورت پگڑی کو پہن کر سبھا میں جاتے۔ یہ پگڑی اُن کے وقار میں اضافہ کا باعث ہوتی اور یہ دیکھ کر میری سہاگ بندی اُجلی ہو اُٹھتی۔

سر کی قیمت

سر کاٹے سر جات ہے سر کاٹے سر ہوئے
جاتا نام

جیسے باتی دیپ کی کٹے اُجیارہ ہوئے
بتی چراغ روشنی

ترجمہ:- بُرے کاموں میں سر کٹے تو سر گیا اور زندگی ختم ہوئی۔ اچھے کاموں میں سر کٹے تو دنیا میں نام پیدا ہوا۔ جس طرح چراغ کی بتی کاٹی جائے تو اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔

عشق کا سودا

پریم نہ باڑی اوپجے پریم نہ ہاٹ بکائے
محبت پیدا ہونا دکان فروخت

راجا پرجا جے ہی رُوچے سیس دے لے جائے

رعایا جسے پسند آئے سر

ترجمہ :- محبت نہ تو کسی کھیت میں پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی یہ کسی دُکان پر فروخت کی جاتی ہے۔ اس کے گاہک کو اُسے خریدنے کے لئے اپنا سر قربان کرنا پڑتا ہے۔ خریدار چاہے راجا ہو یا رعایا کا فرد۔ اس کا کوئی سوال نہیں۔

شاگرد اور اُستاد کی صفت

سِکھ تو ایسا چاہیئے گورو کو سب کچھ دے

شاگرد اُستاد

گورو تو ایسا چاہیئے سِکھ سے کچھو نہیں لے

کچھ

ترجمہ :- شاگرد تو ایسا ہونا چاہیئے جو اپنے اُستاد پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو۔ مگر اُستاد بھی ایسا ہونا چاہیئے جو شاگرد کی کسی دُنیاوی چیز کی خواہش نہ رکھتا ہو۔

محبوب کا ساتھ

(۱) جنگل دی البیلئے پونے جا مِتر پیارے نوں کہنا

کی نسیم محبوب کو

(۲) تیری منزل دے راہیاں نے ہس ہس دُکھڑے سہنا

کے مسافروں ہنس ہنس دُکھ برداشت کرنا

(۳) پیر پیر تے ٹھوکر کھانی قدم قدم تے ڈھینا

پاؤں پاؤں پر گرنا

(۴) اوہ نہ ڈھونڈن کدے کنارے جناں عشق وہن وچ وہنا

وہ ڈھونڈیں کبھی جنہوں نے سیلاب میں بہہ جانا

(۵) ہار شنگار اساں کی کرنا ساڈے ہنجو من دا گہنا

سنگار ہم نے کیا ہمارے آنسو دل کا زیور

(۶) یار ڑے دا سانوں ستھر چنگا بھٹھ کھیڑیاں دا رہنا

محبوب کا ہمیں جنگل اچھا بھاڑ شہروں کا

ترجمہ :۔ (۱) جنگل کی البیلی مست کر دینے والی اے نسیم۔ جا میرے محبوب سے کہنا۔ (۲) تیری منزل کے مسافروں نے ہنس ہنس کر دکھ برداشت کرنا ہے (۳) ہر پاؤں اٹھاتے ٹھوکر کھانی ہے اور قدم قدم پر گرنا ہے۔ (۴) وہ لوگ دریا کے کنارے کو کیوں تلاش کریں جنھوں نے عشق کے سیلاب میں بہہ کر غرق ہونا ہے۔ (۵) ہم نے سنگار کیا کرنا ہمارے تو آنسو ہی دل کا زیور ہیں۔ (۶) محبوب کے ساتھ تو جنگل کی سنسان زمین پر رہنا اچھا۔ بغیر محبوب کے شہروں کے محلات بھی بھاڑ اور دوزخ ہیں۔

دوسروں کی بھلائی کے لئے

کرنی دکھ کپاس کی ایسو متی کو دھیر

کام ایسا من پکا

دکھ سہت ہے آپنے پر کو ڈھکت شریر

برداشت دوسروں ڈھانپتا جسم

ترجمہ :۔ انسان کو دوسروں کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ کپاس کو ہی دیکھئے جسے خود کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو مگر وہ دوسروں کے جسم کو ڈھانپتی ہے۔

زبان کے تیر

میتو گھاؤ جو شیل کے دن دس پانچ پرائے

زخم تیر درد کرتے ہیں

ایرس گھاؤ جو جیب کے جنم نہ پیرے جائے

گہرے زخم زبان زندگی درد

ترجمہ :- تیر وغیرہ کے زخم پانچ دس دن تک ہی درد کرتے ہیں مگر زبان سے نکلے ہوئے کڑوے اور بُرے بول کے تیر اتنا گہرا زخم کرتے ہیں کہ اُن کا درد زندگی بھر نہیں جا سکتا وہ ہمیشہ چبھتے رہتے ہیں۔

عشق کے لئے قُربانی

پاوک چگت چکور نِت بھسم کرن کو انگ

انگارے ہر روز جلانے کے لئے جسم

ہو وِبھوتی شِو سر چڑھوں جو پاؤں ششی سنگ

راکھ مہادیو چاند ساتھ

ترجمہ :- چکور کو چاند سے عشق ہے۔ وہ اُسے حاصل کرنے کے لئے بہت کوشش کرتا ہے مگر چاند تک پہنچ نہیں سکتا۔ اس طرح نا اُمید ہو کر چکور نے ایک اور ترکیب سوچی۔ اُسے معلوم ہوا کہ چاند ہمیشہ شِوجی (مہادیو) کی جٹاؤں میں رہتا ہے اس لئے اس نے پہلے مہادیو سے ملنے کی راہ نکالی۔ چکور نے انگارے کھانے شروع کر دیئے تاکہ انگاروں کی تپش سے وہ جل جائے (یہاں انگاروں سے وہ روشنی مراد ہے جو رات کو چکور کے اُڑتے وقت اس کے پیچھے کے حصّے سے نکلتی اور بجھتی رہتی ہے) جل جانے پر چکور نے سوچا کہ وہ راکھ (بھبھوتی) ہو جائے گا اور مہادیو کا لباس راکھ ہی ہے کیونکہ مہادیو اپنے جسم پر صرف راکھ ہی ملا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ مہادیو کے جسم تک پہنچ کر چاند سے مل سکے گا۔

من بادشاہ اور نظر وزیر

من سا کوئی راجا نہیں نین سا دیوان

دل آنکھیں وزیر

نین نے چاہا جسے من تا ہات بکان

آنکھوں اس کے ہاتھ بکتا

ترجمہ :- اس دنیا میں دل ہی سب چیزوں کا مالک ہے اور آنکھیں وزیر۔ مگر تعجب یہ ہے کہ آنکھیں جس چیز کو پسند کرتی ہیں اُس پر دل فریفتہ ہو جاتا ہے۔ گویا بادشاہ اپنے وزیر کے بس میں ہے۔

بُری حکومت کا نتیجہ

ہنس رہے سو اُڑ گئے کاگ بھئے دیوان

راج ہنس تھے ہوا کوّا وزیر

اسی لئے جگ میں ہوئی اسن بسن کی ہان

دُنیا کھانا کپڑا کمی

ترجمہ :۔ جو ہنس راج (مہاراجہ) تھے وہ اُڑ گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں کوّے (وزیر) با اختیار ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں کھانے اور پہننے کا قحط پڑ گیا۔

سوال کرنے والا

ترن تے تُول رو تُول تے ہر دو جاچک جان

تنکے سے روئی اور روئی سے ہلکا مانگنے والا یقین کیجئے

مانگن سُکچ نہ پون ہو جاہی یہو سنگ ٹھان

مانگنے سے ڈرتی ہے ہوا بھی اس لئے یہ ساتھ یقین

ترجمہ :۔ تنکا ہلکا ہوتا ہے۔ اس سے روئی ہلکی ہوتی ہے اور اس سے بھی زیادہ ہلکا مانگنے والا ہوتا ہے۔ (سوال) تو پھر ہوا اُسے کیوں نہیں اُڑا لے جاتی ؟ (جواب) وہ ڈرتی ہے کہ کہیں مجھ سے بھی کچھ مانگ نہ لے۔

بیربل کا سرمایۂ حیات

دین جانی سب دین ایک نہ دینو دوسہہ دُکھ

مفلس جان کر دیا دیا مصیبت

سو اب ہم کو دین کُچھک نہ راکھیو بیربہ

دینا کچھ بھی رکھا بیربل

ترجمہ :۔ اے بیربل لوگوں کو مفلس دیکھ کر تو نے اپنا سب کچھ دے دیا تھا لیکن مصیبت کسی کو نہ دی

تھی۔ اب مرتے ہوئے تونے وہ مجھے (اکبر کو) دے دی۔ اپنے پاس تونے کچھ نہیں رکھا۔

عشق کے کرشمے

(۱) ورکہ عاشقے شہ ھم ئی نوم ھم ئی نشان
دور عاشقی ہو بھی نام بھی نشان

زہ ئی ھسے خوار کـہم لکہ خاک دَ بیان
مجھے ایسے برباد کیا جیسے خاک کی بیابان

(۲) زہ دَ عشق پہ کار کبن تیر ترسرھم لہ مال یم
میں کے کام میں گزر گیا سر بھی اور مال

دریغ کہ پہ سرم دا مشکل کا خدائی آسان
اگر سے سر یہ مصیبت ہو خدایا آسان

(۳) رنځ دَ عاشقے چہ زہ ظاھر کہم وطبیب تہ
تکلیفیں کی عاشقی اگر میں ظاہر کروں حکیم کو

هیڅ ویلی نہ شِی طبیبان او حکیمان
کچھ کہہ نہیں سکتے ڈاکٹر اور حکیم

(۴) راشہ عاشقے مہ کہرہ رحمان اوکہ نہ دی
آؤ عاشقی مت کرو اے رحمان اور اگر ہوسکے

تل پہ اور بہ ناست ئی کہ بادشاہ ئی دجہان
ہمیشہ پہ آگ بیٹھے رہیں گے چاہے بادشاہ ہو کا دنیا

ترجمہ :۔ (۱) اے عشق تیرا دنیا سے نام و نشان اسی طرح دور ہو جس طرح تونے مجھے صحرا کی خاک کی طرح گمنام کردیا۔ (۲) میں عاشق اپنے جان و مال کو چھوڑ بیٹھا۔ اے خدا مجھے اس مصیبت سے بچا۔ (۳) اگر عشق میں پیش آنے والی تکالیف کسی حکیم کے سامنے بیان کروں تو تمام حکیم اور طبیب بھی لاجواب ہو جاتے ہیں (۴)

اے رحمان عاشقی سے باز آ۔ ورنہ عشق کرنے والا اگر کل جہان کا بادشاہ بھی ہو تو بھی ہمیشہ آگ میں جلتا رہے گا۔

اہلِ دل

(۱) اِلا گر طلبگارِ اہلِ دلی

دیکھ — طلب کرنے والا — درویش

ز خدمت مکن یک زماں غافلی

خدمت گاری — دم — غفلت

(۲) خورش دہ بہ کنجشک و کبک و حمام

کھانا — چڑیا — چکور — کبوتر

کہ یک روزت افتد ہمائے بدام

پڑے گا — جال میں

(۳) چو ہر گوشہ تیرِ نیاز افگنی

خدمت گاری کا تیر

امید است ناگہ کہ باز افگنی

اچانک — تو گرا لے

(۴) دُرے ہم بر آید ز چندیں صدف

موتی — نکلتا ہے — سیپ

ز صد چوبہ آید یکے بر ہدف

چھڑی — نشانہ

ترجمہ :- (۱) دیکھ اگر تو کسی اہلِ دل کی طلب رکھتا ہے تو لوگوں کی خدمت کرنے سے ایک لمحہ کیلئے بھی غفلت مت کر۔ (۲) تو چڑیا، چکور اور کبوتر (جیسے معمولی جانوروں) کو دانہ ڈالے جا (پھر دیکھنا) کسی نہ کسی دن کوئی ہما بھی تیرے جال میں آ پھنسے گا [illegible] کہ کسی نہ کسی دن تجھے درویش کی

ملاقات بھی میسر ہو جائے گی)۔ (۳) جب تو ہر طرف خدمت گاری کے تیر پھینکتا رہے گا تو امید ہے کسی دن تو کسی باز کو بھی گرائے گا داگر تو بلا تمیز ہر شخص کی خدمت کرتا رہے گا تو عین ممکن ہے کہ تجھ سے کسی درویش کی خدمت بھی ہو جائے) (۴) بہت سے سیپ ہوں تو ان میں کسی نہ کسی سیپ میں سے موتی نکل ہی آئے گا اور سینکڑوں لاٹھیاں مارنے سے کوئی نہ کوئی لاٹھی تو نشانہ پر لگ ہی جائے گی (خدمت گاری کا جذبہ مستقل چاہیئے۔ سو دفعہ ناکامی ہوگی پھر بھی کبھی نہ کبھی کامیابی ہو ہی جائے گی اور کوئی ولی مل ہی جائے گا)

طاقتور

تُلسی یا سنسار میں کون ہوا سمرتھ

تلسی داس — اس — دُنیا — قادر

اک کنچن اک کُچن پر جے نہ پسارے ہتھ

ایک — دولت — ایک — عورت — جس — ہاتھ

ترجمہ:۔ تُلسی داس جی فرماتے ہیں کہ اس دُنیا میں ایسے قادر شخص کتنے ہوئے ہیں کہ جنھوں نے دولت اور عورت کے واسطے اپنے دونوں ہاتھ نہ پھیلائے ہوں۔

بے پروا معشوق

وہ نرموہی روپ کی راش جو اوپر سے ڈر مانت ہوئیے

بے درد — خوبصورتی — مرگز — مانتا — ہوگا

بارمبار بلوک گھری گھری صورت تو پہچانت ہوئیے

بار بار — دیکھنا — گھڑی — گھڑی

ٹھاکر یہ من کی پرتیت ہے جو وہ سنیہہ نہ مانت ہوئیے

یقین — محبت — مانتا — ہوگا

آوت ہیں اِت میرے لئے اتنا تو ضرور جانت ہوئیے

آتے — اِدھر — جانتا — ہوگا

ترجمہ :- میرا وہ بے درد اور خوبصورتی کا مرکز معشوق شاید مجھ سے ڈرتا ہے اس لئے بولتا نہیں۔ لیکن جب میں اس کو بار بار دیکھتا ہوں تو میری صورت شکل ضرور پہچانتا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا ہوگا تو یہ ضرور جانتا ہوگا کہ میں صرف اُسی کے واسطے اس کی گلی میں ہوکر بار ہا نکلا کرتا ہوں یعنی وہ محبت نہ کرے کم از کم یہ تو جانے کہ میں محبت کرتا ہوں۔

عشق کا سیدھا راستہ

اَت سیدھا سنیہہ مارگ ہے جہاں نیکھو سیانپ بانک نہیں

بہت محبت راستہ ذرہ بھی چالاکی پردہ

جہاں سانچے چلیں تجے آپن پو جھجھکیں کپٹی جو نشنک نہیں

وہاں پرورش چھوڑ غرور خودغرض بے خوف

گھن آنند پیارے سُجان سُنو اِت ایکسے دوسرے آنک نہیں

معشوق یہاں ایک دوسرا لفظ

تم کونسی پاٹی پڑھے ہو للا من لیو پہ دیو چھٹانک نہیں

حساب کتاب معشوق دل لیتے ہو مگر دیتے

ترجمہ :- محبت کا راستہ بالکل سیدھا ہے۔ اُس میں چالاکی اور پردہ داری کی گنجائش نہیں ہے۔ جو سچی محبت رکھتے ہیں وہ پھولتے پھلتے ہیں کیونکہ وہ غرور نہیں کرتے ہیں۔ مگر خودغرض کمینہ لوگ محبت کے راستہ میں خوف کھا کر جھجکتے ہیں۔ میرے معشوق! جہاں دوئی رہے گی وہاں یکسوئی نہیں رہ سکتی۔ اب بتایئے کہ آپ کونسا حساب پڑھے ہیں جس کے مطابق میرا من جو من بھر وزن رکھتا ہے آپ لے رہے ہیں اور معاوضہ میں ایک چھٹانک بھی اپنا من نہیں دے رہے۔

محبّت کے کرشمے

فراموش مِم کرہ دستا پہ معینہ خان

کیا تمہاری محبت جان

خان لا خہ دی بلکہ عمر جاودان

تو کہا گر جان

لکه زه چه دِ دَر په خاورد خوښ یم

جس طرح میں دروازہ کی خاک خوش ہوں

همره عیش وطرب نه لري شاهان

اس طرح عیش وعشرت نہیں کرتے بادشاہ

هسې بې سروسامان یم ستا په عشق کښې

جس طرح بے سروسامان ہوں تیرے میں

چه آګاه نه یم په سروپه سامان

کہ واقف نہیں ہوں سروسامان سے

هسې بې شرابو مست یم ستا په مینه

اس طرح بغیر شراب ہو تیری محبت

چه خبر نه یم له زمکې له اسمان

کہ نہیں ہوں سے زمین اور آسمان

که له دَره شړې که ئې پرېږدې ته

سے دروازے ہٹاتا چھوڑتا تو

ډېر مېن دی ستا په مخ عبدالرحمان

بہت عاشق ہے تیرے پر چہرے

ترجمہ:- اے محبوب تیری محبت میں میں نے جان ومال بلکہ اپنی جاودانی عمر کو بھلا دیا۔
جس طرح میں تیرے دروازے کی خاک میں پڑے ہوئے خوش ہوں اتنی خوشی بادشاہوں کو اپنے عیش وآرام کے سامان میں بھی میسر نہیں۔
میں تیرے عشق میں اس طرح بے سروسامان ہوں کہ مجھے جان کی بھی خبر نہیں۔
میں تیری محبت میں بغیر شراب کے بھی اس قدر مست ہوں کہ میں زمین و آسمان کی بھی خبر نہیں رکھتا۔
اب تیری مرضی ہے کہ تو اپنے دروازے پر چھوڑ یا ہٹا دے لیکن عبدالرحمان تیرا عاشق رہے گا۔

کشمیری نوجوان کا پیغام عمل

(۱) ولو ہا باغبانو! نو بہارک شان پیدا کر

اے نئی بہار کی

پھلن گُل کتھ کرن بُلبل تتھی سامان پیدا کر

کھلیں رقص کریں ایسے

(۲) چمن ویراں رواں شبنم ژتھ جامہ پریشاں گُل

روتی ہے پھاڑ کر کپڑے

گُلن تے بُلبلن اندر دوبارہ جان پیدا کر

پھولوں اور بلبلوں میں

(۳) کری کُس بُلبلا آزاد پنجرس منزٔ نالاں چھک

کرے گا کون اے بلبل! پنجرے سے درد بھرا ہے

وژہ پنے دستہ پنن مشکلن آسان پیدا کر

تو اپنے ہاتھ سے اپنی

(۴) چھ باغس جانور بولاں مگر آواز چھک بیوں بیوں

ہیں باغوں میں بولتے ہے علیحدہ علیحدہ

بہندس آلہ وس یارب اثر یکسان پیدا کر

اُن کی آواز میں

(۵) اگر وژہ نادہ ہُن بستی گُلن ہنر تراد زیروبم

تمہیں جگانا ہے پھولوں کی چھوڑ دو

بُلبنیل کر دادکر گگرایہ کر طوفان پیدا کر

زلزلہ آندھی بجلی کی کڑک

ترجمہ :- کشمیری نوجوان جو صدیوں کی غلامی، غربت، افلاس اور بربادی کے باعث بیدار ہو چکا ہے اپنی جنت ارضی کی ویرانی و بربادی دیکھ کر چشم خوں فشاں سے آنسو خشک کرنے کے بعد اپنے ہم وطنوں کو پیغام عمل دیتا ہے :-

(۱) اے باغبانو! یعنی اس مرغزار کشمیر کے رہنے والو! اس ویران چمن میں بہار نو کی شان پیدا کرو اور ایسے وسیلے پیدا کرو کہ مرجھائے ہوئے پھول دوبارہ کھل جائیں اور بلبلیں رقص کرنے لگیں۔ (۲) گلستاں ویران ہو چکا ہے شبنم آنسو بہا رہی ہے۔ پھول کپڑے پھاڑ کر پریشان ہو رہے ہیں اس لئے تم پھولوں اور بلبلوں میں ایک نئی روح پھونک دو۔ (۳) اے بلبل! تو جو پنجرے میں آہ و زاریاں کر رہا ہے تجھے کون آزاد کرانے آئے گا؟ تو اپنے ہی ہاتھ سے اپنی مشکلیں آسان کر (۴) باغوں میں پرندے چہچہاتے ہیں مگر سب کی آواز الگ الگ ہے۔ اے خدا ان میں یکسانیت پیدا کر (۵) اگر تمہیں پھولوں کی اس بستی کو جگانا ہے تو عیش و عشرت چھوڑ دے اور اپنی قوت بازو سے زلزلے، آندھیاں، بجلی اور طوفان پیدا کر۔ (یہ نظم مہاراجہ ہری سنگھ کے زمانۂ غلامی میں لکھی گئی)

پاکیزہ چلن

ہل مل جانے تاسوں مل کے جماوے ہیت

محبت کرنے والے اُس سے کرے محبت

ہیت کو نہ جانے تاسوں ہتو نہ بسائیے

محبت اس سے محبت کرنا

ہوے مغرور تاسوں دونی مغروری کیجیے

ہوکر اس سے

لگھو ہو چلے جو تاسوں لگھتا نبائیے

چھوٹا اُس سے نمرتا

بودھا کوی نیت کے نربارنے کی ریت یہی

شاعر نیم طے قاعدہ

آپ کو سراہے تاکو آپ ہو سراہیئے

تعریف کرے اُس کو تعریف کیجیے

راجا کہا سور کہا سُندر سُجان کہا

بہادر خوبصورت عالم

آپ کو نہ چاہے تا کے باپ کو نہ چاہیئے

اُس کے

ترجمہ :- جو شخص محبت سے پیش آئے اُس سے آپ کو بھی محبت سے پیش آنا چاہیئے۔ جو محبت سے پیش نہ آئے اُس کے ساتھ محبت نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی غرور دکھائے تو اُس سے دوگنے غرور سے پیش آنا چاہیئے اور اگر کوئی خاکساری دکھائے تو آپ چارگنا خاکساری کا اظہار کیجئے۔ شاعر کہتا ہے کہ چلن کا قاعدہ یہی ہے کہ جو آپ کی تعریف کرے آپ بھی اُس کی تعریف کریں۔ اور جو اپنے کو نہ چاہے وہ خواہ راجا ہو یا خوبصورت ہو یا عالم اس کی پروا نہ کیجئے۔

عشق کی تجارت

(۱) ریت تھلاں تے ساڑے تلیاں

ریگستان پہ جلائے تلوے

کئی ڈُب موئیاں نازاں پلیاں

ڈوب مریں نازوں پلی ہوئی

(۲) عشق دے ونج نیارے سمجھ گھن

کے بیوپار لے

کون اتھاں دم مارے سمجھ گھن

یہاں لے

(۳) عشق دے جھیڑے کون نبیڑے

کے جھگڑے فیصلہ

سُنج کریندا وسدے ویڑے

ویران کرتا ہے آباد محلے

(۴) یار دی خاطر ریت تتی تے

کی گرم پر

سسّی تاں کر موی چارے سمجھ گھن

تو مری لے

(۵) ڈونگیاں ندیاں دور کنارے

گہری

کئی کئی ڈب موئے تیں شاہ تارے

ڈوب مرے میں بڑے تیراک

(۶) عشق دے پلڑے تول نہ جندڑی

کے جان

عشق دے پلڑے بھارے سمجھ گھن

کے بھاری لے

ترجمہ :۔ عشق کی راہ اختیار کرتے ہوئے کئی عشاق نے گرم ریتیلے ریگستانوں میں اپنے پاؤں کے تلوے جلائے اور کئی نازوں کی پلی ہوئی دریاؤں میں ڈوب مریں (۲) یہ سمجھ لے کہ عشق کی تجارت دوسری تجارتوں سے الگ ہے۔ یہاں کوئی تاجر دم نہیں مار سکتا۔ (۳) عشق کے جھگڑوں کا کون فیصلہ کرے جب کہ عشق، آباد محلوں کو بھی برباد کر دیتا ہے (۴) اپنے محبوب پنّوں کے لئے سسّی التجائیں کرتی مر گئی (۵) عشق کی گہری ندیاں اور دور کنارے جن میں بڑے بڑے تیراک غرق ہو گئے (۶) عشق کے ترازو کے پلڑے پر اپنی زندگی کو نہ تول۔ زندگی کے مقابلہ پر عشق بہت ہی بھاری اور وزنی شے ہے۔

مہندی

(۱) نی لے دے مائے

اے ماں

کالیاں باگاں دی مہندی

سیاہ باغوں کی

(۲) گلی گلی میں پتر چُنیندی

پتے چنتی

لوکی کہندے مستانی

لوگ کہتے

(۳) ناں مستانی ناں میں دیوانی

نہ

لگ گئی عشق دی کانی

چوٹ کی

(۴) گھول مہندی میں ہتھاں تے لانی آں

ہاتھوں پر لگاتی ہوں

وُہٹڑی بن بن بیہندی

دلہن بیٹھتی

(۵) مہندی دا رنگ جد ہتھاں تے چڑھیا

کا جب ہاتھوں پر چڑھا

ہیں سوہنی پھب پھب بیہندی

حسین سجاوٹ سجاوٹ بیٹھتی

ترجمہ :- حسینہ اپنی ماں سے کہتی ہے۔ (۱) اے ماں مجھے کالے باغوں کی مہندی لے دے (۲) میں جگہ جگہ پتے ڈھونڈتی ہوں تاکہ شاید یہی پتے مہندی کا کام دے سکیں۔ میری اس آوارہ خرامی کے باعث لوگ مجھے مستانی کہتے ہیں۔ (۳) نہ تو میں مستانی ہوں اور نہ دیوانی۔ میں تو کسی کے عشق کی چوٹ کھائے ہوئے ہوں۔ (۴) مہندی گھول کر میں ہاتھوں پر لگاتی ہوں اور دلہن بن بن کر بیٹھتی ہوں۔ (۵) جب مہندی کا رنگ ہاتھوں پر آتا ہے تو اس کا حسین سُرخ اور شوخ رنگ کیا سجاوٹ پیدا کرتا ہے۔

نقصان

گیان گھٹے بے کوب کی سنگت، مان گھٹے پرگیہہ کے جائے

علم کم ہو بے وقوف صحبت عزت کم ہو پرائے گھر

پاپ گھٹے کچھ دھرم کئے سے، روگ گھٹے کچھ اوشد کھائے

بُرے کام کم ہو اچھے کام بیماری دوا

پریت گھٹے کچھ مانگن سے، جل نیر گھٹے رُت گرشیم آئے

محبت سوال پانی موسم گرما

نار پرسنگ سے جور گھٹے، سب خوف گھٹے ہری کے گن آئے

عورت صحبت زور خدا عبادت

ترجمہ :- بے وقوفوں کی صحبت میں بیٹھنے سے علم کم ہو جاتا ہے۔ دوسرے کے مکان پر جانے سے عزت کم ہو جاتی ہے۔ اچھے کاموں کے اثر سے بُرے کاموں کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ دوا کرنے سے بیماری کم ہو جاتی ہے۔ سوال کرنے سے دوستانہ تعلقات میں فرق آجاتا ہے۔ موسم گرما میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ عورت کی صحبت سے طاقت کم ہو جاتی ہے اور خدا کی عبادت سے دل کے تمام خوف کم ہو جاتے ہیں۔

ہنسنا اور رونا

بیاکل برہ ستاوت موئے پیا بن نیک نہ لاگت کوئی

بے چین جدائی ستاتی مجھے عاشق بغیر اچھا لگتا

پیتم سے سپنے بھئی بھینٹ بھلی بدھ سوں لپٹائے کے روئی

پیارے خواب ملاقات خوب طرح سے لپٹ کر

نین اُگھار پسار کے دیکھ چونک پڑی کت ہوں نہ کوئی

آنکھ کھول کر پھیلا کر کہیں بھی نہیں

ایری سکھی دُکھ کا سے کہوں سُکھ مان ہنسی ہنس کے پھر روئی

اے

ترجمہ :- ایک حسینہ دوسری حسینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے سہیلی! مجھے اپنے عاشق کی جدائی ستا رہی ہے بغیر اُن کے مجھے اس دُنیا کی کوئی چیز بھی بھلی معلوم نہیں دیتی۔ آج رات کو خواب میں محبوب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُن کو اپنے جسم سے لپٹا لیا اور خوب روئی۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اس نالائق ہچکی نے میری آنکھ کھول دی۔ نظر پسار دیکھا تو کوئی بھی نہیں۔ اس طرح سے میں پہلے ہنسی اور پھر روئی۔

بے نقاب

تارا کی جوت میں چند چھپے نا سور چھپے نا بادر چھائے

(تارا — اُجالا — چاند — نہیں — سورج — نہ — بادل)

جنگ چڑھے رجپوت چھپے نا داتا چھپے نا مانگن آئے

(شروع — راجپوت — فیاض — مانگنے)

چنچل نار کے نین چھپے نا پریت چھپے نا پیٹھ دکھائے

(عورت — آنکھیں — محبت — پشت)

گنگ کہیں سن شاہ اکبر کرم چھپے نہ بھبھوت لگائے

(عمل — خاک)

ترجمہ :- ستاروں کی روشنی چاند پر غالب نہیں آسکتی۔ بادلوں کے ہجوم سے آفتاب چھپ نہیں سکتا۔ جنگ شروع ہونے پر بہادر راجپوت ہٹ نہیں سکتا۔ فیاض آدمی اگر کسی سے کوئی سوال بھی کرے یعنی خود مانگے تو بھی اس کی فیاضی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ چنچل عورت کی آنکھیں، نقاب میں بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اور پشت دکھانے سے محبت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ گنگ فرماتے ہیں کہ اے بادشاہ اکبر! جسم پر خاک لگانے سے نقلی فقیروں کے بُرے اعمال پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔

بُری باتیں

بُرا پریم کا پنتھ بُرا جنگل کو باسو

(محبت — راستہ — کا — رہنا)

بُرا نار کا نیہہ بُرا مُورکھ سے ہانسو

عورت پریم بے وقوف مذاق

بُری سُوم کی سیو بُرا بھگنی گھر بھائی

کنجوس خدمت بہن

بُری گال کی بان ساس گھر بُرا جمائی

گالی عادت داماد

بُرا پیٹ جنجال ہے بُرا یُدھ سے بھاگن

شکم جنگ

گنگ کہیں اکبر سُنو سب سے بُرا ہے مانگن

ترجمہ:- محبت کی راہ بُری ہے۔ جنگل کا رہنا بُرا ہے۔ عورت سے محبت کرنا بُرا ہے۔ بے وقوف سے مذاق کرنا بُرا ہے۔ کنجوس کی خدمت کرنا بُرا ہے۔ بہن کے گھر بھائی کا قیام بُرا ہے۔ گالی دینے کی عادت بُری ہے ساس کے مکان میں داماد کا مستقل قیام بُرا ہے۔ یہ پیٹ بُرا ہے کہ جس کے لئے بُرے سے بُرے کام کرنے پڑتے ہیں۔ میدان جنگ سے بھاگنا بُرا ہے۔ گنگ فرماتے ہیں کہ اے بادشاہ اکبر! سب سے زیادہ بُرا مانگنا ہے۔

بادلوں کے ذریعہ پیغام

پر کارج دیہہ کو دھارے پھرو پرہیت جتھارتھ ہوئے دِسو

دوسرے بھلائی جسم لئے دوسرے کام مستعد ہوکر ظاہر ہو

نج نیر سدھا کے سمان کرو سب ہی بدھی سجّنا سرسو

اپنا پانی آب حیات برابر طرح اچھے جاری کرو

گھن آنند جیون دایک ہو کچھ میری پیر ہیئے پرسو

بادل فرحت زندگی دینے والے درد دل میں محسوس کرو

کبھو وہ بساسی سجان کے آنگن مو اسواں کو لے برسو

کبھی

ترجمہ :- اے بادلو! آپ کا جسم دوسروں کی بھلائی کے لئے ہے۔ آپ دوسروں کا کام بلا غرض اور مستعدی سے انجام دیا کرتے ہو۔ آپ نے اپنا پانی آبِ حیات کی طرح مفید بنا لیا ہے۔ آپ ہر اعتبار سے ایک اچھے آدمی کی طرح ہیں۔ آپ فرحت اور زندگی دینے والے ہیں۔ اس لئے میرے درد کو بھی محسوس کرتے ہوئے میرے ساتھ صرف یہ بھلائی کرو کہ میرے آنسوؤں کو لے کر میرے محبوب کے صحن میں برس جاؤ۔

ناقابل اعتبار حسینہ

چوٹ لگی اُن نینن کی دِن ہو اِن کھورن سے کڑھتی ہو

نظر — میں — گلی — نکلتی

دیکھن میں من موہ لیو چھُپ اوٹ جھروکن سے جھکتی ہو

دیکھتے — دل قبضہ کر لیا — پردہ — کھڑکی — جھانکتی

دَیو کہیں تُم ہو کپٹی ترچھی انکھیاں کر کے تکتی ہو

دغاباز — آنکھیں — دیکھتی

جان پرے نہ کچھو من کی ملہو کبھوں کہ ہمیں ٹھگتی ہو

معلوم — ہو — کچھ بھی — دل — ملو گی — کبھی

ترجمہ :- اے حسینہ! چونکہ تم دن میں میری گلی میں سے نکلتی ہو اس لئے تمہاری نظر کی چوٹ میرے دل پر لگتی ہے تم نے اپنی ظاہرہ صورت سے میرے دل پر قبضہ کر لیا ہے۔ تم آنکھوں کی کھڑکی کے ذریعہ چھپ چھپ کر مجھے تاکا کرتی ہو۔ چونکہ تم ترچھی نظروں سے مجھے دیکھتی ہو اس لئے دغاباز فطرت والی ہو۔ یہ بتاؤ کہ کبھی ملو گی بھی یا مجھے بیوقوف بنا کر اسی طرح ٹھگا کرو گی؟

معشوق کی نہیں

دھری جب باہی تب کری تم ناہیں

پکڑی — بازو — کہا — نہیں

پائے دیو پلکا ہیں ناہیں ناہیں سے سہائی ہو

اچھی لگی

بولت میں ناہیں پٹ کھولت میں ناہیں

بولنے نہیں گھونگھٹ کھولنے نہیں

کوی دولہہ اُچھا ہی لاکھ بھاتن لہائی ہو

شاعر دولہا خوشی طرح ظاہر

چُمبن میں ناہیں پر رہ مبھن میں ناہیں

بوسہ نہیں لپٹانے نہیں

سب آسن بلاسن میں ناہیں ٹھیک ٹھائی ہو

لاڈ پیار نہیں یاد

میل گل باہی کیل کینی چیت چاہی

ڈال گلے دل بازو ارمان پسنہ

یہ ہاں تے بھلی ناہیں تم کہاں سے سیکھ آئی ہو

سے نہیں

ترجمہ :۔ اے معشوقہ! بوقت وصال جب میں نے تمہاری کلائی پکڑی تب تم نے نہیں کہا اور جب تمہیں پلنگ پر بٹھایا تب تم نے نہیں کہا۔ جب میں نے کچھ دریافت کیا تو تم نے نہیں کہا۔ جب میں نے تم کو بے نقاب کیا تب تم نے نہیں کہا۔ مگر تمہارا دل خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔ جب میں نے بوسہ لیا تب تم نے نہیں کہا۔ جب تم کو گلے سے لگایا تب تم نے نہیں کہا۔ جب میں نے تم سے پیار کیا تب تم نے نہیں کہا۔ جب گلے میں میں نے بانہیں ڈالیں تب تم نے نہیں کہا۔ جب میں نے ارمان نکالا تب بھی تم نے نہیں کہا۔ اب یہ بتاؤ۔ یہ ہاں سے بھی زیادہ شیریں نہیں تم کہاں سے سیکھ آئی ہو؟

جُدائی کا صدمہ

(۱) جب سے ساجن وچھڑے بڑھی برہوں کی پیڑ

محبوب خدا مفارقت تکلیف

ساجن تمرے درس بن سُوکا سگل سریر

محبوب تمہارے دیکھے سوکھتا تمام جسم

(۲) جب سے ساجن وچھڑے تن من بھیو ادھیر

محبوب جُدا جسم جان ہوا بے قرار

پاپی نین نہ سوکھتے بھر بھر آویں نیر

ظالم آنکھیں خشک پانی

(۳) جب سے ساجن وچھڑے تب تے پرت نہ چین

محبوب جُدا سے نصیب راحت

چنتا نس دن چت پڑی پلک نہ لگتے نین

فکر ہر روز دل میں آنکھیں

(۴) جاں دن تے ساجن گئے سُپن بھیا نہ میل

جس سے محبوب خواب ہوا وصل

ایہہ بدھ موہے چنتا بھئی وِیوگ دسے کی کھیل

اس وجہ مجھے تشویش ہوئی مفارقت حالت

ترجمہ :- (۱) جب سے محبوب جدا ہوئے مفارقت کی تکلیف میں مبتلا ہوں اے میرے محبوب تمہارے دیکھے بغیر تمام جسم سوکھتا چلا جارہا ہے ۔ (۲) جب سے محبوب جدا ہوئے جسم و جان بے قرار ہے ان ظالم آنکھوں کو بھی صبر نصیب نہیں ۔ یہ پانی سے ہر وقت تر رہتی ہیں (۳) جب سے محبوب گئے دل کو راحت نصیب نہیں ۔ ہر روز اور ہر وقت فکر و تشویش ہے اور پلکیں تک نہیں جھپکتیں ۔ (۴) جس روز سے محبوب گئے خواب میں بھی وصل نصیب نہ ہوا اب تشویش یہ ہے کہ یہ غم مفارقت کیا گل کھلائے ۔

فانی دنیا

بیٹا جایا کا بھیا کہا بجاوے تھال

آون جانا ہو رہیا جوں کیری کی نال

آنا لگا رہتا چیونٹی قطار

ترجمہ :۔ لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشی میں کیوں تھالی بجا رہے ہو (خوشیاں منا رہے ہو) دنیا میں آنا جانا تو لگا ہی رہتا ہے جیسے ایک ہی قطار میں چیونٹیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔

روون ہارے بھی موئے لاون ہار

رونے والے لانے والے

ہاہا کرتے تے موئے کاسن کروں پکار

وہ کس لئے

ترجمہ :۔ کسی کے مرجانے پر جو رونے والے تھے وہ بھی مر گئے اور جنہوں نے مرنے والے کو پیدا کیا وہ بھی مر گئے۔ ان دونوں کی موت پر جو چلّا چلّا کر رو رہے تھے وہ بھی مر گئے۔ اب کس کے لئے پکار کی جائے۔

جن سوں مانی رنگ رلی اور کین رس بھوگ

کیا

احمد کچھو نہ جانہوں کہاں گئے تے لوگ

جانتا وہ

ترجمہ :۔ جن لوگوں کے ساتھ خوشیاں منائیں اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کی نہ جانے اب وہ سب لوگ کہاں چلے گئے؟

کا کیوں گہہ بھر روئیے کاکے کیجیے سوگ

گھر کس غم (رنج)

احمد سنگ سرائے کا سبھے بٹھاؤ لوگ

سب پردیسی (مسافر)

ترجمہ :۔ کسی کی موت پر گھر کے سب لوگ کیوں روتے ہیں اور اس کی جدائی کا اتنا رنج کیوں کرتے ہیں۔ جب کہ بقول احمد یہ دنیا ایک سرائے ہے اور ہم سب اس میں پردیسی (مسافر) ہیں جو بہت دن تک سرائے میں نہیں رہ سکتے۔

زندگی کی آرزو

کھانے کو بھنگ نہانے کو گنگ چڑھنے کو ترنگ اوڑھنے کو دوشالا

گنگا گھوڑا

دھرم دیال اور مہش پت دوار جھولے گج یوتھ کشالا

ایمان مہر بھینس مالک دروازہ جھولے ہاتھی دو عماری

پان پُران سُہاگن سندر گود براجے سُندر لالا

پکّا عورت خوبصورت گودی بیٹھے خُوبرو لڑکا

دونوں میں ایک ہی دیو کرپانِدھ دومرگ نینی کہ دومرگ چھالا

دو مالک آہو چشم ہرن کی کھال

ترجمہ:- یا خدا مجھے پینے کے لئے بھنگ دے۔ نہانے کے لئے گنگا کا پانی۔ سواری کے لئے گھوڑا۔ اوڑھنے کے لئے کاشمیری دوشالا۔ دل میں ایمان و محبت کا قیام دے۔ دودھ کے واسطے بھینس میرے دروازے پر دوست ہاتھی مع عماری جھومتے رہیں۔ پکّا ہوا پیلا پان میسّر کیجئے۔ خوبصورت عورت دیجئے اور گود میں کھلانے کے لئے ایک خوبرو نورچشم۔ مطلب یہ کہ یا تو ہرن جیسی آنکھوں والی عورت دے ورنہ ہرن کی کھال یعنی فقیری بخش دے۔ شاعر کہتا ہے کہ امیری دے یا فقیری غریبی پر لعنت ہے۔

کرنا اور نہ کرنا

دانت میں منجن آنکھ میں انجن نت کر نت کر نت کرے

ہمیشہ ہمیشہ ہمیشہ

کان میں لکڑی ناک میں اُنگلی مت کر مت کر مت کرے

نہ کر نہ کر نہ کر

ترجمہ:- ایک حکیم کہتے ہیں کہ آنکھوں میں سُرمہ اور دانتوں میں منجن روزانہ استعمال کرو مگر کان میں لکڑی اور ناک میں اُنگلی کبھی مت استعمال کرو۔ شاید کان میں لکڑی اور ناک میں اُنگلی کا ناخن زخم پیدا کردے۔

بادل کا دریا پر احسان

اَلْبَحْرُ یَسْقِیْہِ السَّحَابُ وَمَالَہٗ

دریا سیراب کرتا ہے اس کو بادل اور نہیں اس کا

فَضْلٌ عَلَیْہِ لِاَنَّہٗ مِنْ مَائِہٖ

احسان اس پر اس لئے کہ وہ سے پانی اس کے

ترجمہ: اگرچہ دریا کو بادل سیراب کرتا ہے۔ مگر بادل کا دریا پر کچھ احسان نہیں۔ اس لئے کہ بادل پانی دریا سے ہی حاصل کرتا ہے۔

زمانے کے رفتار کی ذمہ داری

یَسُرُّ الْمَرْءُ بِمَا ذَھَبُ اللَّیَالِیْ

خوش ہوتا ہے آدمی اس پر جو گئے رات دن

وَکَانَ ذَھَابُھُنَّ لَہٗ ذَھَابًا

اور ہے جانا ان کا اس کے لئے جانا

ترجمہ: ۔ انسان رفتارِ زمانہ پر خوش ہوتا ہے مگر حقیقت میں زمانہ کی رفتار اسی کی رفتار ہے۔

مایوسی کا اثر انسان پر

اذا یَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُہٗ

جب مایوس ہوجاتا ہے انسان لمبی ہوجاتی ہے زبان اس کی

کَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ

جیساکہ بلی حملہ کرتی ہے پر کُتّے

ترجمہ: ۔ جب انسان مایوس ہو جاتا ہے تو چالاک اور نڈر ہو جاتا ہے جیساکہ مغلوب بلی مایوسی کی حالت میں کتے پر حملہ کرتی ہے۔

ناممکنات

سانپ سُشیل دیاپت ناہر کاک پوتر اور سانچو جواری

محبتی رحم والا شیر کوّا پاک سچا قمار باز

پاوک شیتل پاہن کومل رین اماوس میں اُجیاری

آگ۔ ٹھنڈی پتھر ملائم رات کالی چاندنی

کایر دھیر ستی گنگا متوارو سہے متوارو اناری

ڈرپوک شجاعت پاکدامن طوائف نشہ باز نشہ باز احمق

موتی رام وچار کہیں کہیں دیکھی سُنی نرناہ کی یاری

سوچ کر راجہ دوستی

ترجمہ:۔ سانپ محبت نہیں کرتا۔ شیر رحم نہیں کرتا۔ کوّا پاک نہیں ہوتا۔ قمار باز راست باز نہیں ہوتا۔ آگ سرد نہیں ہوتی۔ پتھر ملائم نہیں ہوتا۔ کالی رات میں چاندنی نہیں ہوتی۔ ڈرپوک شخص بہادری نہیں دکھا سکتا۔ طوائف پاکدامن نہیں ہوسکتی۔ نشہ باز کو حق نہیں کہ دوسرے نشہ باز کو احمق کہے۔ اسی طرح سے راجہ کی دوستی بھی ایک ناممکنات میں سے ہے۔

جاگنے سے سونا اچھّا

سوئی رہی پلنگے پر میں نس گیان اور دھیان پیا من لائے

سوتی تھی پلنگ پر رات عقل محبت محبوب دل لگا کر

لاگ گئیں پلکیں پل سے چل لاگت ہی پل میں پیا آئے

لگ لمحہ چلتی تھوڑی دیر محبوب

جیوں ہی اُٹھی ان سے ملنے کو جاگ پری پیا پاس نہ پائے

جیسے پڑی

میر اور تو سوئے کے کھوبت ہیں سکھی ساجن جاگ کے کھوئے

کھوتے ہیں محبوب جاگ کر

ترجمہ :- ایک حسینہ اپنی سہیلی سے کہتی ہے کہ سکھی کل رات کو میں پلنگ پر جا لیٹی اور محبت سے تصوّر میں اپنے محبوب کی یاد میں محو ہو گئی۔ پلک سے پلک لگتے ہی نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر میں اپنے محبوب کو آیا ہوا دیکھا۔ جونہی میں وصل کے لئے دوڑی آنکھ کھل گئی۔ دُنیا کہتی ہے کہ "سویا تو کھویا" مگر یہاں جاگتے ہی خزانہ لُٹ گیا۔

اُدنیٰ کی عظمت

(۱) یا ذالذی بِصَرُوفِ الدّهر عَيَّرَنا

اے جو ہے — ساتھ کجرفتاری — زمانہ سے — ہمیں ذلیل ٹھہراتا ہے

هَلْ عَانَدَ الدَّهرُ اِلّا مَنْ لَہٗ خَطَرٌ

کیا دشمنی کی — زمانہ نے — سوا — جو — صاحب عظمت ہو

(۲) اَمَا تَرَى الْبَحْرَ يَعْلُو فَوْقَہٗ جِيَفٌ

کیا تو دیکھتا — سمندر — اوپر — اپنے — جھاگ

وَ تَسْتَقِرُّ بِاَقْصٰى قَعْرِهِ الدُّرَرُ

اور — ٹھہرتے — گہرائیوں — میں — موتی

(۳) وَ فِي السَّمَاءِ نُجُوْمٌ غَيْرُ ذِيْ عَدَدٍ

اور — میں — آسمان — ستارے — ان — گنت

لَا يُكْسَفُ اِلَّا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

نہیں — گرہن — سوا — سورج — اور — چاند

ترجمہ :- شاعر اپنے حریف کو کہتا ہے :-

(۱) اے وہ جو ہمیں زمانہ کی کج رفتاری کی وجہ سے ہماری حالت سقیم کو دیکھ کر ذلیل ٹھہراتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ زمانہ کی دشمنی صاحب عظمت اور بڑے لوگوں سے ہی ہوتی ہے (اس کی دو مثالیں ظاہر ہیں)۔ (۲) کیا تو دیکھتا نہیں کہ سمندر جھاگ تو اپنے اوپر کر دیتا ہے۔ لیکن قیمتی موتی اپنی گہرائیوں میں چھپائے رکھتا ہے (۳) اور آسمان میں ان گنت ستارے ہیں لیکن سورج اور چاند کے سوا کسی کو گہن نہیں لگتا۔

آنکھیں

اُپما ایکن نین گہی کوی جن کہت کہت

تشبیہ کسی چیز سے آنکھوں نہیں دی جاسکتی شعرا کہتے کہتے

چلی آس سدھ بکر ناہی کہی چکور بدھو مکھ

عقل وخرد کام نہیں لیا حسینہ کا چہرا

بن جیوت منور نہیں اڑی جاتا ہری مُکھ کمل کوش

زندہ روئے گل

تے بچھڑتے ٹھالے کت ٹھہرات کھنجن پنکھ پساری

سے بچھڑ کر کہیں بھی نہیں ٹھہرتا پر پھیلاکر

اڑت نہیں کیوں پیا ونگ نہیں جات جو مرگ تو کت سگھن

محبوب پاس نہیں جاتیں ہرن کسی گھنے

شیام بن بیچ کا ہے نہ دُشی جات سُرخ لوچن بنو لوچن

جنگل چوکڑیاں بھرتیں آنکھیں بغیر پانی

کیسے پرتی چھن ایسے باڑھت سورداس منیتا کچھواک جل

ہر پل مچھلی کچھ

بھری سنگ نہ چھاڑت

ساتھ نہیں چھوڑتی

ترجمہ :- آنکھوں کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ شاعروں نے جن چیزوں سے آنکھوں کو تشبیہ دی ہے انہیں عقل وخرد سے کام نہیں لیا انھوں نے آنکھوں کو چکور کہا مگر یہ تشبیہ غلط ہے کیونکہ اگر آنکھیں چکور ہوتیں تو محبوب کے ماہتاب جیسے چہرے کو دیکھے بغیر زندہ ہی نہ رہ سکتیں حالانکہ یہ اس کے بغیر بھی زندہ ہیں۔ اور اگر بھونرے سے انکو تشبیہ دی جائے تب بھی ٹھیک نہیں کیونکہ وہ بھی روئے گل کے دیکھے بغیر چین نہیں پاتا اگر یہ بھونرا ہوتیں تو روئے گل کے گرد ضرور گھومتیں۔ یہ کھنجن بھی نہیں ہیں ورنہ ادھر ادھر اڑ کر اپنے محبوب کے پاس جا پہنچتیں۔ یہ آہو بھی نہیں

ہیں ورنہ فراق دلربا میں دشت نوردی کرتیں اور چوکڑیاں بھرتیں۔ مندرجہ بالا مثالوں میں سے ایک بھی ان کے لئے موزوں نہیں۔ ہاں ان کے متعلق صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ یہ مچھلیاں ہیں جو اپنے محبوب کے عشق میں ہر وقت پُر آب رہتی ہیں جس طرح مچھلی پانی سے علیحدہ نہیں رہ سکتی اسی طرح آنکھیں بھی کسی وقت پانی سے جُدا نہیں رہتیں پانی یہ ان کی زندگی کا دارومدار ہے ورنہ یہ آتش ہجراں سے جل کر ضرور خاک سیاہ ہو گئی ہوتیں۔

نصیحت کا اثر

نصیحت ہمہ عالم چو باد در قفس ست
تمام دنیا جیسے ہوا میں پنجرا ہے

بگوش مردمِ نادان و آب در غربال
کان میں آدمی بیوقوف اور پانی میں چھلنی

بچشم و گوش و دہاں آدمی نباشد شخص
آنکھ سے اور کان اور منہ نہیں ہوسکتا انسان

کہ ہست صورتِ دیوار را ہمیں تمثال
ہے تصویر یہی شکل

ترجمہ :- تمام دُنیا کی نصیحت بیوقوف آدمی کے کان میں ایسی ہے جیسے پنجرے میں ہوا اور چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا۔ اسی طرح نصیحت اس کے لئے بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ آدمی صرف آنکھ، کان اور منہ سے ہی انسان نہیں ہوسکتا کیونکہ دیوار کی تصویر کی بھی یہی شکل ہے۔ (وہ آدمی جس میں انسانیت نہیں بالکل دیوار پہ بنی ہوئی شکل کی طرح ہے)۔

عاجزی

زخاک آفریدت خداوند پاک پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک
سے تجھے بنایا ہے بندے عاجزی کرنی چاہیئے کی طرح

حریص و جہانسوز و سرکش مباش زخاک آفریدت آتش مباش
آگ نہ بن جا

ترجمہ :- (اے انسان) خدا پاک نے تجھے خاک سے بنایا ہے پس اے بندے تجھے خاک کی طرح عاجزی کرنی چاہیئے یعنی خالق مطلق نے جب ہمیں خاک سے پیدا کیا ہے تو خاکساری ہی ہمارے لئے زیبا ہے۔ حریص اور ظالم اور مغرور مت ہو۔ تجھے خاک سے پیدا کیا ہے آگ نہ بن جا۔ یعنی ظلم اور غرور باغی کے کام ہیں۔ تجھے خاک کی طرح عاجزی کرنی چاہیئے۔

کم گوئی

کم آواز ہرگز نہ بینے خجل

سخن — نہ — دیکھے گا — شرمندگی

جوی مشک بہتر کہ یک تودہ گل

ایک جو — اچھا ہے — ایک — ڈھیر — مٹی

ترجمہ :- کم سخن آدمی ہرگز شرمندہ نہیں ہوتا۔ جو بھر مشک ایک مٹی کے تودہ سے بہتر ہے۔ یعنی وہ شخص جو سمجھ سوچ کر بات کرتا ہے اگرچہ کم گو ہو مگر زیادہ بولنے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جیسے جو بھر مشک بھی مٹی کے ڈھیر سے زیادہ قیمتی اور بہتر ہوتا ہے۔

بغیر محبوب کے بہشت

کہا کروں بیکنٹھ کے کلب برچھ کی چھانہہ

کیا — جنت — پھلدار درخت — سایہ

احمد ڈھاک سہاؤنا جو پیتم گل بانہہ

فرحت بخش — محبوب — گلے — ہاتھ

ترجمہ :- ہندی شاعر احمد فرماتے ہیں۔ جنت کے پھلدار درخت کا سایہ مجھے نہیں چاہیئے۔ اپنے محبوب کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ڈھاک کے درخت کے سایہ میں بیٹھنا نصیب ہو۔

دامن میں جان

گمن سمیں پٹکا گہو چھوڑن کہی سجان

وقت — رخصت — دامن — پکڑا — چھوڑ دو — کہا — محبوب

پران پیارے پرتھم ہیں پٹکا تجوں کہ پران؟

محبوب پہلے دامن چھوڑوں جان

ترجمہ :۔ جس وقت محبوب رخصت ہونے لگا حسینہ نے جھپٹ کر دامن پکڑ لیا۔ تب محبوب نے کہا چھوڑ دو۔ اس پر حسینہ نے جواب دیا کہ دامن پہلے چھوڑوں یا اپنی جان پہلے چھوڑ دوں۔ گویا تیرے دامن میں میری جان اُلجھی ہے۔

غریب کی جھونپڑی

پاگل سی ہو تن کی صورت ایک تار کا سُر ہووے

جیسی جسم آواز

اردھ رات کے سناٹے میں کوئی دُکھیا آ روئے

نصف شب غریب

نیند بھنگ ہو جائے تمہاری اس کو نہیں بھگا دینا

ٹوٹ

میٹھی بولی میں سمجھا کر میری کُٹی دکھا دینا

جھونپڑی

ترجمہ :۔ میرے پڑوسی! اگر کسی روز کوئی باریک آواز والا اور پاگلوں جیسی شکل والا غریب آدمی نصف شب میں آکر آپ کے دروازے پر رونے لگے اور اس کے باعث آپ کی میٹھی نیند میں خلل آئے تو غصہ میں آکر اس کو بھگا مت دینا۔ بلکہ میٹھی آواز میں سمجھا کر میری جھونپڑی میں بھیج دینا۔

دوست اور دشمن میں فرق

از صحبت دوستاں برنجم کاخلاق بدم حسن نمایند

سوسائٹی دکھ میں ہوں عادات بری اچھی دکھاتے ہیں

علیم ہُنر و کمال بینند خارم گل و یاسمن نمایند

قصور خوبی کانٹا گلاب چنبیلی

کو دشمنِ شوخ چشم و بیباک تا عیبِ مرا بمن نمایند

کہاں گستاخ بیخوف

ترجمہ :- (۱) میں ان احباب کی مصاحبت سے بہت بیزار ہوں۔ جو میری عادتوں کو خوبی کے پیرائے میں ظاہر کرتے ہیں۔ (۲) اور میرے ہر عیب اور قصور کو خوبی اور کمال سمجھتے ہیں اور میرے کانٹے کو گلاب اور چنبیلی کا پھول قرار دیتے ہیں۔ (۳) وہ گستاخ اور نڈر دشمن کہاں ہیں جو آ کر مجھے میرے عیب بتائیں۔

چھوت اور اچھوت کا تعلق

دیدم گُلے تازہ چند دستہ بر گنبدے از گیاہ بستہ

دیکھا پھول گلدستہ گنبد پر گھاس بندھا ہوا

گفتم چہ بود گیاہ ناچیز تا در صفِ گل نشیند او نیز

میں نے کہا کیا ہے گھاس حقیر قطار بیٹھے

بگریست گیاہ و گفت خاموش صحبت نہ کند کرم فراموش

رو پڑی گھاس مہربانی بھولنا

گر نیست جمال رنگ و بویم آخر نہ گیاہ باغ رُویم

نہیں خوبصورتی خوشبو گھاس

ترجمہ :- میں نے چند تازہ پھولوں کا ایک گلدستہ دیکھا جسے گھاس کے تاروں سے باندھ کر ایک گنبد پر رکھا ہوا تھا۔

میں نے کہا یہ ناچیز گھاس اور اس کے حقیر تنکے ہیں کیا، جو خوشنما پھولوں کی صف میں بیٹھیں۔

گھاس رو پڑی اور کہنے لگی۔ پھولوں سے میری مصاحبت رہی۔ پھول محبّت کا حق بھلا نہیں سکتے۔

مانا کہ مجھ میں نہ پھول سی رنگت ہے نہ بُو لیکن کیا میں اس کے وطن کی گھاس بھی نہیں۔

عزّت کا موقع محل

إِذَا أَنْتَ أَكْرَمْتَ الْكَرِيْمَ مَلَكْتَهُ

جب تو عزّت کی شریف مالک ہوگیا تو اس کا

وَ إِذَا أَنْتَ أَكْرَمْتَ اللَّئِيْمَ تَمَرَّدَا

اور جب تو عزت کی سفلہ سرکش ہوا

ترجمہ :۔ اگر تو نے کسی شریف اور کریم النفس شخص کی عزت کی تو گویا تو اس کا مالک ہو گیا۔ اور اگر تو نے کسی سفلہ اور رذیل شخص کی عزت کی تو سرکشی اختیار کرے گا۔

نیکی کا موقع محل

إِنَّمَا وَضْعُ النَّدَىٰ فِيْ مَوْضِعِ السَّيْفِ بِالْعُلَىٰ

بیشک رکھنا بھلائی میں جگہ تلوار ساتھ بڑائی

مُضِرٌّ كَوَضْعِ السَّيْفِ فِيْ مَوْضِعِ النَّدَىٰ

جیسا رکھنا تلوار میں جگہ بھلائی

ترجمہ :۔ جس جگہ تلوار سے کام لینا چاہیئے اُس جگہ پر تم اپنی بڑائی (عظمت) کا لحاظ کرتے ہوئے نیکی کرو تو یہ اُسی طرح مُضر ہے جیسا تم بھلائی کرنے کی جگہ تلوار سے کام لو۔

عزت کی قدر

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يُدْنِسْ مِنَ اللُّؤْمِ عِرْضَهُ

جب آدمی نہ میلا کیا ہو سے ملامت عزت اسکی

فَكُلُّ رِدَاءٍ يَرْتَدِيْهِ جَمِيْلُ!

تو ہر چادر اوڑھتا ہے اُس کو خوبصورت

ترجمہ :۔ جب آدمی نے اپنی عزت کو میلا نہ کیا ہو تو جو چادر بھی اوڑھے اچھا لگتا ہے۔ مطلب یہ کہ

جب انسان کے اوصاف حمیدہ اور عزّت پر کسی قسم کا دھبّہ نہ ہو تو جس حالت میں بھی ہو کچھ پروا نہیں۔ مثلاً کالا ہو یا گورا۔ امیر ہو یا غریب۔ غلام ہو یا آقا۔

نفس کی غلامی

وَاِنْ هُوَ لَمْ يَحْمِلْ عَلَى النَّفْسِ ضَيْمَهَا

اور اگر وہ نہ اٹھائے پر تکلیف اس کی

فَلَيْسَ عَلٰى حُسْنِ الثَّنَاءِ سَبِيْلٌ!

تو نہیں طرف اچھی تعریف راستہ

ترجمہ:۔ اگر آدمی اپنے نفس پر جبر نہ کرے تو وہ تعریف کا مستحق نہیں ہو سکتا
مطلب یہ کہ اگر انسان نفس پرست بنا رہے تو ایسے شخص کی عزّت پر ضرور دھبّہ ہوگا اور جس کی عزّت پر دھبّہ ہوگا اس کی تعریف نہیں کی جائے گی۔

زوالِ دُنیا

اِنَّمَا نِعْمَةُ دُنْيَا مُتْعَةٌ وَحَيَاةُ الْمَرْءِ ثَوْبٌ مُسْتَعَار

یقیناً آسائش دُنیا عارضی اور زندگی انسان پارچہ مستعار

وَسُرُوْفُ الدَّهْرِ فِيْ اَطْبَاقِهٖ حَلْقَةٌ فِيْهَا ارْتِفَاعٌ وَانْحِدَار

اور گردش لیل و نہار میں طبقوں حلقہ کئے ہے اس میں بلندی اور پستی

بَيْنَمَا الْاِنْسَانُ فِيْ عَلْيَائِهَا اِذْ هُوَ فِيْ هُوَّةٍ مِنْهَا فَغَار

دریں اثنا انسان میں اس کی بلندیوں اچانک گرا میں اس سے پس غار

ترجمہ:۔ دُنیا کی آسائشیں و نعمتیں ایک وقت کے لئے ہیں۔ اور انسان کا مدعائے زندگی مانگے ہوئے کپڑے کی مثال ہے۔
زمانہ کی گردش لیل و نہار حلقہ کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس میں بلندی بھی ہے اور پستی بھی۔
ایک وقت میں انسان زمانہ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ اور دوسرے وقت زمانہ اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔

سچ کی اہمیّت

اذا قلت فی شئٍ نعم فاتمہ — فانّ نعم دینٌ علی الحرّ واجب

جب تو نے کہا میں کسی ہاں اس کو پورا کر — کیونکہ ہاں قرض پہ آزاد واجب

والّا فقل لا تسترح وترح بہا — لئلّا یقول الناس انک کاذبٌ

(اگر تو اسکو نہیں پورا کرتا) تو کہہ (نہیں) آرام و راحت اٹھا اس سے — تاکہ لوگ نہ کہیں کہ تو جھوٹا ہے

لئن جمع الآفات فالبخل شرّہا — وشرّ من البخل المواعید المطل

اگر جمع کی جائیں آفات تو بخل سب سے بدتر ہے — اور اس سے بدتر جھوٹے وعدے

والاخیر فی وعدٍ اذا کان کاذباً — والاخیر فی قولٍ اذا لم نکن فعل

اور نہیں بہتر وہ وعدہ جب جھوٹا ہو — اور نہیں بہتر ہیں وہ بات جب وہ نہ کی جائے

ترجمہ:۔ اے صاحب حرّیت جب تو کسی بات کے متعلق ہاں کرلے تو اس کو پورا کر کیونکہ ہاں ایک قرض ہے واجب ہر صاحب ضمیر پہ کہ وہ اسے ادا کرے۔

اگر تو اس کام کو سر انجام نہیں دے سکتا تو منع کردے اور اس طرح آرام و راحت حاصل کرتا کہ لوگ تجھے جھوٹا نہ کہیں۔

اگر زمانہ بھر کی آفات کو جمع کیا جائے تو بخل سب سے بڑھ کر ہے لیکن بخل سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔

وہ وعدہ ٹھیک نہیں جو جھوٹا ہو۔ اور نہ ہی وہ بات درست ہے جو کر کے نہ دکھائی جائے۔

تصوّر

نینن کی کر کوٹھری پُتلی پلنگ بچھائے

(آنکھوں) (کر کے)

پلکن کی چک ڈار کے پیارا لیا رجھائے

(پلکوں) (خوش)

ترجمہ:۔ اپنے محبوب کو مہربان کرنے کے لئے میں نے ایسا تصور کیا کہ میری آنکھیں شل کمرے کے ہیں۔ پُتلی کا پلنگ ہے اس پر محبوب لیٹے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد پلکوں کی چک ڈال دی تاکہ محبوب کو سوا میرے کوئی نہ دیکھے۔

احسان

تروور پھل ناکھات ہیں سر بر پیئیں نہ نیر

آم کھاتے تالاب پیتے پانی

رحمن پر اپکار ہت سجن دھرے شریر

رحیم دوسرے بھلائی لئے نیک بدن

ترجمہ :- رحمن فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کی دولت دوسروں کی بھلائی کے واسطے وقف ہوتی ہے کیونکہ آم کا درخت اپنے پھل خود نہیں کھاتا بلکہ دوسروں کو کھلاتا ہے اور تالاب اپنا پانی خود نہیں پیتا دوسروں کو پلاتا ہے۔

خدا حافظ

تُلسی جاکی گود ہیں سوئے دھر کے سیش

تُلسی داس جس کی رکھ کر سر

سوئی کاٹے سیش تو رکشک ہے جگدیش

وہی سر محافظ خدا

ترجمہ :- گوسوامی تلسی داس فرماتے ہیں کہ جس کی گود میں سر رکھ کر ہم سو رہے ہیں اگر وہی ہمارا سر کاٹنے پر آمادہ ہو تو سوا خدا کے دوسرا کوئی حفاظت نہیں کر سکتا۔

عبرت

اتیت القبور فنادیتھا فاین المعظم والمحتقر

میں آیا قبروں پس پکارا میں نے ان کو کہاں ہیں صاحب عظمت اور کہاں ہیں حقیر

این المذل بسلطانہ این المزکی اذا ما افتخر

کہاں ہیں ذلیل کرنے والے اپنے غرور کہاں ہیں پاکیزہ جب وہ کرتے فخر

فنودیت من بینھم الاری شخوصا لھم ولا من اثر

پس مجھے جواب دیا گیا سے ان کے درمیان نہیں میں دیکھتا ان انسانوں میں سے اور نہ ہی کوئی اثر

تفانوا جمیعاً فلا مخبرٌ   وماتوا جمیعاً ومات الخبر

سب فنا ہوگئے پس نہیں خبر دینے والا   اور مرگئے تمام اور مرگئی خبر

ترجمہ:- میں (ایک روز) قبروں پر گیا اور میں نے پکارا کہ کہاں ہیں وہ صاحب عظمت و جبروت اور کہاں ہیں حقیر و ذلیل۔
اور کہاں ہیں جو اپنی سلطنت کے غرور میں لوگوں کو ذلیل کیا کرتے تھے اور کہاں ہیں وہ جو پاکباز بنے پھرتے تھے۔
مجھے ان کے درمیان سے (عالم خیال میں) جواب دیا گیا جبکہ اہل قبور کا نشان تک بھی باقی نہ رہا تھا۔
کہ وہ سب کے سب فنا ہوگئے اور اب ان کی یہ حالت ہے کہ ان کی صحیح خبر دینے والا بھی کوئی نہیں۔ وہ سب کے سب مرگئے اور ان کے ساتھ ہی ان کی خبر بھی مرگئی۔ یعنی ان کی خبر کی خبر بھی باقی نہیں رہی۔

موت کا سبب

مین مرے جل کے پرسے کبھوں نہ مرے پر پاوک پائے

مچھلی پانی چھونا کبھی آگ

ہاتھی مرے مد کے پرسے کبھوں نہ مرے تن تاپ کے آئے

شراب پینے سے ہتھنی عشق

نبا مرے پیا کے پرسے کبھوں نہ مرے پر دیس سدھائے

عورت خاوند ملنے سے جانے سے

گوڑھ میں بات کہی دجراج بچار سکے نہ بنا چت لائے

گہری پہیلی عالم غور سوچ

ترجمہ:- مچھلی پانی کے چھونے سے کبھی نہیں مرتی لیکن آگ کی حرارت سے مرجاتی ہے۔
ہاتھی شراب کے پینے سے کبھی نہیں مرتا تب مرتا ہے جب اسے ہتھنی کا عشق ستائے۔
بیوی شوہر کے ملنے سے کبھی نہیں مرتی۔ تب مرتی ہے جب اس کا شوہر دوسری دُنیا چلا جائے۔
اے پنڈت! یہ بات بہت گہری ہے اسے سوچ بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔

فقیر اور امیر

من کان یملک درھمین تعلمت   شفتاہ انواع الکلام فقالا

جو ہے مالک ہوتا دو درہم سکھاتے ہونٹ اس کے قسم قسم کا کلام پس وہ کہتا ہے

وتقدم الاخوان فاستمعوالہٗ — ورائۃ بین الوریٰ مختالا

اور یار دوست آتے ہیں کان دھر کے باتیں اسکی سنتے ہیں — اور تو دیکھتا ہے وہ دُنیا میں مغرور بنا پھرتا ہے

لولا دراھمہ یزھو بھا — لوجدتہ فی الناس سواحالا

اگر نہ درہم ہوتے جس سے وہ خوش ہوتا ہے — تو تو اس کو دیکھتا لوگوں کے درمیان خستہ حالی میں

ان الغنی اذا تکلم بالخطا — قالوا صدقت ونطقت محالا

درحقیقت امیر جب بولتا غلط بات — لوگ کہتے سچ کہا اور انہونی بات نہیں کہی

الفقیر اذا تکلم صادقاً — قالوا کذقت وابطلوا ماقال

غریب جب بولے سچی بات — لوگ کہتے ہیں جھوٹ کہا اور اسکی بات کو جھٹلا دیتے ہیں

ان الدراھم فی المواطن کلھا — تکسوالرجال مھابۃ وجمالا

یقیناً روپے پیسے میں ہر جگہ تمام — پہناتا ہے لوگوں کو بزرگی اور خوبصورتی

فھی اللسان لمن اراد فصاحۃ — وھی السلاح لمن اراد قتالا

پس یہی زبان ہے جو چاہے اچھی طرح بولنا — اور یہی ہتھیار ہے جو چاہے لڑنا

ترجمہ: یعنی جو شخص دو درہموں کا مالک بن جائے تو اس کے ہونٹ اس کو رنگا رنگ کی باتیں سکھا دیتے ہیں۔
اس کے یار دوست (بطور چاپلوسی) اس کی باتوں پہ کان دھرتے ہیں اور وہ لوگوں میں مغرور بنا پھرتا ہے۔
جس روپے کے بل بوتے پہ وہ مغرور بنا ہوا ہے وہ نہ ہوتا تو اس کی حالت بدتر ہوتی۔
امیر آدمی خواہ غلط ہی بات کہے تو لوگ اس کو سچ گمان کریں گے اور کہیں گے آپ نے صحیح بات کہی۔
غریب آدمی خواہ سچ بات ہی کہے لیکن لوگ اس کو جھٹلائیں گے اور اس کی بات کو رد کردیں گے۔
درحقیقت روپیہ پیسہ ہر جگہ لوگوں کو بزرگی اور جمال بخشتا ہے۔
روپیہ پیسہ ہی حقیقت میں لوگوں کے لئے بطور زبان ہے اور روپیہ پیسہ ہی لڑائی کے لئے ہتھیار کی مانند ہے۔

ادائیگی زر

سہج ملے سو دودھ سم مانگے ملے سو پانی

(سہج: آسان — سم: برابر — پانی: پانی)

کہہ کبیرؔ وہ رکت ہے جس میں ایچا تان

(خون — جھگڑا)

ترجمہ :- جو روپیہ آسانی کے ساتھ دستیاب ہو وہ دودھ کی طرح ہے۔ جو روپیہ تقاضا کرنے پر ملتا ہے وہ پانی کی طرح ہے اور جو روپیہ جھگڑے اور فساد کے ذریعہ حاصل ہو اس کی حیثیت خون کی سی ہو جاتی ہے۔

عشقیہ چالاکی

جیٹھ بڑن میں بیٹھی بہو اُنت پیٹھ دے پیا دیٹھ سلوچن

(بزرگوار — دلہن — اُدھر — محبوب — نظر — حسینہ)

آرسی کی مدری درگ دے پیا کو پرت بمب لکھے دُکھ موچن

(شیشہ — انگوٹھا — آنکھ — پرچھائیں — دیکھے)

ترجمہ :- ایک حسینہ دلہن بنی گھر کے بزرگوں کے درمیان بیٹھی تھی۔ اس کا شوہر قریب ہی بیٹھا تھا سب لوگوں میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حسینہ نے اپنے شوہر کی طرف پیٹھ کر لی۔ مگر انگوٹھے کی آرسی میں شیشہ جڑا ہوا تھا اس شیشہ کا رُخ حسینہ نے اس طرح کیا کہ جس سے شیشہ میں اس کے شوہر کی صورت نظر آئے اور وہ اپنے محبوب کو دیکھتی رہی۔ حالانکہ دُنیا کی نظر میں وہ پُشت کئے بیٹھی تھی۔

ہمدردی

جگ میں سوئی ویر ہے جو جانے پر پیر

(دُنیا — وہی — بہادر — دوسرے کا درد)

جو پر پیر نہ جانئی سو کافر بے پیر

(دوسرے کا درد — جانے — وہ — بے درد)

ترجمہ :- دنیا میں وہی شخص بہادر ہے جو دوسرے کے درد کو محسوس کرتا ہو۔ جو شخص دوسرے کے درد سے ہمدردی نہیں رکھتا وہ کافر ہے (خدا کو نہ ماننے والا کافر نہیں بلکہ احساس ہمدردی نہ رکھنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص خدا کا وجود نہیں مانتا مگر انسان کا وجود مانتا ہو اور ہمدردی رکھتا ہے تو گویا وہ خدا ہی کو مانتا ہے)

بڑا آدمی

دیا دھرم ہردے بسے بولے امرت بین
مہربانی ایمان دل تسم بولتا میٹھے الفاظ

تیہی اونچے جانیئے جن کے نیچے نین
اُس کو آنکھیں

ترجمہ :- جس کے دل میں مہربانی۔ ایمان اور رحم ہے اور جو میٹھے الفاظ بولتا ہے اور جس کی نگاہیں نیچی ہیں وہ بڑا آدمی ہے۔

مانگنا

آدر مان مہتو ست بالاپن کو نیہہ
عزت تعریف اہلیت سچائی بچپن کا محبت

یہ پانچوں چھن میں چھپئے اگر کہا دیہہ
لمحہ محروم دو

ترجمہ :- جب کسی سے کچھ طلب کیا جائے تو انسان پانچ چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ سچائی۔ بچپن تک کی دوستی۔ عزت۔ تعریف اور اہلیت۔

اظہارِ عشق کی ایک راہ

لڑکا لینے کے مِسن چھیلا موڈھنگ آئے
بہانہ عاشق میرے قریب آکر

گیو اچانک آنگری چھاتی چھیل چھبائے
گیا اُنگلی عاشق چھونا

ترجمہ :- ایک حسینہ دوسری حسینہ سے کہہ رہی ہے کہ آج شام کو میں اپنے بھائی کے لڑکے کو

گود میں لئے دروازہ پہ کھڑی تھی کہ میرا عاشق وہاں ہوکر گذرا۔ بچہ کو اپنی گود میں لینے کے بہانے سے وہ میرے قریب آیا اور بچہ کو گود لیتے وقت وہ اپنی ایک انگلی میرے جسم سے چھو گیا۔ تب سے بجلی سی دوڑ رہی ہے۔

رخسار کا تِل

سب کوئی پیرت تلن کو تھکو چت یہ ہیر

تمام پیرتے تلوں تھکا دل دیکھ

پر یہ کپول کا ایک تِل ڈارو سب جگ پیر

معشوق گال ڈالا دُنیا

ترجمہ:۔ تلوں کو بہت سے آدمی پیڑتے یعنی ان کا تیل نکالتے ہیں مگر میرا دل یہ دیکھ کر حیران ہوگیا کہ حسینہ کے رخسار کے ایک تل نے تمام لوگوں کو ہی پیڑ ڈالا یعنی بہت سے لوگوں کا تیل نکال دیا۔

غلط نام

اُرت پھرت جو تول سم اِدھر اُدھر بے کام

اُڑتا پھرتا روئی طرح بے کار

اتنی ہلکی چیز کا دھرو کون من نام

رکھا کس نے

ترجمہ:۔ دل بطور روئی اِدھر اُدھر بے کام گھومتا ہے۔ اس قدر ہلکی چیز کا نام من کس نے رکھ دیا؟ وزن میں من کے اندر چالیس سیر ہوتے ہیں۔ مگر یہ ہمارا من تو روئی کی طرح ہلکا ہے۔ اس کا نام من کس نے رکھ دیا۔

عشق کا نتیجہ

(۱) توں بن موت بھلی ویندم شالہ مڑی

تمہارے بغیر اچھی جاتی ہوں خدا مرتی

ٹِکساں ہِک نہ ذری جیساں پُل نہ گھڑی

مطمئن ایک ذرہ برابر جیوں گی

(۲) پورب طرف ڈھوں مینگھ ملہار ڈٹھم

مشرق جانب برسات ابر دیکھا

بجلی لسک ڈنی گج گج گاج سُنیم

چمک دی گرج آواز سُنی

رہساں اِتھ نہ اڑی ویساں وطن وری

رہوں گی اس جگہ اڑکر جاؤں گی وطن پھر

(۳) کنڑی ووڑ پیوم روہی وٹھٹھر یدی

کانوں میں آواز پڑی ریگستان بارش سے سیرابی

ڈھولا گل نہ لدھو دکھڑیں کٹھٹھر یدی

محبوب خبر لی دُکھوں قتل کی ہوئی

پھاڑیم چولی چونی رو رو تھیوم چری

پھاڑ ڈالی اوڑھنی ہوگئی دیوانی

(۴) اپنے دیس ونجاں دل نوں تانگھ تھئی

وطن جاؤں کو انتظار ہوئی

ڈیکھاں تازی ٹوبھی لانڑے کھار لوئی

دیکھوں تالاب (یہ تینوں ریگستانی درخت ہیں)

برڈو راہی تھیواں ساڑی سول سڑی

جنگل رہگیر ہوجاؤں جلائیں دکھوں کی جلی ہوئی

(۵) اونگھاں بونگ اُٹھن بدلیں کینی لسی

دردِ نہاں زور آواز پیدا ہوئی بادل کردی چمک

گھِن گھِن نام تیڈا روندی تھی بیوس

ے ے تیرا رو رو کر ہوگئی بیچاری

سانول تینوں ملاں یا سر پوم مری

ملیح رنگ محبوب ملوں سر پڑ جائے موت

(۶) سرخی مہندی مٹھی کجلہ دھار گیوم

ختم ہوگئی کاجل دہار جاتی رہی

ناز نواز بھلا ہار سنگار گیوم

ناز انداز بھول گیا جاتا رہا

بینسر بول بنہاں اوجڑی مانگ ڈھری

نتھ بلاق توڑ دوں اُجڑ گئی بنائی

(۷) کھیڈن کوڈن گیا سکھ داٹول گیوم

کھیل کود راحت کے رفیق رخصت ہوگئے

دو کھڑی پوکھڑی پئی خوشیاں اول گیوم

مصیبتیں حصے میں پڑیں گئیں

جُڑ کر راول جوگی لائی پرم چُھری

پورے زور سے لگائی پریم

(۸) کھمدی کھمن فریدؔ جھوکاں یاد پوم

چمکے بجلی مقام محبوب یاد آجائے مجھے

اکھیاں نیر ہنجوں کر برسات وسن

آنکھوں پانی آنسو بارشیں برسیں

لکھ لکھ دہاہڑ اوٹھم جانجاں وسم جھری

لاکھ لاکھ فغان فریاد اٹھیں جیسے جیسے دیکھوں بادل

ترجمہ :- (۱) میں مری جارہی ہوں۔ خدا گواہ ہے تمہارے بغیر موت اچھی۔ میں تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی نہ جی سکتی ہوں نہ مطمئن ہوسکتی ہوں۔ (۲) مشرق کی طرف سے ابر آرہا ہے۔ بجلی چمک رہی ہے اور اس میں گرج پیدا ہورہی ہے۔ میں یہاں نہ رہوں گی تمہارے پاس آجاؤں گی (۳) میرے کانوں میں صدا آرہی ہے کہ ریگستان بارش سے سیراب ہوگیا۔ اس پُرفضا منظر میں بھی میرے محبوب نے میری خبر نہ لی اور میں دُکھ اٹھارہی ہوں میں دیوانہ وار اپنے کپڑوں کو پھاڑ رہی ہوں (۴) مجھے انتظار ہے کہ میں اپنے وطن (یعنی تمہارے پاس) جاؤں۔ وہاں تالاب اور جوہڑ بھرے ہوئے اور ریگستانی درختوں کو شاداب دیکھوں۔ تاکہ جنگل کی طرف جاکر دُکھوں سے جلی ہوئی کو اطمینان ہو۔ (۵) دل میں درد نہاں ہے جو آہ کی صورت میں زبان پہ آرہا ہے۔ بادل اور گھٹائیں اس میں اضافہ کا باعث ہیں۔ تیرا نام لے کر رو رہی ہوں۔ اے کاش میں موت حاصل کرکے ہی اپنے محبوب کو حاصل کرسکوں۔ (۶) تیری جُدائی میں سُرخ مہندی نہ رہی۔ آنکھوں میں کاجل نہ رہا۔ نازو انداز بھول گئی۔ سہاگ کی نتھ توڑ دی اور بالوں کی خوبصورتی اور ان کی مانگ ایک خواب ہوگئی۔ (۷) نہ کھیل کود ہے نہ راحت نہ کوئی رفیق۔ مصائب ہی مصائب سے واسطہ اور خوشی و مسرت سے محروم۔ یہ سب عشق و محبت کی چُھری کی برکتیں ہیں۔ (۸) جب بجلی چمکتی ہے تو محبوب کی منزل یاد آجاتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہوجاتے ہیں اور جوں جوں بادلوں کو دیکھتی ہوں فغان و فریاد اور آنکھوں کے سیلاب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

عشق کا چمنستان

عشق چمن محبوب کا جہاں نہ جاوے کوئے

باغ پیارا جائے کوئی

جاوے سو جیئے نہیں جیسے پاگل ہوئے

جائے وہ زندہ

ترجمہ :- محبت گویا ایک گلستاں ہے وہاں کوئی ہی جاتا ہے۔ جو شخص وہاں جائے گا وہ زندہ نہیں رہے گا اور اگر زندہ رہے گا تو اپنے دماغی توازن سے محروم ہو جائے گا۔

بے لوث زندگی

جگ ماہیں ایسے رہو جیوں امبیہ جل ماںہہ
دنیا میں جیسے کمل پانی درمیان

رہے نیر کے پاس ہی پے جل چھووت ناںہہ
پانی مگر پانی چھوتا نہیں

ترجمہ :۔ انسان کو دُنیا کے کاموں میں رہ کر دُنیا کے کاموں سے بے لوث رہنا چاہیئے جیسے تالاب میں کمل کا پھول رہتا ہے۔ وہ پھول اور اس کا پتہ پانی میں رہتا ہوا بھی پانی سے علیحدہ رہتا ہے۔

محبّت اور ایمان

جات ہتی میں گوکل سے ہر آئے وہاں لکھ کے مگ سُونا
جارہی تھی محبوب آیا دیکھ راستہ ویران

تاسوں کہی رس آنکھ للا سے انے سانورے باہرے تیں ہمیں چھونا
اس سے کہا غصہ سُرخ کر کے سانولے دیوانے تم مجھے چھونا نہیں

آج جو کھیلی آنکھ مچولی سکھی میں جائے چھپی کوٹھری کے کونا
کونہ

آن لگایو ہیئے سے ہیا بھر آئیو گلو کہہ آیو کچھو نا
آکر لگایا دل بھر آیا گلا آیا کچھ

ترجمہ :۔ حسینہ کہتی ہے۔ کل میں اپنے گھر سے نکل کر ندی کی طرف جارہی تھی۔ سنسان راستہ میں میرا محبوب سامنے آکھڑا ہوا۔ میں نے غصہ سے آنکھیں لال کرلیں اور غضبناک ہو کر کہا کہ خبردار میرے پاکیزہ بدن کو ہاتھ مت لگانا۔ یہ ایمان کی بات تھی۔ مگر آج شام کو جب لڑکی۔ لڑکے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے تب میں ایک کوٹھری میں جا چھپی وہاں میرا محبوب چپ چاپ آیا۔ وہ میرے سینے سے لپٹ گیا۔ اس وقت میرا گلا بھر آیا اور کوئی بات نہ کہہ سکی۔ یہ محبت کی بات تھی۔ گویا محبت ایمان پر غالب آئی۔

مالی اور کلی

مالی آوت دیکھ کر کلین کری پکار

آتا — کلیوں — کی

پھولی پھولی آج ہیں کال ہماری بار

کل — باری

ترجمہ :- باغ میں مالی کو آتا دیکھکر کلیوں نے کہا کہ آج جو کلی پھول رہی ہے وہ چُن لی جائے گی اور کل میں بھی پھُول بن جاؤں گی اس لئے کل میرا بھی چناؤ ہو جائے گا۔

شاعر کا درجہ

کوی من مانس کو نمو جو آنند اکھنڈ

شاعر — دل — تالاب — نمستے — لطف — لافانی

جاکی کبتا نیر میں تیر رہا برہمنڈ

جس کی — شاعری — پانی — دُنیا

ترجمہ :- شاعر کا دل بطور ایک تالاب کے ہے جو واجب احترام ہے کیونکہ اُس میں دوامی لطف کا پانی ہے اور شاعر کی شاعری کے اُسی پانی پہ یہ دُنیا ایک گھڑے کی طرح تیر رہی ہے۔

محبوب کو خط

پیتم کو پاتی لکھوں جو پر یہ ہوئے بدیش

محبوب — خط — صنم — پردیس

تن میں من میں نین میں تاکو کون سندیش

جسم — دل — آنکھ — اُس کو — پیغام

ترجمہ :- اگر میرے محبوب پردیس میں ہوتے تو ان کو پیغام بھیجا جاتا۔ گو وہ پردیس میں ہیں مگر

مجھے یہ محسوس ہوتا ہی نہیں کہ وہ پردیس میں ہیں کیونکہ میرا محبوب میرے جسم کے ہر عضو میں۔ میرے دل میں اور میری آنکھوں میں ہے۔ اب پیغام کسے بھیجوں۔

غریب نواز

دین سبن کو لکھت ہے دینہہ لکھے نہ کوئے
غریب سب دیکھتا غریب کو دیکھتا کوئی

جو رحیم دینہہ لکھے دین بندھ سم ہوئے
غریب دیکھے غریب نواز برابر

ترجمہ :۔ رحیم کہتے ہیں۔ غریب آدمی سب کی طرف دیکھتا ہے مگر غریب کو کوئی نہیں دیکھتا جو غریب کو دیکھتا ہے وہ غریب نواز ہے۔

آنکھ کی چوٹ

کھیلن آنکھ مچولی گئی سکھی پاچھے روز کی نائیں
کھیلنے سہیلی پچھلے طرح

آمی کہا کہوں ایک بھئی مت رام نئی یہ بات تہائیں
سکھی کیا کہوں ہوئی وہاں

ایک ہی بھون دُرے اک سنگئے آنکھ سے آنکھ لڑائی کہنائیں
گھر چھپے ایک ساتھ محبوب

کمپ چھٹو تن سوید بڑھو سب روم اُٹھے انکھیاں بھر آئیں
کپکپی دوڑی بدن پسینہ تو رونگٹے آنکھیں

ترجمہ :۔ حسینہ سہیلی سے کہتی ہے کہ اے سکھی آج کی کیفیت میں تجھے کیا بتاؤں۔ میں کل کی طرح آج بھی آنکھ مچولی کھیلنے گئی تھی۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ ایک ہی جگہ میرا محبوب اور میں جا چھپے وہاں جو اس نے میری آنکھوں پہ اپنی آنکھوں کی چوٹ کی تو میرے بدن میں کپکپی پیدا ہوگئی۔ پسینہ سے سارا

جسم تر ہوگیا۔ رونگٹے کھڑے ہوگئے اور آنکھوں میں محبت کے آنسو بھر آئے۔

ہولی

پھاگ کی بھیر اہیرن سے گہہ گوبندلے گئی بھیتر گوری

ہولی مجمع اہیروں پکڑ محبوب اندر حسینہ

رنگ ڈالے رنگ برنگ تبھی کجراوے ڈاری ابیر کی جھوری

کاجل ڈالا کمکم بوری

چھین پیتامبر کمبر سے پھر بدا دی مینج گوپلن روری

زرد کپڑا کمر رخصت مل کر گالوں کمکم

نین نچائے کہی مُسکائے للا کل آئیو کھیلنے ہوری

آنکھیں نچاکر مُسکراکر محبوب آنا ہولی

ترجمہ :۔ ہولی کے ایام ہیں۔ گلی میں سے گانے بجانے والے گزر گئے تو حسینہ نے اپنے محبوب کو اندر بلالیا۔ اُس پر مختلف قسم کا رنگ ڈالا۔ کاجل سے اُس کا چہرہ بدنما بنایا۔ ابیر یعنی کمکم ڈالا۔ اس کے بعد کمر بند چھین کر گالوں پہ ابیر مل دیا۔ پھر آنکھیں نچاکر اور مُسکراکر فرمایا کہ جناب کل پھر ہولی کھیلنے کے لئے تشریف لائیے۔

جُدائی کا خیال

شام ہوئی دِنکر چھپے چکوی دینا روئے

سورج پوشیدہ دیا رو

چلو پیا وا دیس کو جہاں رات نا ہوئے

پیارے اُس ملک نہ ہوتی ہو

ترجمہ :۔ چکوا اور چکوی رات کو جُدا ہو جاتے ہیں۔ شام ہوئی اور آفتاب غروب ہوا تو چکوی اپنے چکوے سے کہتی ہے۔ چلو وہاں چل کے رہیں جہاں کبھی رات نہ ہو۔

بُڑھاپا

ٹوٹے نَکھ رو کیسری وہ بل گئو تھکائے

ناخن دانت شیر گیا ختم

ہائے جرانے آن کے یہ دُکھ دیا بُڑھائے

بڑھاپا آکر اضافہ

یہ دُکھ دیا بڑھائے گُھپا ڈھنگ جُمبک گاجیں

غار طریقہ لومڑی گرجتی ہے

سرک لومری سیار مشکری راجیں

دوڑتے چھوٹے جانور مذاق آرام

کوی ور دین دیال ہرن بھریں سُکھ لوٹے

شاعر لوگ چھل قدمی آرام کرتے

یہ دن دیا دکھائے آج نکھ رو کے ٹوٹے

ناخن دانت

ترجمہ:- ایک بوڑھا شیر اپنے غار کے باہر بیٹھ کر کہہ رہا ہے کہ آج میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میرے ناخن اور دانت ٹوٹ گئے ہیں۔ اس بے رحم بڑھاپے نے یہ منظر دیکھنے پر مجبور کیا کہ میرے غار کے قریب آکر لومڑی باتیں کرتی ہے اور چھوٹے چھوٹے جانور مجھ سے مذاق کرتے اور ہرن ہری ہری گھاس پر آرام سے لوٹتے ہیں۔ شیر کہتا ہے کہ ہائے صرف دانت اور ناخن بیکار ہو جانے کے باعث میں اس قدر ذلیل ہوگیا۔

انسان کی اقسام

ایک بھیتر ایک باہرے ایک دُون دس پور

اندر باہر دونوں طرف پورے

مانو ہے جگت میں بیر بادام انگور
انصاف سنسار

ترجمہ :۔ انسان تین قسم کا ہے (۱) بیر کی طرح جو صرف باہر سے مٹیھا ہے (۲) بادام کی طرح جو صرف اندر سے میٹھا ہے۔ اور (۳) انگور کی طرح جو باہر اور اندر دونوں طرف میٹھا ہے۔

عشق اور زندگی

آیا عشق لپیٹ میں لاگی چشم چپیٹ
گرفت چوٹ

سوئی زندہ جگت میں باقی مُردہ پیٹ
وہی دُنیا دل

ترجمہ :۔ اس دُنیا میں جسے نظر کی چوٹ نہیں لگی اور جو عشق میں گرفتار نہ ہوا وہ مُردہ دل ہے۔

عشق کی تلوار

لاگی لاگی سب کہیں لاگی بُری بلائے
عشق بلا

لاگی اُس کو جانیئے آر پار ہو جائے
اِدھر سے اُدھر

ترجمہ :۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ مجھے عشق ہے۔ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ اُس نے عشق کی تلوار کی چوٹ کھائی ہے۔ مگر عاشق وہ ہے عشق کی تلوار جس کے سینہ میں لگی ہو اور پشت سے جا نکلی ہو۔

آنکھ

جا کے لگے گرہ کاج تجے گرو مات پتا سُت ساتھ نہ راکھیں
گھر کام چھوڑنا ماں باپ بیٹا رکھتے ہیں

ساگر مین ہو چاہ کا چاکر دھیرج مین ادھین ہو بھاکھیں
سمندر مچھلی محبت خادم اطمینان بلا خاکسار ہوکر بولتا ہے

بالکل بیاکُل نیہہ نوین میں مانو لگیں برچھیں کی ساکھیں
بیچین محبت تئی گویا بھالا سلاخ

تیر لگے تلوار لگے پہ لگے نا کسی کے کسی کی آنکھیں
مگر نہ

ترجمہ :۔ جس شخص کے دل میں محبت پیدا ہو وہ گھر کا کام کاج چھوڑ دیتا ہے اور ماں۔باپ اور بیٹے سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ جیسے پانی کے عشق کے باعث مچھلی سمندر کی خاکساری اختیار کرتی ہے۔ محبت کے باعث انسان ایسا بے چین و بے قرار رہتا ہے جیسے لوہے کی سلاخ۔ بھالا۔ تلوار اور تیر کا زخم لگا ہو۔ خدا کرے کہ کسی کی آنکھیں کسی سے نہ لگ جائیں۔

معشوق کا تصوّر

لالی اپنے لال کی جت دیکھوں تِت لال
خوبصورتی معشوق جدھر اُدھر

لالی دیکھت دیکھتے میں بھی ہوگئی لال
دیکھتے

ترجمہ :۔ میں نے اپنے محبوب کی خوبصورتی کا تصوّر کیا تو اب جدھر نگاہ پڑتی ہے اس میں میرا محبوب ہی دکھائی دیتا ہے۔ اُس محبوب کا تصور کرتے کرتے میں خود محبوب ہوگیا۔

زمانہ کی نیرنگی

سائیں گھوڑا اچھت ہی گدھوں پایا راج
سوامی بزرگ حکومت

کوّا لیجے ہاتھ میں دُور کیجے باج
باز

دُور کیجے باج راج اب ایسو آیا
باز زمانہ ایسا

شیر کر دیا قید سیار گجراج چڑھایا
لومڑی ہاتھی

کہہ گردھر کوی رائے جہاں یہ بوجھ بڑائی
کہتے ہیں شاعر طرز عمل

تہاں نہ کیجے بھور شام ہی چل دو سائیں
وہاں صبح سوامی

ترجمہ :- اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ گھوڑوں کی موجودگی میں گدھوں کی قدر زیادہ ہونے لگی ہے۔ اب باز کی جگہ کوّے کو ہاتھ پر بٹھایا جاتا ہے۔ شیروں کو قید کر لیا گیا ہے اور لومڑی کو ہاتھی پر چڑھا دیا ہے۔ اے میرے سوامی جہاں ایسا راج ہو وہاں رات بھی نہ گزارنا چاہیئے۔ شام کو ہی وہاں سے چلا جانا بہتر ہے۔

زمانہ کا انقلاب

ماٹی کہے کمہار سے تو کیا روندے موئے
مٹی مجھے

ایک دن ایسا آئے گا میں روندوں گی توئے
تجھے

ترجمہ :- مٹی کے برتن بنانے والا کمہار مٹی کو بنا رہا تھا۔ اُس وقت مٹی نے کہا کہ اے کمہار! آج تو مجھے روند رہا ہے مگر ایک دن آئے گا جبکہ تُو مر جائے گا اُس روز میں تجھے روندوں گی یعنی تجھے مٹی میں ملا دوں گی۔

چور حسینہ

ہنس کی چُرائی چال سنگھ کو چُرایو لنک

شیر چُرایا کمر

سس کو چُرایو مُکھ ناسا چوری کیر کی

چاند چُرایا چہرہ ناک طوطا

پک کو چُرایو بین مرگ کے چُرائے نین

پپیہا چُرایا بولی ہرن آنکھیں

دسن انار ہانسی بجّری گھبیر کی

دانت ہنسی بجلی گمبھیر

کہیں کوی بینی بیال کی چُرائے لینی بینی

شاعر سانپ چوٹی

رتی رتی شوبھا سب رتی کے شریر کی

رتی رتّی خوبصورتی عشق کی دیوی بدن

اب تو کنہیا جو کو چِتّ ہو چُرائے لینو

سری کرشن جی کا دل لیا

چھوٹی ہے گوری یا چوری اہیر کی

چھوٹی گوری چور

ترجمہ :- یہ چھوٹی سی گورے جسم والی اہیر کی لڑکی (رادھکا) ادھر سے گئی ہے یہ چور ہے۔ اس نے ہنس سے چال چُرائی ہے۔ شیر سے کمر چُرائی ہے۔ چاند سے چہرہ۔ طوطے سے ناک پپیہا سے آواز اور ہرن سے آنکھیں چرائی ہیں۔ انار سے دانت چُرائے ہیں۔ بجلی سے ہنسنا چُرایا ہے۔ سانپ سے بالوں کی چوٹی چُرائی ہے۔ عشق کی دیوی کی ساری خوبصورتی چُرالی ہے۔ آج اُس نے سری کرشن کا دل بھی چُرا لیا۔ یہ حسینہ چور ہے۔

محبوب باعث رونق

پرپیتم نہیں بزار میں وہی بزار اُجار

پیارا بازار بازار اُجاڑ

پرپیتم ملے اُجار میں وہی اُجار بزار

پیارا اُجاڑ اُجاڑ بازار

ترجمہ :- اگر بازار میں میرا محبوب نہیں ہے تو وہ بازار میرے لئے ایک جنگل ہے۔ اگر جنگل میں میرا محبوب ملے تو وہ جنگل ہی میرے لیئے ایک پُر رونق بازار ہے۔

عورت کی فضیلت

رادھکا مادھو ایک ہی سیج پر دھائے سوئی سُجان سلونے

رادھا کرشن پلنگ بیٹھے عقلمند بلیج

لیٹ رہو تم کاہنہ کے سنگ میں رادھا کہے یہ بات نہ ہونے

کرشن ساتھ

سانولے سے مل ہوں گی نہ سیالی باوری بات سکھائی ہے کونے؟

کالے کالی پاگل کس نے

سونے کا رنگ کسوٹی لگے پہ کسوٹی کو رنگ لگے نہیں سونے

سونا

ترجمہ :- سری کرشن اور رادھا جی کے لئے پلنگ بچھایا گیا تو رادھا جی نے مذاقاً کہا کہ میں کرشن جی کے پاس نہیں لیٹوں گی۔ کیونکہ مجھے کالے بدن کو چھو کر کالا نہیں ہونا ہے۔ پلنگ بچھانے والی نے کہا۔ کس نے یہ غلط بات بتائی کیونکہ تم سونا ہو اور کرشن بطور کسوٹی ہیں۔ کسوٹی پہ سونے کا رنگ چڑھتا ہے مگر کسوٹی کا کالا رنگ سونے کے سُرخ رنگ پر کوئی اثر نہیں کرتا۔ تمھارے چھو جانے سے کرشن کی حالت میں تبدیلی آجائے گی مگر تم پہ کرشن کا کوئی اثر نہ آئے گا۔

عورت نے ہی مرد بنائے ہیں

نارِی ابلا مت کہو ناری نر کی کھان

عورت کمزور عورت مرد

عورت نے نرمت کئے دھرو پرہلاد سمان

بنائے جیسے

ترجمہ:۔ عورت کو کمزور مت کہو اور اس کو ناچیز مت سمجھو۔ دُنیا کے بڑے بڑے بہادر مثلاً دھرو اور پرہلاد وغیرہ عورت ہی نے پیدا کئے۔

توہین ناقابل برداشت

سہی اپمان جو رہت چُپ تا نر سو ور دھوری

برداشت بے عزتی رہتا ہے اُس مرد سے اچھی خاک

جو پاداہت جھٹ اُٹھت چڑھت ہتک سر دھوری

پاؤں سے دبی ہوئی اُٹھتی چڑھتی بے عزتی کرنے والے

ترجمہ:۔ جو انسان بے عزتی کو چُپ چاپ برداشت کر لیتا ہے اس کا بدلا نہیں لیتا اس سے تو خاک اچھی جو پاؤں سے دبائے جانے پر فوراً اُڑ کر بدلنے والے کے سر آ جاتی ہے یعنی خاک پر جس کا پاؤں پڑ جائے وہ اس کے سر پر چڑھ جاتی ہے۔

بے عزتی سے آبِ حیات

مان سہت وِش کھائے کے شنبھو بھئے جگدیش

عزت ساتھ زہر ہوئے

بِن آدر امرت بکھیو راہو کٹایو سیش

بغیر عزت آبِ حیات کھا کر کٹا دیا سر

ترجمہ :۔ بے عزتی کے آبِ حیات پی لینے کے مقابلہ پر عزّت کا زہر پی لینا اچھا ہے ۔ جیسے شنبھو بھگوان عزّت سے زہر پی کر جگدیش کہلاتے ہیں اور راہو بے عزتی سے امرت پی لینے پر بھی سر کٹا لیتا ہے ۔

انسان کی فطرت

کوٹی جتن کوؤ کرے پرے نہ پرکرتی ہی بیچ

کروڑوں کوشش کوئی فطرت

نل بل جل اونچو چڑھے انت نیچ کو نیچ

زور پانی اوپر آخر

ترجمہ :۔ کروڑوں کوششیں کیوں نہ کی جائیں فطرت میں تبدیلی پیدا نہیں ہوتی جیسے نل کے زور سے اگر پانی اوپر بھی چڑھا لیا جائے تو بھی آخر وہ نیچے ہی گرتا ہے ۔

راجہ کا فرض

راجہ مُنھ سا چاہیئے کھان پان کو ایک

جیسا کھانے پینے

پائے پوسے سکل تن تلسیؔ سہت بویک

سب بدن عقل کے ساتھ

ترجمہ :۔ تلسی داس جی فرماتے ہیں راجہ کو مُنہ کی طرح رہنا چاہیئے ۔ کھانے اور پینے کا مزا مُنہ اپنے سارے بدن کے حصوں کو برابر تقسیم کر دیتا ہے اور جسم کے تمام حصوں کو آرام دینے کی کوشش کرتا ہے ۔

سہاگ رات کے لئے دُعا

(۱) اجو سہاگ کی رات چندا تم اویھوں

آج چاند طلوع

چندا تم اویهوں سورج مت اویهوں

طلوع طلوع

(۲) مور هردے بے رس جیئ لهلوں مُرغ مت بولے یو

بولنا میرا دل بے مزا

مور چھتیاں باہر جنی جائی تو پہوجبی پھٹی یو

چھاتی نکل پڑے گی علی الصباح

(۳) اجو کرہوں بڑی راتی چندا تم اویهوں

آنا کرنا آج

دھیرے دھیرے چلی مورا سورج بلمب کری اٹی ہوں

رہنا دیری میرے

ترجمہ :- (۱) نئی بیاہی دُلہن سہاگ رات کو دُعا کرتی ہے ۔ آج سہاگ کی رات ہے ۔ اے چاند تم ضرور آسمان پہ آنا ۔ مگر اے سورج تم مت نکلنا ۔ (۲) اے مرغ ! تم آج نہ بولنا ۔ بول کر میرے دل کو بے مزا مت کرنا ۔ علی الصباح تم آج نہ آنا کہیں میری چھاتی نہ پھٹ جائے (۳) اے چاند ! آج تم بڑی رات تک رہنا ۔ اے سُورج ! تم آج آہستہ آہستہ چل کر دیر سے آنا ۔

محبوب کو پیغام

(۱) تو کو دیہوں بھنورا دودھ بھات کھوروال

کٹوری میں دوں گی تم

اے ہری آگے خبر جنائی ت پھاگن آئی

سنا دو کہ محبوب

(۲) اڑل اڑل بھنورا گیلیں اہاں دیسوال

دیس کو اس گیا اڑتے اُڑتے

اڑے جائی بیٹھے ہری جی کے پاگ ت پھاگن آئی

پھاگ　　پگڑی　　محبوب

(۳) پاگ تے اُرے ہری جانگے بیلوے

بٹھایا　　زانو　　محبوب　　اُتار کر

اڑے پُوچھ لاگے دھن کُسلات ت پھاگن آئی

خیریت　　پیاری

(۴) توری دھنا اسے ہری ویدنے ویاکل

بے صبر　　بیچین　　پیاری

اڑے اوہی گنے مورا بھیجی ت پھاگن آئی

پھاگ　　مجھ کو　　کہنے

ترجمہ:- (۱) حسینہ کہتی ہے - اے بھنورا! میں تم کو کٹوری میں دودھ بھات کھانے کو دوں گی تم جاکر میرے پریتم کو خبر کر دو کہ پھاگن آ گیا۔ (۲) بھنورا اُڑتے اُڑتے اُس دیس میں پہنچا جہاں اُس حسینہ کا محبوب تھا اور اُس کی پگڑی پر بیٹھ گیا۔ اُسے خیال ہی نہ رہا کہ کوئی منتظر ہے اور پھاگ کا مہینہ آرہا ہے۔ (۳) محبوب نے پگڑی سے اُتار کر اسے زانو پر بٹھا لیا اور حسینہ کی خیریت دریافت کی کہ پھاگ کے مہینہ میں وہ کتنی بے قرار ہے۔ (۴) بھنورے نے کہا۔ تمھاری حسینہ بہت بے چین ہے۔ پھاگن آ گیا ہے۔ یہ کہنے کے لئے ہی اُس نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے۔

محبّت اور دل

نیتر لگے تو لگن دے تو مت لگیو چِت

دل　　لگنا　　لگنے دو　　آنکھیں لگیں

وے چھوٹیں گے روئیکے تو بندھے رہے گونت

گا ہمیشہ　　رو کر　　وہ

ترجمہ:- اے دل۔ محبوب سے آنکھیں لگتی ہیں تو ان کو لگنے دو۔ مگر تم اُن سے محبت نہ کرنا۔ آنکھیں تو رو دھو کر اپنا چھٹکارا کرا لیں گی مگر تو ہمیشہ کے لئے اس محبت میں گرفتار ہو جائے گا

بڑھاپے کا عشق

چام پورانی من نیو نیناں وہی سبھاؤ

جسم پُرانا دل نیا آنکھیں فطرت

اری جوانی باوری ایک بار پھر آؤ

پاگل

ترجمہ :۔ جسم کے چمڑے میں بڑھاپے کے باعث تازگی نہیں مگر دل میں نئی اُمنگیں اور آنکھوں کی وہی حُسن کو دیکھنے کی فطرت موجود ہے۔ اے کاش کہ وہ جوانی جو مست اور پاگل بنا دیتی ہے ایک بار پھر آ جائے۔

محبّت کی دلداری

جوبن گیو سو بھل ہویو سر کی ٹلی بلائے

شباب گیا اچھا ہوا

جس نے جس نے کی روسنو یہ دُکھ سیہو نہ جائے

ناراض سہا

ترجمہ :۔ اچھا ہوا شباب چلا گیا۔ سر کی بلا ٹل گئی۔ کیونکہ شباب میں عاشق زیادہ تھے اور ہر شخص کی ناراضی کا خیال کرنا پڑتا تھا اور محبت کرنے والوں کی دلداری نہ کرنا ایک مصیبت اور دُکھ تھا۔

شباب کے جانے کا خوف

اے جوبن مت جائیو میں برجت ہوں توہے

شباب جانا روکتی تجھے

تری گرج گمان سے لاکھ نمت ہیں موہے

غرض جھکتے میرے سامنے

ترجمہ :۔ حسینہ اپنے شباب کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے :۔ اے شباب! تو مجھے چھوڑ کر نہ جائیو

تجھے التجائیں کر کے روکتی ہوں ۔ صرف تیری بدولت لاکھوں غرضمند میرے سامنے جھکتے ہیں ۔

محبّت کا سُود

ساجن تو ہے مت جانیو بچھڑیاں پریت گھٹائے

محبوب تم نے جاننا مفارقت محبت کم ہوگئی

ویاپاری کے بیاج سوں بدھت بدھ جائے

بیوپاری سود طرح بڑھتی بڑھتی بڑھے گی

ترجمہ :- حسینہ محبوب سے کہتی ہے ۔ یہ مت سمجھنا اگر تم نہ ملو گے تو مفارقت میں محبت کم ہو جائے گی ۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ مہاجن کے سود کی طرح یہ تو بڑھتی ہی جائے گی ۔

شباب کی یاد

جوبن جوگی ہو گیا پھیری دے گیا دوار

شباب صدا دروازہ

میں پاپن تاکت رہی پھریا نہ دوجی وار

گنہگار دیکھتی واپس دوسری بار

ترجمہ :- حسینہ کہتی ہے ۔ شباب تو ایک جوگی ثابت ہوا جو دروازہ پر آکر صدا دے گیا ۔ میں عشق کی گنہگار منتظر رہی کہ پھر واپس آئے مگر وہ نہ آیا ۔

بُرے کی تعریف

نِندک نیرے راکھئے آنگن کُٹی چھبائے

بُرائی کرنے والا قریب رکھیں صحن جھونپڑی بنا کر

بِن پانی صابُن بِنا نِرمل کرے سُبھائے

بغیر بغیر عادت

ترجمہ :- بُرائی کرنے والے کو ہمیشہ اپنے قریب رکھنا چاہیئے بلکہ اپنے گھر میں جگہ دیدے تو بہتر ہے کیونکہ بغیر صابن پانی کے استعمال کئے وہ تمہاری بُری عادتوں کو دھو کر صاف کر دے گا۔

جذباتِ نسواں

ہنجوں روکیاں مول نہ رُکدے نے

آنسو رُکتے قطعی رُکتے ہیں

میرے نیناں دے وہن نہ سُکدے نے

آنکھوں کے بہاؤ خشک ہیں

ایہہ بدّل جو کالا آیا اے

یہ بادل سیاہ ہے

ایہہ دُھوآں اوہناں دا چھایا اے

یہ اُن کا ہے

میرے تن وِچ اڑیو سکھیونی

جسم میں سہیلیو

جھڑے جگر کلیجہ پھُکدے نے

جو دل پھُونکتے ہیں

دن چڑھدا رات وہاؤندی اے

نکلتا گذرتی ہے

کِتوں سجن دی خبر نہ آؤندی اے

کہیں محبوب کی آتی ہے

بنی بیل خراس دا میں اڑیو

سہیلیو ہا چکی

میرے پندھ نہ لمبڑے مکدے نے

سفر طویل ختم ہوتے

دسو کراں علاج میں کی اڑیو

بتاؤ کروں کیا سہیلیو

میرا چھانی ہو گیا جی اڑیو

چھلنی دل سہیلیو

لکھاں پردیاں وِچ چھپاواں میں

لاکھوں پردوں میں چھپاؤں

میرے ہنجوں شرّ نہ ٹکدے نے

آنسو چھپتے ہیں

ترجمہ:۔ حسینہ سہیلی سے کہتی ہے۔ میرے آنسو روکنے سے بھی نہیں رُکتے۔ یہ بہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ جو سیاہ رنگ کے بادل آسمان پر چھائے ہیں اور سیاہ دھوئیں کی طرح فضا پہ چھا گئے ہیں یہ میرے دل اور جگر کو جلاتے جا رہے ہیں۔ دن نکلتا ہے اور رات گذرتی ہے مگر محبوب کی کوئی خبر نہیں آتی۔ میری حالت چکی کے اُس بیل کی طرح ہے جس کا طویل سفر ختم ہونے میں نہیں آتا۔ میں کیا علاج کروں میرا دل چھلنی ہو چکا ہے۔ میں ہزار کوشش کروں اور محبت کو راز میں رکھوں مگر میرے آنسو اس راز کو بے نقاب کر دیتے ہیں۔

عشق کا عدمِ تعاون

دل نُوں تیری الفت وَلّوں ایسا ہے ہُن دھوتا

تو طرف اب دھویا

جتھے بھی تُوں نظری آیُوں مینوں کتے کھلوتا

جہاں تو نظر آئے گا مجھے کہیں کھڑا

ہجر مصیبت تیری جرنی نال تیرے کوئی گل نہیں کرنی

کروں گا

دل وچ تیری صورت دھرنی اُنج کھڑا موڑ کھلوناں

میں رکھنی مگر چہرہ مُڑ کر کھڑا ہونا

ترجمہ:۔ جہاں تک محبت کا سوال ہے میں نے اپنے دل کو محبت کے جذبات سے قطعی صاف کر دیا۔ اگر اب تم کبھی کہیں کھڑے بھی نظر آ گئے ہیں جُدائی کی آگ برداشت کر لوں گی مگر تم سے کوئی بات نہ کروں گی۔ چاہے مجھے اپنے دل میں تمہاری صورت کو جگہ دینی ہی پڑے مگر میں ملنے پر اپنا مُنہ دوسری طرف کر لوں گی اور تم سے کوئی بات نہ کروں گی۔

حسینہ کا خواب

سپنے وِچ تُسیں ملے اسانوں اساں دہا گلوگڑی پائی

خواب میں آپ ہمیں ہم نے جوش سے باہیں گلے میں ڈالدیں

نرا نور تُسں ہتھ نہ آئے ساڈی کنبدی رہی کلائی

خالص آپ ہاتھ ہماری کانپتی

ترجمہ:۔ حسینہ نے خواب میں محبوب کو دیکھا۔ آنکھ کھلنے پر حسینہ کہتی ہے۔ خواب میں آپ ملے۔ میں نے جوش میں آ کر اپنی باہیں آپ کے گلے میں ڈال دیں۔ اس جوش کے باعث میری آنکھ کھل گئی تو محبوب کا نور ہاتھ نہ آیا اور میری کلائیاں کانپتی رہ گئیں۔

گائے کی فریاد

ار ہو ونت ترن دھریں تائے مارے نہ سبل کوئے

دشمن بھی دانت تنکا دبانے پر اُسے طاقتور کوئی

ہم سنتت ترن چریں بچن بولیں دین ہوئے

ہمیشہ تنکا کھاتی آواز انکساری

امرت پئے نت سروین بچھ مہہ تھمّن جائے

آب حیات ہمیشہ دنیا زمین ساز پیدا

ہندو مدُھر نہ دیت کُٹک ترکن نہ پیائے

شیریں دیتی کڑوا مسلمان

کہہ نرہر کوی اکبر سنو بنووت گئو جورے کرن

کہتے ہیں شاعر عرض گائے جوڑکر ہاتھ

اپرادھ کون موے ماریت موے چام سیوت چرن

قصور مجھے مارتے ہو مرکر چمڑا خدمت قدم

ترجمہ :۔ اکبر کے دربار میں شاعر کی زبان سے گائے فریاد کرتی ہے ۔ اگر کوئی دشمن اپنے دانت میں تنکا لے کر معافی مانگے تو بہادر آدمی اس کو معاف کر دیتا ہے ۔ میں تو ہر وقت اپنے دانت میں تنکا دبائے رکھتی ہوں یعنی گھاس ہی کھاتی ہوں ۔ میری آواز میں انکساری ہے ۔ دودھ آب حیات جیسا شیریں دیتی ہوں ۔ زمین میں کھیتی کرنے والے بیل پیدا کرتی ہوں ۔ میں اپنا دودھ ہندو کو میٹھا اور مسلمان کو کڑوا نہیں دیتی ۔ پھر اے بادشاہ اکبر ! آپ کس قصور میں مروا رہے ہیں ۔

بادلوں سے التجا

(۱) ماہی نہیں گھر میرا نی بدلئے نہ برسیں

محبوب اے بادل برسنا

(۲) اگے غماں نے مار مکائی

آگے غم ختم

تیلے وانگر ہے جان سُکائی اگ لاوے برساں تیرا

تنکے طرح سوکھی آگ لگائے برسنا

(۳) موئی مری نوں کیوں کلپادیں

گھائل کو تنگ کریں

کاہنوں لہندیوں چڑھ چڑھ آویں نی کاہنوں پاویں پھیرا

کیوں اُٹھ کر آتے پاتے

(۴) توں کی وسیں رِم جھم لا کے

تو برستی

چار چوفیروں دُکھاں آ کے ۔ پایا اے میرے تے گھیرا

اطراف مصائب آکر ڈال دیا ہے پر

(۵) شرف میرا جدوں گھر آوے

جب آئے

لال پلنگ تے چھیج وچھاوے ۔ پھر پاویں توں پھیرا

سُرخ مسہری پر بستر عروسی بچھائے پھر تم نے

نی بدلئے نہ برسیں

اے بادل برسنا

ترجمہ :- (۱) اے بادلو! میرا محبوب گھر پر نہیں ہے ۔ جاؤ ابھی یہاں نہ برسنا ۔ (۲) میں پہلے ہی غمزدہ ہوں ۔ میرا جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکا ہے ۔ تمہارا اب برسنا میرے اس لاغر و نحیف جسم کو آگ لگانے کا باعث ہوگا ۔ (۳) مجھ مری ہوئی کو کیوں تنگ کرتے ہو ۔ کیوں تم مغرب (جدھر سے بادل آتے ہیں) کی طرف سے اُمڈ اُمڈ کر آ رہے ہو اور کیوں چلے آ رہے ہو ۔ (۴) تم رم جھم کر کیوں برس رہے ہو ۔ تمہیں معلوم نہیں کہ میں چاروں اطراف سے مصائب میں گھری ہوں اور ان مصائب کا مرکز ہوں ۔ (۵) میرا محبوب جب گھر آئے گا اور جب میں اپنی شادی والی سُرخ رنگ کی مسہری بچھاؤں گی تو پھر تم آنا اور دل کھول کر برس لینا ۔ خدا کے لئے اب نہ برسو ۔

عاشق کا دل

دلے دیرم زعشقت گیشرہ ویشرہ

رکھتا ہوں سے تیرے عشق پریشان سخت

مژہ برہم زنم سیلابہ خیشرہ

پلک جھپکتا ہوں طوفان اٹھتا ہے

دلِ عاشق مثالِ چوبِ ترہے

مانند لکڑی گیلی ہوتی ہے

سرے سوزہ سرے خونابہ ریزہ

جلتا ہے بہاتا ہے

ترجمہ :- میں ایسا دل رکھتا ہوں جو ایک طرف تو تیرے عشق کی آگ میں جل جل کر کڑھتا ہے اور دوسری طرف اس کی یہ کیفیت ہے کہ جب میں پلکیں ہلاتا ہوں تو ان سے خون کا طوفان بہہ نکلتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عاشق کا دل ایک گیلی لکڑی کی طرح ہوتا ہے جس کا ایک سرا تو عشق کی آگ میں جلتا ہے اور دوسرے سرے سے خون کے آنسو نکلتے رہتے ہیں۔

بے‌ته یکدم دلم خرّم نموند

تیرے بغیر خوش نہیں رہتا

دگر روے تو و بنیم غم نموند

دیکھوں نہیں رہتا

اگر دردِ دلم قسمت نمونید

تقسیم کریں

دلے بے درد در عالم نموند

دنیا نہیں رہتا

ترجمہ :- میرے دل کی یہ حالت ہے کہ تیرے بغیر تو یہ ایک لمحہ کے لئے بھی خوش نہیں رہ سکتا۔ لیکن جب میں تیرا چہرہ دیکھ لوں تو پھر میرا دل اس قدر خوش ہو جاتا ہے کہ اسے رتّی بھر بھی غم نہیں رہتا۔ اگر میرے دل کے درد کو کوٹ کوٹ کر اس کے کروڑوں ٹکڑے کئے جائیں اور پھر وہ ٹکڑے دُنیا بھر کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں تو ایک بھی ایسا آدمی نہ نکلے گا جسے میرے دل کے درد کا حصّہ نہ ملا ہو۔

عشق کی بے بسی

(۱) من من مانئی کری کر گتی ہین کری

دل دل قابو کردی ہاتھ حرکت محروم کردی

سکل گرہست کرم آپو ہی چھڑا وتے

تمام خانہ داری کام آپ نے چھڑا دیئے

(۲) سُندر سروپ دیکھی نین آروج جائے

حسین چہرا دیکھا آنکھیں پیاس

اندھر بنائے پوئی کاہ درساوتے

کمزور بنا کر پھر کیوں ترساتے ہو

(۳) پگ ترآئے ایکو پیر نا پاییں

راستہ پر چلے ایک قدم نہ چلتا

کیسی سری لال اب بات بتراوتے

بتاتے ہو

(۴) پریت کو لگائے نج نکٹ بلائے ہائے

محبت لگا کر اپنے قریب

اب بگدائے راہ گھر کی بتاوتے

جانے کا راستہ کا بتاتے ہو

ترجمہ :۔ حسینہ آرام وراحت کے ساتھ گھر کے کام کاج میں مصروف تھی۔ محبوب کو دیکھ کر حواس باختہ ہوگئی۔ عشق نے کہیں کا نہ چھوڑا۔ شکوہ کرتے ہوئے کہتی ہے (۱) میرے دل کو اپنے قابو میں کرلیا۔ اب میرے ہاتھ اپنے گھر کے کام کاج تک کے لئے حرکت نہیں کرتے اور خانہ داری کی تمام مصروفیات سے مجھے محروم کردیا۔ (۲) جب سے حسین چہرہ دیکھا ہے آنکھیں پیاس ہی محسوس کرتی چلی جارہی ہیں۔ مجھے کمزور اور بے بس کرکے اب کیوں ترساتے ہو (۳) اب قدم چلتے ہیں تو صرف تمہاری راہ پر۔ اب میں اپنے گھر کیسے جاؤں (۴) پہلے تو محبت کے ساتھ اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ اب جانے کے لئے کہتے ہو اور جانے کا راستہ بتاتے ہو۔ بتاؤ میں کروں تو کیا کروں۔

مظلوم کی آہ

ٹھنڈی آہ غریب کی کسی سوں سہی نہ جائے

مظلوم سے برداشت

موئے چام کی پھونک سوں لوہا بھسم ہو جائے

مُردہ چمڑا دھونکنی سے پگھل

ترجمہ:۔ مظلوم کی آہ کے اثرات و نتایج کو کوئی ظالم برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مرے ہوئے جانور کے چمڑے کی دھونکنی سخت سے سخت لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔

مظلوم میں طاقت

اتی سوں رگڑ کرے جب کوئی

انتہائی جب ظلم

انل پرگٹ چندن سو ہوئی

آگ نکلتی میں سے ہوتی

ترجمہ:۔ جب انتہائی ظلم ہو تو مظلوم میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ چندن کی تاثیر کتنی سرد ہے لیکن اس کو رگڑا جائے تو اس میں سے بھی آگ نکلتی ہے۔

کاہل اور سُست لوگ

(۱) آلسن لُنج پیئے جل بھیتر اُدم ہین دو بیر جویا

کاہل اپاہج پڑے پانی اندر چُستی محروم دو وقت کھانے والے

(۲) بھور بھئی بسی ولدر بھئے اک بھوک لگی دوج پانی پویا

صبح ہوئی قبضہ کاہل ہوئے دوسرے پینے والا

(۳) ایسے کے پیٹ کو تو ہی بھرت ہے اے جہاں جیتر اور گن کے دویا

بھرتا بڑے لائق صفات دینے والے

(۴) شام سے بھور اور بھور سے شام نہ ہم ساکپوت نہ تجھ سا دویا

صبح صبح نالائق دینے والا

ترجمہ :۔ (۱) بے کار لوگ کاہلی اور سستی کے سمندر میں غرق اور چُستی و مستعدی سے محروم ہیں۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ دونوں وقت کھائیں۔ (۲) صبح اُٹھتے ہیں تو پیٹ خالی ہونے کے باعث کاہلی میں مبتلا رہ کر کچھ نہیں کر سکتے اس حالت میں کھانا کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ (۳) ایسے سست الوجود اس بات کے مستحق نہیں کہ خدا ان کو غذا دے مگر خدا اچھوں اور بُروں سب کو دیتا ہے کیونکہ یہ خدا کی صفت ہے۔ (۴) اس طرح سے کاہل اور سُست لوگوں کا شام سے صبح اور صبح سے شام وقت گزر جاتا ہے۔ اے خدا ہم جیسا کوئی ناخلف نہیں اور تیرے جیسا کوئی داتا نہیں جو ہمارے عیوب کو دیکھتے ہوئے بھی ہمیں دیتا ہے۔

محبّت کی چنگاری

پریم ڈرائیو نہ ڈرے رہیو پران سوں پاگ
(محبت — چھپانے — چھپے — رہتا ہے — زندگی — سے — ملا ہوا)

پلک ہی ماں پرگٹ ہوئے گھاس گھسیری آگ
(میں — ظاہر — ہو — گھُسی ہوئی)

ترجمہ :۔ محبّت چھپائے سے نہیں چھپتی۔ زندگی کے ساتھ رہتی ہے اور موقع آنے پر ظاہر ہو جاتی ہے جیسے گھاس میں پڑی ہوئی چھوٹی سی چنگاری کبھی چھپ نہیں سکتی وہ آگ بن کر ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔

محبّت کی آبیاری

جل تر سینچت پیڑ تے پاتن پرگٹت آئے
(پانی — جیسے — سینچتا — درخت — سے — پتّے — ظاہر)

جیوں جی کو جگ نیہرو نینن میں پھلکائے
(جیسے — دل — دنیا — محبت — آنکھیں — ظاہر ہو جاتی ہے)

ترجمہ :۔ جس طرح درخت میں دیا گیا پانی اس کے پتّوں سے ظاہر ہو جاتا ہے (کیونکہ وہی درخت ہرا بھرا رہتا ہے جس کو پانی ملتا رہے) اسی طرح دل میں سمائی ہوئی محبت بھی آنکھوں کے ذریعے ظاہر ہو جاتی ہے۔

محبّت کے چراغ

ایک دیپ تے گھہ کی پرگٹ سبھے ندھی ہوئے

چراغ سے گھر ظاہر سب خزانے ہو

نہہ واکو کیوں ڈُرے جھن ورگ دیپک دوئے

محبّت اُس کو چُھپے جہاں آنکھ چراغ دو

ترجمہ :۔ گھر میں ایک چراغ روشن ہوتا ہے وہ گھر کے سب خزانوں اور دوسری چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے ۔ لہٰذا اس محبّت کو کیوں کر چھپایا جا سکتا ہے جس کو ظاہر کرنے کے لئے دو آنکھوں کے چراغ ہر وقت جلتے رہتے ہیں ۔

کم خوری

کھینہ کھینہ سیتی کُن بنا داتک

کھاتے کھاتے سے کہیں نہ پہنچو گے

نہ کھینۂ گرڈھک اہنکاری

کھانے جاؤ گے مغرور

سموئی کھیک تے سُموئی آسک

مناسب کھانے سے خوشحال رہو گے

سمیسی آسی ادھیکاری

مناسب ہوتا ہے رتبہ

ترجمہ :۔ زیادہ کھانے سے کوئی مقصد حاصل نہ کر سکو گے ۔ پیٹ بھر کھانا کوئی زندگی نہیں ۔ زیادہ روزے رکھنے سے بھی غرور پیدا ہوتا ہے ۔ مناسب غذا کھانے سے ہی صحت حاصل ہوتی ہے اور انسان بڑا رتبہ حاصل کرتے ہیں ۔

خون جگر کے آنسو

میہ چُونیہ سنبھرادی خونِ دِل چے

میں نے چمکتے موتی [illegible] خون دل کے

وُچھاں روزس بُو راتِ راتس

تکتی رہی میں رات بھر

تھوہم سنبھالتِ نشان بابت

رکھے محفوظ کرکے یادگار کے لئے

تمۓ ژیہ نالس جریے ہالالو

دی تم کو گلے میں سجاؤں اے محبوب

ترجمہ :- اے محبوب! میں نے اپنے خون جگر کے چمکتے ہوئے ذرّوں کو موتیوں کی طرح بطور یادگار محفوظ رکھا اور رات بھر آپ کا انتظار کرتی رہی۔ اس خیال سے کہ آپ آئیں گے اور میں محبت کی یاد میں آپ کے گلے میں پہناؤں گی۔

بہادر اولاد

کیل رہے نِت کانپتی کایر جنے کپور

کدلی کا درخت ہمیشہ بزدل پیدا کرکے کافور

سِنگھن رن سانکے نہیں سکھ جنے رن سور

شیرنی ڈرتی شیر بہادر

ترجمہ :- بزدل کافور کو پیدا کرکے کیل (کدلی کا درخت) ہمیشہ کانپتا رہتا ہے مگر شیروں کو پیدا کرکے شیرنی ڈرتی نہیں۔ اسے اپنی بہادر اولاد پر بھروسہ ہے۔

مائی ایڑا پوت جن جیہا رانا پرتاپ

اے ماں ایسا لڑکا پیدا کر جیسا

اکبر سوتو اوجھ کے جان سرانے سانپ

چونک پڑتا ہے سمجھ خواب میں

ترجمہ :- اے ماں ایسے بیٹے کو پیدا کر جیسے رانا پرتاپ جس کو اکبر خواب میں سانپ سمجھ کر چونک پڑتا تھا۔

پاتل جو پتشاہ بولے مُکھ ہونتا بین

پرتاپ بادشاہ مُنہ سے بول

مہر پچھم دِس ماں اوگے کاشپ راوست

مغرب کونے سے نکلے کیشپ لڑکا (سورج)

ترجمہ :- پرتاپ اپنے مُنہ سے اکبر کو بادشاہ کہے تو کیشپ کا لڑکا (سورج) بجائے مشرق کے مغرب سے ہی نمودار ہو۔ یعنی جس طرح سورج کا مغرب سے نمودار ہونا ناممکن ہے اس طرح پرتاپ کے مُنہ سے بھی اکبر کے لئے بادشاہ لفظ کا نکلنا ناممکن تھا۔

سری کرشن کا حُسن

(۱) ماتھے پہ مکٹ دیکھ چندر کا چٹک دیکھ چھبب کی لٹک دیکھ رُپ رس پیجیے

پیشانی چاند صورت حُسن شان خوبصورتی جام

(۲) لوچن بسال دیکھ گرے گنج مال دیکھ ادھر رسال دیکھ چت چاؤ کیجیے

آنکھیں بڑی گلے پھولوں کا ہار ہونٹ رسیلے دل خواہش

(۳) کنڈل ہلن دیکھ الک بلن دیکھ پلک چلن دیکھ سر بس ہی دیجیے

حرکت آنکھیں چمکتی حرکت سب کچھ

(۴) پیتامبر کی چھور دیکھ مُرلی کی گھور دیکھ سانورے کی اور دیکھ دیکھبو ہی کیجیے

پیلے کپڑے والا جھلک بنسری کی آواز سانولے طرف دیکھا

ترجمہ :- ایک سہیلی اپنے محبوب کی بابت دوسری سہیلی سے کہتی ہے وہ اتنا خوبصورت ہے کہ دل چاہتا ہے کہ (۱) پیشانی پہ پہنا ہوا مکٹ۔ چاند جیسی صورت اور خوبصورتی کی شان دیکھ دیکھ کر حُسن کا جام پیتے ہی جایئے۔ (۲) بڑی بڑی آنکھیں۔ گلے میں پھولوں کا ہار اور رسیلے ہونٹ دیکھ کر دل میں خوشی و مسرت پیدا کیجیے۔ (۳) کانوں میں ہلتے ہوئے کنڈل۔ چمکتی ہوئی آنکھیں اور پلکوں کی حرکت دیکھ کر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیجیے۔ (۴) زرد کپڑوں کی جھلک۔ بنسری کی آواز اور سانولے کرشن کو دیکھ کر دیکھتے ہی رہ جایئے۔

بادلوں سے التجا

میگھلیا وس بھاگی بھریا توں گئی اوجھڑ دیس وسائے

ابر برس نصیب خوش تو اُجڑے بسائے

بھلکے پھیر کریں جھڑ ایویں میرا پیا پردیس نہ جائے

کل پھر گرنا بادل اسی طرح محبوب

ترجمہ :- برسات کا موسم ہے ۔محبوب پردیس جانے والے ہیں ۔حسینہ کا دل جُدائی کے تصوّر سے پریشان ہے حسینہ نہ جانے کے لئے کہتی ہے مگر وہ نہیں رُکتے ۔حسینہ بادلوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے ۔اے خوش قسمت بادلو! تم نے کئی اُجڑے ہوئے وطن بسا دیئے ۔آج بھی برسنا اور کل پھر اسی طرح برسنا تاکہ میرا محبوب پردیس نہ جا سکے ۔

ہوا کے ذریعہ پیغام

وگ وائے پر سوارتھ بھرئیے توں جائیں تخت ہزارے

چل ہوا دوسرے کام آنے والی تم جاؤ رانجھے کے وطن

آکھیں یار رانجھن نوں جاکے اسی کیوں منوں وسارے

کہنا محبوب رانجھے کو کر ہم دل بھلا دیئے

ترجمہ :- ہیر اپنے محبوب رانجھا کی جُدائی میں بے قرار ہوا سے التجا کرتے ہوئے کہتی ہے ۔تم دوسروں کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتی ہو ۔میرے محبوب کے وطن جاؤ اور اس سے جاکر کہو کہ اس نے مجھے دل سے کیوں بھلا دیا ۔

محبّت میں عورت کا دل

جو ہم ہوتی بادلی اَبھے جائے انت

اگر گھٹا آسمان جاکر ٹھہرتی

پنتھا پنتھا ساجنا اُوپر چھاں کرنت

قدم ... کرتی

ترجمہ :۔ اگر میں گھٹا ہوتی تو آسمان پہ جا کر ٹھہر جاتی اور جب اپنے محبوب کو دھوپ میں چلتے دیکھتی تو اُس پر چھا کر اُسے دھوپ سے بچا لیتی۔

خدا اور محبوب

جب میں تھا تب تو نہیں جب تو ہے میں نائیں

نہیں

پریم گلی اتی سانکری تامیں دو نہ سمائیں

محبت کوچہ اتنی تنگ اس میں دو نہیں آتے

ترجمہ :۔ محبت کا کوچہ اس قدر تنگ ہے کہ اس میں دو کے لیے گنجائش نہیں۔ اے میرے خدا میرے دل میں یا تو تُو رہ سکتا ہے یا میری محبوبہ رہ سکتی ہے۔ دونوں کا نبھانا مشکل ہے۔

محبت میں آہ کی تاثیر

آہ کروں تو گھر جرے جنگل بھی جر جائے

جلے جل

پاپی جیوڑا نہ جرے جا میں آہ سمائے

گناہگار جسم جلے جس

ترجمہ :۔ میری آہ سے گھر بھی اور جنگل بھی جل جاتا ہے۔ خدا جانے یہ جسم کس چیز کا بنا ہے کہ آہ اس کے اندر سمائی ہوئی ہے۔ پھر بھی یہ جل کر خاک نہیں ہو جاتا۔

عشق کی اِلتجا

گل سُن چیرے والیا جند نہ میری رول

بات سُرخ پگڑی والے زندگی خراب کر

میں باگاں دی مورنی پھردی ڈانواں ڈول

باغوں کی پھرتی سرگرداں

نَین تیرے اج بہہ گئے ہٹ عشق دا کھول

آنکھیں آج بیٹھ دُکان کا

شالا مان جوانیاں پورا سودا تول

خدا کرے شباب

حاضر میری جِنڈری صدقے کریں نسنگ

نازک جان کرے

رتّی دیہہ پر عشق دی گوہڑا ہووے رنگ

دے مگر کی شوخ

ترجمہ :۔ دیہاتی حسینہ نے کہا۔ اے سُرخ پگڑی والے نوجوان میری ننھی جان کو جُدائی کے صدمے سے پامال نہ کر۔ میں چمنستان میں رہنے والی مورنی تمہارے لئے سرگرداں پھر رہی ہوں۔ تیرے حُسن نے عشق کی دُکان کھول رکھی ہے۔ مگر تُو آنکھوں کے خوبصورت کانٹے میں محبّت کا سودا تو پورا تول۔ خدا کرے تُو شباب کے لطف اُٹھائے مجھے اپنی محبّت کا صرف ایک رتّی بھر وہ شوخ رنگ عطا کر جو عمر بھر چمکتا رہے۔ اور اس کے معاوضے میں میری نازک سی جان کو اپنے قدموں پر نچھاور کرلے۔

حُبّ الوطنی

آگ لگی اس برکش کو جلنے لگ گئے پات

درخت پتّے

تم کیوں جلو پنکھیو پنکھ تمہارے ساتھ

پرندو پر

ترجمہ :۔ درخت کو آگ لگ گئی اور اس آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں پرندوں کے گھونسلے بھی آنے شروع ہو گئے تو اُن گھونسلوں میں رہنے والے پرندوں کو نصیحت کرتے ہوئے راہگیر کہتا ہے کہ درخت کو آگ

لگ رہی ہے اور اس کے پتے جل رہے ہیں۔ اے پرندو! تمہارے پر موجود ہیں۔ تم کیوں جل رہے ہو۔ اُڑ کیوں نہیں جاتے۔ اس نصیحت کو سُن کر پرندے کہتے ہیں۔

پھل کھائے اس برکش کے گندے کینے پات

درخت — کئے — پتّے

یہی ہمارا دھرم ہے جلیں برکش کے ساتھ

فرض — درخت

ترجمہ:۔ اس درخت کے پھل کھائے۔ اس پر آرام کیا۔ اور ان کے پتوں کو اپنے فضلے سے گندہ کیا اب ہمارا فرض یہی ہے کہ اس درخت کے ساتھ سب جل جائیں۔

حُسن نقاب میں

پیاری پوڑھی پلنگ پر مُکھ پر چیر لگائے

حسینہ — لیٹ رہی — چہرہ — کپڑا

جانک جھینی بادلی چند لو لیو چھپائے

جیسے — چھوٹی سی — چاند — روشنی — لی

ترجمہ:۔ حسینہ چہرے پر باریک کپڑا اوڑھے پلنگ پر لیٹی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چھوٹے بادل کے ٹکڑے میں چاند اپنی روشنی کو چھپائے ہوئے ہے۔

محبّ الوطن سکھ اور پروانہ

(۱) محفل وچ پروانہ کہندا میرے جیہا نہ کوئی

میں — کہتا — جیسا

(۲) اپنے دل دے پیارے پاسوں جان نہ کدے لکائی

کے — سے — کبھی — چھپائی

(۳) بلدی شمع میں ویکھاں جدہی آیا جا کے واراں

جلتی — دیکھوں — جب — اپنا جسم — قربان کروں

(۴) میرے آپا واراں سندی جگ تے چرچا ہوئی

اپنا جسم قربان باعث دُنیا میں

(۵) ایہہ گل سُن کے سِکھ نے پاسوں منہ تے راہ ٹکائی

یہ بات کر قریب سے بھلا کہا

(۶) کامی وانگ حُسن تے مرنا اِس وِچ کی وڈیائی

نفس پرست طرح پر میں کیا بڑائی

(۷) ناکام پریمی ڈٹھے لکھاں ایداں جان گنواوندے

عاشق دیکھے لاکھوں اس طرح گنواتے

(۸) اوناں تایں پاگل کہندی ساری ہئی لوکائی

اُن کو کہتی تمام ہی خلقت

(۹) مَردے ہاں دووین ہی آپاں پر فرق زمیں اسماناں

مرتے دونوں ہم مگر آسمان

(۱۰) حرص پچھے توں دُنیا جانے ایویں جان گنوانا

کے لئے تو لاحاصل دینا

(۱۱) میرے مرن تے روندی دُنیا تے توں جگ ہنسانا

مرنے پر روتی تم دُنیا ہنستی

(۱۲) کہے سِکھ انکھ تے مردا مُفت مرے پروانہ

آبرو پر مرتا

ترجمہ:- (۱) پروانہ غرور و تکبر کے ساتھ محفل میں کہہ رہا تھا کہ میرے جیسا کوئی عاشق نہیں۔ (۲) میں نے اپنے محبوب کے لئے جان دینے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ (۳) جب بھی میں نے جلتی ہوئی شمع دیکھی اپنے جسم و جان کو قربان کر دیا۔ (۴) میری اس قربانی کے باعث تمام دنیا میں میری شہرت ہے (۵) پروانہ کی یہ بات سُن کر قریب بیٹھے ہوئے ایک محب الوطن سِکھ نے پروانہ کے مُنہ پر یہ کہا (۶) ایک نفس پرست کے حُسن پر قربان ہونے میں

کیا بزرگی و بڑائی۔ (۷) لاکھوں ناکام عاشق دیکھے گئے جو تمہاری طرح اپنی جان ضائع کرتے ہیں (۸) تمام دُنیا ان ناکام عشاق کو پاگل کہتی ہے۔ (۹) تم اور میں دونوں ہی مرتے ہیں۔ مگر تمہاری اور میری موت میں زمین آسمان کا فرق ہے (۱۰) تُو تو حُسن کی حرص کے لئے مرتا ہے اور دُنیا جانتی ہے کہ تو لا حاصل جان دیتا ہے۔ (۱۱) جہاں میرے مرنے پر دُنیا روتی ہے تیرے مرنے پر دُنیا ہنستی ہے۔ (۱۲) اور جہاں میں مُلک و قوم کی عزّت و آبرو پر مرتا ہوں۔ تو مفت میں حُسن پر جان دیتا ہے۔

کوّے کا شگون

بول وے نمانیاں کاواں

کوّا اے حقیر

کویلاں کوک دیاں

کوئلیں بول رہیں

ترجمہ:۔ برسات کا موسم ہے۔ درخت پر خوش گلو کوئل بول رہی ہے۔ دنیا کوئل کی آواز کو بہت پسند کرتی ہے۔ مگر حسینہ کہتی ہے۔ کوئل کے بولنے کی جگہ اگر بدصورت اور بدنما کوّا منڈیر پر بیٹھ کر بولے تو وہ زیادہ اچھی بات ہے کیونکہ کوّے کا بولنا مہمان کے آنے کا شگون ہے۔ شاید کوّے کے بولنے سے میرا محبوب ہی آجائے۔

عشق میں رازداری

یاری وِچ نہ وکیل بنائیے

محبت میں

لڑ کے دس دوُ گا

کر بتا دے گا

ترجمہ:۔ حسینہ کی محبّت کا راز افشا ہو گیا کیونکہ جو رازدار تھا وہ کسی بات پر ناراض ہو گیا اور اس نے ناراضی کے جذبات کے زیر اثر لوگوں سے سب کچھ کہہ دیا۔ راز افشا ہونے پر حسینہ افسوس کرتے ہوئے کہتی ہے۔ محبت میں کسی غیر کو کبھی وکیل (وسیلہ) نہ بنانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وکیل جب بھی مخالف ہو گا راز افشا کر دے گا۔

پنجاب کا نوحہ

(یہ نظم پنجابی زبان کی مشہور شاعرہ امرتا پریتم نے مشرقی اور مغربی پنجاب کے ۱۹۴۷ء کے قتل عام کو دیکھ کر پنجابی زبان کی کتاب ہیر کے مصنف وارث شاہ سے شکوہ کرتے ہوئے لکھی)

(۱) اج آکھاں وارث شاہ نوں کتوں قبراں وچوں بول

آج کہوں کو کہیں قبروں میں سے

تے اج کتابِ عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول

اور آج کا ورق کھول

(۲) اِک روئی سی دھی پنجاب دی تو لِکھ لِکھ مارے بین

ایک تھی بیٹی کی قصے

اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن

آج لاکھوں بیٹیاں رو رہیں تجھ کو کہنے

(۳) اوہ دردمنداں دیا دردیا اُٹھ تک اپنا پنجاب

اے درد کی کے دیکھ

اج بیلے لاشاں وِچھیاں تے لہو دی بھری چناب

آج جنگل لاشیں بچھیں اور خون سے

(۴) کسے نے پنجاں پانیاں وِچ دتی زہر ملا

کسی نے پانچوں پانیوں میں دی

تے اُنھاں پانیاں دھرت نوں دتا پانی لا

اور اُن پانی زمین کو دیا

(۵) ایس زرخیز زمین دے لُوں لُوں پھٹیا زہر

کے روئیں روئیں پھوٹا

گٹھ گٹھ چڑھیاں لالیاں تے فُٹ فُٹ چڑھیا قہر

بالشت بالشت چڑھیں سُرخیاں غضب

(۶) وہیو وسی دا پھیر بن بن وگی جا

زہر آلود چلی

اُہنے ہر اِک بانس دی ونجھلی دتی ناگ بنا

اُس نے کی بنسری دی سانپ

(۷) پہلا ڈنگ مداریاں منتر گئے گواچ

ڈنک گُم

دوجے ڈنگ دی لگ گئی جنے کھنے نوں لاگ

زہر کی ہر شخص کو

(۸) لاگاں کیلے لوک مُنہ بس پھیر ڈنگ ہی ڈنگ

لگی کیل عوام زہر زہر

پلو پلی پنجاب دے نیلے پیئے گئے انگ

آناً فاناً کے پڑ جسم کے حصے

(۹) گلیوں ٹُٹے گیت پھیر تکلیوں ٹُٹی تند

ٹوٹے پھر تکلے سے ٹوٹی تار

ترنجنوں ٹُٹیاں سہیلیاں چرخرے گھوکر بند

جھرمٹ ٹوٹیں چرخہ آواز

(۱۰) سِنے سیج دے بیڑیاں لُڈن دتیاں روڑھ

سیج کے دیں عزت

سِنے ڈالیاں پینگ اج پپلاں دتی توڑ

سیج دی

(۱۱) جتھے وجدی پھوک پیار دی وے او ونجھلی گئی گواچ

جہاں بجتی کی اے وہ بنسری گم

رانجھے دے سب ویر اج بُھل گئے اوہدی جاچ

بھائی آج بھول طریقہ

(۱۲) دھرتی تے لہو دسّیا قبراں پئیاں چون

زمین پر بارش رہیں رسنے لگیں

پریت دیاں شہزادیاں اج وِچ مزاراں رون

محبت کی میں مزاروں روتی

(۱۳) اَج سبھے کیدو بن گئے حُسن عشق دے چور

آج تمام کے

اج کتھوں لیائیے لبھ کے وارث شاہ اک ہور

کہاں سے لائیں تلاش کر اور

(۱۴) اج آکھاں وارث شاہ نوں توہیں قبراں وچوں بول

آج کہوں کو تم ہی میں سے

تے اَج کتابِ عشق دا کوئی اگلا ورقا پھول

آج کا ورق کھول

ترجمہ :- (۱) میں آج حضرت وارث شاہ (مصنف ہیر) سے درخواست کرتی ہوں کہ تمہاری ہیر کی داستانِ عشق بوسیدہ ہو چکی۔ آج عشق کی کتاب کے کسی نئے باب کو شروع کر (۲) پنجاب کی ایک بیٹی (ہیر) ظلم اور مصیبت کا شکار ہوئی تھی تو تم نے قصے لکھنے شروع کر دیئے۔ اور زندگی بھر اس داستان حسن و عشق اور اس حسینہ کی مصیبت کے واقعات لکھتے رہے۔ آج اسی پنجاب کی لاکھوں بیٹیاں تم سے فریاد کرنے کے لئے بے چین و بے قرار ہیں (۳) اے دردمندوں کے درد پہ آنسو بہانے والے وارث شاہ قبر میں سے اُٹھ اور دیکھ کہ آج جنگل لاشوں سے بھر گئے اور ان لاشوں کے خون سے ہیر کے عشق و محبت کی شہادت دینے والا دریا چناب خون سے بھر رہا ہے۔ (۵) آہ! کسی نے پنجاب کے پانچوں دریاؤں میں زہر ملا دیا اور اس زہریلے پانی نے پنجاب

کی تمام زمین کو زہر آلود کردیا۔ (۵) آہ! اس زرخیز زمین کے ہر حصّے میں سے زہر پھوٹ رہا ہے اور بالشت بالشت تک تو یہ زمین خون سے سُرخ ہوگئی اور فُٹ فُٹ تک اس پہ خدا کا قہر نازل ہوگیا (۶) مسموم ہوا جنگلوں تک پھیل گئی اور اس زہریلی ہوا نے عشق و محبت کی صدا سُنانے والی بنسریوں کو زہریلے سانپ بنا دیا۔ (۷) پہلے ڈنک (واقعات ضلع راولپنڈی) پر ہی مداری اپنا منتر بھول گئے۔ اور دوسرے ڈنک سے (واقعات مشرقی پنجاب) ہر شخص پر زہر کا اثر ہوگیا۔ (۸) اس زہر کے باعث حق و صداقت کی آواز بلند کرنے والے لوگوں کے مُنہ پر تالے لگ گئے اور ہر شخص پر زہر کا اثر ہوگیا۔ چنانچہ اس زہر کے باعث آناً فاناً تمام پنجاب کا رنگ نیلا پڑ گیا۔ (۹) آہ! گلیوں کی نوجوان لڑکیوں کے گیت بند ہوگئے۔ چرخے کی تکلیوں سے تار ٹوٹ گئے سہیلیاں اپنے جھرمٹ سے بکھر گئیں اور چرخے کی گھوں گھوں کی آواز ختم ہوگئی۔ (۱۰) جس طرح ہیر کے زمانے میں ایک دشمن لڈن نے ہیر اور رانجھا کو نقصان پہنچایا۔ آج پنجاب کے دشمنوں نے مع ساز و سامان کے ہماری کشتی غرق کردی اور جھولے مع درختوں کی ڈالیوں کے درختوں سے گر گئے۔ (۱۱) وہ بنسریاں خاموش ہوگئیں۔ جو عشق و محبت کے نغمے گاتی تھیں۔ اور رانجھے کے ہم وطن و ہم مشرب اپنی راہ اور وضع بھول گئے (۱۲) زمین پر خون کی بارش ہو رہی ہے۔ قبروں میں سے خون ٹپک رہا ہے اور محبت کی شہزادیاں آج قبروں کے اندر خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ (۱۳) آج سب ہی ایک دوسرے کے دشمن اور حُسن و عشق کی جان لینے والے پیدا ہوگئے! آج کہاں سے ایک نئے وارث شاہ کو ڈھونڈ کر لائیں۔ (۱۴) اے وارث شاہ! تو ہی قبر میں سے اُٹھ کھڑا ہو اور عشق کی کتاب کا کوئی نیا ورق کھول کر پیار و محبت کے نئے باب کا آغاز کر۔

مرد کی صِفات

مرد سیس پر نوے مرد بولی پہچانے

جھکے

مرد کھلائے کھائے مرد چنتا نہیں مانے

فکر

مرد دے اور لے مرد کو مرد بچاوے

بچائے

گاڑھے سنکر لے کام مرد کے مرد ہی آوے

سخت مصیبت

پُنی مرد اُن ہی کو جانیئے دُکھ سُکھ ساتھی درد کے

ثواب والا

بیتاؔل کہے وکرم سُنو لچّھن ہیں یہ مرد کے

صفات

ترجمہ :- مرد وہ ہے جو بزرگوں کے سامنے اپنا سر جھکائے۔ جو اپنی بات کا پاس رکھے اور بھوکوں کو کھلا کر خود کھائے۔ فکر کرنا مرد کا کام نہیں۔ وہی مرد ہوتا ہے جو حاجت مند کو دے اور نیک نامی حاصل کرے۔ مرد ہی کو مرد مشکل سے بچاتے ہیں اور سخت مصیبت کے وقت مرد ہی مرد کی امداد کیا کرتے ہیں اور پھر مرد کہلانے کے حق دار وہ ہیں جو رنج و راحت اور مفلسی و امیری ہر حالت میں ساتھ دیں۔ بیتاؔل کہتا ہے۔ مرد کی یہ صفات ہیں اور جن میں یہ صفات نہ ہوں اُن کو مرد نہیں بلکہ بُزدل کہنا چاہیئے۔

احمق

بُدّھی بِن کرے بیوپار درشٹی بِن ناؤ چلاوے

عقل بغیر دیکھے بغیر کشتی چلائے

سُر بِن گاوے گیت ارتھ بِن ناچ نچاوے

راگ بغیر گائے ساز بغیر نچائے

گُن بِن جائے ودیس عقل بِن چتر کہاوے

قابلیت بغیر پردیس بغیر ہوشیار

بَل بِن باندھے یُدھ ہونس بِن ہیت جتاوے

طاقت بغیر جنگ خواہش بغیر محبت جتائے

اَنّ اِچھا اِچھا کرے اَنّ دیٹھی باتاں کہے

بغیر خواہش خواہش بغیر دیکھے باتیں

بیتاؔل کہے وکرم سُنو یہ مُورکھ کی جات ہے

ترجمہ :- احمق وہ ہے جو واقفیت نہ رکھتے ہوئے تجارت کرتا ہے۔ جو بغیر دیکھے چاہتا ہے کہ وہ کشتی چلائے۔ جو سُر تال سے واقف نہیں لیکن گانے کی خواہش رکھتا ہو اور بغیر سازوں کے ہی ناچ سے لطف اندوز ہونا چاہتا اور جس میں کسی قسم کی قابلیت نہ ہو اور پردیس جانے کی تمنا کرے۔ اپنے آپ کو چالاک اور ہوشیار ظاہر کرے لیکن ہو کم عقل۔ جو دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکتے ہوئے بھی اس سے مصروفِ جنگ ہو جائے اور اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ آیا دوسرا شخص اس میں دلچسپی رکھتا ہے یا نہیں اپنی محبت کا اظہار کرے۔ ایسے کام کی خواہش رکھنے والا جسے کرنے کی اُس میں قابلیت نہ ہو احمق ہے۔

موت باعثِ مسرّت

مرے بیل گریار مرے وہ اڑیل ٹٹو

(گریار: لاغر۔ کمزور — اڑیل: ضدی — ٹٹو: گھوڑا)

مرے کرکسا ناری مرے وہ خصم نکھٹو

(کرکسا ناری: بدچلن عورت — خصم: شوہر — نکھٹو: بیکار)

باہمن سو مرے جائے ہاتھ لے مدرا پیاوے

(باہمن: برہمن — سو: وہ — مدرا: شراب — پیاوے: پلائے)

پُوت وہی مرجائے جو کُل میں داغ لگاوے

(پُوت: بیٹا — کُل: خاندان — لگاوے: لگائے)

اور بے نیائے راجہ مرے تبھی نیند بھر سوئیے

(نیائے: انصاف)

بیتال کہے وکرم سُنو اتیے مرے نہ روئیے

ترجمہ :- لاغر اور کمزور بیل۔ قدم قدم پر ضد کرنے والا اڑیل گھوڑا۔ بدچلن عورت۔ اور نکما خاوند۔ یہ سب جتنی جلدی مرجائیں اتنا ہی بہتر ہے۔ ایسے برہمن کو جو اپنے ہاتھ سے شراب پلائے یا خود پیئے مرجانا چاہیئے۔ اور اپنے خاندان کی عزّت پر بٹّہ لگانے والے بیٹے کی موت اُس کی زندگی سے بہتر ہے۔ بے فکری اور آرام کی نیند بے انصاف حاکم کے مرجانے سے ہی میسر آسکتی ہے۔ بیتال کہتا ہے اے وکرم ان سب کے مرجانے پر رونا نہیں چاہیئے۔ دوسرے الفاظ میں ان کی موت خوشی کا باعث ہے۔

داتن کرنے کا باعث

(۱) ہیٹھ بروٹے دے داتن کرے کنواری
نیچے پیڑ کے دتون

(۲) داتن کیوں کردی دند چٹے کرن دی ماری
کرتی دانت سفید کرنے کے لئے

(۳) دند چٹے کیوں کردی سوہنی بنن دی ماری
دانت سفید کرتی حسین بننے کے لئے

(۴) سوہنی کیوں بندی پریت کرن دی ماری
حسین بنتی محبت کرنے کے لئے

ترجمہ :۔ (۱) کنواری حسینہ پیڑ کے سایہ میں بیٹھ کر دتون کر رہی ہے۔ (۲) یہ دتون کیوں کرتی ہے۔ اپنے دانتوں کو سفید کرنے کے لئے۔ (۳) اپنے دانتوں کو سفید کیوں کرتی ہے۔ حسین بننے کے لئے (۴) حسین بننے کی کیوں کوشش کر رہی ہے۔ محبت کرنے کے لئے۔

زبان

جیبھی یوگ ارو بھوگ جیبھی بہو روگ بڑھاوے
زبان ریاضت اور عیش و آرام زبان بہت مرض بڑھائے

جیبھی کرے اُدیوگ جیبھی لے قید کراوے
زبان ہمت زبان کرائے

جیبھی سورگ لے جائے جیبھی سب نرک دکھاوے
زبان بہشت زبان دوزخ دکھائے

جیبھی ملاوے رام جیبھی سب دیہہ دھراوے
زبان جسم رکھے

رنج جیبھی اوٹھ ایکاگر کری بانٹ سہارے تولیئے

اپنی زبان ہونٹ اکٹھی کرکے ترازو

بیتاؔل کہے وکرم سُنو جیبھی سنوارے بولیئے

زبان سنبھال کر

ترجمہ :۔ انسان زبان کا چٹخارہ نہ لے کر ریاضت کرسکتا ہے اور چٹخارے لے کر عیش و آرام بھی حاصل کرسکتا ہے۔ زبان کا چسکا پڑ جانے پر انسان کئی قسم کے امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جوشیلی تقریر کاہل سے کاہل اور نکمّے سے نکمّے انسان میں بھی ہمت پیدا کر دیتی ہے۔ بدکلام شخص ایک نہ ایک دن ضرور جیل کی ہوا کھاتا ہے۔ سچے انسان کو بہشت میں اور جھوٹ بولنے والے کو دوزخ میں جگہ ملتی ہے۔ عابد ہی خدا کو پاتے ہیں سارے جسم کا انحصار ہماری زبان پر ہی ہے۔ بیتاؔل کہتے ہیں زبان کو دونوں ہونٹوں کے درمیان اکٹھی کرکے بات کو پہلے تول کر اور پھر سنبھل کر بولنا چاہیئے۔ یعنی پہلے تولو اور پھر بولو۔

روپیہ

ٹکا کرے کُلھول ٹکا مردنگ بجاوے

روپیہ ہرکام روپیہ شادیانے بجائے

ٹکا چڑھے سُکھپال ٹکا سر چھتر دھراوے

روپیہ عیش و آرام روپیہ تاج پہنائے

ٹکا مائے ارو باپ ٹکا بہن کو بھیّا

روپیہ ماں اور روپیہ

ٹکا ساس ارو سُسر ٹکا سر لاڈ لڈیّا

روپیہ اور روپیہ پیار عزیز

اب ایک ٹکے بِن ٹکٹکا رہت لگائے رات دن

روپیہ بغیر ٹکٹکی رہتا ہے

بیتاؔل کہے وکرم سُنو دھگ جیون اک ٹکے بِن

زندگی قسمت روپیہ بغیر

ترجمہ :۔ دنیا میں دولتمند انسان ہر کام کر سکتا ہے اور اس کے ہاں ہمیشہ شادیانے بجتے ہیں۔ اُسے ہر قسم کا عیش و آرام مل سکتا ہے اور حکومت کا تاج بھی امیروں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ جس کے پاس دولت ہے اس کے والدین اسے اپنا بیٹا۔ بہنیں اور بھائی۔ ساس اور سُسر داماد اور لواحقین۔ اپنا عزیز کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ انسان حصول زر کے لئے دن رات ٹکٹکی لگائے رہتا ہے۔ بیتال کہتے ہیں کہ افلاس کی حالت میں زندگی ایک لعنت ہے۔

محبّت

پریتم ایسی پریت کر جیوں نِشی چندا ہیت

محبوب — محبت — جیسے — رات — چاند — کے لئے

چندا بِن نِشی سانوری نِش بِن چندا شویت

چاند — بغیر — رات — کالی — رات — بغیر — چاند — سفید

ترجمہ :۔ حسینہ اپنے محبوب سے کہتی ہے۔ اے محبوب اگر محبت کرنی ہو تو ایسی کر جیسے رات اور چاند میں محبت ہے۔ جب تک چاند دکھائی نہیں دیتا رات جُدائی کے صدمہ میں کالی چادر اوڑھے غمگین رہتی ہے اور جب تک چاند کو رات دکھائی نہیں دیتی وہ پژمردہ اور پھیکا پڑا رہتا ہے۔ وہ صرف رات کے وقت ہی اپنی محبوبہ کے پاس کھلتا اور چمکتا ہے۔

جُدائی کا صدمہ

کال ہی ساجن جائیں گے کہت بھنت سب کوئے

کل — محبوب — کہہ رہے ہیں — کوئی

سیّاں ایسی رین کر کبھوں دِوس نہ ہوئے

محبوب — رات — کبھی بھی — دن — نکلے

ترجمہ :۔ حسینہ کہیں سے سُن آئی کہ کل صبح ہی پریتم پردیس چلے جائیں گے۔ وہ اتنا بڑا صدمہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ دوڑی دوڑی ساجن کے پاس گئی اور کہنے لگی۔ اے محبوب! آج کی رات ایسی ہو کہ دن نکل ہی نہ سکے تاکہ میں تم سے جدا نہ ہو سکوں۔

جُدائی کا غم

گون سمے اچرا گہیو چھاڈ کہیو سُجان
وداع وقت کنارا پکڑ لیا چھوڑ کہا پریتم

پریم پیارے سُن پہم اچرا تجوں کہ پران
پہلے کپڑے کا کنارا چھوڑوں زندگی

ترجمہ :- پریتم پردیس جارہے ہیں۔ وداع ہوتے وقت محبوبہ نے پریتم کے کپڑے کا کنارا پکڑ لیا اور جانے سے روکنے لگی۔ پریتم کو دیر ہورہی تھی اُس نے کپڑا چھوڑنے کے لئے کہا۔ محبوبہ جدائی کے صدمہ سے تڑپ اُٹھی۔ اور کہا۔ اے پریتم! پہلے میری بات سنو۔ میں کپڑا چھوڑوں یا جُدائی کے غم میں جان دے دوں۔ کیونکہ تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی۔

آنسو

(۱) روک تھکیا نہ سکیا سنبھال ہنجوں
تھک گیا سکا رُکے آنسو

خون وچ رنگے ہوئے نکلے نے لال ہنجوں
میں ہیں سُرخ آنسو

(۲) سُکے نال سُکدے نہیں بدلاں تے ٹھکدے نہیں
خُشک سے سوکھتے بادلوں پر تھوکتے

اکّو جیہے وگدے نے ہاڑ تے سیال ہنجوں
ایک جیسے بہتے ہیں گرمیوں اور سردیوں آنسو

(۳) غماں دی ہنیری نال بیراں وانگوں جھڑ پیں
غم کی آندھی سے بیر طرح گر پڑیں

اُنج تے ہیں چھاپیاں وچ رکھے ہوئے نے پال ہنجوں
ویسے ... ہیں آنسو

(۴) لگن جیویں جھمنی نوں پھٹیاں کپاہ دیاں

لگیں جس طرح پلکوں کو ڈوڈے کپاس کی

چھمبڑے نے اِنج میری جھمنی دے نال ہنجوں

چمٹے اس طرح پلکوں کے ساتھ آنسو

(۵) رُٹھا ہویا یار میرا جھٹ پٹ من پیا

روٹھا ہوا محبوب فوراً مان گیا

جوہریاں دے پُت جدوں بن گئے دلال ہنجوں

جوہری کے بیٹے جب آنسو

(۶) موتی دِتّے یار نُوں میں مُنہ دی دکھالنی دے

دیئے محبوب کو کی دکھانے کے

دیکھ لیتا مُکھ اوہدا اوس نوں وکھال ہنجوں

لیا چہرہ اُس کا اُس کو دکھا آنسو

(۷) دوتیاں دے ہِک وچ گولیاں دے وانگ وجّے

رقیبوں کی چھاتی میں گولیوں کی طرح لگے

پونجھے جدوں اوس نے دوپٹڑے دے نال ہنجوں

پونچھے جب اُس ڈوپٹہ کے ساتھ آنسو

ترجمہ :۔ میں آنسوؤں کو روکتا رہا مگر وہ نہ رُکے ۔میری آنکھوں سے خونیں آنسو نکل ہی پڑے ۔(۲) خشک کرنے سے بھی خشک نہ ہوئے اور گرمی ہو یا سردی بادلوں سے زیادہ بہتے چلے جا رہے ہیں (۳) غم کی آندھی سے آنکھوں سے اس طرح گرے جیسے بیری کے درخت سے بیر حالانکہ میں نے ان کو پردہ میں چھپا رکھا تھا (۴) جسطرح کپاس صاف کرنیوالی لکڑی کو صاف کرتے وقت کپاس کے ڈوڈے لگ جاتے ہیں ۔میری پلکوں کو اس طرح ہی آنسو چمٹ جاتے ہیں (۴) میرا روٹھا ہوا محبوب فوراً مان گیا جب میرے آنسوؤں نے جوہریوں کے دلال کا کام کیا (۶) میں نے اپنے محبوب کو رُونمائی میں آنسو دیئے اور جب میں نے آنسو بہائے تو اُس نے اپنا مُنہ دکھا دیا۔ (۷) رقیبوں کی چھاتی پر ان آنسوؤں نے گولی کا سا کام کیا ۔جب حسینہ نے اپنے دوپٹہ سے میرے سامنے اور میرے

کہنے پر اپنے آنسو پونچھ لئے۔

کیوڑہ کی صفات

کیوڑے تجھ میں تین گُن رنگ روپ اور باس
صفات حُسن خوشبو

اوگن تجھ میں کیا بھیو جو بھورنہ بیٹھے پاس
نقص ہے بھنورا

ترجمہ:۔ شاعر کیوڑے سے پوچھتا ہے۔ کیوڑے تم میں تین بہت ہی اچھی صفات ہیں۔ تمہارا رنگ بہت اچھا ہے۔ تم خوبصورت ہو اور تم میں خوشبو ہے۔ پھر بھنورا تمہارے قریب کیوں نہیں آتا۔ تم میں کیا نقص ہے۔

کیوڑے کے نقائص

بھنورا لوبھی پھُول کا کلی کلی سے باس
لالچی خوشبو

ہر جائی اس متّر کو کون بٹھائے پاس
دوست

ترجمہ:۔ بھنورا پھول کا لالچی ہے۔ اس کو صفات سے کیا غرض۔ یہ کلی کلی کے پاس پھر کر اس کی خوشبو حاصل کرتا ہے۔ اس ہر جائی کو کون پاس بٹھائے۔

تونبہ اور حسینہ

سُن تونبے اگیان کے کون یتن تیں کین
بے علم کوشش تونے کی

اُس گوری کے بدن پہ بیٹھ بیٹھ رس لین
حسینہ لطف لیتا ہے

ترجمہ :- اے تاروں والے بے علم اور جاہل تو نے یہ تو بتا تو نے زندگی میں کیا مشقت۔ محنت اور کوشش کی کہ اس حسینہ کے بدن پر بیٹھ کر لطف لیتا ہے۔

تونبہ کی قربانی

جنگل تجیو بیلا تجیو تجیو سارا سنگ

چھوڑا بیابان چھوڑا چھوڑا ساتھی

سیس کٹا آگے دھریو تب لاگیو انگ سے انگ

سر رکھا لگا جسم جسم

ترجمہ :- جنگل چھوڑا۔ بیابان چھوڑا اور اپنے تمام ساتھی چھوڑ دیئے۔ اپنے سر کو کٹوا کر حسینہ کے آگے دھر دیا۔ تب حسینہ کے جسم کے ساتھ لگنا نصیب ہوا۔

ناکامی کا سبب

(۱) اوس پنڈ نوں جندرے وج جاندے

اُس گاؤں کو قفل لگ جاتے

جتھے ہووندا ٹھیک وبہار ناہیں

جہاں ہوتا لین دین نہیں

(۲) اُتھّے جاوندا او مکان چھیتی

جاتا وہ جلدی

نیک جہدے وچ وسدی نار ناہیں

جس میں رہتی عورت نہیں

(۳) اوس پُت دا سوردا نہیں اگا

اُس بیٹے کا سنورتا مستقبل

جنھوں ماپیاں نال پیار ناہیں

جس کو والدین ساتھ نہیں

(۴) اوس دیش دا کدی نہیں بھلا ہُندا

اُس کا کبھی ہوتا

جتھے گورو دا ہُندا ستکار ناہیں

جہاں استاد کا ہوتا عزّت نہیں

ترجمہ :- جس گاؤں یا شہر میں لوگ دیانتداری کے ساتھ کاروبار نہیں کرتے وہ گاؤں برباد ہو جاتا ہے اور اس کی دکانوں کو تالے لگ جاتے ہیں۔ (۲) وہ گھر برباد ہو جاتا ہے جس میں نیک عورت نہ رہتی ہو۔ (۳) اُس بیٹے کا مستقبل کبھی شاندار نہیں ہو سکتا جسے اپنے والدین کے ساتھ محبت نہ ہو۔ (۴) وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا جہاں اُستاد کا مناسب احترام نہیں کیا جاتا۔

خدا کی تلاش

(۱) موت کی اے؟ حوصلہ چھڈ دینا

کیا ہے چھوڑ

جیون کی اے؟ مرنا لڑائی اندر

زندگی کیا ہے میں

(۲) سورگ کی اے؟ ساجن دے کول رہنا

جنّت کیا ہے محبوب کے قریب

نرک کی اے؟ رونا جُدائی اندر

دوزخ کیا ہے میں

(۳) بدی کی اے؟ کسے نوں دُکھ دینا

کیا ہے کسی کو

نیکی ترڑفنا پیڑ پرائیٔ اندر

ترڑپنا مصیبت میں

(۴) گُفا وِچ گرداب کی لبھنا ایں؟

گوشہ تنہائی میں کیا ڈھونڈنا ہے

جا ڈھونڈھ خُدا خُدائیٔ اندر

تلاش خلقت میں

ترجمہ :- (۱) موت کیا ہے؟ پست ہمتی اور ترک عمل۔ زندگی کیا ہے؟ مسلسل جد و جہد وسعی پیہم (۲) جنّت کیا ہے؟ قربت محبوب۔ دوزخ کیا ہے؟ گریۂ فراق۔ (۳) بدی کیا ہے؟ دلآزاری و ایذا رسانی۔ نیکی کیا ہے؟ دوسروں کے ساتھ دُکھ سُکھ میں شریک ہونا۔ (۴) اے شاعر گوشۂ تنہائی میں کیا ڈھونڈ رہا ہے۔ خدا تجھے خدمتِ خلق سے ملے گا نہ کہ گوشہ نشینی سے۔

سخاوت

(۱) چِڑی چونچ بھر لے گئی رتی نہ گھٹیو نیر

چڑیا کم ہوا پانی

دان دیئے دھن نہ گھٹے کہہ گئے بھگت کبیر

سخاوت دولت

(۲) دیہہ دھرے کا پھل یہی دیہو دیہو کچھو دیہو

جسم خاکی پانے مقصد دو دے دو کچھ سخاوت کرو

بہوری دیہی نہیں پایئے اب کی دیہو سو لیہو

بار بار جسم اس بار دوگے وہی لوگے

(۳) جو جل باڑھے ناؤ میں گھر میں باڑھے دام

جیسے پانی بڑھے کشتی بڑھیں دولت۔ زر

دونوں ہاتھ اُلیچئے یہی سجن کو کام

پھینکیئے عقلمند

(۴) رِتُو بسنت یاچک بھیا ہرشی دئیے دُرم پات

موسم بہار بھکاری ہوا خوشی سے درخت پتّے

تاتے نَو پلّو بھئے دِیا دُور نہیں جات

اُس سے نئے پتّے ہوئے جاتا

ترجمہ :- (۱) بھگت کبیر کہتے ہیں جس طرح بھرے ہوئے تالاب میں سے چڑیا کے پانی کا ایک قطرہ پینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اُسی طرح سخاوت کرنے سے بھی دولت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ (۲) اے انسان! تیرے اس جسم خاکی کے پانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ تو اپنی نیک کمائی سے غریبوں اور محتاجوں کو دیتا رہے۔ یہ جسم بار بار نہیں ملا کرتا۔ جو اس زندگی میں دے گا وہی اگلی دنیا میں لے گا۔ (۳) اگر کشتی میں پانی زیادہ ہو جائے یا گھر میں دولت کی افراط ہو جائے تو عقلمند انسان کو چاہیئے کہ وہ ان دونوں چیزوں (پانی اور دولت) کو دونوں ہاتھوں سے باہر پھینک دے ورنہ ان دونوں (کشتی اور گھر) کے ڈوب جانے کا خدشہ ہے (۴) موسم بہار بھکاری بن کر درختوں کے پاس آیا تو انھوں نے خوشی سے اسے سارے پتّے اُسے دے دیئے۔ اُس کے بعد اُن درختوں میں نئے پتّے آگئے۔ دیا ہوا کہیں نہیں جاتا یعنی سخاوت کا پھل بہت جلد مل جاتا ہے۔

محبوب اور آنسو

(۱) پُچھ رہی ساں سیاں کولوں

پوچھ تھی سہیلیوں سے

میرے سجن کِتھے رہ گئے

محبوب کہاں

(۲) اپنی تِکھی پِیڑ ہجر دی

اتنی تیز درد جدائی کی

کِس جگرے نال سہہ گئے

(۳) کجلی اکھ دی تاروں ٹُٹ کے

کاجل والی آنکھ کی ٹوٹ

دو ہنجوآں دے ٹیپے

آنسوؤں کے قطرے

(۴) وِچھڑ گئے تیرے ساجن ایداں

جُدا ہوئے محبوب اس طرح

جاندے جاندے کہہ گئے

جاتے جاتے

ترجمہ :۔ حسینہ اپنی سہیلیوں سے پوچھ رہی تھی کہ اُس کے محبوب کہاں رہ گئے۔ (۲) وہ جدائی کے درد کو بہت بُری طرح محسوس کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کس حوصلہ کے ساتھ غمِ مفارقت کو برداشت کیا ہوگا۔ (۳) سہیلیوں سے حسینہ جب یہ پوچھ رہی تھی تو فورِ غم کے باعث رونے میں اس کی کاجل والی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور آنسوؤں کے تاروں سے منقطع ہوکر آنسوؤں کے دو قطروں نے حسینہ سے کہا۔ (۴) تیرے محبوب اس طرح جُدا ہوگئے جس طرح ہم آنکھوں سے جُدا ہو رہے ہیں۔ اور تیرے محبوب تیرے لئے یہی پیغام چھوڑ گئے۔

چھوٹا اور بڑا

رحمٰن دیکھ بڑین کو لگھو نہ دیجئے ڈار

رحیم بڑا چھوٹا ڈال

جہاں کام آوے سوئی کہا کرے تلوار

آئے کیا

ترجمہ :۔ جس مقام پر سوئی کا کام ہوتا ہے وہاں تلوار کیا کر سکتی ہے؟ اسی طرح سے جہاں چھوٹا آدمی کام آتا ہے وہاں بڑا آدمی کیا کر سکتا ہے۔ (امیر کے روبرو مہتر کو کم مت سمجھو۔ کیونکہ جو کام مہتر کر سکتا ہے وہ امیر نہیں کر سکتا)

نیکی اور بدی

جو تو کو کانٹا بوئے تاہ بوئے تو پھول

تجھے ، بوئے اُسے

تو کو پھول کے پھول ہیں وا کو ہیں ترسول

تجھے اُس کانٹا

ترجمہ :- جو شخص تمہارے ساتھ بدی کرے تم اس کے ساتھ بھی نیکی کرو۔ کیونکہ قانونِ قدرت کے مطابق نیکی کرنے والے کو نیک اور بدی کرنے والے کو بُرا معاوضہ ملتا ہے۔

حسینہ کی آنکھ

نینا بڑے بچتر ہیں شیتل سُکھد اشوک

آنکھیں عجیب ٹھنڈے آرام دہ بے خوف

مم پیارے کے نین میں جھولیں تینوں لوک

میرے آنکھ تین دُنیا

ترجمہ :- حسینہ کی آنکھیں عجیب ہیں۔ اُن میں ٹھنڈک ہے۔ راحت ہے۔ بے خوفی ہے۔ گویا یہ تینوں دنیا اس کی آنکھوں کے اندر جھول رہی ہیں۔

چاند اور حسینہ

پیپل پتّہ سِر دھرے آتے تھے سُکھ کند

درخت رکھے آرام گھر

کیا پتّوں کی آڑ میں چھُپ سکتا ہے چند

اوٹ چاند

ترجمہ :- دیہاتی حسینہ شام کے وقت جنگل سے پیپل کے پتّے بکریوں کے لئے سر پر رکھے گھر آرہی

تھی۔ مجھے دیکھ کر اُس نے اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لیا مگر تتّوں کے پردے سے کہیں چاند چھپ سکتا ہے۔ میں نے اُسے فوراً پہچان ہی لیا۔

معشوق کی خوبصورتی

راجہ آجا گود میں لوں مُکھ منڈل چُوم

(معشوق — چہرہ)

آج تمھارے رُوپ کی تین لوک میں دھُوم

(خوبصورتی — دُنیا — شہرت)

ترجمہ:۔ میرے معشوق! تو میری گود میں آکر بیٹھ تاکہ میں تیرے چہرہ کا بوسہ لے سکوں۔ میرے معشوق! تو اس قدر حسین ہے کہ آج تیری خوبصورتی کا چرچا کُل دُنیا میں ہے۔

تُرش کلامی

کھیرے کا سر کاٹ کر بھر دو نمک بنائے

(اچھی طرح)

رحمن کڑوے مُکھن کو چاہی یہی سزائے

(مُنہ — سزا)

ترجمہ:۔ رحیم کہتے ہیں کہ تُرش کلامی کرنے والوں کو کھیرے والی سزا دینا چاہیئے۔ چونکہ کھیرے کا مُنہ کڑوا ہوتا ہے اس لئے اس کو کاٹ کر اُس میں نمک بھرا جاتا ہے۔

اچھی خصلت

جو رحیم اوتم پرکرت کا کر سکے کُسنگ

(بُری صحبت)

چندن بِش بیاپت نہیں لپٹے رہت بھجنگ

(اچھی — عادت — کیا — سانپ)

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں کہ جو لوگ اچھی عادت والے ہوتے ہیں وہ اگر کبھی بُری صحبت میں پڑ بھی جائیں تو اُن پر بُرائی اثر نہیں کر سکتی جیسے چندن کے درخت میں سانپ لپٹے رہتے ہیں مگر اُس میں زہر اثر نہیں کرتا۔

مشق

یہ رحیم نج سنگ لے جنمت جگت نہ کوئے

اپنے ہمراہ جنم لیا دُنیا کوئی

بیر، پریت، ابھیاس، جس ہوت ہوت ہی ہوئے

دشمنی محبت مشق تعریف ہوتے ہوتے ہوتی ہے

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں۔ دُنیا میں یہ چار چیزیں کوئی اپنے ہمراہ لے کر پیدا نہیں ہوتا (۱) دشمنی۔ (۲) دوستی (۳) مشق اور (۴) ناموری۔ یہ چاروں مشق سے پیدا ہو سکتی ہیں۔

دو سوال

کاہے نیمی کڑوی لاگے کاہے دیت شیتلی چھانہہ

کیوں نیم لگے کیوں دیتا ٹھنڈی سایہ

کاہے بھائی بیری لاگے کاہے ہوت داہنی بانہہ

کیوں دشمن لگے کیوں ہوتا دایاں بازو

ترجمہ :- کس موقع پر نیم کڑوی لگتی ہے اور کس موقع پر ٹھنڈک دیتی ہے۔ کس موقع پر بھائی دشمن معلوم دیتا ہے اور کس موقع پر وہ دایاں ہاتھ بنتا ہے۔

دو جواب

کھائے نیمی کڑوی لاگے بیٹھے دیت شیتلی چھانہہ

چکھنے سے نیم لگے دیتا ٹھنڈی سایہ

دھن میں بھائی بیری لاگے رن میں ہوت داہنی بانہہ

دولت دشمن لگے جنگ ہوتا دایاں بازو

ترجمہ :- اگر نیم کو چکھا جائے گا تو وہ کڑوی معلوم ہوگی اور اگر اس کے سایہ میں بیٹھا جائے تو وہ تازگی اور ٹھنڈک عطا کرے گی۔ اسی طرح دولت کی تقسیم کے وقت بھائی دشمن معلوم دیتا ہے مگر وہی بھائی میدان جنگ میں دایاں ہاتھ بن جاتا ہے۔

اچھے خاندان سے دوستی

تلسی بانہہ اصیل کی ڈھوکے سے چھُو جائے
(ہاتھ)

آپ نبھاوے جنم بھر لڑکوں سے کہہ جائے
(قائم رکھتا ہے — زندگی — تاکید)

ترجمہ :- خاندانی آدمی کی دوستی کی کیا بات ہے۔ وہ خود تو تازیست اپنی دوستی قائم رکھتا ہے اور مرتے وقت اپنے بال بچوں کو تاکید کر جاتا ہے کہ میرے دوست کے ساتھ میل مروت رکھنا۔

راجہ بھوج اور چور

راج ۔ پاٹ ۔ رانی ۔ محل ۔ دھن اتھاہ گھر مانہہ
(سلطنت — دولت — بے شمار — میں)

نام بھوج راجہ میرا آنکھ بند کچھ نانہہ
(مرنے پر — نہیں)

ترجمہ :- صبح کا وقت تھا۔ راجہ بھوج ایک دوہا کہہ رہے تھے مگر دوہا مکمل نہ ہوتا تھا کیونکہ تین مصرعوں میں تمام مطلب آچکا تھا۔ راجہ کے کمرے کے پاس والے کمرے میں ایک چور کھڑا تھا۔ جب کئی مرتبہ راجہ اپنے دوہے کے تین مصرعے دوہرا چکے تب چور سے نہ رہا گیا فوراً چوتھا مصرعہ عرض کیا یعنی سب کچھ تو ہے مگر جہاں آنکھ بند ہوئی پھر کچھ بھی نہیں۔ راجہ بہت خوش ہوا۔ دریافت کیا کہ کون ہے ؟ جواب ملا کہ چور۔ راجہ نے پوچھا کہ تم کو کیا سزا دی جائے۔ اس نے کہا کہ میں چور ضرور ہوں مگر آپ کا کچھ لیا نہیں دیا ہے۔ آپ کی فکر دُور کر دی اور آپ کا دوہا مکمل ہو گیا۔ راجہ نے ایک لاکھ روپیہ دے کر اس کو رخصت کیا اور چوری کرنے سے منع کر دیا۔ چور بعد میں ایک مشہور شاعر ہوا۔

بے غرض محبّت

جال پڑے جل جات بہہ تج مین کو موہ

پانی جاتا چھوڑکر مچھلی کی محبت

رحمن مچھلی نیر کو تئو نہ چھوڑت چھوہ

پانی کا توبھی چھوڑتی محبت

ترجمہ :- جب جال ڈالا جاتا ہے تو پانی نکل جاتا ہے اور وہ مچھلی کی محبت میں ٹھہرتا نہیں اور مچھلی پانی کی محبت سے محروم نہیں ہوسکتی۔ پانی کی جدائی برداشت نہ کرکے اپنی جان دے دیتی ہے۔

ٹھگو مت ٹھگاؤ

کبیرا آپ ٹھگائیے اور نہ ٹھگئے کوئے

کبیر دوسرا کوئی

آپ ٹھگے سُکھ ہوت ہے اور ٹھگے دُکھ ہوئے

ہوتا ہوتا

ترجمہ :- کبیر صاحب کہتے ہیں۔ تم کسی کو مت ٹھگو اور اگر کوئی تم کو ٹھگ لے تو پرواہ مت کرو۔ کیونکہ تم نے کسی کو ٹھگ لیا تو اس کو دُکھ ہوگا اور دُکھ دینے کے معاوضہ میں تم کو دُکھ ملے گا۔ اور اگر کسی نے تم کو ٹھگ لیا تو اسکو سکھ ہوگا اور سُکھ پہنچانے کے عوض میں تم کو سُکھ ملے گا۔ اس لئے ٹھگا نا اچھا ہے۔ ٹھگنا اچھا نہیں۔

دل کی صفائی

صابن ملنا بیرتھ ہے جو من میل نہ جائے

دل بےکار

مین سدا جل میں رہے دھوے باس نہ جائے

مچھلی ہمیشہ پانی بُو

ترجمہ :۔ اگر دل میلا ہے تو بدن پہ صابن ملنا بے کار ہے ۔ مچھلی اپنے جسم کو دن رات پانی سے دھوتی ہے مگر اس کی بُو نہیں جاتی ۔

رحیم کی فیاضی

رُوٹھ گئے تو روٹھ لیں راجہ رام کریم

چِنتا کیا ہری ناتھ کو زندہ ابھی رحیم

تشویش

ترجمہ :۔ ایک نہایت غریب شاعر ہری ناتھ جہانگیر کے وزیر رحیم کے پاس گیا اور یہ دوہا سنایا ۔ کہ بادشاہِ وقت جہانگیر ۔ ہندوؤں کا رام اور مسلمانوں کا خدا سب میرے خلاف ہیں یعنی سب مجھ سے روٹھے ہوئے ہیں مگر مجھے فکر نہیں کیونکہ رحیم زندہ ہیں ۔ خانخاناں رحیم نے ایک لاکھ روپیہ انعام دیا ۔ شاعر ہری ناتھ اس روپیہ کی گٹھری کو سر پہ رکھ کر اور ایک ہاتھ اُس گٹھری سے لگائے خوش خوش اپنے وطن کی طرف چلے جا رہے تھے اس واقعہ کو سُن کر شیو ناتھ شاعر ہری ناتھ کے سامنے آیا اور بولا ۔

غریب شاعر کی فیاضی

مانگن ہو دو ہی بڑھے یا ہری یا ہری ناتھ

بھکاری　　وشنوجی

اُن بڑھ پگ اونچو کیو اِن بڑھ اونچو ہاتھ

وشنوجی　　قدم　　اونچا　　کیا　　ہری ناتھ　　اونچا

ترجمہ :۔ بھکاری کی حیثیت سے دو شخص ہی بڑے کہلائے ۔ ایک تو ہری یعنی وشنو بھگوان جو راجہ بلی کے گھر مانگنے گئے اور تین قدم میں ساری دُنیا ناپ لی ۔ انھوں نے اپنا قدم بڑھا دیا تھا ۔ مگر شاعر ہری ناتھ اپنا ہاتھ بڑھا کر بڑے ہوئے ہیں ۔ یہ سُنتے ہی ہری ناتھ شاعر نے سچ مچ اپنا ہاتھ اونچا کر دیا اور وہ گٹھری شیو ناتھ شاعر کو عطا کر دی ۔

نئی دُنیا کی تلاش

(۱) ایتھے روز بے دوش مریندے

اس جگہ ہر روز گناہ مارے جاتے

کوڈیاں اُتوں حُسن لُٹیندے

کوڑیوں پر لُوٹے جاتے

(۲) گل گل اُتے خون ہووندے

بات بات پہ ہوتے

پشوآں بدلے مردے بندے

جانوروں مرتے انسان

(۳) ونڈیاں تے نت نویں وکھیڑے

تقسیم پہ نئے جھگڑے

مذہباں خاطر جھگڑے جھیڑے

مذاہب فسادات

(۴) مندراں اتے مسیتاں اُتوں

مندروں اور مسجدوں پہ

تسبیح کرد بتیاں اُتوں

عبادت کرپان درگاہوں پہ

(۵) ایتھے خون بندیاں دا وگدا

یہاں انسانوں کا بہتا

چل سجنی ایتھے جیا نہیں لگدا

حسینہ یہاں دل لگتا

(۶) قومیت دے پردے تھلے

کے نیچے

روز کلیجے جاندے سلے

ہر روز دل جاتے گھائل

(۷) نازک دل ان کھڑیاں کلیاں

نہ کِھلی

بے دردی نال جاون ملیاں

ساتھ جائیں مسل دی جاتیں

(۸) محنت کش نے بھکھے مردے

محنت کرنے والے ہیں بھوکے مرتے

ویلڑھ بیٹھے عیشاں کردے

آرام طلب عیش کرتے

(۹) مارے جاندے رون نہیں دیندے

مارتے جاتے رونے دیتے

دو دل کٹھے ہون نہیں دیندے

اکٹھے ہونے دیتے

(۱۰) آ کوئی دنیا نویں وسائیے

نئی بسائیں

جتھے پیار دے وہن وگائیے

جہاں محبت کے دریا بہائیں

(۱۱) سانجھا خون ہووے ہر رنگدا
مشترکہ ہو رنگ کا

سجنی اوتھے جیا ہو لگدا
حسینہ وہاں دل ہوگا لگے گا

ترجمہ :- (۱) اس دنیا میں بے گناہ ہر روز مارے جاتے ہیں اور کوڑیوں پر حُسن لُٹائے جا رہے ہیں (۲) بات بات پر خون ہوتے ہیں۔ اور جانوروں کے بدلے انسان ہلاک کئے جاتے ہیں (۳) ملک کی تقسیم فسادات و فتنہ کا باعث ہے۔ مذاہب جھگڑوں اور خونریزی کا باعث ہیں۔ (۴) مندروں مسجدوں۔ تسبیح۔ کرپان اور درگاہوں۔ کے نام پر انسانوں کے خون بہتے ہیں۔ اے حسینہ چلو یہاں سے اس جگہ دل نہیں لگتا۔ (۵) قومیت اور مذہب کے نام پر ہر روز دلوں کو گھائل کیا جاتا ہے (۷) نازک دل اور ان کھلی کلیاں بے دردی کے ساتھ روندی جاتی ہیں (۸) محنت کش بھوکے مرتے ہیں۔ آرام طلب بغیر کام کے عیش کرتے ہیں۔ (۹) ظالم مارتے ہیں مگر رونے نہیں دیتے۔ اور نہ دو دلوں کو اکٹھا ہونے دیتے ہیں (۱۰) اے حسینہ آ کوئی نئی دنیا بسائیں جہاں عشق و محبت کے دریا بہا دیئے جائیں (۱۱) تمام انسانوں کا خون ایک سمجھا جائے اور اس میں رنگ و نسل کا فرق نہ ہو۔ ایسی جگہ دل لگ جائے گا۔ چلو وہاں چلیں۔

خدا اور حسینہ

اکرم کیا ہم نے کیا پوجی پریا انوپ
بُرا کام پرستش کی محبوبہ حسین

پریہ کا مُکھ دکھلات ہے ایشور مُکھ انروپ
محبوبہ چہرہ دکھلانا خدا چہرہ موافق

ترجمہ :- اگر میں نے حسینہ کی عبادت کی ہے تو کیا بُرا کیا؟ کیونکہ مجھے اس کے چہرہ میں خدا کا چہرہ نظر آتا ہے یعنی جب میں حسینہ کو دیکھتا ہوں تب مجھے خدا کی یاد آ جاتی ہے۔ اور بے اختیار یا اللہ کہہ دیتا ہوں۔

بھوں کا ارشاد

نہیں بُلاوے آپ خود نہیں کوئے بلوائے
آواز دے کسی سے آواز دلوائے

پریا بُلاتی ہے مجھے بھوہن سین چلائے

محبوبہ ابرو جُنبش

ترجمہ :- حسینہ نہ تو خود آواز دے کر مجھے بُلاتی ہے اور نہ کسی دوسرے کے ذریعہ آواز دلوا کر بُلواتی ہے بلکہ جب وہ چاہتی ہے اپنے ابرو کی جُنبش سے مجھے اندر بلا لیتی ہے۔

نیک نامی

تُلسے نج کیرت چہیں پر کیرت کو کھوئے

اپنی تعریف چاہتے دوسرے تعریف برباد کر کے

تنکے منہ مس لاگ ہے مٹے نہ مرمر دھوئے

اُن کے سیاہی لگتی مرکر بھی دھونے

ترجمہ :- تلسی داس جی فرماتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کی نیک نامی کو برباد کر کے اپنی تعریف چاہتے ہیں اُن کے مُنہ پر ایسی سیاہی لگتی ہے کہ وہ اُسے دھوتے دھوتے مر بھی جائیں تب بھی وہ دُور نہیں ہوتی۔

کمینہ فطرت

کھل جن کو ودّیا ملے دن دن بڑھے گمان

کمینہ آدمی علم روز روز غرور

بڑھے گرل جیوں بُھجنگ میں پیتا کیے پیہ پان

زہر جیسے سانپ جیسے دودھ کھایا

ترجمہ :- اگر کوئی کمینہ آدمی عالم ہو جائے تو روز بہ روز اُس میں غرور بڑھتا جائے گا۔ جیسے کالے سانپ کو اگر دودھ پلایا جائے تو اس میں زہر ہی بڑھے گا۔

انسانی جامہ میں حیوان

کام کرودھ مد لوبھ کی جب تک من میں کھان

عیاشی غصّہ غرور لالچ اجتماع

تب تک پنڈت مورکھو تلسے ایک سمان

بے وقوف / برابر

ترجمہ :- تلسی داس جی فرماتے ہیں - جب تک دل میں عیاشی - غصہ - غرور اور لالچ کا اجتماع ہے اُسے انسان نما حیوان ہی سمجھنا چاہیئے - کیونکہ یہ چاروں چیزیں صرف حیوانوں کے لیئے مخصوص ہیں -

---

عاشق کی تقدیر

پر یہ تم کو اُرلان کو ہم کہی بار سبار

محبوبہ / چھاتی سے لگانا / کہا / بار بار

نِج من تُم اُرلاوتے کھُلتا بھاگ ہمار

اپنے / دل / چھاتی سے لگاتے / تقدیر / ہماری

ترجمہ :- اے محبوبہ میں نے اپنی خواہش سے تمہیں کئی مرتبہ چھاتی سے لگایا ہے لیکن اگر ایک مرتبہ بھی تم اپنی چھاتی سے مجھے لگا لیتیں تو میری تقدیر کھُل جاتی -

---

حسینہ کے دانت

پر یہ کے چم چم دانت میں مسّی عجب بہار

حسینہ / چمکتے ہوئے

دیپ مالکا کی جمن دھارے دیپ ہزار

دیوالی / جمنا / لئے / چراغ

ترجمہ :- حسینہ کے چمکتے ہوئے دانتوں میں مسّی کی سیاہی عجب لطف پیدا کرتی ہے گویا کہ دیوالی کی رات کو جمنا میں چراغ تیرائے گئے ہیں -

---

حسینہ کی آنکھ

مندر دیکھا مسجد دیکھی دیکھا گرجا گھر

کہیں نہ دیکھی چھب ہے ویسی جیسی آنکھوں پر
نُور

ترجمہ:۔ حسینہ کی آنکھوں میں جو نُور ہے وہ نہ تو مندر میں نہ مسجد میں اور نہ گرجا میں۔

لکشمی

شری کو اُدّم کے بِنا کوئی پاوت ناہیہ
دولت محنت بغیر پاتا نہیں

لیا رتن یہ جتن سے سُرا سُرن دوھ ماہیہ
جواہر کوشش دیوتا راکشش سمندر میں

ترجمہ:۔ کہا جاتا ہے کہ جب دیوتا اور راکششوں نے سمندر کو متھا تب لکشمی جی (دولت کی دیوی) نمودار ہوئی تھیں۔ مطلب یہ کہ بغیر محنت اور کوشش کے دولت ہاتھ نہیں آتی۔

موسیقی کا عشق

کستوری والا ہرن سُنت بین سنگیت
سُن کر ترنم

جائے پھنسا تھا جال میں بولا دکھ ہے پریت
محبت

ترجمہ:۔ بین کی آواز سُن کر کستوری والا ہرن جال میں جا پھنسا تھا تب اس نے کہا کہ اگر میں موسیقی پر عاشق نہ ہوتا تو کیوں اس مصیبت میں مبتلا ہوتا۔

شریف اور رذیل

کہو رحیم کیسے نبھے کیر بیر کو سنگ
کیلا بیری ساتھ

وے رس ڈولیں آپنے اُنکے پھاٹیں انگ

وہ مزا ہلیں اپنے پھٹیں بدن

ترجمہ :- رحیم کہتے ہیں کہ کیلے اور بیری کی دوستی قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ ہوا کے جھونکے سے بیری ہلے گی تو اس کے کانٹوں سے کیلے کے پتے پھٹ جائیں گے ۔ یعنے شریف اور رذیل کی دوستی ناممکن ہے ۔

رازدار حسینہ

جو رحیم تن من دیو کیا ہیئے میں بھون

جسم دل دیا دل رہائش

تاسے سکھ دُکھ کہن کی رہی بات اب کون

اُس سے کہنا کونسی

ترجمہ :- جب عشق پہ جسم اور جان قربان کر دیئے اور حسینہ کو دل میں جگہ دے دی تو پھر دُکھ اور سکھ کا کیا سوال ۔

دفینہ کا سانپ

گورے گالن لٹکتا شیام زلف کا تاگ

رخسار کالے لٹ

مانو چھب کے بھانڈ پر بیٹھا کالا ناگ

گویا خوبصورتی برتن سانپ

ترجمہ :- حسینہ کے گورے رخسار پہ بالوں کی ایک لٹ لٹک رہی ہے ۔ یعنی خوبصورتی کے دفینہ پر کالے سانپ کا پہرہ ہے تاکہ کوئی اس دفینہ کو لے نہ جائے ۔

دُرست راستہ

تُلسے چاک کمہار کا مانگے دِیا نہ دیئے

تلسی چراغ دے

چھید میں ڈانڈا ڈال کر چھے ناند لے لیئے

سوراخ　　لکڑی　　خواہ　　لے لے

ترجمہ :- تلسی داس جی فرماتے ہیں۔ کمہار کا چاک مانگے سے ایک چراغ تک نہیں دیتا۔ اگر اس کے سوراخ میں لکڑی ڈال کر اسے چکر دیں تو اس سے چاہے ناند بنا لیجئے۔ چراغ کی بساط ہی کیا ہے۔

خوش آمدید

آوت ہی ہر کھے نہیں نینن نہیں سنیہہ

آتے　　خوشی　　آنکھوں　　محبت

تلسی تہاں نہ جایئے کنچن برسے مینہہ

وہاں　　سونا　　برسات

ترجمہ :- تلسی داس جی فرماتے ہیں۔ جہاں جانے پر خوش آمدید نہ کہا جائے اور جس جگہ آنکھوں میں محبت کی سرخی نہ ہو وہاں نہ جانا چاہیئے خواہ وہاں سونے کی بارش ہی کیوں نہ ہو۔

بادل سے التجا

دین بندھ گھن آپ ہیں کیجئے کرپا اپار

غریب پرور　　بادل　　مہربانی　　حد سے زیادہ

مم آنسو کی بھاپ لے برسو آنگن یار

میرے　　صحن　　محبوب

ترجمہ :- اے بادل! آپ غریب پرور ہیں اس لئے مجھ غریب پر ایک مہربانی کیجئے۔ میرے آنسو کو بھاپ بنا کر لے جایئے اور میرے محبوب کے صحن میں برسا دیجئے۔

محبوب کی محبت

بھونرا بیٹھا کمل پر بند بھیو نش جان

جانکر

پراتھ ہنس بھونرا کھے لیا نہ تیرا پران

صبح جان

ترجمہ :- بھونرا عاشق ہے کنول پر اور کنول عاشق ہے آفتاب پر۔ آفتاب غروب ہوا اور کنول کا پھول بند ہوا (جیسی اُس کی فطرت ہے) پھول پر بیٹھا ہوا بھونرا بھی کنول میں بند ہوگیا۔ جب صبح آفتاب طلوع ہوا اور پھول کھلا تب بھونرا پھول سے ہنس کر بولا کہ اگر میں چاہتا تو رات کو تجھے کاٹ کر تیری اسیری سے آزاد ہو جاتا کیونکہ میں لکڑی تک کو کاٹ ڈالتا ہوں۔ تیری ملائم پتیوں کی کیا حقیقت ہے۔ مگر میں نے سوچا کہ اپنے محبوب کو نقصان نہ پہنچانا چاہیئے۔ خواہ خود تکلیف کیوں نہ اٹھاؤں۔

عہد شکنی

چاتک پن کو نہ تجے تو تن بیکاج

پپیہا عہد چھوڑتا چھوڑتا جسم بے کار

تن چھوٹے تو کچھ نہیں پن چھوٹے ہے لاج

جسم عہد شرم

ترجمہ :- پپیہا نے یہ عہد کیا کہ وہ صرف سُواتی نچھتر کا ہی برساتی پانی پئے گا مگر وہ نچھتر برسا ہی نہیں تو پپیہے نے دوسرا پانی نہ پیا اور پیاس کی تکلیف میں اپنی جان دے دی۔ کیونکہ اگر جان جاتی ہے تو جائے، مگر عہد شکنی نہ ہو۔

اصلی اور نقلی محبّت

پریم اصیلن کو سانچو ہے جنم جنم جو سکے نہ چھوٹ

محبت اصیل کا سچّا زندگی زندگی

پریم دوغلن کو کانچو ہے جو جھکجھورن جاوے ٹوٹ

محبت دوغلہ کا کچّا صدمہ جائے

ترجمہ :- اچھے لوگ محبت کو نبھاتے ہیں اُن کی محبّت زندگی کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ مگر دوغلے ایک صدمہ کے بعد ہی محبت سے مُنہ موڑ لیتے ہیں۔

چار سوال

کہا نہ ابلا کرسکے کہا نہ سندھ سمائے

کیا عورت کیا سمندر غرق

کہا نہ پاوک میں جرے کاہ کال نہ کھائے

کیا آگ جلے کسے موت

ترجمہ :- عورت کون سا کام نہیں کرسکتی ؟ سمندر میں کون سی چیز غرق نہیں ہوسکتی ؟ آگ کس چیز کو جلا نہیں سکتی ؟ اور موت کسے ہضم نہیں کرسکتی ؟

مفارقت کا ساتھ

رہوں اکیلی موہناں گئے چھوڑ سکھ سات

رہتی محبوب ساتھ

بھلو ہو جیو برہ کو سنگ رہے دن رات

بھلا مفارقت کا ساتھ

ترجمہ :- حسینہ اپنے محبوب کو لکھتی ہے - میں اکیلی رہتی ہوں - آرام وراحت اور سکھ بھی میرا ساتھ چھوڑ چکا ہے - خدا مفارقت کا بھلا کرے جس نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا - جو دن رات میرے پاس ہے -

---